

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہو جب تک کہ نہ اس سلسلہ نام کتاب چین الدین محفوظ رہیں

سلسلہ تصوف نمبر ۴۴

اردو ترجمہ کتاب

# محکم الفقہ کلان

از تصنیف لطیف و باریک بین علامہ عارفین تاج مشتاقان غوثیہ  
و فخر عاشقان آستانہ قادریہ فانی ہو حضرت سلطان بابا ہو

قد سرسره العزیز

CHECKED 199۴ جسے

اللہ والے کی قومی دکان ملک چین الدین کا فضل الدین گزنی

تاج کتب قومی

منزل نقشبندیہ

بازار کشمیری

کوچہ گلہ زریں

لاہور

بصرف زکیر باج اور اردو ترجمہ کر

اس کتاب کے پرنٹنگ سے لاہور میں باہتمام ڈھری محمد اسلم پرنٹر کے چھپوائی

کنج الاسرار  
۲۰

کلید التوحید  
۲۰

العارفین  
منقح

سلسلہ العارفین

عین الفقر  
۴

حجۃ الاسرار  
۳

مجالسہ ابی  
۲۰

مجموعہ پنجابی  
ابیات باہو  
۲

مجلس فقر  
۲۰

محکم الفقر  
۳

کشف الاسرار  
۲

محبۃ الاسرار  
۳

رسالہ روحی  
۱

نور الابرار  
۳

امیر اکوٹین  
۱۲

قرب دیدار  
۲

کتاب مشرقیہ صفحہ ۱۰۰  
قدوة السالکین سلطان العارفین فنا فی ہو  
حضرت بکھو قدس سے ہیں جن کے  
اوردہ ترجمے کر اگر تہایت خوشخط اعلیٰ  
کاغذ چھپوائے گئے ہیں

فضل اللقا  
۳

عجز فیض  
۲

عقل بیدار  
۲

جامع الاسرار  
۱

شیخ برہنہ  
۲

توفیق ہدایت  
۱

اورنگ شاہی  
۲

آرکھ

ترجمہ منظوم پنجابی  
دیوان باہو  
۳۰

فارسی  
دیوان باہو  
۲

المشرع  
امداد ایسی قومی کان بازار کشمیری لاہور



# فہرست مضامین

## اُردو ترجمہ کتاب محکم الفقر

صفحہ	عنوان	بر شمار
۱	مقدمہ تصوف	۱
۳	خدا کی پہچان	۲
۴	ثبوت واجب الوجود	۳
۶	توحید	۴
۷	امر و خلق	۵
۸	نفوس کلی	۶
۸	نفس ناطقہ	۷
۹	عالم ارواح	۸
۱۱	عالم برزخ	۹
۱۱	جسد مثالی	۱۰
۱۲	قبر حقیقی	۱۱
۱۳	اُردو ترجمہ کتاب محکم الفقر	
۳۱	اسلام کے طریقے	۱۲
۳۳	مرشد کی تعریف	۱۳
۳۶	تعریف کتاب	۱۴
۳۸	مشلہ روح اور نفس عقل اور علم میں	۱۵

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۳۹	طلب خدا کا طریقہ	۱۶
۴۲	یقین کی تعریف	۱۷
۴۳	تعریف مرشد	۱۸
۴۵	مسئلہ ترتیب سلوک	۱۹
۴۶	تقوے کی تعریف	۲۰
۴۷	نماز استخارہ	۲۱
۴۷	جواب مصنف	۳۲
۴۸	ذکر مقامات وجود	۲۳
۴۹	علم یقین اور عین یقین اور حق یقین کی بحث	۲۴
۵۱	عاشق اور عارف کی حالت	۲۵
۵۱	تصوف کی حقیقت	۲۶
۵۲	تصوف کے حروف کے معنی	۲۷
۵۵	فقر کے وجود میں چار دوست ہیں	۲۸
۵۶	علماء اور فقر اکافرق	۲۹
۵۷	دُنیا اور اہل دُنیا کی مذمت اور مصنف کتاب کا جواب	۳۰
۵۸	اقسام دوستی	۳۱
۵۹	فقر اور معرفت کا بیان	۳۲
۶۰	علماء کے اقسام	۳۳
۶۱	فقر کی خدمت	۳۴
۶۲	فقر کی پہچان	۳۵
۶۲	فقر کے مقام	۳۶
۶۳	ذکر مراقبہ	۳۷
۶۴	طلب سولی اور طلب دنیا کی بحث	۳۸
۶۶	مشرک کا مسئلہ اور اہل سنت والجماعت کی تحقیق	۳۹

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۰	شر کی حالت	۶۶
۴۱	معرفت مولے اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے	۶۸
۴۲	راڑ کیا ہے اور ریاضت کس کو کہتے ہیں	۶۸
۴۳	حکایتنا وزیر	۶۹
۴۴	کلمہ طیب کے حروف کے معنی	۷۰
۴۵	علم کی تعریف	۷۳
۴۶	استغراق کے اقسام	۷۷
۴۷	طالب کی قسمیں	۷۷
۴۸	عقل کل کی تعریف	۷۹
۴۹	فضائل و برکات لفظ اللہ	۸۰
۵۰	ادب اسم اللہ	۸۱
۵۱	پیدائش نور محمدی کا مسئلہ	۸۱
۵۲	فقیر مفلس ہے	۸۷
۵۳	عشاق کا مقام اور حصہ	۸۸
۵۴	عاشق کی تعریف	۹۰
۵۵	کلمہ طیبہ کی تعریف	۹۲
۵۶	مقام سُکر کی تعریف	۹۳
۵۷	احکام شریعت	۹۳
۵۸	بیان دعوت تکبیر و کیمیا کے اکسیر	۹۴
۵۹	ذکر چار قسم کے ہیں	۹۵
۶۰	مقامات حیرت	۹۸
۶۱	مقام ہمہ اوست	۹۹
۶۲	عارف باللہ کی تعریف	۱۰۲
۶۳	شرح النفس	۱۰۳

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۰۴	ذکر پاس انقباس	۶۴
۱۰۴	طالب کس کو کہتے ہیں	۶۵
۱۰۵	نفس کی خصائیں	۶۶
۱۰۸	آداب خاموشی	۶۷
۱۰۹	علم کے کیا معنی ہیں	۶۸
۱۰۹	عالم مولے کی طلب نہیں کر سکتا	۶۹
۱۱۰	معلوم کیا ہے	۷۰
۱۱۰	فرض ظاہر اور فرض باطن	۷۱
۱۱۲	علماء و فقر اکا فرق	۷۲
۱۱۳	جسم کے اقسام	۷۳
۱۱۳	تقسیم علم	۷۴
۱۱۴	فقہ کے تین حرف ہیں	۷۵
۱۱۴	فقر کے بھی تین حرف ہیں	۷۶
۱۱۵	اعتقاد من لیس است و پیر من خس است	۷۷
۱۱۵	شعر کی قسمیں	۷۸
۱۱۵	شرح تفکر	۷۹
۱۱۶	کتاب بحک الفقر	۸۰
۱۱۷	عالم با عمل کی تعریف	۸۱
۱۱۸	فقر کامل	۸۲
۱۱۸	طلب مولے	۸۳
۱۱۹	صفت درویشی	۸۴
۱۱۹	دنیا کی زندگی مثال مقام سحین ہے اور معرفت الہی کی مثال	۸۵
۱۱۹	مقام علیتین ہے	۸۵
۱۱۹		۸۵

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۲۰	دُنیا داروں کی قبر .. ..	۸۷
۱۲۰	مولے کے حروف کے معنی .. ..	۸۸
۱۲۲	قرآن کی صفت .. ..	۸۹
۱۲۲	مقام معرفت .. ..	۹۰
۱۲۴	شرح تفکر .. ..	۹۱
۱۲۸	توحید کے معنی .. ..	۹۲
۱۳۰	خدا کی نظر انسان کے دل پر ہے .. ..	۹۳
۱۳۲	عارف کے معنی .. ..	۹۴
۱۳۵	عقل کل اور علم لدنی کی تعریف .. ..	۹۵
۱۳۶	قلب مومن عرش اعظم ہے .. ..	۹۶
۱۳۸	معرفت مولے .. ..	۹۷
۱۴۰	حرف الف کی تعریف .. ..	۹۸
۱۴۲	دعوتِ قرآن .. ..	۹۹
۱۴۵	مراقبہ قادریہ .. ..	۱۰۰
۱۴۵	فقیر محتاج نہیں ہے .. ..	۱۰۱
۱۴۶	دعوتِ فقر .. ..	۱۰۲
۱۴۷	کفار کے نام کا فنیلہ .. ..	۱۰۳
۱۴۷	مدواہلِ قبر .. ..	۱۰۴
۱۴۹	شرح دعوت .. ..	۱۰۵
۱۵۰	یوصل الحبیب الی الحبیب .. ..	۱۰۶
۱۵۲	الحبُّ لِلّٰہِ والیتقُّ لِلّٰہِ .. ..	۱۰۷
۱۵۵	خلقت العلماء والفقرا .. ..	۱۰۸
۱۵۵	مسکین کی تعریف .. ..	۱۰۹
۱۵۶	ذکر اللہ کی ترکیب .. ..	۱۱۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۱۱	نقشہ روضہ مبارک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ..	۱۶۰
۱۱۲	علم السیر کی بحث و طریق دعوت ..	۱۶۱
۱۱۳	نمونہ قبر مبارک کا ..	۱۶۱
۱۱۴	طریق دعوت ..	۱۶۲
۱۱۵	شیخ کامل کی حقیقت ..	۱۶۳
۱۱۶	گوشت کی تعریف ..	۱۶۴
۱۱۷	اسم اعظم کی دعوت ..	۱۶۵
۱۱۸	طالب کی حقیقت ..	۱۶۶
۱۱۹	دنیا کی محبت کی خرابی ..	۱۶۸
۱۲۰	اپنی شناخت ..	۱۷۰
۱۲۱	مرشد ناقص کا بیان ..	۱۷۱
۱۲۲	علم کی تعریف ..	۱۷۲
۱۲۳	اقسام درویش ..	۱۷۲
۱۲۴	اقسام حضوری ..	۱۷۳
۱۲۵	اقسام فقیر ..	۱۷۶
۱۲۶	قسمت کی تعریف ..	۱۷۸
۱۲۷	عشق کی صفت ..	۱۸۰
۱۲۸	طریقہ قادری ..	۱۸۱
۱۲۹	التوحید والتوکل ..	۱۸۱
۱۳۰	غوث الاعظم کی تعریف ..	۱۸۲
۱۳۱	اقسام درویشی ..	۱۸۴
۱۳۲	مرشد کی شناخت ..	۱۸۵
۱۳۳	اولیا کی تعریف ..	۱۸۶
۱۳۴	قدیمی علی رقاب کل ولی اللہ کی بحث ..	۱۸۹



صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۱۹۲	سماع کا بیان	۱۳۵
۱۹۴	اہل دل کی صفت	۱۳۶
۲۰۰	اوہام اور تجرود و تفکر کی تعریف	۱۳۷
۲۰۲	اکملت لکم دینکم کی تعریف	۱۳۸
۲۰۳	سکوت کی تعریف	۱۳۹
۲۰۴	معرفت کی تعریف	۱۴۰
۲۰۶	فقر کی دوستی کا بیان	۱۴۱
۲۰۸	حقیقت کشف	۱۴۲
۲۱۲	رید کی تعریف	۱۴۳
۲۱۳	جہل کی بُرائی	۱۴۴
۲۱۷	طبقات علم	۱۴۵
۲۱۸	ریا کی مذمت	۱۴۶
۲۱۹	دنیا کی مذمت	۱۴۷
۲۲۰	شکر کی تعریف	۱۴۸
۲۲۰	نور محمدی کی تعریف	۱۴۹
۲۲۱	تعلیم انسان و آتام فقر	۱۵۰
۲۲۳	اقسام فقیر	۱۵۱
۲۲۴	یقین کا مرتبہ	۱۵۲
۲۲۴	حضور قلب کی تعریف	۱۵۳
۲۲۹	فوائد کلمہ طیبہ	۱۵۴
۲۳۳	مذہب اہل سنت والجماعت	۱۵۵
۲۳۴	رات کا جاگنا عبادت ہے	۱۵۶
۲۳۵	فقر کی تعریف	۱۵۷
۲۳۹	حیوان اور انسان کا فرق	۱۵۸

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۲۲۰	سید القوم خادہم	۱۵۹
۲۲۱	شرح معراج	۱۶۰
۲۲۳	شرح مراقبہ	۱۶۱
۲۲۴	مراقبہ اول	۱۶۲
۲۲۵	شرح اسم اللہ	۱۶۳
۲۲۹	معراج الفقیر	۱۶۴
۲۵۳	معرفت الہی کا طریقہ	۱۶۵
۲۵۵	شرح الفقیر فخری	۱۶۶
۲۵۶	شرح فقر محمدی	۱۶۷
۲۶۲	شرح علم الہام و پیغام	۱۶۸
۲۶۵	شرح الہام اور الہام کی تعریف	۱۶۹
۲۶۷	شرح مجلس صحیح اور ذکر اللہ اور تسبیح حضرت	۱۷۰
	علیہ الصلوٰۃ والسلام	
۲۷۳	شرح فقر محمدی	۱۷۱
۲۷۷	انسان حکمت الہی ہے	۱۷۲
۲۸۲	شرح مردان خدا صاحب باطن صفا	۱۷۳
۲۸۴	شرح فضیلت علم تعلیم و وسیلت ذکر اللہ صاحب یقین	۱۷۴
۳۰۹	کلمہ شہادت کی فضیلت	۱۷۵
۳۲۱	شرح نفس امّارہ	۱۷۶
۳۳۳	شرح ذکر تجلیات ذات و صفات	۱۷۷
۳۳۵	شجرہ شریف	۱۷۸
۳۳۶	شجرہ شریف	۱۷۹

# مقدمہ تصوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تصوف کیا چیز ہے؟ میں اس بحث سے اس مقدمہ کو شروع کرتا ہوں۔ چونکہ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ تصوف نہ کوئی شے ہے اور نہ اس کا کوئی وجود قائم ہو سکتا ہے۔ بلکہ ایک قوتِ روحانی کا نام تصوف رکھ لیا گیا ہے جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان جس چیز کو نہیں دیکھ سکتا اور جو چیز اُس کی عقل کے اندازہ سے باہر ہوتی ہے اُس پر اُس کو مشکل سے یقین حاصل ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ تصوف ایسی چیز نہیں ہے۔ کہ ہر شخص اُس کے مذاق سے آشنا ہو سکے اس کی لذت تو کچھ متصفین ہی جان سکتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی جان عزیز تر اس راہ میں قربان کر دی ہے۔ اور خدا کے محبوبین میں شمار کئے گئے ہیں۔  
بعض کہتے ہیں۔ کہ تصورات کی مشق سے قوتِ مضافی کسی کو کسی خیالِ مقدس کی طرف متوجہ کرنے سے جو حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اُس کو تصوف کہتے ہیں۔ زیادہ تر اس وجہ سے کہ تصوف معنی خدا شناسی کا اچھا ذریعہ ہے۔

بعض کا مقولہ ہے کہ جب اُسے علیہ السلام سے ارشاد ملا تو اُنہی کو ہم کو نہیں سمجھ سکتا۔ تو دوسرے انسان کے دل میں انوارِ ذاتِ ربی کیونکر چمک سکتے ہیں۔ یا کوئی شخص اُس جلوہ مقدس کو کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ جنابِ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج حاصل ہونے کے بعد ارشاد کیا کہ مَا عَرَفْتُكَ حَتَّى تَمُحَّرَ فِتْنًا یعنی میں نے اپنے رب کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ باوجود قرب کے جو بیان کیا گیا اللہ جل مجدہ کو یہ نسبت مجموعی

اس وجہ سے نہیں دیکھا کہ بادشاہوں کے حضور میں بیٹھے اور نظر کرنا اور ادھر ادھر دیکھنا خلاف ادب بادشاہت کے ہے اور نہ رعب عظمت خواہی شخص کو کتنی ہی تقرب کیوں نہ ہو اجازت دینا ہے خصوصاً ہمارے حضور تو اتصال نور مجرب سے ذائقہ وصل میں محو ہو رہے تھے اور بار کو جمال یار نے دریا ئے حیرت میں مستغرق کر رکھا تھا۔ اور بے اندازہ الطاف ربانی کے بار احسان نے اپنا بندہ بڑا لیا تھا۔ جو کچھ اشارہ ہوا قوت روحانی کے ذریعہ سمجھ لیا گیا۔ اور چو اپنے جی میں آیا پسچکے سے عرض کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تو خواہش تھی۔ کہ ذات پاک کو بے حجاب اور با واسطہ دیکھوں اور اسی شوق میں وہ بار بار وجود جواب لکھ کر آئی مٹنے کے آری کھنڈ پر مجبور ہو گئے تھے اور آخر کو ہی ہر بار ہوا رشا ہوا تھا۔

اپنی جو ہم لکھ آئے ہیں کہ تصوف کیا چیز ہے پہلے ہم اس کی حد قائم کئے دیتے ہیں۔ اور اقوال صوفیہ سے اُس کے معانی لکھتے ہیں۔ بعد اس کے ہم اور امور اس مقدمہ تصوف کے میان کریں گے۔

اس جگہ میں چند اقوال صوفیائے عظام کے تصوف کی تعریف میں لکھتا ہوں اور زیادہ اس امر کی بحث نہ کروں گا۔

حضرت معروف رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی یہ تعریف فرمائی ہے۔ کہ ”تصوف گرفتن خلائق و گفتن بدقائق و نمید شدن از آسچہ بہت و دست خلائق“ یعنی تصوف خلائق کو پاک کرنا اور دیکھ کر بدقائق کا کھانا اور جو کچھ خلائق کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی طرف نظر نہ کرنا اور اُس سے نا امید ہو جانا ہے۔

حضرت ابوحنیفہ مداؤنے اس علم کی تعریف لفظ ”ہمہ دست“ سے فرمائی ہے۔ دوسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ ”تصوف آست کہ ترا خداوند تعالیٰ از خود میراند و بخود نہر کند“ یعنی تصوف یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ تیری ہستی فنا کر دے اور اپنی ہستی کے ساتھ زندہ کر دے یعنی حیات ابدی عطا فرمائے۔

تیسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ ”تصوف کہی بود کہ با خدا باشی بے علاقہ“ یعنی تعریف طاعت نفسانی کو قطع کر کے خدائے پاک کے ساتھ ہونے ہے۔

چوتھے مقام پر فرماتے ہیں کہ ”تصوف کہی بود کہ با خدا باشی بے علاقہ“ یعنی تعریف طاعت نفسانی کو قطع کر کے خدائے پاک کے ساتھ ہونے ہے۔

و مفارقت از طبیعت و فرو میراندن بشریت و قدر بودن از وداعی نفسانی و فرو آمدن صفات روحانی و بلند شدن بعلم حقیقی و بکارداشتن اسبجہ اولیٰ تر باشد الیٰ امتداد بشیعت کردن جملہ امت و فواجب آوردن و منالبت پیغمبر و شریعت " یعنی تصوف خلقت کے انکساف سے دل صاف کرنے اور طبیعت سے مفارقت کرنے اور صاف بشریت کے نکال دینے اور خواہشات نفسانی کے دور ہونے اور روحانی صفات کے حاصل ہو جانے اور علم حقیقی کے ساتھ بلند ہونے اور جو عمل خدا بننے کی طرف ملتے کرتے والا ہو اس پر کار بند رہنے اور تمام اُمت کو نصیحت کرنے اور فواجب اس نے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اتباع کرنے کا نام تصوف ہے ۔

حضرت خواجہ ابو محمد ریش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تصوف حسن خلق کا نام ہے ۔ حضرت ابو الحسن نور علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تصوف نہ علوم است نہ رسوم اگر علم ہو تو تعلیم حاصل شدے و اگر رسوم ہو تو بجا ہد بہت آمدے بلکہ اخلاق است کہ تخلق باخلاق اللہ و بخلق خدا میر دل آدن نہ رسوم دست و ہد نہ بعلم " یعنی تصوف نہ علوم ہے نہ رسوم کیونکہ اگر علوم ہو تو پڑھنے سے حاصل ہوتا اور اگر رسوم ہو تو نوجا ہد کے ساتھ حاصل ہوتا بلکہ تصوف نام اخلاق کا ہے یعنی خدا سے پاک کے خلق کے ساتھ ہر ایک سے پیش آنا یہ تصوف نہ رسوم سے باقہ آتا ہے نہ علوم سے حاصل ہوتا ہے بلکہ تصوف ترک جمالیہ قبیلہ نفس است برائے نفیب حق " یعنی تصوف تمام خطوط نفسانیہ کو محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے ترک کرنے کا نام ہے ۔

اب میں اس بحث کو زیادہ طویل دینا نہیں چاہتا بلکہ ہمیں اقوال صوفیہ پر اس بحث کو ختم کرتا ہوں اور دوسری بحث شروع کرتا ہوں ۔

## خدا کی پہچان

خدا کا جاننا اور اس کی صفات کا پہچاننا ہر شخص پر اپنی عقل کے موافق لازم ہے اس میں کسی کی تقلید جائز نہیں ۔

انسان ہر چیز کی کُنہ اور ذات کو دریافت نہیں کر سکتا اور خالق کل موجودات کی ذات اور کُنہ کا معلوم کرنا مخلوق کو کمزور ممکن ہے ۔ ہاں اس کے وجود کا یقین ہر شخص عقل کو

مثل اپنے نفس کے وجود کے ہے کہ جو اس ظاہری سے معلوم نہیں ہوتا۔ علم اس کا وجدانی اور یقینی ہے گو ہر چیز کی ہی ناچیز تصور ہو مگر اس کی کنہ حقیقت ضرور مانتی پڑیگی۔ اور ورد کا عالم عراسمہ کی اس سے زیادہ کیا روشن دلیل ہو سکتی ہے۔ کہ وہ مرید اور حکیم اور علیم اور سمیع و بصیر ہے جس کی صفت تمام سلسلہ کائنات سے ظاہر ہے۔

یہ امر مسلم ہے کہ ضرور کوئی مدبر صاحب حکمت اس کا موجد ہے۔ اور ایک قاعدہ پر سب کو رکھنے والا اور چلائی والا ہے۔ چونکہ وجود کے دو معنی ہیں۔ ایک فی الواقع ہونا کسی شے کا اور ایک اُس کے ہونے کا اظہار کہ قائل شے ہے مثلاً زید کا قائم ہونا فی حد ذاتہ علیحدہ شے ہے۔ اور بیان کرنا اس کا وہ موجود ہے علیحدہ شے ہے۔ یہ وجود دوسرے معنی کا امر اعتباری اور مصدری ہے کہ جو قابل بحث بیان نہیں ہے۔ اور عدم رفع وجود کا نام ہے۔ کوئی دوسری چیز فی الواقع بمقابلہ وجود کے موجود نہیں۔ اور مراتب وجود واقعی باہم متفاوت ہیں۔ ان کی تقسیم باعتبار مراتب حسب ذیل ہے۔

۱) واجب (۲) ممکن (۳) ممکن (۴) قوی (۵) ضعیف (۶) متقدم (۷) متاخر۔  
اور تقدم و تاخر دو قسم کا ہے، ایک ذاتی اور ایک زمانی۔ مثلاً آواز کسی قسم کی گنبدیں متقدم بالذات ہے اور دوسری آواز جو ایسی طرح گنبدیں آتی ہے۔ متاخر بالذات ہے باعتبار زمانہ کے ان دونوں میں تقدم و تاخر ہے۔ اور وجود باپ کا بیٹے کے وجود سے متقدم بالزمان ہے اور بیٹے کا وجود متاخر بالزمان ہے۔

جو وجود کہ مستقل بذاتہ اور محتاج غیر کا نہ ہو، وہ قوی ہے۔ اور جو محتاج غیر کا اپنی ذات میں ہو، وہ ضعیف ہے۔

و جو ممکن وہ ہے۔ کہ جس کا ہونا عقل یا اور نہ کر سکے۔ اور ممکن وہ ہے کہ جس کا ہونا اور نہ ہو تا دونوں ضروری نہ ہوں۔

و جو واجب وہ ہے کہ جس کا ہونا ضروری ہو۔

## ثبوت واجب الوجود

جن کو دیکھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ ہر چیز کا ہونا ضروری ہے۔ اور ہر چیز کا ہونا ضروری ہے۔ اور ہر چیز کا ہونا ضروری ہے۔



کے لئے ہے اور کوئی معلول کسی کا +

اس صورت میں ضرور یہ خیال آتا ہے کہ کیا یہ سلسلہ غیر متناہی یوں ہی چلا آتا ہے۔ یا کہیں اس کا آغاز و انجام بھی ہے یا اول جو شے اس میں فرض کی جائے وہ علت بھی کسی کی ہے جو اس کے بعد ہے۔ اور معلول بھی کسی شے کی جو سب سے پھلی فرض کی جائے +  
پس یہ پھلی بات اس لئے غلط ہے کہ خود علت اور معلول ہونا شے کا بنیہ حال عقلی ہے کوئی شخص چند خشیں مردوں کی کہیں پڑی ہوئی دیکھے۔ اور پھر اگر ان کو زندہ پائے اور منتشر کرے کہ کسی نے ان کو زندہ کیا ہے۔ تو ہرگز کوئی صاحب شعور اس کو باور نہیں کر سکا۔ اور اس کو یہ خیال ضرور گزرے گا۔ کہ ان کا زندہ کرنا والا کوئی اور ہے، جو ان میں داخل نہیں ہے اور پہلی بات اس وجہ سے غلط ہے کہ علت نامہ شے کا موجود ہونا معاشے معلول کے ساتھ لازمی ہے اور صورت تسلسل میں کوئی طرف اول متصور نہیں ہو سکتی۔ کہ جس کی تاثیر سے درجہ بدرجہ طرف آخر کا ہونا اپنی علت کے ساتھ قبول کیا جائے +

علاوہ ازیں زمانہ موجود ہر آن میں حال ہی ہے۔ ماضی گزشتہ چکا مستقبل ہونے کو ہے زمانہ حال اپنی دو طرفوں یعنی ماضی اور مستقبل سے محدود ہے۔ پس شے محدود میں غیر متناہی سلسلہ اشیا کا موجود ہونا محال عقلی ہے۔ اور اگر کہو کہ سب سے پہلے جو زمانہ حال تھا وہ طرف ماضی نہ رکھتا تھا تو وہ زمانہ کے ساتھ سلسلہ اشیا بھی طرف اول میں منتہی ہو جائیگا +  
زمانہ گزشتہ و حال مستقبل باعتبار گردش فلکی یا ارضی فرض کیا جاتا ہے۔ کہ جو خود حقوق ہے کہ ارض میں یا اس کے گرد تمام چیزیں دنیا کی جو موجود ہیں یا غیر ارض۔ جہاں کہیں بھی کوئی چیز ہے۔ سب کی ایک حدیقین ہے۔ ان میں تغیر و تبدل جو کچھ ہوتا ہے وہ مقام محدود میں ہونا رہتا ہے۔ کوئی زمانہ یا مکان ایسا نہیں کہ جس کی ابتدا اور انتہا نہیں یا وسعت بے اندازہ اس کی ہو۔ ہر لحظہ کل اشیا موجود کا مجموعہ ایک مقدار اور تعداد معین پر ہوتا ہے پس تسلسل کو کیونکر قبول کر لیا جائے +

اگر کوئی کہے علت فاعلی کا معلول کے ساتھ رہنا ہر دم لازم نہیں ہے۔ گمار برتن بنا کر مرجاتا ہے، برتن موجود رہتا ہے۔ تو جواب اس کا یہ ہے۔ کہ علت مادی کا قائم رہنا ہر وقت معلوم کے ساتھ ہر صورت میں لازمی ہے۔ پس صورت تسلسل میں نہ تو پچھلا مادہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ نہ پہلا فاعل کہ جس کے قبل کچھ نہ ہو +

اب نظر بہ لائل ثابت ہو کہ تمام سلسلہ کائنات کی علت اصلی شے ہے جو کسی کی معلول نہیں، چنانچہ موجودات کے لئے اُس کا وجود واجب ہے۔ اُس کو خواہ خدا کہو یا اور کچھ مطلب واحد ہے۔ اور محلول واحد ہی کے نام کے اختلاف سے ذات نہیں بنتی ہے۔

## توحید

دو واجب الوجود کا ہونا عقلاً محال ہے۔ اگر دو واجب الوجود ہوں، تو اُن میں ماہ الامتیاز کچھ ہونا چاہئے۔ اور کچھ ماہ الاشتراک۔ ورنہ سب طرح سے وہ دونوں ایک ہی ہیں دو نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ہوں تو اُن کو دو کہنا بے معنی ہے۔

واجب الوجود ہونے کی حیثیت میں وہ دونوں کو شریک مان لیا گیا ہے تو جو کچھ غیرت ہو وہ ذات ہی میں ہو سکتی ہے۔ یعنی یہ کہ اُن کی ذاتیں باہم متغایر ہیں۔ مگر یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ اپنی ذات میں متغایر ہوں۔ اس واسطے کہ مفہوم واجب الوجود، عین ذات واجب الوجود ہے۔ اور وجوب وجود کا مفہوم ذات واجب الوجود سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ اگر علیحدہ ہو تو ذات واجب الوجود کی معرض اُس کی ہوئی جاتی ہے۔ اور معرض ہونے کی صورت میں مرکب اور محتاج ہونا بلکہ معقول ہونا ذات واجب الوجود کا لازم آتا ہے۔ کہ جو نقیض واجب الوجود اور خلاف معرض ہے۔

اگر کہا جائے کہ مفہوم واجب الوجود کوئی شے حقیقی نہیں ہے۔ کہ جس کے عارض ہونے سے ذات واجب الوجود میں قیاحت لازم آئے۔ یہ ایک صفت اُس کی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اُسی صفت کی دو بسیط ذاتیں ہوں۔ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ وجوب وجود کی فردی و بسیط ہی ہیں۔ کہ جیسی اُن ذاتوں کی فردی قرار دی جائیں کہ جن کو وجوب وجود کی صفت عارض ہو۔ مثلاً زید و عمر و بکر و خالد کی مختلف ذاتیں جس قدر باہم علیحدہ ہیں۔ انسانیت بھی اُن کی جو ایک صفت اُن کی ہے باعتبار اُن کی ذاتوں کے باہم مختلف ہے۔ کوئی کامل ہے کوئی ناقص ہے اور کوئی متوسط۔ پس واجب الوجود کی دو ذاتیں متغایر ہوں تو ضرور وجوب وجود کی اسی طرح مختلف وجہ کا ہوگا۔ حالانکہ دونوں کا اتحاد قرار دیا گیا ہے۔ اور فرض کیا جائے کہ ذاتیں دونوں کی متغایر ہیں مگر صفت وجوب وجود میں متحد ہیں۔ تو بھی ضرور کچھ

اور ایک ضعیف بہر حال مساوی نہ ہو گی۔ کیونکہ سب طرح ایک ہی ہوں تو دو نہیں ہو سکتے۔  
نقص اور ضعف اُس شے کے عدم کا نام ہے جو دوسرے میں ہو۔ اور یہ بات بدیہی ہے کہ  
خود کسی شے کا بنفسہ مقتضی رفع وجود کا یعنی عدم کا نہیں ہوتا۔ پس ضرور اور کوئی چیز جو ذات  
سے خارج ہو۔ باعث عدم یعنی نقص و ضعف قبول کرنی پڑے گی۔ اور اس صورت میں ذات ناقصہ  
و ضعیفہ محلول دوسری علت کی ہو جائیگی۔ واجب الوجود نہ رہے گی ۲

اور اگر کوئی کہے کہ ہر شے کے لئے ایک علت یعنی واجب الوجود عقل تجویز کر سکتی ہے  
کہ جس پر سلسلہ اس کا اوپر کو ختم ہو جائے۔ تو جواب یہ ہے کہ دنیا میں سب چیزیں دو قسم کی ہیں  
بسیط اور مرکب اور بسیط کو مرکب سے کسی نہ کسی طرح کا تعلق ہے۔ کسی سے کوئی مرکب چیز  
پیدا ہوتی ہے اور کسی سے کوئی چیز تلف ہو جاتی ہے۔ یا کسی سے کوئی چیز اپنی ذات  
باصورت یا صفت میں تائید پاتی ہے۔ اور اکثر یہ تعلق جو باہم سب ہیں ہے ایک ہی نظم پر  
یکساں ہمیشہ چلا آتا ہے کہ در صورت غالب و مغلوب و قادر و عاجز و مطہر و مطلق ہونے  
ہر ایک کے آپس میں، اور یہ امور موجب محلول ہونے پر ایک کے ہلکے ہیں۔ اور خلاف  
شان واجب الوجود اور در صورت کہ محلول ایک علت کا دوسری علت کے محلول  
سے فنا ہو جائے تو فنا ہو جانے والے کی علت جو قائم بذاتہ قرار دی ہے۔ در صورت فنا ہو جانے  
اُس چیز کے کہ جس کو محلول اُس کا فرض کیا جائے۔ در اصل علت مقصور نہیں ہو سکتی۔ علاوہ  
اُن سب مرکبات کے احداث میں بدیہاً دئے دو واجب الوجود کا شریک ہو نا لازم آتا ہے  
مکملین کا۔ اس لئے کہ ایک ایک تو اجزاء سے بسیط کے واجب الوجود کا اور ایک اس کا کہ  
جس کی مرضی اور تاثیر سے وہ چیز باہم مرکب ہوں ۳

اگر سلسلہ اعداد پر خیال کیا جائے تو واحد کا مرتبہ وحدت میں ایک ہی ہے۔ کہ جس  
سے مجموع اعداد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ دو امد حیثیت واحدہ میں تصور نہیں ہو سکتے۔  
پس جب تک کوئی دلیل مخالف اس کے ثابت نہ ہو، سلسلہ کائنات میں خلاف  
اس کے تجویز کرنا خلاف دانش ہے ۴

## امر و خلق

واجب الوجود کا اثر اور حکم بھی اُن کا ارادہ اور اُن کی ذات نظم و تدبیر کا علم ہے

کوئی جزو اس کی ذات کا ممکن نہیں +  
اور عقول و نفس ناطقہ کا وجود اور جمیع مادیات جسمانی کا ظہور امر یعنی حکم اور نور الہی سے  
متعلق ہے کہ جس کو خلق بھی کہتے ہیں +  
واضح ہو کہ جب اس عالم محسوس کی نورانی چیزوں کا نور اس کی ذات کا جزو نہیں ہے  
تو خالق کا نور یعنی نور الانوارہ کا نور ہرگز اس کی ذات جزو مستصور نہیں ہو سکتا ہے +

## نفوس گلی

ہر ایک چیز کا ایک نفس گلی ہے کہ جو موجب ظہور وجود اس شے کا ہے مثلاً جمادات  
و نباتات و حیوانات کے خاص خاص نفس ہیں۔ کہ جن سے اُن کا نشو و نما ہوتا ہے اور  
نفس انسانی جامع اُن قوتوں کا ہے کہ جو نفوس جمادات و نباتات و حیوانات کو حاصل  
ہیں۔ اور یہ بدیہی بات ہے۔ محتاج استدلال نہیں +

## نفس ناطقہ

نفس ناطقہ بسیط غیر فانی ہے۔ بتدریج اپنی صفات میں ترقی پذیر ہوتا ہے اور جو  
صفیات اس کو حاصل ہوتی ہیں وہ زوال پذیر بعد مرگ نہیں ہیں۔ بعد غربی بدن کے عالم محسوس  
میں منسلک ہوتا ہے۔ مقامات اس کے بعد فنائے بدن بحسب تحصیل کمالات اور نقصانات  
کے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ ایک مبہل باغ جمال ربانی کا ہے۔ نفس عنصری مادی میں مقید  
ہے۔ ماہیت اس کی غیر معلوم ہے۔ اور عقل انسانی اس کی تحقیق سے عاجز ہے۔ مگر  
پہلے قاطع یقین ہے کہ بسیط سے مرکب اور مادی جسمانی نہیں۔ کیونکہ ہر جسم کو بلا واسطہ  
دوسری چیز کے دریافت نہیں کر سکتا۔ اور خود اپنی ذات کا علم کسی جسم کو نہیں چلا سکتا  
بلاعات قوت یا صرہ کے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اور کان بے قوت سامع سن نہیں سکتے  
یہ دونوں اپنی ذاتوں سے واقف نہیں ہیں۔ بلکہ یہ بدیہی بات ہے۔ کہ دنیا میں جس قدر  
جسم ہیں وہ ایسے ہی ہیں۔ کہ نہ اپنے آپ کو جانتے ہیں۔ اور نہ دوسری شے کو بلاناغہ  
دوسری شے کے جان سکتے ہیں۔ مگر نفس خود اپنی ذات کو بغیر واسطہ دوسری شے کے  
جان سکتا ہے اور سوائے اپنی ذات کے اور چیزوں کو بھی خواب کی حالت

میں دریافت کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ جسمانی نہیں ہے۔ مجرد مادہ ہیولانی سے ہے۔ بطریق شکل اعلیٰ منطقی کے، اس ترکیب سے نتیجہ صادق آتا ہے۔ کہ نفس ناطقہ بلا واسطہ اپنی ذات کو جانتا ہے اور بلا واسطہ اپنی ذات کو جاننے والا جسم نہیں ہے۔ تو پس نفس ناطقہ جسم نہیں ہے۔

ابتداءً آفرینش میں نفس کچھ نہیں تھا۔ بلکہ ایک مدت تک پچپن میں مدرک کلیات نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا مدرک کلیات و خبریات نہ ہونا اُس وقت تک جسمانی ہو جانے کی وجہ سے خیال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تصور اگر اک بوجہ عدم کمال صفات کے ہے جس کا ممکنہ بتدریج ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ قوائے جسمانی منزلہ آلات ادراک نفس کے ہے۔ مگر ادراک کل چیزوں کا انہیں آلات پر موقوف نہیں ہے مثلاً اپنی ذات کا جاننا یا خواب میں بلا اعانت شے دیگر دریافت کرنا اور دیکھنا آلات پر منحصر نہیں ہے۔ پس جب ایک قسم کے ادراک سے مجرد ہونا مادہ سے ثابت ہو گیا۔ اور دوسری قسم کے ادراک سے جو بلا واسطہ ہو، یا کسی وقت مطلق ادراک نہ ہونے سے یا ادراک غلط ہونے سے مجرد اس کا باطل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہنا کہ نفس ناطقہ خود بذاتہ کوئی شے نہیں ہے، مجموعہ قوائے انسانی کا نام ہے۔ خلاف مشاہدہ ہے۔ کوئی قوت خود بخود کام نہیں کرتی۔ سب پر حاکم یہی نفس ہے۔

فرض کرو کہ ایک گروہ سپاہ جس میں کچھ پیادہ کچھ سوار ہوں اور توپ خانہ بھی ہو۔ کہیں جمع ہو۔ اور یہ سب ایک افسر کے حکم سے کام کرتے ہوں۔ تو اس مجموعہ کا نام فوج ہو سکتا ہے۔ سپہ سالار اس کو نہیں کہہ سکتے۔ اس کا مرتبہ سب پر تقدم اور و علیہ اس جماعت سے ہے۔

## عالم ارواح

واضح ہو کہ عالم مجردات غیر عالم جسمانیات مادیہ ہے اور باعتبار کثرت و قلت فورائیت اور مراتب تجرد افراد مجردات مثل افراد اس عالم جسمانیات کے باہم تمیذات ہیں۔ عالم ارواح بھی عالم مجردات ہے۔ لیکن باصطلاح علم الہیات عالم مجردات متعمل

و نفوس فکلیات پر اطلاق کیا جاتا ہے +

اور عالم ارواح کا محسوس نہ ہونا حواس ظاہری سے موجب اس کا ذکر نہیں کر اس کے ہونے سے انکار کیا جائے۔ کیونکہ جب نفوس انسانی کا غیر فانی ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ تو کوئی عالم بھی اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔ چونکہ مقید اور شخص ہونا ذات مجردہ کا بعضی ہیولائی مادی نہ ہو غیر ممکن نہیں ہے۔ اور نور ہشیما مادی پورانی کا باوجودیکہ وہ خود مادی جسمانی ہیں۔ اُن کے مادہ جسمانی سے مجرور ہے بہتیت و تشخص رکالہ جس میں وہ پہنچے۔ تشخص و محدود ہو جاتا ہے۔ مثلاً دھوپ، جس جگہ دھوپ ہو وہ مقید کجہ و مکان معین ہوتی ہے۔ حالانکہ ذات نور محتاج مکان نہیں۔ پس نفس انسانی کا بہتیت نفس حیوانی تشخص ہو جانا خلاف عقل نہیں +

اب ہم کو یہ بتادینا چاہئے۔ کہ بعد مفارقت بدن انسان کی قوت ادراک نہیں جاتی رہتی۔ جو کچھ اس نے حالت مصاحبہ بدن میں حاصل کیا ہے زائل نہیں ہوتا۔ دیکھو حالت خواب میں باوجودیکہ حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہیں۔ نفس میں قوت شہادہ و مکالمہ و تفکر و تذکرہ باقی رہتی ہے۔ اور بھولی ہوئی اور غائب چیزوں کو یاد کر لیتا ہے۔ اور نئی نئی چیزیں جن کو حالت بیداری میں نہیں دیکھتا ہے، وہ غلط ہوں یا صحیح اور جس طرح حالت بیداری میں فکریں کرتا ہے اسی طرح حالت خواب میں کرتا ہے۔ اور بولتا ہے اور مستجاب ہے۔ پس جب وہ قید بدن سے آزاد ہو جائے، بدرجہ اعلیٰ یہ قوت اُس میں باقی رہتی چاہئے۔ اور اگر کہا جائے کہ آلات فکر و تصور خواب میں جیسے کہ تھے ویسے ہی موجود رہتے ہیں، انہیں کے سبب سے نفس سوتے ہیں ادراک کرتا ہے۔ بعد موت یہ آلات نہیں بچتے کچھ سے وہ دور رک کرے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ انکھیں سوتے ہیں بالکل بیکار ہو جاتی ہیں، مگر خواب میں سب کچھ مثل حالت بیداری دیکھتا ہے اور آلات سے بھی وہ حالت خواب میں مستفید نہیں ہوتا۔ کسی جزو بدن یا خاص داغ میں سب چیزیں جو بیداری میں معلوم ہوتی ہیں رکھی ہوئی یا منقوش نہیں ہیں۔ کہ سونے میں نفس کو دیکھ کر یاد کر لے۔ اپنی قوت ذاتی سے وہ اُن کو حالت خواب میں یاد کرتا ہے +



## عالم برزخ

جب نفس ناطقہ کو بدن دنیوی سے مفارقت ہوئی تو قیامت صغیر اُس کے لئے قائم ہو گئی۔ وہ ایسے عالم میں پہنچا کہ جو نہ مثل عالم سفلی جہانی کے ہے نہ مثل عالم تجردات عقلیہ، ان دونوں حالتوں کے بیچ میں جو عالم ہے وہ برزخ ہے۔ اس عالم کی صورتیں اور کیفیتیں خیال انسانی سے دکھائی دیتی ہیں مثل اُن صورتوں اور کیفیتوں کے جو خواب میں انسان کو دکھائی دیتی ہیں چونکہ خیال ایسی قوت انسانی ہے۔ کہ برزخ میں اسی ایک سے پانچوں حواس ظاہری دنیاوی کے کام کھلے ہیں یعنی حیل بصر و سمع و شیم و لمس و ذوق عالم برزخ میں اسی قوت واحدہ سے حاصل ہوتا ہے پس برزخ میں جو صورتیں نفس کو دکھائی دیتی ہیں۔ وہ عین ذات نفس ناطقہ ہیں اُس کے غیر نہیں ہیں۔ پس روح کو صاحب جسد بوجہ تشخص عینی وضعی مجازاً کہا جاتا ہے +

## جسد مثالی

یہ ایک مادی جسمانی انسانی ہے کہ جو اس عالم جہانی میں موجود ہے۔ دوسرا نفسانی ہے کہ جو روح حیوانات کے ساتھ اس قالب جہانی سے متعلق ہے۔ اور تیسرا عقلانی ہے۔ کہ جو مجرد عقل سے قطع رکھتا ہے اور جو بعد مفارقت نفس کو اجزائے مادی بدن سے تعلق نہیں رہتا۔ مگر قوت ادراک سے جو اس کو حاصل رہتی ہے۔ اور جس کے باقی رہنے کا ثبوت پہلے بیان کیا گیا ہے وہ اپنی نفس کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اور جو اس کے ساتھ بزناؤ ہوتا ہے اس کو جانتا ہے اور اُس کے بدن کی تصویر جو اُس کے خیال میں باقی رہتی ہے۔ وہی جسد مثالی ہے اور صورت اس کی ہے۔ جو بعد چھوڑ دینے بدن کے باقی رہتی ہے نہ مثل مکس کسی شے کے کہ جو آئینہ یا ذکوہ گراف کے شیعہ پر آجاتی ہے بلکہ مثل فعل فاعل کے کہ جو اُن کی ذات پر اُسی کے فعل سے ہوتا ہے۔ مثلاً دھوپ کسی مکان کے قطعہ زمین پر پڑتی ہے یا مریخ پر تو صورت ہر ایک قطعہ کی علیحدہ علیحدہ نظر آتی ہے حالانکہ وہ حقیقت دھوپ وہی ایک ہے۔ پس نفس انسان کا خیال بجائے قطعہ محدود زمین کے ہے۔ اس کی اگر زیادہ تشریح دیکھنا ہو۔ تو ہماری کتاب تحقیق الروح

## قبر حقیقی

انسانی کی قبر حقیقی وہ ہے۔ کہ جس میں یہ جسد مثالی رہتا ہے۔ اور قبر مجازی وہ ہے کہ جہاں اجزائے بدن ہوں یا تلم بدن مدفون ہو یا اجزائے بدن باقی رہیں۔ اور درحالیکہ اور اک نفس باقی رہتا ہے۔ وہ اپنے مادی بدن کے حالات سے ضرور آگاہ ہو رہتا ہے۔

اب میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ اور اصل کتاب محکم الفقر مصنفہ حضرت سلطان باہو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجموں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔  
خدا میری مدد کرے۔ و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی رسولہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین +

# اردو ترجمہ کتاب محکم الفقہ کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُ تَعَالٰی اَسْمَاءُہٗ وَ لَعَالِیْ کِبَرِیَّآءُہٗ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ کے نام دہر  
غیب سے بری اور اس کی عظمت تمام عالم سے بڑی ہے) اور ہزار ہزار درود و سلام تمام  
جہان کے سرداروں کے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی بابت  
ارشاد باری عزاسمہ ہے کہ لَوْلَا اَنَّا خَلَقْتُ الْاَدْلٰی لَوْلَا اَنَّا اَخْلَقْتُ الْمَوْبُوْۤۡۢیۡۢہٗ یٰحٰی اَکْر  
تمہارا واسطہ نہ ہوتا رائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ہم آسمانوں کو پیدا اور اپنی خدائی کو  
ہو پیرانہ کرتے +

پھر ارشاد باری عزاسمہ ہوتا ہے اَلَمْ یَرَ اِنَّ کَثٰرَةً مِّنْہُمْ یُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاَنۢیَّحُوۡنَ فِیۡ دُعَآئِہٖمُ اللّٰہَ  
یعنی اللہ کا فرمان ہے کہدے (اے حبیب میرے) اگر تم کو اللہ کے عشق کا دعویٰ  
ہے تو میرا تبلیغ کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خدہ عاشق ہو جائیگا۔ جیسا کہ حدیث قدسی  
میں ہے اَلَمْ یَرَ اِنَّ کَثٰرَةً مِّنْہُمْ یُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاَنۢیَّحُوۡنَ فِیۡ دُعَآئِہٖمُ اللّٰہَ  
عَلِیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ اَتَّبَاعِہٖ اَجْمَعِیۡنَ یعنی ہر چیز تمہاری رضا کی طالب  
ہے۔ مگر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمہاری رضا کا طالب ہوں۔ درود ہو  
اللہ تعالیٰ کا ان پر اودان کی آل و اصحاب و اولیائے اُمت پر +

پس اے طالب صادق! معلوم ہو تبھی کہ اس کتاب کا نام محکم الفقہ ہے یعنی یہ کوئی  
فقہ کی ہے۔ جس سے تمام گھوٹا کھرا معلوم ہو جائے +

مترجم کہتا ہے فقہ تمام صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ فقر اور چیز ہے اور تصوف اور چیز

اور فقر کی نہایت تعریف کی ہر ایت ہے اور جب تک فقر نہایت کہیں نہیں تصوف کا نہ تو شروع نہیں ہوتا

ایسا ہی تراہدا اور ہے اور فقر وہ ہے۔ اور فقر محمد و محبت جاگے اور نہ جانے کو نہیں کہتے بلکہ فقر محمد و ہے  
 کلاشہ تھانے پر توکل اور اس کی رضا پر راضی ہے۔ اور صوفی اور ہے اور لامتناہی اور ہے۔ ان میں تو قس  
 ہے کہ صوفی کا خالص معاملہ غلط ہے، مخلوق کی طرف اس کی نظر نہیں ہے۔ بخلاف عوامی کے  
 کہ اس کا معاملہ خالص اللہ کے ساتھ نہیں، مخلوق کی طرف بھی اس کی نظر ہے۔ اور لامتناہی وہ ہے کہ نیکی  
 کو نظر نہیں کرتا اور بدی کو نہیں چھپاتا۔ اور صوفی وہ ہے کہ مخلوق سے مشغول نہیں ہوتا اور ان کے  
 قبول اور رد کی پروا نہیں کرتا۔ ان کا اتفاق ہے کہ جیسے روزی کی تلاش میں کوشش نہ ہو اور اُسے  
 اللہ کی نعمت پر بھروسہ ہو تو اس کے واسطے بڑا مرتبہ ہے اور بہتر یہی ہے کہ سب سے علاوہ چھوڑ کر عبادت  
 میں مشغول ہو۔ ہاں جب اس کے نزدیک تنہائی، مجلس، رملنا اور الگ رہنا برابر ہو۔ اور ہر ایک حال میں  
 اللہ تعالیٰ کی قدرت کا شاہد کرنا ہو تو اسے درست ہے کہ حاجت کے موافق کسب کرے۔  
 ایک بزرگ اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ روزی کی تلاش کا خیال نہ کرو تم  
 اور راقی مطلق کو تہمت لگاتے ہو۔ اور اس کی ضمانت پر بھروسہ نہیں کرتے ہو۔

پس اے درویش! حکم الفقر اس واسطے ہے۔ کہ جو شریعت میں ہونا ہے اُس  
 کو صاحب شریعت کہتے ہیں۔ بزرگوں نے شریعت میں دو طریقے قرار دیے ہیں ایک طریقہ والے  
 کا نام صاحب قنوطی رکھا ہے۔ اور دوسرے طریقہ والے کا نام صاحب طہقوت  
 قرار دیا ہے۔ اور جو طہقوت میں داخل ہوا۔ اس کو صاحب طہقوت اور جو حقیقت میں آیا  
 اُس کو محقق کہتے ہیں۔ اور جو شخص درجہ معرفت حاصل کرتا ہے۔ اُس کو عارف کہتے  
 ہیں۔ اور جو شخص ان چاروں مدارج کو طے کر کے چاروں نفسوں کے تابع نہ ہو اور  
 اربعہ عناصر کی عادت یعنی (نفسا نبیت) سے علیحدہ ہو اور مَوْتُوْا قَبِلْ اَنْ تَمُوْتُوْا اپنی  
 خواہش کو مار دو اس سے قبل کہ مر جاؤ، کا مصداق بن جائے اور معرفت الہی پر مستقیم ہے  
 اور مقام ہو بیت اور فقر ثانی اللہ کے مراتب کو طے کرے، وہ اس کتاب سے طے کر سکتا  
 ہے۔ چونکہ یہ کتاب ہر چار مراتب کی کسوٹی ہے۔

پس اے طالب صادق! جو شخص اس کتاب کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے۔ اور اس پر  
 عمل کرے اور کمال ذوق و شوق سے اس کو پڑھے تو ضرور ہے کہ اس کو آنحضرت صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی حضور ہی حاصل ہو کہ جولا کھوں میں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور جو کمال مرتبہ  
 ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی فقر نہیں ہے۔ جس کی نسبت حضور علیہ السلام

نے اَلْفَقْرُ فُجْرُی فرمایا ہے یاد اصلاں حق سے ہو ۛ

مترجم قال اللہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوا فِیْنَا لَنُعْطِیَنَّ مِنْهُمْ سَلٰمًا یعنی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے وہ لوگ کوشش کرتے ہیں و فقیر درمیان ہمارے قابلہ تسلایے ہیں ہم راستہ اپنا لیکن کوشش چاہئے کہ ساتھ تابعہاری شاہنشاہ کوین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو نہ بطور کافروں کے کہ وہ لہو حب کو کوشش جلاتے ہیں جس طرح کہ حضور علیہ السلام اکثر وقتوں میں تکمیل اونٹ کی اپنی گردن مبارک میں ڈالتے اور فرماتے تھے یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ۛ

پس اے طالب صادق! شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟ پس معلوم ہو کہ صاحب شریعت ہوشیار اور صاحب طریقت مست و سرشار و مگردل سے بزار ۛ اور حقیقت و معرفت میں کیا فرق ہے؟ پس تحقیق یہ ہے کہ نیکی اور بدی کو اپنے نفس (دلوامہ) کے سپرد کرنے کا نام ہے۔ اور معرفت یہ ہے کہ خدا کی طرف رجوع اور اپنے آپ کو خواہش نفسانی سے باز رکھنے کا نام ہے ۛ

اور اے طالب صادق! معرفت و فقر میں کیا فرق ہے؟ پس معلوم ہو کہ عارف ہمیشہ خاموش رہتا ہے۔ اور فقر ایک دریائے ناپید آگنا رہے جس میں شکل گو ہر مقصود پاتھ آتا ہے پس اُس کی موج سے بیہوش نہ ہو۔ بلا ہر عام آدمیوں کے جلسہ میں اور باطن خدا کی محبت میں اتخراق کُل رکھنے کا نام ہے۔ **نظم**

ہر کہ خواند محاکم را بہر از خدا	جلسے حاصل شود با مصطفیٰ
صورتے دیگر بود سیرت دگر	عارف باللہ بود صاحب نظر
ایں کتابے مرشد حق را ہر	ہر مقامے مید ہر از حق خبر
ے شتا مسد کھ حروف را ز را	اولیاء اللہ چشم دآز را
ہر کتابے را جوابے مید ہر	ہر ولی را ہم خطابے مید ہر
اولیا را سے نماید ہر مقام	میکند تحقیق ہر یک سیمۃ خام

اور اس کے ہر حرف میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور ہر سطر میں خدا کے بھید اور پوشیدہ باتیں اند معانی اور دریائے توحید کے موتی ہیں ۛ

پس اے طالب صادق! عارفیت اور وحدانیت الہی کی کیفیت کے طریقے اسرار محمدی ہیں۔ اور عارف باللہ کے خواص اللہ تعالیٰ کے تہام سے نکلتے ہیں یہ عرفانی اللہ

کے ساتھ مسخے ہوئے ہیں۔ اور مقام ہویت میں پہنچتا ہے۔ اور لفظ حق و قیوم سے موسوم ہوتا ہے اور بے حجاب اللہ کو دیکھتا ہے۔ اور شرح جزو کل اور شرح توحید یعنی معرفت ذات و صفات الہی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور مجلس اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل کر ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہر وقت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کو میسر رہتی ہے۔

مترجم صوفیائے کرام نے ان مراتب کو کئی مرتبوں پر لکھا ہے۔ ان میں اعلیٰ مرتبہ احدیت کا ہے جس سے مراد ذات بحث اور ہستی خاص ہے۔ جس کا دریافت کرنا مشکل بلکہ لایدہا کہ اکابر اہل حقین میں معلوم کر سکتی ہیں کو دنیا کی مراد اور اشارت کو طے اسکی راستہ نہیں ہے اور عیقل و فہم اس کے خبردار نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے فکر اور غور و ذات حق سبحانہ و تعالیٰ میں منحہ ہے عدم مرتبہ وحدت کا ہے کہ مرتبہ اجمالی صفات کا ہے کہ جو بے امتیاز ہے۔ مگر بعض بعضوں کو قابلیت خاص ہے ایسی کا نام حقیقت محمدی ہے کہ جو دہیان احدیت اور وحدت کہے۔ اور سوم مرتبہ وحدت کا ہے کہ یہ مرتبہ تفصیل صفات کا ہے۔ بامتیاز تمام صفات کے دوسروں سے۔ اس کے بعد مرتبہ الوہیت کا کہ جو مکمل تمام مرتبوں کی ہے یعنی کمال و جلال سے اور جو تین مراتب و وجوب اور قدم کے ہیں۔ اور محو دیت اور مسجدیت خاصہ ان مرتبوں کا ہے اور نقصان اور اسکان اور محدودیت اور محدودیت کو اس جگہ دخل نہیں ہے۔ اور ان مرتبوں کو مراتب و درجہ کہتے ہیں۔

اور تین دوسرے مراتب ہیں کہ جو مطلق بصورت اعیان کہ حقیقت انبیائے کونیا اور مجرودہ اور بسیطہ اور مرکبہ اور جسمانیہ مراد اس سے ہیں ظاہر ہوا۔ اور یہ ایک میں ساتھ دوسرے رنگ کے ظہور فرمایا اس میں اول مرتبہ عالم ادواح کا ہے کہ جو جوہر لطیف ہے قابل تصویر اور ترکیب و تخیل کے اور یہ مرتبہ مثال ہے اور عقلوں اور انگوں اور ادواح ہونے والے اور طبیعت رکھنے والے کے۔ اور دوسرا مرتبہ عالم مثال کا ہے جو عالم ادواح کے ساتھ شصت ہے۔ بلکہ ایک صورت لطیف اس سے ظاہر ہے کہ جو لائق جزا و نفع کے نہیں ہے اس کو عالم خیال بھی کہتے ہیں کہ جو شامل ہے خیال و تفصیل اور متصل کے، بلکہ وہ خیال کیا گیا انسان کا ہے۔ اور سوم مرتبہ عالم اجسام کا ہے کہ جو ہر کشف و فناء و ہر کثات کہ عبارت اس سے ہے اور یہ تقسیم کی ہوئی ساتھ جسم کائنات و حیوانی اور حیوانی و انسانی کا ہے کہ جو اخیر مرتبہ انسان ظاہری کا ہے۔ اور شرح جزو کل سے

مراد ذات یعنی مقرب بہت اور شرح توحید سے مراد ذات کا ایک جاتا ہے

میں کہ کہ مرحوم کتاب محک الفقہ حضرت فقیر باہو رحمۃ اللہ علیہ ولہ بازید



علیہ الرحمۃ عرف آدم ان ساکن قرب و جوار قلعہ شوریٰ انصیف ہے حَرَسَہَا اللہ و تَحَالَی مِنْ  
الْاَفَاَتِ وَالْجَوْرِ یعنی بچائے اس کو افسوس و ترس آم آفتوں اور ظلم (حاکم ظالم) سے قولہ لَعَلَّا  
قَالَ اَعُوذُ بِاللہِ اَنْ اَكُوْتَ مِنْ اَتِیَا حِلِیْلَیْنِ یعنی اللہ برتر فرماتا ہے، کہا (حضرت موسیٰ)  
نے کہ میں اللہ کے ساتھ جاہل ہونے سے پناہ مانگتا ہوں +

پس اے درویش! شریعت کیا ہے ایک شرف یعنی بزرگی کے ہے اور طریقت کیا  
ہے وہ ایک راز ہے۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ شریعت دریا ہے۔ اور طریقت اُس کا  
کنا رہا ہے اور حقیقت کیا ہے، حق کا دیکھنا۔ اور معرفت کیا ہے، حق البیقین کا مرتبہ  
سے اب یوں سمجھنا چاہئے کہ شریعت (گویا) بادشاہ کا دار السلطنت ہے۔ اور (چوکہ)  
طریقت کی راہ شریعت سے ہے اور حقیقت میں طریقت کی وجہ سے حق پر نگاہ ہے اس  
وجہ سے، کہ معرفت میں حقیقت سے اللہ کے بھید حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو شخص شریعت  
سے باہر قدم رکھے اور استدراج حاصل کرے وہ مُلحد ہے +

مفتوحہ۔ دماغ ہر کائنات وحی میں ایک قسم ملام اور معجزہ ہے۔ یہ قسم مفوض انبیاء علیہم السلام سے  
ہے۔ اور کائنات اور خرق حادث اور استندراج اور استخراج اکثر اولیاء اللہ سے سرزد ہوتے  
ہیں۔ پس اگر پابندی شریعت کے ساتھ ہے تو اس کو کرامت اور خرق حادث کیسے مانگے گا کہ تصنیف  
و تدویر قلب سے کسی کافر یا مشرک سے کوئی امر نہ دے اس کو استدراج کہتے ہیں جس کے معنی قلب  
کی حالت بیان کر دینا ہے۔ بسا اوقات یہ مرشاہ میں آیا ہے۔ کہ اگر مومن کو کفر سے لبر  
سزد ہوئے کہ کوئی شخص اُن کے ملنے کو آیا اور قریب خیال سے آیا یہ خیال اس کا باہر کہہ دیا  
اسی واسطے شریعت غرضتے ایسے لوگوں کو ملحد اور گمراہ قرار دیا ہے جسکی تفصیل کتب فہرست  
و فصل ہے چو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمائیں۔ بالخصوص فتوحات مکیہ میں اس کی زیادہ تفصیل موجود ہے +

پس درویش کو لازم ہے کہ ہر طریقہ و ہر مقام کو شریعت سے کھولے۔ اور ہر مقام پر شریعت  
میں جوع کرے (جیسا کہ حدیث میں وارد ہے) حَدِیثُ النَّبِیِّ ﷺ اَلْوَجُوعُ اِلَی الدِّیْنِ اِنَّ  
یَحْنِیْ ہر کام کی انتہاء اس کی ابتداء کی طرف رجوع کرنا ہے۔ پس شریعت کو قرآن  
سے شرف ہے اور قرآن شریف کو اللہ کے نام و ذات سے شرف ہے۔ پس اسے  
درویش! شریعت اور قرآن شریف اللہ کے نام و ذات سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔  
جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ عِنْدَ كَحَمَاتِهِمُ الْغَيْبِ لَا یَعْلَمُہَا اِلَّا اللہ وَ یَعْلَمُہُ

مَا فِي الْكِتَابِ الْبَرِّ وَمَا كَفُّوا مِنْ وَرَقَةٍ رَأَوْهَا يَعْلَمُونَ وَلَا جَنَّةٍ فِي ظُلُمَاتٍ وَلَا رَحْمَةٍ وَلَا  
ذِكْرِ وَلَا يَأْتِيهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ یعنی اسی اللہ کے پاس غیب کی کتبیاں ہیں کہ ان  
کو دی جاتا ہے اور اللہ جانتا ہے اس چیز کو کہ جو خفی اور سری میں ہے۔ اور کوئی پتہ  
نہیں گزرتا۔ کہ وہ اس کو نہ جانتا ہو۔ اور کوئی ذرہ زمین کی تالیہ کیوں میں اور کوئی دائرہ زمین اور  
کوئی خشک اور ترہ یا سافین کہ جو اس کی کتاب روشن میں نہ ہو یعنی وہ روشن کتاب  
دلوں محفوظ میں موجود ہے ۔

پس اے درویش! جس طریقہ کو اللہ و رسول و قرآن و شریعت۔ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے والے عالم اور فقیر عارف باللہ و کامل بزرگ رد کریں۔  
وہ طریقہ سراسر کفر ہے۔ اور اس پر چلنے والا کافر و ذلیل و گمراہ ہے۔ جیسا کہ کسی نے  
کہا ہے۔

خلافِ پیغمبر کے راہ گزید کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید  
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف راہ دی شخص اختیار کر لیا جس کی قیمت میں  
ازل سے منزل مقصود پر پہنچنا نہیں سکھا ہے ۔

اس کا جواب حضرت مصطفیٰ ہامو قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں بہیت

شد مرید از حبان را ہو مصطفیٰ

واقف سراسر گشتہ از الہ

پس اے درویش! شریعت کیا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا خلاصہ  
ہے۔ اور دنیا اور دنیا کے (خلاف شریعت) طریقے اللہ تعالیٰ کے رُخ کے ہوتے  
ہے۔ کیونکہ اصل دنیا اور اس (نہاک) فرعون و یامان سے ہے۔ اور شریعت کی اصل  
فقرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس اے درویش! جو شخص کو دنیا و معرفت  
طلب کرے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے ۔

تشریح۔ چونکہ حدیث میں آیا ہے اللہ بنا حقیقۃ و طالیہا کلاب یعنی دنیا مردار ہے

اور طلب کرنے والا اس کا کتا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں۔ کہ مردار چیر غمہ رکھتا ہوتا ہے جس کو

غفلت ملتا ہے اور اپنے آپ کو فقیر کہتا ہے اس کی مثال کلب سے ہے۔ بلکہ حدیث میں عاکے و توبہ

میں لکھا ہے کہ لا کلمۃ الا بآیہ پس جو لوگ درود و طائف یا خدات اولیاء پر شخص دنیا کے

مانگے کو جاتے ہیں۔ اور جب کامیاب نہیں ہوتے۔ تو ادیاء اللہ سے متخوف ہو جاتے ہیں۔ یہ سراسر گمراہی ہے۔ ہم نے اس کی زیادہ تصریح اپنے رسالہ کھیدوالد عین فصل کی ہے۔ بوجہ طوالت اس جگہ قلم بند نہیں کر سکتے +

پس اے طالب صادق! دنیا کیا ہے اور کسے کہتے ہیں مثنوی  
آنچه از حق باز دارد دنیاے بخت      آنچه با حق ہے بد نظر بہشت  
و اگر حق تعالیٰ نے فقر را      فقر فخری گفت احمد مجتبیٰ

پس اے درویش! فرض دو قسم کا ہے ایک کا نام فرض وقتی ہے۔ دوسرے کا نام فرض دائمی۔ پس فرض وقتی تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے۔ اور فرض دائمی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور معرفت الہی کا مشاہدہ ہے۔ پس اے درویش! فرض دائمی کو غالب رکھ۔ اور فرض وقتی کا معینہ اور اس کے ادا کرنے میں ایک وقت سے دوسرے وقت کا انتظار کر +

پس اے درویش! جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا لازماً زمانہ کے ساتھ ہے بغیر نماز کے ذکر راز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس حالت میں اپنی عمر عزیز کا ضائع کرنا ہے۔ حدیث میں آیا ہے اَلْوَقْتُ سَهْبٌ يَتَابَعُ مَعْنَى وَقْتُ تَلَوِّهِمْ تَحْوَارُ ہے (فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے) +

پس اے درویش! معلوم ہو کہ شریعت راہ ہے۔ اور قرآن کلام الہی ہے کہ مخلوق سے عبادت بنیں (بلکہ قدیم ہے) اور اللہ کا نام پرايست کرنے والا ہے +

پس اے طالب صادق! آدمی قرآن کے پڑھنے اور علم کے حاصل کرنے اور عبادت کی محنت صرف اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے اسلام پر قائم نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل نہ ہو۔ اور کلمہ طیبہ پکچہ دل سے نہ پڑھے۔ جیسا کہ وادی ہے۔ ذِكْرُ اللَّهِ فَرْغٌ مِنْ قِيَلٍ كُلِّ قَرَأَ مِنْ قَرَأَ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ - اللہ کا ذکر کرنا جی لالہ لاکہ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ہر فرض پر مقدم (بلکہ فرض ہے) جس طرح مولیٰ اللہ کا ذکر فرض ہے (یعنی جس طرح) بکبریا تحمید اللہ اکبر نماز میں سب سے پہلے ہے۔ اس کے بعد نماز فرض ہے۔ تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَادْكِرْ إِلَى اللَّهِ فَهَسَلَتْ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ کا نام لیا ہے نماز پڑھی (وہ اس نے قیام پائی) اور الْحَدِيثُ أَفْضَلُ لِلنَّبِيِّ

عَلَّاهُ اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حدیث میں ہے سب ذکروں سے افضل ذکر لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
حمد رسول اللہ ہے اور بہترین عبادت قرآن شریف کی تلاوت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا  
ذکر عبادت و سعادت کی یاد سے تعلق رکھتا ہے۔ یہیں وجہ کہ اللہ کا ذکر قدیم ہے  
پس اے درویش! جان چاہیے کہ اس کو کلمہ طیبہ اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ  
تعالیٰ کی پاکی کا ذکر ہے اور شرک و کفر کی ناپاکی سے یاہر کلنا ہے۔ اور کلمہ طیبہ کے  
پڑھنے والے میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے :

اول (اس پر یقین ہو) کہ جس کو اُس پر یقین نہیں وہ منافق ہے  
دوسرے (اس کی حرمت ہو) کہ جس کو اس کی حرمت نہیں ہے وہ فاسق ہے  
تیسرے (اُس کی لذت و حلاوت و لذت حاصل ہو) جس کی حلاوت نہیں وہ بیابان کا  
چوتھے (دل میں اس کی تعظیم نہ ہو) جس کو اُس کی تعظیم نہیں وہ بدعتی ہے :

### ابیات

کلیدِ فضلِ حناں لا الہ الا اللہ      نجاتِ مردمِ جاں لا الہ الا اللہ  
چرخِ آفتابِ دُرخِ چاہِ یوں      دراکہ کر و بیاں لا الہ الا اللہ  
بنودِ ملکِ دو عالم نو درخِ کبود      کہ بودِ رماں لا الہ الا اللہ

اس کے بعد حضرت بابا قدس سرہ الغرہ عشق کی تشریف اور کلمہ طیبہ کا نتیجہ لکھتے ہیں :  
یعنی جاننا چاہئے کہ ہر چیز کے لئے آفت ہے اور حضرت عشق کی آفت آدمی کا  
نفس ہے، مہیا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَدَا جَلَّ الْجَنَّةُ وَدَّوْهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ۔  
یعنی داخل ہوئی اپنی جنت میں اور وہ ظالم ہے اپنے نفس پر اور نفس کی آفت طمع ہے  
اور نفس و طمع آدمی سے الگ نہیں ہوتے۔ جب تک آدمی حرص کو نہ چھوڑے۔ اور  
توکل نہ اختیار کرے۔ اور ترک حرص و توکل حاصل نہیں ہوتا۔ بغیر اللہ تعالیٰ کے دانِ محبت  
وہود کے اور درودِ داغ و محبت بغیر ذکر کلمہ طیبہ کے حاصل نہیں ہوتا اور کلمہ طیبہ آخر  
نہیں کرتا جب تک عجز مرشدِ کامل کی نہ ہو۔ اس واسطے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
کے ذکر سے توحید اور توکل حاصل ہوتا ہے :

دوسری حدیث التَّوْحِيدُ وَالتَّوَكُّلُ اَمَانَتَانِ بِاَيَاتِہِیْنِ تَوْحِيدِ وَتَوَكُّلِہِیْنِ

توحید و توکل ہی ایمان کی دو باتیں ہیں

پس اے درویش! ذکر نفی و اثبات وغیر سے عبادت کی نفی کر کے اللہ کے واسطے ثابت کرنا، اور اللہ تعالیٰ کے نام میں غرق ہونا کہ جو ہمیشہ ہونے والی ذات ہے اور ذکر جاری کا اَللّٰہُ اَکْبَرُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جو تلاوت قرآن کے ساتھ ہو۔ یہ صاحب سال کے مراتب ہیں (چونکہ حدیث اَفْضَلُ الَّذِیْ کَرَّمَ لَہٗ الْاَلَّہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ قرآن شریف کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم و فرمان ازل سے اب تک جاری ہے اس واسطے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شریعت غرا ایک فیض کا بہنا ہوا دیکھو کہ جو ہر شخص کی مراد پوری کرنے والا اور عام و خواص آدمیوں کا رہنما ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم رحمت ہے بلکہ اس کے فضل کا بیٹہ ہے۔ یعنی یا اِن رحمت اللہ یا اسم اللہ امر غالب ہے خدا کے واسطے کاموں سے جیسا کہ ارشاد ہے وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ یعنی اللہ کا حکم سب پر غالب ہے) اور حدیث اَلَا مَوْفُوْقُ الْاَدْبِ اور حدیث میں لاد کی تاکید ہے۔ اور قولہ تعالیٰ وَلَا تَاْتُکُمْ اٰمَنَاتٌ یَّکُنْ کِرَامُ اللّٰہِ عَلَیْہِہٖ وَاَنۡتُمْ کٰفِرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور نہ کھاؤ اس چیز میں سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا۔ البتہ وہ تمیق ہے۔

پس اے درویش! قرآن شریف کی پہلی آیت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (پڑھو اللہ کا نام لیکر جس نے پیدا کیا)۔

پس ذکر معرفت الہی حسب ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہے کیونکہ بے ہدایت اللہ تعالیٰ کے کچھ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ طبع یا عورت اور آفیس آن و اھدیں را ندوہ گاہ ہو گئے اور قرب حضوری سے دور پھینکے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور حب مولا کے خواص نے صحابہ کھف اور ان کے کئے کو دوری سے قرب حضوری میں پیدا دیا چونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہدایت ہے اور دنیا کی محبت سراسر گمراہی ہے۔

پس اے درویش! رویت ہدایت کے واسطے ہے قولہ تعالیٰ اِنۡتُمْ اٰتِیۡتُمُ الْاَہۡدٰی اور سلام اس پر جس نے ہدایت کو اختیار کیا یعنی جو استیلاء کرے ہدایت کا کیونکہ روایت والا مجتہد اور مذہب والا امام وہی ہے جس نے دنیا سے فانی ہے ساتھ مطلوب حقیقی کے حلیت فرمائی ہو۔ اس کے بعد جو کوئی شخص بغیر اس کے مذہب

یا اجتہاد یا امام ہونے کا دعویٰ کرے یا کھل جھوٹ ہے +  
پس اے طالب الصداق! یہ پانچ مرتبے کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے پس جو شخص ان کا دعویٰ  
کرے وہ اسلام سے خارج ہے نعوذ باللہ منہا دنیاہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ  
(اس سے)

اول۔ قرآن شریف سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر نازل نہیں ہو سکتا +  
دوم۔ (بعد حضرت کے) کسی کو مرتبہ نبوت نہیں مل سکتا +  
سوم۔ معراج ایک کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی +

چہارم۔ وحی الہی ہونے پیغمبروں کے کسی پر نہیں آتی +  
پنجم۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مذہب کے چاروں ائمہ مجتہدین کے  
یہ بار کوئی نہیں ہو سکتا و اگرچہ کتنا ہی فضل و بزرگی حاصل کرے +  
پس اے درویش! حجب کو تعجب آتا ہے اس قوم اور اس آدمی پر کہ جو مرشد ولی اللہ  
روز اول بغیر ریاضت کے ہو جائے (بھلا) کہاں راز تحقیق اور کہاں وہ اعظم (جو کم)  
ریاضت اور محنت خدا کی بخشش ہے جس کسی کو اللہ نے چاہا۔ بخشا۔ (اور جس کو نہ چاہا)  
نہ بخشا، مگر اس خدا کی بخشش پر بھی آدمی تجھیل ہے ثنوی

مرد مرشد راز۔ بخشہ حق عطا  
میکند از شرک و کفر و از ہوا  
بے طلب ہوئے بود شیطان  
ہر کہ طالب حق بود با حق رسید

مترجم بغیر ریاضت سے یہ مراد ہے کہ بعض جاہل آدمی جو سچا دہ پر بیچہ کو دعویٰ فکر کرتے ہیں  
اور راز فقر سے نا آشنائے محض ہوتے ہیں۔ بلکہ محض جاہل اور کندہ ناتراش ہوتے ہیں۔ وہ ہرگز  
ولی نہیں ہوتے بلکہ شیطان کے مرید ہوتے ہیں۔ کہ جو لوگوں کو اپنے دام زدیریں بھانستے ہیں  
خدا ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے پس مصنف کتاب کا اشارہ ریاضت فقر سے ہے اور  
یہ وہ ریاضت ہے کہ خدا اس کی جس کو توفیق دے +

پس اے طالب الصداق! معلوم ہو تجھ کو کہ شریعت نام قول کا ہے۔ اور طریقت نام  
حال کا اور حقیقت نام احوال کا اور معرفت نام وصال الہی کا ہے۔ پس شریعت اور طریقت  
کے درمیان میں تشریہ پردے ہیں۔ جب تک کہ دامانیت (یعنی آپ کو سمجھنا) اور  
غور سے علم نہ ہو گا۔ ہرگز مقام طریقت میں نہ پہنچے گا۔ اور طریقت حقیقت میں

میں کشف و کرامت کے ستر ہزار پر دے ہیں یعنی حجاب اکبر ہیں۔ پس جو شخص کشف و کرامت سے پاک و صاف نہ ہو حقیقت پر کما حقہ نہیں پہنچتا۔ اور حقیقت و معرفت میں ستر ہزار عظیم الشان یعنی بڑے پردے صفات کے ہیں (پس) جب تک (انسان) صفات سے باہر نہ ہو، دریاے معرفت اور آلاہوت میں غرق نہیں ہو سکتا۔ اور ہرگز معرفت الہی کے مقام پر نہیں پہنچتا ہے۔ پس اے درویش! معرفت اور غرق فوراً الہی میں ستر ہزار پردے ہیں (پس) جب تک کہ عارف لباس معرفت سے خالی نہ ہو، مقام غرق فوراً الہی میں نہیں ہوتا۔ اور غرق فوراً الہی و مقام حئی و قیوم یعنی مقام بقا باللہ میں بھی (ستر ہزار حجاب ہیں) (پس) جب تک کہ جسم اسم و ذات الہی میں اللہ کے نام کے تصرف سے باقی باندھ نہ ہو (ہرگز) تندرہ جاوید نہ ہو گا۔ کیونکہ اس مقام کا خطاب نعمت اللہ ہے۔ جیسا کہ خود ارشاد باری عزوجل ہے۔  
 صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ہے +  
 پس اے درویش! جو شخص اس نعمت اللہ کے راستہ پر پہنچے۔ وہ خلق کا آدمی اور آہنا اور صاحب نظر اور اللہ کا مقرب ہو (بلکہ) اللہ سے ایسا وصل ہو کہ طالب حق کو (اگر چاہے) تو ہزار کوس سے اپنے جذبہ سے کھینچ لے۔ اور آن واحد میں مقام شریعت اور حقیقت اور حقیقت اور معرفت کو طے کر دے۔ اور حق تعالیٰ سے ملائے کہ طالب ہر وقت اللہ کو یاد کرے۔ اور سوائے صاحب نظر اور طالب نظر کے دوسرے کی خواہش نہ کرے۔

بینم نظرش یہ بود مرد خدا  
 تاں نظر حاضر شود با مصطفیٰ  
 یعنی صاحب نظر کی بینم نظر میں یہ تاثیر ہے۔ کہ اس سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ میں صوری حاصل ہوتی ہے +  
 پس جس کی نظر میں یہ تاثیر نہ ہو اس کو صاحب نظر نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ یہ راہ صرف اللہ کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ یعنی میں ہی مجھ کو توفیق گر اللہ کی طرف سے) +

پس اے درویش! اللہ کی معرفت کا راستہ ایک بھیجیہ صراطِ سیراۃ مہناں ہے اگر تو (اس راستہ پر) تمکین کا تو (کوئی مانع نہیں ہے) دروازہ کھلا ہے اور اگر تو نہ تمکین کا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پروا نہیں ہے +

اے درویش! (صرف) زبان کا ذکر کرنا ناقص اور مبہم کے لئے غیر مضبوط ہے جیسا کہ  
فرعون کے کہنے سے دریا جاری ہو گیا اور اُس کے کہنے کے خلاف ہوا جس کی تصریح  
اور تفصیل کتب تفاسیر میں بہت ہے اس جگہ اُس کے نقل کی گنجائش نہیں ہے \*  
اور اے طالبِ صداق! ذاکر قلبی کسی چیز میں متقیہ نہیں ہے۔ اور ذاکرِ مروجی  
کسی حالت میں راحت نہیں پاتا ہے۔ اور ذاکرِ بستر ہی سے مراد چپ رہنا ہے۔ اور ذاکر  
ناظر ہمیشہ بے نیازِ اللہ قائم، میں غرق رہتا ہے \*

دربار اے درویش! ذکر خفیہ کی تفریق سن وہ یہ ہے کہ ذکر خفیہ کی مثل (اور کوئی) ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ ذکر خفیہ یعنی ذکر خفی نہ زبان کے ساتھ اور نہ قلب کے ساتھ اور نہ ستر کے ساتھ ہے (بلکہ) ذکر خفی ایک غیر مخلوق نور ہے۔ کہ اس کے ذکر کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضور ہے اور وہ جو کچھ سنتا ہے اور کہتا ہے وہ یاد رکھتا ہے (بلکہ) ذکر خفیہ بے غصہ اور مطمئن اور صاحب ذوق و شوق محبت انوار الہی کے مشاہدہ کرنے والے کا نام ہے) یا مشاہدہ کرنے والا اور متوکل علی اللہ اور صاحب رحم اور تارک خواہشات نفسانی اور اسرار الہیہ کا جاتے والا ثابت قدم پورا سالک ہے (اور اے درویش!) ذکر خفیہ بہت ہوشیار ہوتا ہے صرف مشہور افواہ نہیں ہوتا بلکہ جس فیصل الہی ہوتا ہے وہ ذکر کو خفیہ جانتا ہے مصوفیہ نے لکھا ہے کہ ذکر خفی عارفوں کا حصہ ہے۔ قولہ تعالیٰ اَذْعُوْا رِجْلَكُمْ تَفْهَمُوْا خُفْيَةً (یعنی پکارو اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی سے) اور قولہ تعالیٰ يَسْمَعُ اللّٰهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكُ الْقَدُّوْسُ الْحَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (یعنی یاد رکھو کہ جو جو جہان کا یا شاہ اور ہر غیب سے پاک (اور) سب سے غالب (اور) حکمت والا ہے (اور) آسمان اور زمین کی چیزیں (اس کی) تسبیح کرتی ہیں) اور قولہ تعالیٰ فَاِذَا قَضَيْتُمْ مِّنَ الصَّلٰوةِ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَتَعُوْذًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ (پس اے مسلمانو! جس وقت تم نماز کو پورا کرو تو اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور پہلوؤں پر کرو) اور قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَذَّبُوْا بِآيٰتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ (یعنی اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ وہ دوزخی اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں) اَمَّا فِيْ مَا خَالِدُوْنَ (یعنی وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے) اور قولہ تعالیٰ وَرَنَّمَكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا الَّذِيْنَ لَقُوْكَ بِالنَّصَارَةِ



لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قُلُوبًا مَّجْمُوعِينَ ۖ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ (یعنی منکر لوگ تو اس بات میں لگے ہیں کہ وہ لوگ ہیں یعنی گراویں) اپنی نظروں سے جب سننے میں نصیحت اور کہتے ہیں کہ یہ آدمی باؤلا ہے، یعنی مجنون ہے۔ اور نہیں ہے وہ مگر نصیحت عالم کے لوگوں کی اور قولہ تعالیٰ عِجَابُ هَذَا نَفْثِ شَيْطَانٍ رَجُلٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَئِنْ كُنَّا لَهُ لَأَنصَارًا (یعنی عجب اسے کرتے ہیں (وہ لوگ) اللہ کی راہ میں اور نہیں ڈرتے ہیں ملامت سے ملامت کرنے والوں کے) \*

منترجم یعنی جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور کسی کے برا کرنے سے نہیں ڈرتے \*  
اور قولہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرَ رَسُولِهِ وَأَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (یعنی اے مسلمانو! تم اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیع و ضابطہ اور اس کی راہ میں جہاد کرو (تم) اللہ تم فلاح حاصل کرو گے) اور قولہ تعالیٰ تَخَالُفُوا لَكُمْ آيَاتُ اللَّهِ فَتَنِيَّابُنَا فَتَنِيَّتُهَا وَكَذَلِكَ الْيَمِّ تُغْتَلَبُ (یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح آیت کی تیرے پاس ہمارے نشانیاں۔ پس بھلا دیکھا تو ان کو اور اسی طرح آیت قیامت کو تو بھلایا جائے گا) \*

حدیث اکبر واذکر اللہ حتی یقول الْمَنَاجِدُونَ مَجْمُوعُونَ (یعنی اللہ کے ذکر کی اتنی کثرت کرو کہ نہ ہنسی لوگ تم کو مجنون کہنے لگیں) \*  
پس اے درویش! ذکر سرتی پتے اور پاک لوگوں کا مرتبہ اور اللہ تعالیٰ کی قربان داری ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمِينَ (یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے۔ یعنی (وہ لوگ) انبیاء علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک بندے ہیں) \*

منترجم یہاں انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگوں سے مراد یہ ہے کہ جب بندہ خدا و رسول کی اطاعت میں معافیت پشیرہ کو دور کر لیگا۔ اور خواہش نفسانی کو دور کر کے صفت الہیہ پیدا کر لیگا پس اس بندہ کا مرتبہ مثل مراتب مذکورہ بالا کے ہو جائیگا۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لینا چاہئے کہ کثرت عبادت و اطاعت سے حضور علیہ السلام میرا شیخ سید محمد الدین حیدری اور

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ ہے یا مثل اُن کے اور بزرگانِ دین  
ہیں گو نبی اور صدیقین کا مرتبہ خاص ہے۔ مگر اُن کے پیرو بھی مثل اُن کے ہو جاتے ہیں \*  
اس کے بعد حضرت بابا و علیہ الرحمۃ مصنف کتاب علم فقہ کی تالیف اور فقر کو فرماتے ہیں \*  
پس اے طالبِ صابوق! نتیجہ کو معلوم ہو کہ علم فقہ آدمی کی جان و تن اور زبان و جسد ظاہری  
کو پاک صاف بنا دیتا ہے۔ لیکن علم فقہ کے پڑھنے سے حرص و حسد دل سے نہیں جاسا (مگر)  
فقہ جاننے والا دل کی پاکیزگی سے بے خبر ہے۔ اور ذکرِ اللہ تو معرفت کا اشتغال ہے  
اور بغیر علم فقہ کے فقیر اپنی نفسیت اور کفر و شرک کی رسوم کو نہیں جانتا۔ اور فقہ اسلام کی  
بنیاد یعنی قرآن و حدیث کی تشبیح ہے۔ اور فقر بنائے اسم اللہ کی شرح ہے۔  
پس علم فقہ و علم فقر چھ حرفوں کا مجموعہ ہے۔ پس جس کا فقہ اور فقر دونوں کامل ہیں۔ اس  
کو چھوڑ جیتیں حاصل ہیں یعنی شش جہت اس کے قدموں کے پیچھے ہیں \*  
پس اے درویش! یہ مرتبہ ذکر و اہم اور فکر تمام کے میں (پس معلوم ہو کہ) فقیری  
ہے علم کے ناقص اور خام ہے (مترجم) اسی کی بابت سید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔  
کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

### بیت

علم را آموز اول آنچه علی از خدا . علم فقہ و ذکر و فکر باز دارد از ہوا  
یعنی اول اس علم کو سیکھنا چاہئے کہ جس سے معرفتِ الہی حاصل ہو کہ وہ علم فقہ اور  
ذکر و فکر ہے \*

پس عالم باعمل اور فقیر عارف کامل وہ ہے کہ سوتے وقت اپنے نفس سے کہے۔  
کہ مجھ کو خدا سے تعالیٰ نے اطاعت و عبادت و ذکر و فکر و معرفت و سعادت کی واسطے  
پیدا کیا ہے نہ سونے کے واسطے۔ اور اسے نفس تیرے سونے کی جگہ قرار ہے۔ کہ ایک  
پہلو پر سالہا سال قیامت تک سوتا رہیگا (دُنیا میں) اللہ کی عبادت کرے۔ کیونکہ قیامت  
اور مصائبِ محشر و صراطِ دوغیرہ وغیرہ درپیش ہیں \*

پس اے درویش! مرد عارف و کامل کو تین دشمنوں سے خبردار رہنا چاہئے۔ کہ  
نفس جان کا دشمن ہے۔ اور شیطان امان کا دشمن ہے۔ اور دُنیا زر کی دشمن ہے۔  
میں جو لوگوں ان میں دشمنوں سے بے خبر ہیں۔ محنتِ حق و نادان اور محض بے لاف

اور بیوقوف اور مطلق جاہل ہیں ۔

اس کے بعد حضرت مصطفیٰ بیعت کی بابت ارشاد فرماتے ہیں قَوْلُهُ تَعَالَى  
 اِنَّ الْاَذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يَبَايِعُوْنَكَ اِلَهًا يَلِدُ اللّٰهُ فَوْقَ اَيِّدٍ يُّهْمِدُ بِغَيْرِ اللّٰهِ  
 جَلَالُهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ حُضُورًا قَدْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُوْنَا طُبَّ قَوْمًا كَرَفَاتَاهُ هِيَ كِه  
 جَوَ لَوْ كَتَمَ سَهْ (اے محمد) تعین کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اس واسطے کہ  
 اللہ کا دستِ رحمت اُن کے ہاتھوں پر ہے ۛ

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ قَوْلُ تَعَالٰی مَا نَشَاءُ مِنَ الْاٰیَةِ اُوْنٰهَا نَاْتٍ بِحُكْمٍ يُبْدِيْهَا اَلَمْ نَقُلْ لَّكَ فَهَلْ يَنْتَظِرُكَ اَللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یَعْنُو اللّٰهُ تَعَالٰی فرماتا ہے۔ کہ جو آیت ہم شوخ کر دیتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں۔ اُس سے بہتر نہیں کی مش نازل کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے ؟

پھر فرماتے ہیں۔ قَوْلُهُ لَعَالَىٰ مِنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَ  
خَشَرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمَىٰ قَالَ رَبِّ سُدِّ حُشْرًا دَنِي اَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ا  
یعنی خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے منہ پھیرا میری یاد سے (یعنی رُگرداں ہوا)  
تو اسکو موتی ہے گذران تنگی کی اور اٹھا دینگے ہم اُس کو قیامت کے دن اندھا۔  
(اور) وہ کہیگا اے رب میرے کیوں اٹھایا تو نے مجھے اندھا۔ میں تو بھلا  
دیکھنے والا ۛ

اس کے بعد حضرت مصنف قدس سرہ العزیز دُنیا کے قیام کی بابت ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تک عارف یا فہم اور صاحب ولایت ولی اللہ مستد ارشاد پر رُوقِ افروز ہیں، اُس وقت تک دُنیا قائم ہے۔ اور جس دن کہ ذکر اللہ اور نظام اللہ طالیانِ خدا کے ظاہر و باطن نے اٹھ جائیگا، اسی روز قیامت قائم ہو جائیگی۔ \*

مستور و مخفی چونکہ نظام عالم محض صوفیہ کے وجود باوجود کے باعث قائم ہے۔ اسی واسطے وہ اہل فطن و اندک نظر لوگوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ بلکہ سوائے خدا کے ان کا کسی کو علم نہیں ہوتا ان کو خدا نے اپنے خاص واسطے تخلیق فرمایا ہے کہ وہ ہر اہم ترین تعلیق و ارادت اور ارشاد و صریح و تلخیص سے ایک دم سے باز رہیں۔ بلکہ برابر ہر اہم ترین پہنچنے والی چیزیں ان میں سے افراد ہیں اور بعض ان میں سے اوقات ہیں۔ اور بعض ان میں سے

مذاہر اور غوث ادر الدار وغیرہ درجہ بدرجہ ہیں۔ جن کی تفصیل اکثر کتب تصوف

۴ میں موجود ہے +

چونکہ زمین اور خالق اللہ و ہدایت اللہ (محض)، صوفیائے کرام کی برکت سے

(آج تک) سلامت ہے (ورنہ کب کی عمارت ہو جاتی، +

پس اے طالب صدق! علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے درمیان جو حجاب  
اکبر ہے وہ یہ ہے کہ وہ علم ظاہر کی حقیقت کو وراثت سے جانتے ہیں۔ اور جس کو باطن  
والے نہیں جانتے۔ اور باطن والے (یعنی صوفیائے کرام) جو باریکیاں اور نکات اور  
معرفت الہی کی برکتوں کو جانتے ہیں، وہ عالم نہیں جانتے۔ اور جو لوگ اہل تشدد ہیں  
وہ ہر وقت تجلیاتِ الہیہ میں بہتے ہیں۔ اور برابر انوارِ پور دگار کو عالم خواب و مراقبہ  
میں مشاہدہ کرتے ہیں بخلاف علمائے کمال کے کہ یہ دلیل میں ہیں۔ اور وہ بے دلیل جانتے ہیں۔  
پس اے طالب صادق! یوں سمجھنا چاہئے کہ علماء حجاب میں ہیں۔ اور صوفیہ بے حجاب  
میں۔ ان دونوں کا حجاب خدام ہی اٹھائے تو ایک حالت ہو جائے (ورنہ یہ حجاب  
قائم نہ جائیگا) »

پس لائق یہ ہے کہ علم ظاہری اور باطنی ایک ہو، اس کا نام صاحب ہدایت اللہ اور ولی اللہ ہے۔ اور یہ اُس وقت ہوتا ہے۔ جب تک ۱۵۰ اللہ یُعِدُّی مَن یُشَاقُّہُ  
وَلِی صِرَاطِی مُسْتَقِیْمٌ یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے سید سے راستہ کی  
طرف، اور قولہ تعالیٰ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ہدایت کر ہم کو سید سے راہ کی  
یعنی ابتدا اور انتہا خدا کی معرفت کی (چونکہ) نقر کا تمام اسم اللہ ذات میں ہے \*

مسترحم۔ ترتیب ملک میں بڑے بڑے صوفیہ پریشان ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ جن کی کتب صوفیہ گواہ ہیں۔ اول تو یہ علم سینہ ہے سفینہ نہیں اور دوسرے جو کیفیت صاحب ال پرہی ہے شریک و جان کچھ وہی مانتا ہے۔ جس پر ہوتی ہے۔ دراصل یہ علم فہم کلم عقی فہم لایہ پرچون ہے اگر اس کی کچھ قہید ہے تو وہ صرف اسی قدر ہے جیسا کہ میں نے اپنے ایک مثلث میں اس

خیال کو ظاہر کیا ہے اس کا ایک شعر مثال کے طور پر نقل کرتا ہوں جو یہ ہے

ظہیری اپنی ہستی خود شریعت ہے حقیقت ہے  
سمجھنا معرفت ہے جاننا اس کا حقیقت ہے

محمد کا یہ رشتہ ہے تو پیچھے فتاویٰ

دوسرے ایک اور قصیدہ کا مقطع ہے ۔

آئیری جنت افروز بھی کچھ ہم سے پیدا ہے ہمارا قالبِ خاکی نمود ہے قیامت کا  
پس جو کچھ ہے وہ سمجھ سے باہر ہے نہ آنکھ اس کو دیکھ سکتی ہے نہ کان اس کو سن سکتا ہے ۔

بیت درونِ باطن نہ پلِ دل خرد را راہ کہ ذرہ راہِ نتوان برود در خزاںِ اثرِ شاہ

پس اے طالبِ صداق ! اس باطن میں اللہ کی معرفت اور مجرب نفس اور حدیثِ محمدی در کا ہے جیسا کہ  
ارشادِ باری عز و جل ہے کہ *وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا عَلَيْهِمْ أَجْرٌ وَسَعِيدٌ* یعنی مضبوطِ ظہون والے علم میں جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے ۔  
علم روشن راہِ ہادی راہِ بر آدمی بے علم ہچکوں گا ڈخر

اس سے معلوم ہوا کہ علمِ عمل کی طرف رہنمائی کرتا ہے ۔ اور عبادت ذکر اور معرفت کی طرف  
کھینچتا ہے ۔ اور تصدیقِ انقلاب یعنی سچائی کی طرف لیجاتا ہے ۔ اور باطن سے بنیادی دنیا ہے  
چونکہ *وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ* اور صوفیہ لیبعدون کی جگہ *لِيُعْبُدُونَا*  
کہتے ہیں ۔ یعنی ہم نے جن اور انس کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہماری معرفت حاصل کریں ۔  
یعنی ہماری پیدائش بندگی کے واسطے ہے اگر بندگی نہ ہو تو ہم کو شرمندگی ہے اور اگر  
علم ہمارا ساتھ معرفت کے ہے تو ہم عالم باعمل ہیں ۔ ہم کو بندگی اور عبادت سے بھی لذت  
حاصل ہے اور حلاوت کی بھی چاشنی ہے ۔ اور اگر کوئی علم سے چون و چرا کرے وہ مغرور و متکبر  
ہے ۔ اور مقام *أَنَا خَيْرٌ مِنْهُمْ* یعنی میں اس سے بہتر ہوں اس میں داخل ہے کہ جو غرور  
اور خواہشوں میں متکبر ہو ۔ اور دنیا سے نفی کے مرتبہ و عزت کو عزت جانتا ہو ۔

پس اے طالبِ صداق ! جاننا چاہئے کہ علمائے صاحبِ قال باطن میں معرفتِ الہی  
کا قربِ صال کے ساتھ اعتبار نہیں کرتے ۔ اور ذکرِ فقیر کا دل جیب کہ اللہ کے ذکر کے باعث  
اللہ کے نام پر پوٹنے لگتا ہے ۔ تو زبان گویائی کی قال سے مطلق مراد ہو جاتی ہے ۔  
جیسا کہ حدیث میں *مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّمَ لِسَانَهُ* یعنی جس نے اپنے  
رب کی معرفت حاصل کی ۔ پس تحقیق اس کی زبان گوئی ہو گئی ۔

پس اے طالبِ صداق ! جاننا چاہئے کہ شریعت کا مقام زبان ہے یعنی اقرار کرنا  
اور طریقت کا مقام دل ہے یعنی جنبشِ قلب سے دل اسمِ اللہ کے ساتھ زندہ ہو ۔ اسمِ اللہ  
کی تاثیر سے ۔ اور نفس مطلق مراد ہو ۔ یعنی نفس میں حرم و حسد اور کبر و طمع اور ہوا و ہوس  
ذکرِ قلبی کے وجود میں نہ ہے اور چون مطلق سے باہر آئے یعنی جو کوئی چون و چرا

سے علیحدہ ہوا اس کے دل پر خطرات نہیں آتے۔ اور ذکر قلبی جب کہ ان مرتبوں پر پہنچتا ہے (اُس وقت) صفائی قلب دوام سے ذکر قلبی کو باطن میں انبیاء اور اولیاء کی محفل اقدس نصیب ہوتی ہے۔

پس اے درویش! جب کہ ذکر قلبی کو دوام انبیاء و اولیاء کی مجلس ہوتی ہے۔ تو وہ ان کے فیضانِ صحبت کی برکت اور اسم اللہ کی تاثیر سے ایسا روشن ضمیر ہو جاتا ہے جیسا کہ آفتاب۔

دوسرے سراسر الہی کا مشاہدہ اُس کو ہمیشہ میسر ہوتا ہے۔ کیونکہ ذکر قلب کو شاہد جمالِ مطلق کا مشاہدہ ہی وصال ہے۔ اور اے درویش صادق! جو شخص اسم اور اسم کے مطابق پارہ گوشت یعنی دل کو حرکت دے۔ وہ ذکر قلب نہیں ہے۔ اور کامِ دنیا کے ساتھ تعلق رکھ کر پڑھتے ہیں۔ پس ان کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اور فقیروں اور درویشوں کے مرتبوں سے بہت دور ہے۔ اور معرفتِ الہی کے وصال سے محروم ہے۔

پس اے درویش! ذکر قلبی صاحبِ نظر ہے۔ اگر کافروں کی مجلس میں بیٹھے ذکر قلب اسم اللہ کی توجہ سے تمام کفار کی طرف نظر کرے۔ پس صاحبِ قلب کی نظر سے ہر ایک کافر کا قلب ذکر اور جنبش میں ہو۔ اور تصدیقِ القلب حاصل ہووے۔ اور ذکر اللہ کے غلبوں سے تصدیقِ القلب زبان سے اقرار لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ کا کہنا ہے۔ اور مسلمان حقیقی اور عارف باللہ کی تحقیق بے حجاب ہو۔

پس اے طالبِ صلاح! ذکر قلب، دنیا اور اہل دنیا کو ترک کرے۔ اور خلق سے مجبائی اختیار کرے اور ہمیشہ اشتغالِ اللہ میں غرق ہو۔ اور ذکر قلبی اگرچہ ظاہریں مطاعہ علم میں سرور ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں مجلسِ محمدی میں حاضر ہو جاتا ہے۔ اور جو کوئی ذکر قلبی ایسے مرتبے نہ رکھتا ہو۔ اور آدمیوں میں وہ آپ کو ذکر کرے۔ اور مخلوق اُن کو ذکر کرے، یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں اور ذکر سے بے خبر ہیں۔

اس کے بعد حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ خدا کی بخشش ہے۔ مگر طالبِ دنیا اس کے لائق نہیں ہے۔ اور ذکر قلبی کو حیات اور حیاتِ ایک ہے جب کہ ذکر قلبی کا قلب اسم اللہ سے تفرق ہو۔ اور یا اللہ کے ہر کے بعد ذکر قلبی کا قلب اور ذکر قلب واز بلند کے ساتھ یا اللہ یا اللہ یا اللہ کہہ کر تشریف لے

پیدا ہووے۔ اور قلب ذکر اللہ کے ساتھ ایسا نعرہ مالدے کہ خشتال حیرت میں آئے اور جنازہ والے خوف کریں کہ قیامت آگئی، اور ذکر قلبی کو جب قبر میں اُتاریں۔ اُس وقت قلب میں شورش ہو۔ اور آواز پلٹ اور جہر کے ساتھ یا اللہ یا اللہ یا اللہ کہنے لگے پس ایسے ذکر کو ذکر کہتے ہیں۔ اور جو ذکر کہ ذکر میں زندہ قلب نہ ہو اور قبر میں ذکر نہ یاد نہ کرے۔ اس کو ذکر قلبی اور ذکر قلبی نہیں کہہ سکتے اور ایسے ذکر کے ذکر کو رسم مسموم اور بے اعتبار کہتے ہیں۔ اور ذکر بے اعتبار مرشد بے وصال اور معرفت ناواقف ہے۔ اور طالب اس کا خام خیال، ذکر اللہ کے ساتھ معرفت الہی۔ سے مستفید نہیں ہو سکتا ہے \*

اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد ناقص کا رہنا پکڑنا باعث نقصان ہے جو کہ طالب اللہ کو معرفت الہی کی طرف ہتھامیت نہ پہنچا دے اور جس انسان سے ایسا نہ ہو سکے اُس کو مرشد نہ بنائے بلکہ ایسا آدمی شیطان ہے۔ چونکہ مرشد کامل مقام صبر اور معرفت الہی سے ایک آن واحد میں مرید کو ایک نظر کمیہ اثر سے اکسیر بنا دیتا ہے اور یہ شافہ ہے، چونکہ ذکر کا ہونا آسان کام نہیں ہے \*

اے طالب صادق! ذکر کے مرتبوں پر پہنچنا بہت مشکل کام ہے۔ چونکہ ذکر کامل خاص یعنی پاس نفاس ہمیشہ ذکر پر غالب ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھا جاوے۔ کہ ایک دریا ہے جو شب و روز بہ رہا ہے۔ اُس کو کسی وقت قرا نہیں ہے ایسے ہی ذکر کو فکر کی حاجت اور فکر کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اُس کے وجود میں ذکر اللہ کی روانی ہے۔ اور ذکر اللہ کی ہستی نفس کو یاد سے نابود کرتی ہے \*

## اسلام کے طریقے

پس اے طالب صادق! جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا، تجھ کو معلوم ہو کہ مسلمان ہونے کے واسطے بزرگوں نے دو طریقے مقرر کئے ہیں۔ ان میں ایک ظاہر اور ایک باطن اور ان میں پانچ پانچ سبب ہیں۔ ان پانچ میں ظاہر کے یہ ہیں یعنی اول کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ثانی باطن تصدیق قلب اور دوسرے سبب ظاہر یعنی وقتی نماز اور ثانی باطن نماز دائمی تیسرے سبب ظاہر

روزہ ماہ رمضان، اور بناٹے باطن خدائے لقائے کی رضا مندی یعنی ہر بلا پر صابر ہونا۔  
چوتھے بناٹے ظاہر زکوٰۃ مال، اور بناٹے باطن زکوٰۃ جان کی یعنی قریب صال کے ساتھ  
پانچویں بناٹے ظاہر حج یا ثواب، اور بناٹے باطن حاجی بے حجاب +  
چونکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ حاجی ظاہر حاجی المحرم ہے اور حاجی باطن حاجی الکرم  
ہے۔ چونکہ حاجی ظاہر متوجہ عرصات کی طرف ہے اور حاجی باطن وحدانیت مع اللہ  
ہے یعنی ذات خدا میں شغور ہوتا ہے۔

عرفا کہتے ہیں کہ ظاہر کعبہ سے مراد کعبۃ ابراہیم علیہ السلام ہے۔ جس کی تعمیر آج کل  
سے ہے۔ اور کعبۃ باطن سے مراد جان و دل سے ہے، جس کی تشبیہ عرش عظم سے  
ہے۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ **ہمیت**

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

پس اے طالب صادق! ماجیات ظاہر کے لباس عبا وغیرہ ہفت رنگ کے  
ہیں۔ اور دل ان کے مثل پتھر کے سخت ہیں۔ اور ماجیان باطن کا لباس قلب سلیم اور  
نفس کے ساتھ جہاد ہے۔

پس مسلمانوں کے واسطے اسلام ظاہر اور باطن گویا بال و پر کے برابر  
ہیں۔ اور جب تک حاجی کا ظاہر و باطن ایک نہ ہو گا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ  
وسلم کے قدم پر قدم نہ رکھیگا، ہرگز نفاق کی بلا سے نہ بھل سکیگا۔ پس جو شخص نفاق سے علیحدہ  
نہ ہو گا۔ وہ شخص مسلمان اور حاجی اور ذاکر کیوں کہ ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ صاحب معرفت پر بھی ذکر  
حرام ہے کیونکہ معرفت والا معرفت کے ذکر و فکر سے ہرگز خیردار نہیں ہوتا۔ بلکہ تمام  
فتنہ فی اللہ کے مشاہدہ میں ہر وقت دریاٹے وحدت میں غرق رہتا ہے۔ جیسا کہ  
اَدَا سَمِعَ الْفَقْرَ مَا فَهَوَ اللّٰهُ ہے یعنی جب فقر تمام ہوا۔ تو پھر اللہ ہی اللہ ہے بشعر

ہر کہ اینجا میر سدا عارف تمام

ذکر و فکر او عشت قارغ فقر تمام

پس اے طالب صادق! عارف باللہ اور فقیر فنا فی اللہ صادق الیٰ اللہ کے نام



سات چیزوں سے تعلق رکھتا ہے یعنی اول تصور عدم فکر عدم مراقبہ چہارہ توجہ پنجہ دہم  
ششم خیال ہفتم غفلت، ان سب کی مثال سپ کی ہے کہ جو دریا میں بہتا ہے  
یہی اندر اس کو حضوری حاصل اور اس کا گھوڑا دروازہ پر بانہ کر بارگاہ معلیٰ میں داخل  
ہو اور اس کو اس وقت حکم ہو کہ جا چند روز دنیا کا تماشا دیکھو۔ پس وہ شخص بھی اس  
پر بار بار سوار ہو کر مقام نفسانیت میں جبکہ رجبہ عناصر کا پٹنہ ہے

پس اسے درپیش ایسی کمی کے یہ سات چیزیں تالبع ہیں۔ اس کے تمام عالم کا یہ ہفت  
اقلم اور جو کچھ کونچ مسکون میں ہے سب اس کے حکم میں ہے۔ کیونکہ ان سات چیزوں  
سے اولیاء اللہ کو ہفت جہ سے سات جہ کے پتہ ہوتے ہیں۔ اگر ایک جہ کو  
حرکت دی جاوے۔ تو ستر ہزار یکہ بیشمار جہ فور پیدا ہوں۔ جو آسمان و زمین میں نہ سما  
سکیں۔ اسے طالب صادق یا یہ ایک اسم اللہ کے تصور کی برکت ہے پس جو لوگ کالمین  
ہیں۔ وہ اس فکر کو لایحساج کہتے ہیں۔ یعنی جس کو تسلیج کی ضرورت نہیں ہے

## مرشد کی تعریف

اسے درپیش ہر بات کو معلوم ہو کہ مرشد ناقص جو طالب کو تلقین ذکر و فکر و درود و وظائف  
کی کرتا ہے مثلاً نماز، تو اقل، اور روزہ، نوافل اور محبت و ریاضت وغیرہ کے وہ ہرگز  
لاائق مرشد ہونے کی نہیں۔ کیونکہ سالہا سال آدمی اس میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور عبادت ظاہری  
سے وجود باطن کا ان کو سیر نصیب نہیں ہوتا۔ چونکہ

ظہیری اپنی ہستی خود شریعت ہے طہیت ہے سمجھنا معرفت ہے جاننا اس کا حقیقت ہے

محمد کا یہ رستہ ہے بقایہ کچھ فنا پہلے

اور بلکہ انجام ناقص اور طالب ناقص کی انتہا مقام کشف القلوب یا کشف القبور ہے۔ اور مرشد  
مرشد کامل جو صاحب راہ حقیقت ہے اس کی ایک نظر کمبیا اثر سے آں واحد میں سب کچھ ہو  
سکتا ہے کہ جو اسم اللہ کے ساتھ ہر وقت دہرائے و عدت میں غرق رہتا ہے۔ اسی واسطے  
بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد کامل اور طالب کی ابتدا اور انتہا ایک ہے۔ پس وجہ سے کہ  
صاحب غرق و دہرائے و عدت کا ختماتی مراقبہ کہ جو اسم اللہ کے ساتھ ہے، خاص خاص  
طریقہ سے بنے ہیں کہ وہ حقیقت محض پر پہنچتا ہے اور مقام قرب کی اس کو مہراج بہتر

ہوتی ہے۔ چونکہ جب منتہی اپنی جان سے بخود ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت نقطہ ذات پر آتا ہے۔ اہل دنیا اس کو مردہ کہتے ہیں اور وہ مردان خدا ہیں کہ جو ایک دم میں ستر ہزار برس کی راہ کو اسم اللہ کے ساتھ طے کرتے ہیں۔ اور اسم اللہ اور حی اور قیوم کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔ اس مراقبہ کا نام مراقبہ ذات ہے۔ اور جو بعض نا فہم لوگ مراقبہ کرتے ہیں۔ اور اس کی حقیقت سے آشنا نہیں ہیں، وہ ہرگز مراقبہ کرتا نہیں جانتے کہ جو مثل تفکر گرتہ کے چوہے کی سی فکر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور مراقبہ والا بغیر مشاہدہ کے مثل موش کے وجود یعنی اُس کے گھر میں داخل ہو۔ اور پھر گھر سے باہر آئے۔ یعنی یہ سبب خطرات دنیا کے تباہ ہو اور اہل مراقبہ خدام کو معلوم ہووے کہ دل تیرا سیاہ ہے۔ اور مرشد تیرا ناقص ہے چونکہ مردوں کی نظر ہر وقت اللہ پر ہے اور نامہ کی نظر دنیا کی غرت پر ہے۔

مسترحم اس کی لذت کو کچھ فقہانوں کے دل سے چھینا چاہتے۔ کہ جس کو چالیس برس کی تلاش میں اس کے ہونے کا یقین ملا ہے۔ اور اسی یقین پر اس نے اپنے آپ کو اُس کے سرور کو دیا ہے۔ اور جو اس کی تلاش میں لذت ملی ہے۔ اس کو کچھ اُس کا ہی دل جانتا ہے۔ کہ جو نہ لائق تحریر ہے اور نہ لائق تکریم ہے بلکہ گوئیے گا گڑا اسی کو کہتے ہیں۔ بیشیز وہ اپنی کلام میں بھی کہیں کہیں اشارۃً لکھتا ہے۔ چنانچہ ایک غزل کا اس کے مطلع ہے۔

سوائے ذکر تیرا دل میں وسعت ہو تو ایسی ہو

نیکل جائے خودی ننگ آ کے دفتر ہو تو ایسی ہو

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ تصور اسم اللہ ہمارے حق یقین کے نصیب ہے بغیر غفلت اور سعادت کبرائے ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ خاص حصہ اولیاء اللہ کا ہے کہ جو ان میں عالم ازل سے دو لیت ہے۔ اور تصور اسم اللہ بغیر مرشد کامل کے تاثیر نہیں کرتا۔ بلکہ قائم نہیں ہوتا ہے۔ جب تک مرشد کامل اُس کو قائم نہ کرے اس کے واسطے مرشد کامل کی خاص اجازت اور کار ہے۔

مسترحم حضرت غوث پاک شیخ محی الدین جیلانی کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک عرصہ تک آپ اس امر کی کوشش میں رہے کہ تصور اسم اللہ قائم ہو۔ جب حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت ہوئی۔ تو آپ کو یہ تصور قائم ہوا۔ اس کا تذکرہ ہم نے شرح فتوح الغیب کے ترجمہ کے اول میں مفصل لکھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کریں۔

پس اے طالبِ صداق! اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بغیر وسیلہ مرشدِ کامل کے جو  
شغل و اذکار کر بیٹھتے ہیں وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتے۔ اس واسطے ہر حالت میں مرشد  
کامل کی ضرورت ہے۔ بغیر احازتِ مرشدِ کامل کوئی امر نہ کرنا چاہئے۔ ورنہ نفع میں  
عمر ضائع کرنا ہے۔

چونکہ طالبانِ کامل مشاہدہ میں نور اللہ صاحبِ نور جلوہ کو شرمِ معلوم ہوتی ہے۔  
کہ جو ریاضت اور خلوت میں رہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ اور ہر وقت جمالِ لازوال سے تصدق  
اور مغفول ہوتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ صاحبِ خلوت کو سببِ خطرات کے ہمیشہ نقصان  
رہتا ہے جبکہ خداوند تعالیٰ اجل و علا شائر ارشاد فرماتا ہے :-

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور کہا اے

ایماندار نے اے میری قوم! میری راہ چلو۔

(یعنی میں پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر) اے قوم!

یہ جو زندگی ہے دنیا سو بربت لینا ہے اور وہ

گھر جو پھٹا ہے وہ بھٹاؤ یعنی ٹھیرنے کا گھر

ہے اور جس نے مرئی کی ہے ضرور وہ بدل پائیکا

اُس نے برا جو ہے۔ یعنی بھلائی کی گئی ہے یعنی نیکی کی

(ہے عام اس سے) کہ مرد ہو یا عورت اور وہ بھلائی

ہوں اسودہ لوگ بہشت میں جائیں گے جہاں بشار

نعمتیں ہیں۔ اور اے قوم! مجھ کو کیا پتا ہے میں

بلاتا ہوں تم کو بچاؤ کی طرف اور تم بگاتے ہو مجھ کو

آگ کی طرف اور تم بگاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہوں میں

اللہ سے اور شریک ٹھیراؤں اُس کا جسکی مجھ کو

خبر نہیں ہے، اور میں بلاتا ہوں تم کو اُس زہرِ

گناہِ نیکسے والے کی طرف، یہی ہو کہ جس کی طرف

تم مجھ کو بلاتے ہو، اُس کا بلاوا کہیں نہیں یعنی

نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اور یہ کہ ہم کو

قَالَ اللَّهُ تَسَالَى كَقَالَ

الَّذِي اتَّخَذَ لِقَوْمِهِ إِغْوَاءَ آهْدِيكُمْ

سَبِيلَ الْمُرْشَادِ يَقْوَمُ إِلَيْهَا هَذِهِ

الْمَحْيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ فِي الْآخِرَةِ

هِيَ دَائِرَةُ قَرَارِهِ مَنْ حَمَلَ سَيِّئَةً فَلَهُ

يُجْزَى إِلَيْهَا مِثْلُهَا وَمَنْ حَمَلَ مَالِحًا

مِنْ ذَكَرٍ أَوْ نَسِيٍّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ

يَبْدَأُ خَلْقُ الْبُحْتَةِ يَرُزُّ قَوْلٌ فِيهَا يُغَيَّرُ

حِسَابٌ وَيَقُومُ مَا كُنِيَ أَدْعُوكُمْ

إِلَى الْجُودَةِ وَتَدْعُو نَحْنُ إِلَى النَّارِ

تَدْعُو نَحْنُ لَكُمْ مِمَّا بِيَدِ اللَّهِ وَأَنْتُمْ

مِمَّا مَا لَيْسَ فِي يَدِهِ حِلْمٌ زَوَانَا أَدْعُو

كُمُ إِلَى الْعَزِيزِ الْعَقَّارِ لَا جُرمَ إِلَّا اللَّهُ تَدْعُو

إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي

الْآخِرَةِ وَأَنْتَ مَرْدُّكَ إِلَى اللَّهِ وَأَنْتَ

الْمُسْرِفُ هُمْ أَصْلَابُ السَّاسِ

تُسْعِدُ كَرُومًا مَا أَقُولُ لَكُمْ

وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ إِذْ أَرَادَ اللَّهُ  
بِصَبْرِكَ الْبَعْدَ ۝  
(سورہ عبث میں پارہ ۲۴)  
بچر جانا ہے، اللہ تعالیٰ کے پاس اور یہ کہ  
زیادتی والے ہیں دوزخ کے لوگ، سو آگے  
یا کرو گے کہ جو میں کتابوں تم سے، اور میں  
سوچتا ہوں اپنا کام اللہ تعالیٰ کو، بیشک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے \*

## تعریف کتاب

اس کے بعد حضرت مصنف اپنی کتاب فحاش الفقہ کی نیت فرماتے ہیں کہ میری  
یہ کتاب ہم اللہ کی تائید سے تمام مفسرین، اور قرآن و حدیث اور تفسیر کے موافق ہے جو  
شخص اس کو پڑھیں گا۔ اور اس پر عمل کرے گا وہ عارف باللہ۔ اور جو کوئی اس کے معنی سمجھیں  
وہ روشن ضمیر ہو جائیگا \*

پس اے طالبِ حق! روشن ضمیر سے ہماری یہ مراد ہے۔ کہ جو لوگ علم معرفت میں  
کامل اور اکمل ہیں وہ معرفت اور حقیقت کے بھیدوں سے آشنا ہوتے ہیں۔ چونکہ تحقیقوں  
کے ہر ایک حقیقی نقطہ اور محققوں کی تحقیق سے آگاہ ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ نسخہ یعنی میری کتاب  
مشکل پسند آیات قرآنی اور ناخوش آیتوں کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ کہ جس میں رمز و کناہ  
اور اشارت باخبر است اور عبارت بہ عبارت مرقوم ہے۔ میرے نزدیک طالبِ صادق  
کو ہدایت کے واسطے ایک یہی کتاب کافی و کافی ہے \*

چونکہ یہ امر ماننا ہوتا ہے کہ تمام عالم کا رہنا سوائے قرآن و حدیث کے اور کوئی عالم  
میں نہیں ہے جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اور تمام صاحبِ فقہ اے اور صاحب  
فقہ اے! تمام عارفوں اور عاشقوں اور واصلین الی اللہ اور کاملین الی مع اللہ کا مرشد  
کامل اور مکمل قرآن و حدیث ہے۔ اسی کے سبب سے لوگوں کو درجات و علیا نصیب ہوتے  
ہیں اور مرتبہ ولایت پر فائز ہوتے ہیں \*

پس یہی قرآن ہے کہ تمام اولیاء اللہ کو حرص و ہوس سے باز رکھتا ہے۔ اور مراتب  
فنائی اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جس کا ہر ایک حرف ایک گہری بے بہا اور عالم کی  
ہدایت کا گواہ ہے۔ جس کے پڑھنے اور سننے میں مشاہدۃ اللہ الہی اور مقربانِ باری  
یعنی فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے خدا ارشاد باری عزوجل

ہو تا ہے :-

قَوْلُهُ تَعَالَى - ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ  
مِنْ أَمْنٍ وَحِمْلٍ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا  
إِلَّا الصَّابِرُونَ \*

اور ارشاد باری ہو تا ہے :-

قَوْلُهُ تَعَالَى - وَلَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ  
لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ \*

اور ارشاد ہو تا ہے :-

هَمُّهُ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعَنَةٌ وَ يَوْمُ  
الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ \*

قَالَ يَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ  
تَقِيرُ \*

اسقِ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِي  
فُجَاهِلِينَ \*

قَالَ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ  
وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ  
اعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ \*

اور ارشاد ہو تا ہے :-

قَالَ الَّذِينَ يَهْتَابُونَ فِي  
اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ  
مُجْتَهَمَةٌ أَحْفَظُهُ عِنْدَ رَبِّهِمْ  
وَعَلَيْهِمْ غَضَبِي وَلَهُمْ عَذَابٌ  
مَشِيدٌ \*

یعنی اللہ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے  
اُن کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور یہ بات  
انہیں کے دل میں پڑتی ہے جو صبر کر نیوالے ہیں \*

یعنی خداوند عالم اپنے بندوں کو محتاج  
کے فرماتا ہے یعنی امت اتماء و تحقیق اللہ تعالیٰ  
کو انزالے والے نہیں بھاتے ہیں \*

اور قہقہے کی آن کے اس دنیا میں پھٹکار  
اور قیامت کے دن اُن پر برہ  
ہے \*

یعنی تو نے جو اتاری میری طرف  
اچھی چیزیں اُس کا محتاج ہوں \*

یعنی تحقیق تو نہیں ہدایت کریگا اُس کو  
کہ دوست رکھتا ہے مگر اللہ، اور ہدایت کرتا  
ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی زیادہ جاننے  
والا ہے، اور اُن کا جو ہدایت کے لائق ہیں \*

یعنی جو لوگ چھگڑا ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ  
کی بات میں جس کو خلق اُس کو مان چکی ہے تو  
سمجھ لو ان کا چھگڑا چک گیا ان کے رب  
کے یہاں اور اُن پر غصہ ہے (اللہ کا) اور  
اُن پر سخت مار ہے خدا کی \*

اور ارشاد ہوتا ہے :-

قَوْلَهُ تَعَالَى - فَاُولَئِكَ اَحْمَدُ  
رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَيْنِ وَرَبِّ  
الْعَرْشِ عَظِيمٍ وَرَبِّ  
الْعَرْشِ عَظِيمٍ وَرَبِّ  
الْعَرْشِ عَظِيمٍ وَرَبِّ  
الْعَرْشِ عَظِيمٍ

یعنی واسطے اللہ تعالیٰ کے حمد

ہے جو پالنے والا آسمانوں کا اور پالنے والا زمینوں  
کا اور پالنے والا عالم کے لوگوں کا ہے اور  
اسی کی بادشاہت آسمانوں اور زمینوں میں  
ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے \*

اور ارشاد ہوتا ہے :-

يَوْمَ تَقُولُ لِمَنْ رَدَّتْ  
اُمْتَلِئَتْ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ  
مُرْسِدٍ  
وَاَذِلَّةٍ اِلَيْهِ لِمُتَّقِيْنَ عَنِ  
بَعِيْدٍ

یعنی جس دن ہم کہیں گے دوزخ کو

تو بھری ہوئی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے۔ اور  
نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والوں کے واسطے  
دور نہیں \*

اور ارشاد ہوتا ہے

قَوْلُهُ تَعَالَى وَالَّذِينَ اٰمَنُوا  
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ  
عَلَيْهِمْ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ

یعنی اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور

نیک عمل کئے اور ایمان لائے اُس پر جو محمد صلی  
علیہ وسلم پر اتارا گیا اور وہ سچ ہے اُن کے  
رب کی طرف سے \*

اس کے بعد حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمۃ مشہد روح اور نفس کی بابت فرماتے ہیں :

## مسئلہ روح اور نفس عقل اور علم میں

پس اے درویش ! سمجھ کو معلوم ہو کہ آدمی کے وجود میں چند روحیں ہیں۔ اور دو روح  
ہیں۔ ان میں ایک روح جمادی اور دوسری روح نباتی۔ اُن میں ایک روح سیر کرنے  
والی ہے۔ اور دوسری روح متغافل ہے۔ اور چار نفس ہیں (۱) نفس امارہ - (۲)  
نفس ملہمہ (۳) نفس مطمئنہ (۴) نفس نوامہ ہے۔ اور ایک دل ہے۔ اور حُب دُنیا کو  
آتش حرص کہتے ہیں۔ اور دو عقل ہیں۔ ایک عام عقل کل ہے۔ اور دوسری کا نام عقل جزو  
ہے عقل جزو شیطان ہے جس کا تعلق نفسا نیست اور ہوا ہوس کے ساتھ ہے \*

پس اے درویش! ہر ایک کو علم کے ذریعہ سے تحقیق کرنا چاہئے۔ اور علم کو اپنے ہمراہ رفیق بنانا چاہیئے۔

علم کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک کا تعلق ظاہر سے ہے۔ دوسری کا تعلق باطن سے ہے۔ چونکہ ظاہری نفس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور نفس کی عقل جنم ہے اور علم باطن کا تعلق عارف باللہ اور روح کے ساتھ ہے اور ارواح کا تعلق عقل کمال سے ہے۔

پس اے طالب صداق! عالم روحانی کے روبرو دم نہیں مارتا۔ کیونکہ وہ نفسانی قید و میں مقید بہ قید روحانی کے ہے۔

اب یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ عالم نفسانی کیا ہے اور عالم روحانی کس کو کہتے ہیں۔ میں افسوس کہ عالم نفسانی وہ ہے کہ جس کی صحبت اہل نفس مردہ یعنی دلی ناسوتی کے ساتھ ہو کہ جو مشغول اللہ اور مکر اللہ سے غافل ہو۔ اور عرفان حق سے جُدا اور صفائی باطن سے بے خبر ہو۔

عالم روحانی وہ ہے کہ ہمیشہ انبیاء اور اولیاء کی مجلس قدس اس کو میسر ہو۔ اور وہ عارف باللہ ہو اور مجلس باطن کی ہر ایک صبح خبر دیتا ہو۔ اور اُس کا دل ہمیشہ ذکر اللہ اللہ محمد رسول اللہ کی تسبیح میں مشغول ہو۔

لیکن فقیر عارف وہ ہے کہ جو ظاہر و باطن کا عالم ہو، کیونکہ دونوں علم سالک کے مثل بال پر کے ہیں اور جو کہ ان دونوں علموں سے بے خبر ہے وہ معرفت حق سے بے خبر ہے۔

## طلب خدا کا طریقہ

پس اے درویش طالب! اب میں تجھے بتاتا ہوں۔ کہ آدمی ایک دم میں کیونکر راہ معرفت اور مولے کی طلب کر سکتا ہے اور عارف باللہ ہو سکتا ہے۔ یہاں جواب یہ ہے کہ اول خدا کا کرم اور دوسرے مرشد کی عطا اور باطن کی صفائی ہے۔ اور مرشد کامل اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جو تصور اسم اللہ کی تاثیر ایک دم میں پھرے تاکہ عارف باللہ ہو اور دل کو دست اور چشم باطن کو سر کے چشم ظاہر سے کھولے۔ یہاں تک کہ چاروں آنکھیں یک نظر ہو جائیں۔ بلکہ چاروں روشن ہو جائیں۔ اور یہ امر غیر توجہ باطنی مرشد کے نہیں میسر ہوتا۔ چونکہ مقام دل عالم وجدانی ہے کہ اس کو عین الحیاتی کہتے ہیں۔

پس اے طالب صداق! اس مقام میں ظاہری اور باطنی جو کچھ علموں سے ہیں۔

سب روشن اور معلوم ہوں۔ دوسرے مدنیۃ القلب میں مقام دلِ جبرانی عین الیانی میں مثل آفتابِ عالمِ تاب کے روشن ہو۔ اور دماغ میں وہ روشنی پیدا کرے۔ چونکہ بعض کا عین سے ہے کہ سرِ سبحانی دماغ میں ہے کہ اُس مقام کو ہدیتِ الروحانی کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اس اسرار پر پہنچے وہ اسرارِ خدا کا اسرار ہے۔ پس جو کوئی خدا کے اسرار پر پہنچا۔ وہ ہمیشہ دریائے رحمت یعنی نورِ اللہ و عرقِ مع اللہ میں بہتا ہے۔ اور مشاہدہ پروردگار عالم ایک لحظہ اور ایک لمحہ اس کے دلِ دیدہ سے فوت نہیں ہوتا ہے۔ اور یہی روشنی سے مدہوشی میں نہیں آتا ہے۔

بعض صوفیہ نے لکھا ہے کہ اس مقام و جود میں روحِ بادشاہ ہے۔ اور دلِ اُس کا وزیر ہے اور عقلِ اُس کی مصاحب ہے اور نفسِ مطہرہ اُس کا رفیق اور حُجُبِ دُنیا کی جڑ شوق کے ساتھ دل سے قطع کی ہوئی اور حرص و ہوا اور کبر و نفسانیت اس سے جدا اور شیطان اس سے گریز پاسا ہو۔

یہ مقام عارفوں کا ہے کہ معبود کے ساتھ ہمیشہ استغراق رکھتے ہیں۔ بلکہ اس مقام میں قوتِ اذنیہ اور دلیہ اور عقل اور وہم اور خیال اور مراقبہ اور علم ظاہری یہ سب حجاب اکبر ہیں۔ اس واسطے کہ عارفِ بادشاہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وحدت کے ساتھ غرق ہو، اور شوق کے ساتھ مسرور ہو، اور یا مجلسِ محمدی میں حاضر ہو۔ پس جو کوئی ان دونوں حالتوں سے تصور اور تفکر کی جانب اُٹھے یا دیوانہ و مجنون ہو یا استدراج میں پڑ جائے یا جو رجوعِ غایتِ خلق کے مراتب میں لگے۔ اسی واسطے کہا ہے:-

مَنْ أَزَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ	یعنی وہ شخص جو ارادہ کی عبادت کا
حَصُولِ الْوَحْدِ فَقَدْ كَفَرَ	و حصول کے محل ہونے کے بعد پس تحقیق اُس
أَمَّا لَكَ يَا اللَّهُ تَعَالَى	نے کفر کیا اور شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

یعنی جس کسی کو مجلسِ محمدی میں حضوری تمام ہو اس کو عبادتِ نوافل کی نہ سماوے اس واسطے کہ وہ فرض میں ہے یعنی توحید میں غرق ہونا۔ اور مجلسِ محمدی مستقیم ہے پس جو شخص کہ فرضِ مذمت سے فارغ نہ ہو، اُس کو عبادتِ نوافل کی حاجت نہیں ہے۔ یعنی اللہ میں باقی ہوس ہے۔

پس اے مخلصِ مطلق! جو کوئی تصور اسمِ اللہ کو نظر میں رکھے۔ اُس پر ہمیشہ اللہ کی



رحمت ہو۔ گو تصور والا اگرچہ ظاہر افسق و فجور میں مبتلا ہو۔ لیکن یہ برکت اسم اللہ سے آخر کو اس کا وجود اسم اللہ کی تاثیر سے پاک ہو۔ اور مرنے کے وقت تائب ہو ۛ

قوله تعالى إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّوِّبِينَ  
یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ تو بہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکی رکھنے والوں کو ۛ

پس اے درویش! جو صاحب ہمیشہ اسم اللہ کا تصور رکھے۔ اس کا حنائہ بخر ہو ۛ

پس واضح ہو کہ طالب صداق کو تصور اسم اللہ کا مقام ختمی عارف باللہ کا ہے کہ نفس اس کا بیمار اور دل اس کا بیدار اور روح اس کی دیدار ہوئے کی طرف متوجہ ہو اور اس کو آواز سرود وغیرہ کی پسند نہ آئے۔ بلکہ ہر وقت درپائے وحدت میں متغرق رہے۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ بیمار کو کوئی آواز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس آواز سے اس کی روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں زندگی کا سرور نفس ہے۔ اور ماسوائے اللہ ہوس ہے ۛ

خشم و شہوت بزر پلے تو دار

ماشوی از حیات بر خودار

پس اے طالب صداق! جب کہ علما علم کی تحصیل سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم تجھ کو مبارک ہو ۛ

پس اے درویش! علم سے تو کیا چاہتا ہے۔ آیا نقصا کا مرتبہ چاہتا ہے۔ یا کوئی معرفت اور رضا الہی کو ڈھونڈھتا ہے۔ اور جو درجات چاہتا ہے وہلای اللہ یستقیم الکلیۃ یومنون بالغیب ہے یعنی یہ کتاب ہدایت ہے پرہیزگاروں کو اور اُن لوگوں کو جو ایمان غیب پر لائے ہیں۔ یعنی جس سے انبیاء اور اولیاء نے ہدایت پا کر معرفت حق اور قافی اللہ کی تلقین اور تسلیم حاصل کی ہے۔ چونکہ کلام اللہ کا علم روز ازل سے ہے قوله تعالیٰ اِنَّكَ لَا تَعْلَمُ مَا خَبَرْتُ وَ لَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تم ہدایت نہیں کر سکتے ہو اُس کو کہ دوست رکھتے ہو۔ مگر

اللہ ہدایت کرتا ہے اُس کو کہ جس کو چاہتا ہے +  
 اسی واسطے انبیاء اور اولیاء اور مومن اور مسلم، تقویٰ کی ہدایت و نفاذ سے  
 پا چکے ہیں۔ اور یٰؤمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ پر ایمان لاپکے ہیں۔ اور اپنے قلب سے تصدیقِ قلب  
 رکھتے ہیں۔ اور ایمان کے ساتھ صاحب یقین ہیں۔ اور مقام یقین میں مقام منتہی رکھتے  
 ہیں +

اور قولہ تعالیٰ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ یعنی عبادت کر اپنے رب  
 کی یہاں تک کہ آدے تجھ کو یقین +

ماورِ اولیاء اللہ کو مطلق یقین ہو سکتا ہے اور یقین پورا معرفت اور ہدایت  
 اور عبادت کا اخیر دم تک ہے، بلکہ جان کے لبوں پر پہنچنے تک ہے۔ اور قرین  
 حشر و شر میں ساتھ ہے +

اس کے بعد حضرت مصطفیٰ یقین کی تعریف فرماتے ہیں +

## یقین کی تعریف

پہلے طالبِ صادق! اصل یقین یقین ہے اور یقین کا مقام عین العیاں ہے پس  
 جس جگہ عیاں ہے وہاں پر ذات بے حجاب ہے، جس کے بیان کی حاجت نہیں ہے۔  
 چونکہ بعض اولیاء اللہ ماورِ اولیاء ہوتے ہیں۔ اُن کو تلمیذِ الرحمن کہتے ہیں۔  
 ایسے لوگوں کو مرشد کی حاجت نہیں ہے۔ کہ ان کو تعلیمِ خدا اور رسول سے ہوتی ہے۔  
 ہاں طوائف یا فصیحیت اُن کو اولیاء عصر سے ضرور ہوتی ہے۔ کہ جو تحقیقات علم  
 کے واسطے ہے۔ اور یقین اور تعلیم ان کو عالمِ ازل سے ہو چکی ہے۔ اور وہ ولی اللہ  
 اور عارف ہدایت کے لائق ہے کہ جو ازراہِ تصور اسم اللہ انداز راہِ تصور ہم متحدی  
 دریا سے وحدت میں غرق ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری  
 جہل کر کے تعلیم اور یقین کرتے ہیں۔ اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتب  
 پاتے ہیں۔ اور جو مرشد کی اس قسم کی تحقیق نہیں کرتے اُن کو مرید کہنا چاہیے +

پہلے طالبِ صادق! مرشد لائق وہ ہے کہ طالب کو طالب کے موافق دے  
 اور اس کے ساتھ نہ پورے کہ سکے وہ مرشد نہیں ہے۔ بلکہ وہ کسی مرشد کی

تلاش کرے اور اس سے تعلیم اور تعلم حاصل کرے۔ ورنہ ہمیشہ ناقص رہے گا۔ چونکہ مرشد ناقص بہت ہیں، اُن سے تعلیم لینا ناجائز ہے۔ بلکہ مطلق حرام ہے۔ اور مرشد کامل بھی بہت ہیں کہ جو دریاے معرفت کے تیراک ہیں۔ اُن کی تعلیم فرض ہے۔

پس اے طالبِ صداق! طالب کو دانشِ علم کے ساتھ نظر رکھنا چاہئے۔ کہ جو ناقص اور کامل کو پہچانی سکے۔ کیونکہ جو مرشد ظاہر ہیں۔ اکثر نام اور نیکی کے ساتھ مشہور ہیں اور وہ باطن میں دنیا کی طلب میں خوار و مہوار ہیں۔ اور ظاہر ذکرِ اللہ یا اللہ یا اللہ یعنی جبر کے ساتھ زبان پر جاری رکھتے ہیں۔ اور باطن کے تصور سے دل میں نفاق رکھتے ہیں۔ ان کے واسطے کیا خوب کہا ہے

مرد بان تسبیح و تدل کاوثر این چنین شیخ کے داماد

چونکہ مرشد ہونا بڑا مشکل کام ہے۔ مرشد کی مثال مثل عطار کے ہے نہ کہ جلاوڑ کی کہ چونکہ طلب میں خوار و مہوار ہو۔ بلکہ مرشد ہے۔ کہ طالب کو بغیر ریاضت کے ایک نظر میں شاہِ رامِ معرفت کی دکھا دے۔ کیا خوب کسی نے ہندی میں کہا ہے

مرشد ایسا چاہئے جیسے دھوبی دھوئے  
دیسے صابن گیان کا اور محلِ قل ڈالے دھوئے

بلکہ مرشد کی مثال شہباز کی ہے کہ جو لامکانِ قدس پر ایک دم میں پر فائز کر سکے۔ یہ مرشد نہیں ہے کہ جس کی نظر مثل غلیبوان کے ہمیشہ مردار پر رہو۔ اور طالب وہی ہے کہ جو دیدار پروردگار کے لائق ہو۔ اور دنیا اور اہل دنیا سے ہمیشہ بیزار ہو۔ بلکہ جس کے چہرہ پر یہ باعثِ سعادت و عبادتِ ربانی کے چہرہ پڑیا ہو۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ

”صاحبِ دل زندہ اور دُعا کر بیدار ہو نا ہے“ جیسا کہ حدیثِ اَللّٰہِ جِیَا یَوْمَکُمْ وَلَکَ فِیْہَا مَعِیْرٌ  
یعنی دنیا ایک یوم ہے۔ اور ہمارے واسطے اس میں روزہ ہے۔

حدیثِ اَللّٰہِ جِیَا سَاعَۃٌ وَلَکَ فِیْہَا طَاعَۃٌ یعنی دنیا ایک ساعت ہے۔ اور ہمارے واسطے اُس میں طاعت ہے۔

اور تفکرِ معرفتِ الہی کے ساتھ رکھنا اور ایسا تفکر اس لائق ہے۔ کہ جانہ

کثیف نفسانی سے جو باہر ہو بلکہ جو جامہِ روحانی میں داخل ہو۔ اور حدیث

تَغْلُوْہُ سَاعَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلِیْنِ یعنی تفکر ایک ساعت کا بہتر ہے

دونوں جہان کی عبادت سے - کیونکہ نفس کو نور ہے - اور تفکر والا ہر وقت مشاہدہ اِلا اللہ اور فنا فی اللہ میں غرق رہتا ہے \*  
پس مرشد صاحب تفکر منتہی وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو معرفت الہی کا مشاہدہ کراسکے اور جو وصال کہ سالہا سال میں اُس کو میسر ہو، وہ ایک ساعت میں میسر ہو جائے \*

پس اے طالبِ صداق! جاننا چاہئے کہ اس علم سے عالمِ عامل نہیں ہوتا ہے۔ اس پر دیالِ آخرت ہے۔ اور اُس ذکر سے کہ ذکر جس سے مرتبہ و مداریت کو پہنچے۔ وہ ذکر بیدار نگاہ ہے۔ اور اُس فکر سے کہ نفس قافی نہ ہو، وہ فکر بے حاصل بلکہ خام خیال ہے \*

اور اُس دعوت سے کہ مٹکل آواز نہ دے اور گنج میرنج میں نہ پہنچے۔ اور نجاس اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ لیجاوے۔ اور جو جواب باصداق روحانی یعنی الہام ربانی نہ ہو۔ اُس دعوت سے رحمت اور جہنم بلکہ بیجا صلی کمال ہو۔ اور بلانے والا اُس دعوت کے ساتھ جاہل محض ہے \*

اے درویش! جس جسم میں کہ تاثیر اسم اللہ کر رہا ہے وہ آدمی کسی بال میں گرفتار نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ ولی اللہ ہوتا ہے۔ اور وہ جو تصور صاحب اسم اللہ سے ہو، اُس کا دیکھنا دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ نور اللہ سے یا مجلس رسول اللہ سے۔ اس وجہ سے کہ تصور والا اسم اللہ کی وجہ سے مقامِ ناسوت سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ وہ مقامِ لاہوت میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ خواہ آپ کو جانے یا نہ جانے، کیونکہ اصل اس کی اسم اللہ کے ساتھ وصل ہے۔ اس واسطے کہ تصور اسم اللہ والے کو کیا قدرت ہے کہ اسم اللہ کو اپنی قید میں لاسکے۔ کیونکہ اسم اللہ غیر مخلوق ہے۔ یہی غیر ہے کہ تصور و عقل اور تصور والا مخلوق ہے \*

اس کے بعد حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمۃ ترتیب سلوک کی بابت ارشاد فرماتے

میں \*

## مسئلہ ترتیب سلوک

پس اسے طالب سادق! جاننا چاہئے۔ کہ سلوک اولیٰ اور دوم کے سلوک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اولیٰ مرتبہ کیلئے تلاوت قرآن و ورد و وظائف و تلافل و صوم و صلوٰۃ ہے۔ اور دوسرے سلوک کی منتہی، کہ جو ایک دم میں مجلس محمدی میں پہنچا دے۔ اور دریائے وحدت میں غرق کر دے۔ یہ سلوک منتہی اسم اللہ کے تصور سے ہے۔ کیونکہ کالین کے سلوک کا سلوک ذکر کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے کہ محض عطا ہے الہی ہے اور جس کسی کو کہ محال ہووے، ایسا غرق حضور امین کا ذکر مذکور کے نسیان سے ہو۔ اس واسطے کہ حضور والے کا ذکر حضور دوسرا ہے۔ اور مراقبہ حضور دوسرا ہے، اور وصل حضور اور تصور حضور دوسرا ہے۔ اور توجہ حضور اور دمج حضور اور خیال حضور اور مشاہدہ حضور دوسرا ہے۔ اور نور اللہ کا مشاہدہ دوسرا ہے کیونکہ حضور والا ہر وقت اور ہمیشہ مقام لاہوت میں رہتا ہے۔

پس اسے طالب صائق! سمجھ کو معلوم ہووے کہ مقام ناسوت اور لاہوت کی کیا پہچان ہے، پس معلوم ہو کہ ناسوت میں انسان اپنے نفس کی ہستی میں رہتا ہے اور مست اپنے اختیار میں نہیں رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہو کہ ناسوت کی مستی بالکل حرص و ہوا سے ہے۔ اور مقام لاہوت میں نفس جا کر نیست اور نابود ہو جاتا ہے۔

صدفیہ کہتے ہیں کہ نیست ہونا ہوشیاری کی دلیل ہے۔ اور ہوشیار کو خود بخوار کہنا چاہئے۔ کیونکہ مغر معرفت الہی تقویٰ ہے۔

یعنی پسند کیا انسان کو اچھے انداز

قوله تعالیٰ - لَقَدْ خَلَقْنَا

الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

پر

اور ارشاد ہوتا ہے :-

قَالَ إِنَّا لِلْمُتَّقِينَ مَقَارًا

اور قوله تعالیٰ إِنَّ اللَّهَ مَعَ

الْمُتَّقِينَ

یعنی تحقیق ڈرتے دلوں کو ہر اوستی ہے

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ پر ہر گار دل

کے ساتھ ہے

پس اے طالب صباوق! جو کوئی بغیر تقویٰ کے دعویٰ فقیری اور درویشی یعنی معرفت الہی کرے وہ جھوٹا ہے +

## تقویٰ کی تعریف

تقویٰ کے چار حرف ہیں یعنی ت، ق، و، ی۔ اب ان کی تشریح بھی ملاحظہ ہو۔  
 کہ ہر ایک حرف سے کیا مراد ہے۔ یعنی تقویٰ کے والے کو ڈرنا چاہئیں۔ ایک ت ترک کی۔ دوسری ت توکل کی۔ اور تقویٰ کے والے کو ڈرنا چاہئیں۔ ایک ق قہر کا جو اپنے نفس پر۔ دوسری ق قادر ہونے کا اپنے نفس پر۔ اور تقویٰ کے والے کو ڈرنا چاہئیں۔ ایک و واحد کی۔ دوسری و وحدت کی۔ اور تقویٰ کے والے کو ڈرنا چاہئیں۔ ایک ی یگانہ بحق کی۔ اور دوسری ی یاد حق کی +

پس اے طالب صباوق! جاننا چاہئے کہ تقویٰ یعنی مجاہد گاری عمل پوشیدہ، بے ریا اور عمل نیک اور صانع کو کہتے ہیں۔ اوّل نیک یعنی پوشیدہ عمل سے بندہ کو معرفت حاصل ہوتی ہے اور نجات اسم اللہ ذات یعنی تصور حق سے ہو کہ جو اسرار اصل اور تقویٰ کی ہے۔ کیونکہ راز یا ظن کا ریا منت یا ظل سے غارت ہو جاتا ہے اور متقی اس کو کہتے ہیں کہ جس کو ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس قدس میں رہو چونکہ میراتب صرف تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں +

ایسا متقی ظاہری ریا منت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ہے۔ اس واسطے کہ کفار بھی ریا منت بہت کرتے ہیں۔ تو ہم کو ان سے خلافت کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہی عارف کوراء راز اسم اللہ سے کھاتی ہے۔ اور اسم اعظم اور تقویٰ بغیر حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل نہیں ہوتی +

بآہوا بہرا از خدا تقویٰ نما

بے ریا تقویٰ کرو جانتے خدا

پس اے درویش! جس کسی نے پایا، اسم اللہ سے پایا۔ چونکہ اسم اللہ سے چار حرف نکلتے ہیں۔ یعنی اقل اسم، اسم اللہ ہے کہ جو فضل اللہ سے ہے۔ جب اسم اللہ سے آیت دُور کیا اللہ رہا۔ کیونکہ اس کا ذکر فیض اللہ سے ہے۔ اور جب

یٰلَہُ سے کلام دو بیواؤں رہا کہ اس کا ذکر عطاء اللہ سے ہے اور حیب لہ سے کلام دوور  
کیا ہو رہا۔ پس ذکر ہو عنایت اللہ سے ہے۔ پس واسطے مروی رفت کے کلمہ لَا اِلٰہَ  
اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کافی ہے۔ یعنی اللہ میں باقی ہوں ہے +  
دوسری تشریح اس کی یہ ہے کہ ذکر اللہ سے حضور اور ذکر اللہ سے سرور اور  
ذکر لہ سے مقہور یعنی فقر کیا گیا اپنے نفس پر اور ذکر ہو سے مغفور ہے۔ یہ سب  
مراتب شریعت محمدی کی برکت سے ہیں۔ اور زیادہ خوبی اس تشریح میں یہ ہے کہ  
ہو اسم مصنف کتاب ہے اور یہی کلمہ ذات ہے +

## نماز استخارہ

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہووے کہ اب میں استخارہ کی بابت تجھ سے  
کہتا ہوں۔ کہ ایک شخص نے نماز استخارہ اس نیت سے پڑھی کہ میں کسی بزرگ سے  
بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس بزرگ صاحب ارشاد نے اس کو خواب میں تلقین کیا  
اور وہ ذکر کہ باطن میں تلقین تھا ظاہر ہو گیا۔ اور اس شخص صاحب استخارہ کا اعتقاد کہ  
ہو گیا۔ اور وہ شخص اس بزرگ کے سامنے حاضر ہوا۔ اور اس بزرگ نے کہا کہ اے  
شخص فلاں مجھ باطن میں میں نے تجھ کو تلقین کیا تھا، یہاں تیرے آنے کی کیا ضرورت تھی  
پس اے طالب صادق! اس طریقہ کے ساتھ طالب اور مشد دونوں ناقص ہیں +

## جواب مصنف

حضرت مصنف کتاب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ یہ ایسا ذکر طالب کا پائدار نہیں  
ہے۔ جب تک مرشد کامل اس طالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس  
میں نہ لی جائے۔ اور اس کو بارگاہ رسالت پناہی سے تلقین نہ کرے۔ اور یا یہ  
کہ وہ شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس مقام باطن میں مستقیم  
نہ ہو۔ اور یہ باعث اس تلقین حضوری کے طالب کے وجود میں چار ذکر مجموعی لازم  
جاری ہو جائیں۔ اور طالب اللہ کو نور اللہ کا مشاہدہ اور مقام تقانی اللہ کی سیر اور خلعت  
نفس کی لذت اور بقائے روح سے وصال نہ ہو جائے +

پس اے طالبِ صداق! جو مرشد ایسی تعلیم و تلقین نہ کرے، وہ ناقص ہے۔ اس کی کسی بات کا اختیار نہیں۔ ایسے مرشد کے دھوکے میں نہ آئے۔

پس اے طالبِ صداق! یہ مرشد نہیں کہ جو ظاہر میں آدمی کی صورت اور باطن میں شیطان کی سیرت ہیں کہ جو دم کے روکنے کی تعلیم کریں۔ چونکہ جان ہوا کے ساتھ ہے اور ہوا دم کے ساتھ ہے۔ تو لازم ہوا کہ جب جس دم کیا جائے گا، تو روح کو تکلیف محسوس ہوگی۔ پس اس امر میں نہ پڑنا چاہئے۔ کیونکہ ہر ایک جاندار عام اس سے کہ کوئی ہو، دم کے ساتھ سب خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ خدا کی یاد سے کوئی دنیا میں خالی نہیں۔ کیا خوب کہا ہے۔

ہر گیارہ کہ از زمین روید      وحدۃ لا شریک لہ گوید

## ذکر مقامات وجود

پس اے طالبِ صداق! نتیجہ کو معلوم ہو کہ وجود انسان میں ذکر کے دو مقام ہیں۔ ایک کا مقام سینہ میں کہ جو دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسرا مقام سر میں ہے جس کا تعلق روح سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر کا دل اور روح کے ساتھ تعلق رکھنا چاہئے اور اسی کی تعلیم حاصل کرنا چاہئے۔ چونکہ مردہ دل ذکر اللہ سے زندہ ہو جاتا ہے اور جو دل تصور اسم اللہ کے ساتھ بیدار ہوتا ہے، زندگی میں اس کی روح کو ذکر سے نشان ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ نور اللہ کے مشاہدہ میں رہتا ہے۔ اور ان مراتب کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے۔

قوله تعالیٰ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ  
أَعْمٰی فَنُفِیْ اِلٰی حَرِّ نَارٍ ۝

یعنی وہ شخص جو اس جہان میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

ہر کہ اینجا ندید محرم است

در قیامت ز لذت دیدار

پس اے طالب! دل عارف مثل ہدف کے ہے۔ اور ذکر اس کا مثل تیر کی اور فکر اس کی مثل کمان کے ہے۔ پس وہ دل جو مثل ہدف کے ہے ہمیشہ ذکر کے تیر کی سے رخمی ہوتا رہتا ہے۔ اس وجہ سے تمام وجود اس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے



پس ایسا نفس ہمیشہ گریہ میں مصروف رہتا ہے۔ اور اگر فنائے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کی آنکھ سے خون آنے لگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے ذاکر کے وجود میں طین کا گندہ نہیں ہوتا ہے۔ اور وہ ذاکر خاصانِ خدا میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے ذاکر سے ہمیشہ شیطان بھاگتا ہے، جیسا کہ کافر کلمہ سے بھاگتا ہے۔ پس ایسے ذاکر قلبی کے مغز و پوست میں صرف اللہ ہی اللہ رہتا ہے +

مترجم کہتا ہے کہ ایسا ذاکر ترک دنیا اور ترک عجب اور ترک مولا اور ترک شرک سے گذر جاتا ہے بلکہ ذات رہتا ہے یعنی جس نے دونوں جہان کو ترک کر دیا تو اب فریاد دیکھا رہا +  
حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اگرچہ وہ اس جہان کی روٹی کھاتا ہے۔ لیکن اپنے مشاہد میں وہ اس جہان میں یعنی باطن میں رہتا ہے +  
مترجم کہتا ہے کہ اس کے ہر ایک خواہش خداوند ہوتی ہے۔ اور اس سے ہر امر کا ظور ہوتا ہے خواہ اس کو کرامت کشی یا معجزہ یا الہام وغیرہ +

## علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کی بحث

اس کے بعد حضرت مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا ذاکر زندہ جاوید ہو جاتا ہے کہ جو مقام علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کے درجات کو طے کر کے حق کے ساتھ ہو اور اس کے وجود میں باطل نہ رہے +

پس اسے طالبِ ایساؤ اور غرقِ نورِ نواہد اس میں ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ مقامِ نواہد میں اپنے نفس پر قاور ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس مقام میں دل کی حالت خفیل جاتی ہے اور دل سلیم ہو جاتا ہے +

پس صوفیہ ایسے نفس کو نفسِ مطمئنہ کہتے ہیں۔ اور نفسِ مطمئنہ اسے کی زبان پر تسبیح اور دل میں اللہ کی تصدیق ہوتی ہے اور اس سے ماسوائے اللہ کی ہوس جاتی رہتی ہے۔ اور حقیقت کا مقام یعنی روح کا مقام اس پر کھلتا ہے۔ اور قربِ الی اللہ کا مرتبہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ چونکہ معرفت کا مقام سیر ہے یعنی مشاہدہ ربوبیت ہے +

پس ایسے طالبِ صادق! درمیانِ شریعت اور طریقت ستر ہزار حجاب ظہانی ہیں۔ اور ایسے ہی درمیانِ حقیقت کے ستر ہزار حجابِ قدرت ہیں۔ پس جو شخص کہ

طالب اللہ کو دولاکھ ستر ہزار حجاب ظلمانی سے سات روز میں محض تصور اسم اللہ سے بے حجاب کر دے وہ مرشد ہے \*

آدرائے طالب الصاوق ! تجھ کو معلوم ہوئے۔ کہ مقام طریقت میں مقامات نوکر اور فکر اور مکاشفہ اور مراقبہ اور محاسبہ اور مقام طیر اور مقام سیر اور مقام طلب ہیں۔ ان کا سیر طالب کو کرنا چاہئے۔ اور مقام طریقت میں طالب کی نچنگی اور غلخ حوصلگی درکار ہے چونکہ طلب سے طاعت اور ذکر سے ذوق اور فکر سے فہم و فرحت اور مراقبہ سے ملاقات و دوست اور مصافحہ سے بیعت ہے \*

پس یہ مقامات مقام باطن میں اولیاء و انبیاء کے ہیں۔ اور مکاشفہ سے دل کی کدورت دور ہوتی ہے اور باطن میں صفائی ہوتی ہے۔ اور محاسبہ سے وجود میں ذکر بے حساب ہوتا ہے۔ اگر ستر ہزار ذکر کو ایک جگہ جمع کیا جاوے۔ تو بھی وہ مرتبہ حقیقت پر نہ پہنچیں۔ اور اگر ستر ہزار مذکورہ بالا اشخاص کو اور جو کہ المام حقیقی کا حق رکھتے ہوں۔ ایک جگہ جمع کیا جاوے تو درجہ مرتبہ معرفت پر نہ پہنچیں کہ جو مقام فنا فی اللہ کو طے کئے ہوئے ہوں۔ اور اگر ستر ہزار معرفت والے عارف باللہ اور فنا فی اللہ کو ایک جگہ جمع کیا جاوے تو وہ عارفان باللہ اور معشوق اللہ کے مراتب پر نہ پہنچیں۔ چونکہ مراتب بقا باللہ اور حجتی التابین اور موصد کا استعراق حق دوام فی الوجدت اور فنا فی النور ہے۔ کہ جو بقائے حضور کے ساتھ ہیں۔ چونکہ یہ مراتب مقام لامکان کے ہیں وہم اور فہم انسان میں نہیں آسکتے۔ بلکہ جن اولیا کا ان مقامات علیا میں گذر ہے۔ ان کا تعلق ذات سے ہے۔ شعر مترجم

ذات اقدس کے سوا اور ظہیری کیا ہے

تو رہی تو رہے اللہ ہے اللہ اللہ

یہاں ذات اقدس سے مراد ذات اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے چونکہ

احد کو جو احمد میں دیکھا ظہیری

تو بردہ ہی پر وہ تھا اور کچھ نہیں تھا

پس اے طالب ! وہ جگہ لاحد ولا تعد ہے یعنی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی شمار

پس جو کوئی اس جگہ پہنچے وہ فقیر ہے والا کو رہیم ہے \*

## عاشق اور عارف کی حالت

پس اے طالب! ایسے تجھ کو عاشق اور عارف کی حالت بتلاتا ہوں، وہ یہ ہے کہ عارف باللہ اور وہ صلیں الی اللہ کے ابتداء اُن کے وجود میں یہ سات جگہ آگ جاتی ہے اور یہ آگ اُن کو ایسا جلاتی ہے۔ جیسے کہ خشک لکڑی کو۔ اول آگ ذکر کی ہے دوسری آگ فکر کی ہے۔ تیسری آگ شوق کی۔ چوتھی آگ مراقبہ کی۔ پانچویں آگ مکاشفہ کی۔ چھٹی آگ محاسبہ کی۔ ساتویں آگ حضور کی۔ اور یہ آگ دو آتش سے بکر جلتی ہے یعنی اول آگ بھوک کی یعنی بھوکا رہنے کی۔ دوسری آگ پیاسا رہنے کی \*

پس اے طالب! اگر عاشق مولا کی محبت کی آگ سے آہ کھینچے یا نظرِ قر سے کسی سمت دیکھے تو مشرق سے مغرب تک آن واحد میں جلوہ آوے۔ اور ہر ایک چیزِ بود سے نابود ہو جائے \*

پس اے طالب مولا! اگر تو تمام دنیا کے زاہدوں کو جمع کرے۔ اور کسی عارف باللہ کی نظر آگراں پر پڑ جائے (تو انسان تو انسان پہاڑ تک جل اٹھیں)۔ ۷

ظہیری طور کا جلوہ نہیں تھا آہ نقی اپنی

کہ ہم نے عشق مولا میں کیا تھا نعرہ جا بجا

حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ اُن زاہدوں کی کیا قدرت ہے کہ اُس عاشق کے سامنے دم مار سکیں۔ اس وجہ سے عارف باللہ صاحب تصوف ہوتا ہے اور علم تصوف ہر علم پر غالب ہے \*

## تصوف کی حقیقت

پس اے طالب! اب میں تجھ کو تصوف کی حقیقت بتلاتا ہوں۔ کہ تصوف کیا چیز ہے (یعنی تصوف کے معنی)

پس اے طالب! تصوف کے معنی مطلق توحید جاننے کو کہتے ہیں۔ اور دوسرے معنی تصوف کے صفائے دل کے ہیں۔ اور تصوف کا علم چار سلاک پر منسلک ہے۔ کہ

جس مقام میں چار گواہ اور چار راستے ہیں \*

اب ہر ایک سلک کی تشریفِ ملاحظہ ہو۔ یعنی اول مسلک سلوک تصوف میں خاص لکھا ہے جس کا تعلق شریعت سے ہے۔ اور دوسرا مسلک سلوک تصوف میں بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے، اس کا تعلق مقامِ طریقت سے ہے۔ تیسرا مسلک سلوک تصوف میں خلائقِ نکات سے ہے جس کا تعلق مقامِ حقیقت سے ہے۔ چوتھا مسلک سلوک تصوف میں توحید سے ہے جس کا تعلق مقامِ معرفت سے ہے۔ چونکہ علم تصوف علم توحید سے ہے۔ اور علم توحید کا تعلق علم فقہ سے ہے۔ اور علم فقہ کا تعلق علم جیالہ کے ساتھ ہے۔ اور علم جیالہ کا تعلق محبتِ مولیٰ اور درودِ محبت کے ساتھ ہے \*

اس سے معلوم ہوا کہ علم تصوف ہر علم پر اوٹے ہے۔ اس واسطے کہ علم تصوف توحید بالایمان ہے \*

مستورہ نجم۔ پس جو انسان علم تصوف سے آشنا نہیں۔ وہ انسان نہیں چونکہ آیات اللہ اور کلمات اللہ سے مراد انسان ہی ہے اس وجہ سے کہ

ہم جلیزی ہیں ظہیری جہاں میں ہم دور ہیں جمالِ ہمایٰ قرین سے کب

اور اے طالبِ سادق! جو کوئی علم تصوف کا مطالعہ نہیں کرتا وہ بدتر از شیطاں ہے۔ بلکہ حرص و آرزو کا بندہ ہے اور ہرگز اس کا یقین ذاتِ باری پر نہیں ہے۔ چونکہ علم تصوف کے جاننے سے اطمینانِ رحمانی ہے۔ اور نہ جاننے سے سراسر کرا و شیطانی ہے نعوذ باللہ منہما \*

## تصوف کے حروف کے معنی

پس اے طالبِ صادق! تجھ کو معلوم ہوا ہے کہ مسلک سلوک معرفت مولیٰ کی راہ ہے۔ پس جو کوئی طالبِ مولیٰ اور تصوف سے واقف نہیں ہے۔ وہ سراسر گمراہ ہے۔ چونکہ تصوف کے چار حرف ہیں یعنی ص، و، ف، اب ان کے معنی ملاحظہ ہوں۔ یعنی ت سے مراد یہ ہے کہ راہِ مولیٰ میں اپنے آپ کو تصرف کرے۔ اور ادواج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو تصرف کرے۔ اور حرفِ ق سے مراد

ہر اہل مستقیم ہے یعنی سیدھے راستے پر چلنا۔ اور حرف واو سے مراد، وعدہ خلافی نہ کرنا ہے۔ اور حرف ف سے مراد فتح الغیب اور فانی النفس ہونا ہے۔ پس جو کوئی ان حرفوں کے معنی سے واقف نہیں اور ان کا حال نہیں وہ ہرگز تصوف سے آشنا نہیں ہے + دوسرے معنی تصوف کے یہ ہیں۔ کہ تصوف اسم اللہ سے ہے یعنی علم انفس اور الف سے مراد آیت دَعَوْهُمْ اَدْمُ الْاَسْمَاءِ لَکَھَا ہے یعنی سکھلائیے آدم علیہ السلام کو کل اسم +

صوفیہ کہتے ہیں کہ یہاں کل اسم سے مراد کل علم اور کل عقل اور کل درجات ہیں۔ کہ جو قل سے حال کی طرف بجا ہیں۔ کہ جن کے ظاہر اور باطن ہر تہیجوں کے ساتھ ہیں جیسا کہ خود ارشاد ہوتا ہے۔

یعنی تمام ہوا کلمہ نیر سے رب کا اُروے	قُلْ لِّلّٰہِ ۚ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرٰکُونَ
صدق اور عدل کے اور اس کے کلمات	صِدْقًا وَّعَدْلًا ۚ لَا یَمْبِیْلُ لَیْلَہٗۤ اَوَّلَہٗۤ
تبدیل نہیں ہوتے، اور وہ سننے والا اور	وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ +
چلنے والا ہے +	

پس اے طالبِ عارف باللہ معرفت مع اللہ ایسا چاہیے، جیسا کہ حضرت بایزید بیضاوی قدس سرہ امتیازی فرماتے ہیں۔ کہ میں تیس برس تک خدا کے ساتھ ہم کلام رہا۔ اور مخلوق جانتی تھی کہ ہمارے ساتھ ہم کلام ہے۔ چونکہ عارف کا قل اُدسے اور حال اُدسے جیسا کہ قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا سورہ کھف میں ہے کہ حضرت خضر نے ایک کشتی کو توڑ ڈالا اور ایک جوان کو مار ڈالا اور ایک چوڑی پر دیو گرادی + پس حضرت خضر کا کام راہ پر تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظر گناہ پر پڑتی۔ پس اسی طرح عارف ہر حال اور ہر مقام سے غیر دار ہوتا ہے۔ اور احوالِ حق مستقبل اس کی نگاہ میں رہتا ہے +

صوفیہ کہتے ہیں کہ اسی واسطے ہر ایک عبادت سے عارف باللہ کی نظر بہتر

ہے

از نگاہ نیم سوکھش آہ من در میان کفر و ایمان را من

اور صریحاً ایمان بین الخوف والرجاء اس کی موید ہے یعنی ایمان در میان خوف اور

رجا کے ہے +

پس اے طالبِ صدق! افسوس ہے کہ تمام عمر میری بے خبری میں گزرنے لگی اور توجہ سے آشنا نہ ہوا۔ چونکہ فقر کو کسی وقت میں اطمینان اور سکونت نہیں میسر ہوتا۔ اس وجہ سے کہ ہمیشہ سیر اور سفر میں رہتے ہیں اگر ہزار کوئی اُن کی غمخواری اور ولداری کرے اور ان کو بطور نذر کے بھی کچھ دے۔ بیس جگہ رہیں مثل مسافروں کے رہیں اور ہر ایک حالت میں پریشاں حال رہیں۔ ان کی حکمت اَلَا نَشْرُکُ لِلَّهِ وَالتَّوَحُّشُ عَنْ غَيْرِ اللَّهِ۔ سے ہوتی ہے یعنی اللہ کے واسطے اُنس رکھتے ہیں۔ اور غیر اللہ سے توجہ کرستے ہیں اور ہمیشہ اُن کی نظر فقیر و الی اللہ پر ہوتی ہے یعنی بھاگو اللہ کی طرف +

پس ایسے لوگ ہمیشہ مخلوق سے بیزار رہتے ہیں۔ چونکہ ان کا شوق محبت اور معرفت الہی ان پر ہمیشہ غالب ہوتی ہے۔ اور مکان ان کا مکان لا مکان سے ہوتا ہے۔ اور انکی جانِ جانِ جاناں کی طرح لگی رہتی ہے۔ گو جسم ظاہر ان کا اس عالم اسباب میں ہوتا ہے + اس سبب سے یہ لوگ پریشان حال رہتے ہیں۔ اور بعض صدقہ کہتے ہیں۔ کہ دو گروہ کے آدمی کسی کے حکم میں نہیں ہوتے۔ ایک ظل اللہ یعنی بادشاہ وقت۔ اور دوسرے ولی اللہ کہ جو سرِ ابراہیم سے واقف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کہا ہے

نفس را رسوا کند ہزار گدا ہر دے قدے رو دو ہزار خدا

اور بعض درویش کہتے ہیں کہ ہر خانہ اور ہر ایک شہر فقر کی برکت سے قائم ہیں۔ بلکہ فقرا کا پھرنا اور سیر کرنا خالی از حکمت نہیں ہے۔ اس واسطے کہ نقل انجلیکیر لایحکلو عین الحکمت یعنی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ایسا ہی فقیر کا قدم اور فقیر کی لہجہ اور فقیر کا وہم اور فقیر کا فکر اور فقیر کا التفات اور فقیر کا فیض کسی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اصل ان کی اسم اللہ کے وصل پر ہے۔ غنومی

از علم عالم تر شد وصل حضور	از علم عالم نہ شد کشف القبور
تو علم مغرور و راز حق دور تر	از علم عالم نہ شد صاحب نظر
در مطالعہ علم باشی صبح و شام	کس نیابد معرفت از علم نام
طلب مرشد را ز کن باطن صفا	تا ترا حاضر کند با مصطفیٰ
سرِ علی بود اقبال و قال	یہ بود ایستہ خاموشی وصال

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو کہ جو علم تقویٰ کے ساتھ ہے وہ اچھا ہے۔ اور آخرت کا توشہ ہے۔ اور جو علم زر کے جمع کرنے کے واسطے ہے۔ اور دنیا کی جس میں طلب ہے پس وہ ناجائز ہے۔ مصنف کتاب کہنا ہے

اے عالم نادان کہ تو در علم غروری      نزدیک تو میبودہ بلکہ تو دوری  
کشف ہدایہ اگر مرد تو خوانی      منافعت خاصان کنی ہیچ ندانی

پس اے طالب! علم وہ ہے کہ ظاہر حضوری، اس کی باطن میں معرفت مولیٰ کی طرف لیجا دے۔ اور قرب وصال الی اللہ اس کو میسر آئے۔ چونکہ جو شخص خدا کے دوستوں کی خدمت کرتا ہے وہ مخدوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے مصرعہ  
ہر کہ خدمت کرداد مخدوم شد

یعنی خدمت کرنے سے عظمت ملتی ہے۔ اور خادم سے مخدوم ہوتا ہے اور جو اولیاء اللہ کا شکر ہے۔ وہ رحمت حق سے مخدوم ہے **ثنوی**

وقت را منقطع کن اے جان من      اسم اللہ را لگو باہر سخن  
ہر کہ غفلت میکند اسم الہ      ہیچ زبیر ہرگز تبا شد سرگناہ  
مارعان را اسم اللہ شریف      نفس شیطان در گنج یا حبیب  
باہولیا اسم اللہ دل بکوش      اسم اللہ ناچہ دانہ خود فروش

اور اے طالب! حدیث میں سید القوم کا یہ معنی سردار قوم کا خادم **فقر ہے +**

## فقر کے وجود میں چار دوست ہیں

پس اے طالب! آدمی کے وجود میں چار دوست ہیں اور ان کی دوستی کی سب کو ضرورت ہے اور انہیں چار دوستوں سے چار دشمن پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی اول دوستی خدا کی۔ دوسری دوستی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری دوستی قرآن کی۔ چوتھی دوستی فقر کی +

اب ان کی تشریح ملاحظہ ہو۔ یعنی جو کوئی خدا کی دوستی کا دعویٰ کرے وہ ذکر اللہ کے ساتھ مستغرق رہے اور فکر میں تمام ہو جائے۔ یہاں تک کہ خدا کے دوستوں کے

ساتھ بھی دوستی نہ رکھے جو کچھ ہو خدا کے ساتھ ہو \*

مترجم دوسری دلیل خدا کی محبت کی یہ ہے کہ خدا کے دوستوں کی دوستی متام  
ہو جائے تو خدا کے ساتھ دوستی کر سکتا ہے ورنہ اس کا دعویٰ دوستی کذاب اور  
دروغ ہے۔ جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے۔

ظہیر بن خالد بانجر اُلفت ہے حباب کی رہا اب حشر باقی وہ خدا و نبین جانیں

اور اے طالب! جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دعویٰ کرے اور اس کی آل  
و اصحاب اور علمائے شریعت کے ساتھ دوستی نہ رکھے اس کا دعویٰ غلط ہے \*  
اور جو کوئی قرآن کے ساتھ دوستی کا دعویٰ کرے اور اس کے عمل کو درست  
نہ رکھے وہ گمراہ ہے \*

اور جو کوئی خدا کی دوستی کا دعویٰ کرے اور فقرہ فاذکو دوست نہ رکھے۔ اور  
معرفت مرلے کی طرف توجہ نہ کرے اس کی دوستی جھوٹی ہے بلکہ وہ کذاب ہے \*

اب یوں سمجھنا چاہئے کہ خدا کی دوستی سے شیطان کی دشمنی ہے \*

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی سے بدعت کی دشمنی ہے \*

اور قرآن کی دوستی سے بے عمل کی دشمنی ہے \*

اور فقرہ کی دوستی سے اہل دنیا کی دشمنی ہے \*

قَوْلُهُ تَعَالَى وَ أَمَّا مَنْ عَلَنَى وَالْمُتَحَيِّزَةَ الدُّنْيَا قَاتِلًا فِي تَحْيِيدهِ هِيَ الْمَسَاوِي  
یعنی جس نے شرارت کی اور دنیا کی زندگی کو اچھا جانا تو اس کا ٹھکانا دوزخ میں  
ہے \* ثمنوی

وہ علم مفروض ہے دام گیر طالب دنیا گناہ با ست فقیر  
علم را قدر سے نثار و از طلب علم عالم حمیت دانی بہ رب

## علماء اور فقرا کا فرق

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ علماء و فقرا میں کیا فرق ہے۔ اس کی  
تشریح بھی تجھ کو بتاتا ہوں یعنی علماء و صاحب ادب اور صاحب شرع اور وارث انبیاء  
علیہم السلام ہیں۔ اور فقرا تبارک الدنیا فارغ عینے صاحب ذکر و فکر اور خلق مجتہم اور



خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور غریق دریا سے وحدت و معرفت کے جوتے ہیں۔ اور علماء رات دن مطالعہ علم کی تکرار میں قلیل و کثرت رکھتے ہیں۔ اور فقر خدا کے ساتھ ساتھ اپنا عال بھی لے کھتے ہیں۔ پس عالم مبتدی کا عالم ذکر میں اور فقیر ملتی کا حضوری میں معلوم ہوا کہ ابتدا میں ذکر حضوری کے واسطے ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ علماء کے واسطے اعلیٰ درجات ہیں۔ تو کہ تعالیٰ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ذُرِّيَّاتٍ یعنی وہ لوگ ہیں جن کو علم اور درجہ عطا کئے گئے اور اُن کے مرتبے خدا نے تعالیٰ کے نزدیک بلند ہیں ۛ

اب رہے فقرا کے درجات وہ قرب حق تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ تو کہ تعالیٰ وَ اِذْ كُنْ رَبُّكَ اِذَا اُنْسِيتَ یعنی یاد کر اپنے رب کو جب کہ بھول جاوے یعنی اسم اللہ ذات کے ساتھ غریق وحدت میں ۛ

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ درجات ذات کے واسطے ہیں۔ اور ذات خاص اولیائے اللہ کے نصیب میں ہے۔ پس جو طالب معرفت اللہ کی طلب کرے، وہ شخص شیخ المشائخ اور عالم و فاضل اور متقی و محقق و مجرم اسرار ہے۔ اور جو مولیٰ کی طلب نہ کرے وہ حرص و حقد و عجب میں مبتلا ہے۔ اُس کو کسی کا فیض صحبت نصیب نہیں دے سکتا۔ خواہ کیسا ہی فقیر مست اور عالم ہو شیخ یا پادشہ ہرگز ہرگز وہ فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے ۛ

## دُنیا اور اہل دُنیا کی مُدّت اور مُصنّف کتاب کا جواب

پس اے طالب صادق! مصنف کتاب فرماتے ہیں۔ کہ وہ دنیا والے مثل تشنگی کے حد سے زیادہ پیاسے ہیں۔ چونکہ دُنیا کی مثال دِیا کی ہے کہ اُس کا پانی زہر آلودہ ہے پس جو پیاسا اُس پانی میں غوطہ کھا بیگا اور وہ زہر آلودہ پانی پیمکا۔ اور زیادہ تر تشنگی لب ہو گا۔ اور یہ تشنگی اُس کو مثل جاکنی کی تلخی سے زیادہ ہوگی۔ باوجودیکہ دُنیا کی تشنگی حشر کی تشنگی سے زیادہ مُصلح ہوگی۔ اسی واسطے فقیر لوگ دُنیا کے زہر آلودہ کنارہ پر تشنگی لب ہوتے ہیں۔ اور اہل دُنیا کو روکتے ہیں۔ کہ اس زہر آلودہ دریا کے پانی کو نہ پیو جس سے کہ مر جائیں۔ پس جس کسی کو ان کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی۔ تو یہ خدا کی مرضی پر اُس کو چھوڑ دیتے ہیں ۛ

پس اے طالبِ صداق! فقر کا دلِ اللہ کے ذکر سے سیراب ہو جائے۔ اور ان کو آبرو اور سُرخ رُوئی دونوں جہان کی نصیب ہوتی ہے۔

طلب کن اللہ بامطلب غوی      بے طلب اللہ بے مطلب رُوی

## انقسام دوستی

اب اے طالبِ صداق! میں تجھ کو دوستی کی قسمیں بتلانا ہوں۔ کہ جو تین قسم پر ہے یعنی ایک دوستی جسمی ہے۔ دوسری دوستی قلبی ہے۔ تیسری دوستی روحی ہے۔

اب یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ دوستی جسمی کا تعلق زبان سے ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء کی دوستی۔ نہ وہ دوستی گچھیں قیل و قال ہو۔ بلکہ جس طرح دوستی حضرت یوسف علیہ السلام کی حضرت بی بی زلیخا کے ساتھ تھی۔

اور قلبی دوستی کا تعلق مقامِ دل سے ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فقر اور فاقہ کے ساتھ دوستی تھی۔ اور آپ اس کو عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ معرفتِ الہی بنی اللہ کو امر مبارک ہمیشہ قیروں پر کرم کے ساتھ تھا۔ اسی وجہ سے حضور علیہ السلام کو وہ فقر کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ بلکہ بعض صحابہ فرماتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فقراے مجنونین کی دل داری کرتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ ان فقر کی خداوندِ عالم بھی عزت کرتا ہے، پھر میں ان کو کس طرح عزیز نہ رکھوں؟

آوراے درویش! تیسری دوستی روحی ہے۔ جس کا تعلق رُوح سے ہے۔ یعنی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی خدا کے ساتھ تھی۔

اب جاننا چاہئے کہ دوستی قلبی حضرت یعقوب علیہ السلام کو جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھی کہ یوسف علیہ السلام کی چھائی میں بارہ برس آپ کے گریو بھجائیں گزر گئے۔

مردِ وحی دوستی کی مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کہ ان کے واسطے خدا تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جس کی شہادت قرآن سے ہے قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ یعنی ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ سلامتی کے ساتھ ابراہیم پر۔

ایر نولہ نساے قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی  
کہہ دو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو  
نہیں جانتے ہیں ؟

## فقر اور معرفت کا بیان

پس اے طالبِ باقی! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں۔ کہ فقیر اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جو  
شرعیات کا عالم اور طریقت کا شمسوار ہو۔ اور مقامِ حقیقت کا ناظر اور مقامِ معرفت  
کا جہاننے والا ہو۔ اور دنیا کا بوجھ اٹھائیو والا ہو۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ مَا  
مَعْرِفَتَاكَ حَقٌّ مَعْرِفَتِكَ بَعْنِي پاك ہے تو تیری معرفت جیسی کہ چاہئے۔ ہم نے حاصل  
ہے۔ کی۔ چونکہ معرفت کا مقام بے پایاں اور بے انتہا ہے جس کو سوائے خدا تعالیٰ  
کے کوئی نہیں جان سکتا ہے۔

دیدہ باید لایق دیدار او      ایں نہ دیدہ طالبِ مراد ہو  
اور دوسری حدیث میں ہے مَا عِبَادَتَاكَ حَقٌّ عِبَادَتِكَ بَعْنِي پاك ہے  
ہم نے جبری عبادت نہیں کی جیسی کہ عبادت کرنا چاہئے تھی۔

تو نمیدانی ز تو نزدیک تر      درمیاں خود پرودہ اے بے بھر  
پرودہ را بردار و لبیدارش      را و عرفا ایں بود ہشیار ایش

پس اے طالبِ باقی! ابتداء فقر کی اسم اللہ سے ہے ۔

یعنی پاکی بول اپنے خدای کی جو سب  
اطلا ہے جس نے پیدا کیا اور بچہ ٹھیک کیا ؟  
یعنی یاد کر اپنے رب کے نام کو  
صبح و شام ؟

یعنی پاکی بیان کر اپنے رب کی کہ  
جو بہت بڑا ہے ؟

یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا پس  
تحقیق گنگ ہوئی زبان اُس کی ؟

قوله تعالیٰ - سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا  
الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسْوَی ؟  
ق وَادَّكَرُ سَمَّ رَبِّكَ  
مُكْدًا وَ آصْبِلًا ؟  
ق فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ  
الْعَظِيمِ ؟

اور حدیث من عرف ربہ  
فقد کمل لسانہ ؟

## علماء کے اقسام

پس اے طالب! اب میں تجھ کو علماء کی قسمیں بتاتا ہوں کہ علماء چار قسم کے ہیں۔ یعنی ایک علمائے عامل۔ دوسرے علمائے حامل۔ تیسرے علمائے شامل۔ چوتھے علمائے کامل ہیں۔ اب ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ یعنی علمائے عامل وہ ہیں۔ جو علم پر عمل کرتے ہیں۔ اور علم کے خلاف کچھ نہیں کرتے ہیں۔ اور علمائے حامل وہ ہیں۔ کہ جو علم کا یوچہ مثل گندھ کے پستے اوپر اٹھاتے ہیں۔ اور علم کے خلاف کرتے ہیں۔ اور طلب مومن کی محبت نہیں کرتے ہیں۔ اور علمائے شامل وہ ہیں کہ جو شب و روز علم کے مطالعہ میں اپنے اوقات عزیز صرف کرتے ہیں۔ اور علمائے کامل وہ ہیں۔ کہ باوجود ان اور وحشیوں کی زبان جانتے اور سمجھتے ہیں +

پس مرشد کو لازم ہے۔ کہ ان چاروں اقسام کے علماء کو پہلے روزہم اللہ کی تلقین کرے تاکہ گنہگار باطن ہو +

رفت عمرش در مطالعہ روز و شب از مطالعہ کس نشد عارف برب

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو کہ بغیر مرشد صاحب راز کے ریاضت اور تقویٰ اور فاضل اور روزہ و نماز وغیرہ بلکہ جلوت و خلوت اس کی بالکل حرص و ہوا سے ہے اس واسطے کہ تمام عبادت اس کی بے بنیاد ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دل مثل آفتاب کے اسم اللہ سے توجہ مرشد برحق کے روشن اور منور نہ ہو جائے +

متمم ترجمہ یہاں توجہ سے اجازت مرشد ادا ہے۔ چونکہ بغیر اجازت مرشد کے عبادت میں نفلت نہیں آتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں۔ کہ حفاظ دن رات قرآن شریف قیروں پر پڑھتے ہیں، ان کے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ ان کو اس قرآن پڑھنے میں کچھ نفلت آتا ہے ہم کو خدا اتفاق ہوا ہے۔ کہ جب تک ہم کو اپنے مرشد پاک سے قرآن شریف و اعمال و اذکار کی اجازت نہ تھی کوئی نفلت قرآن شریف کے پڑھنے میں نہ آتا تھا۔ حالانکہ قرآن حفظ بھی کیا تھا اور اکثر اس کے پڑھنے کا درد بھی تھا۔ پس جب سے حضرت مرشد پاک سے قرآن شریف و اعمال فیروز پڑھنے کی اجازت ملی۔ اس وقت سے کچھ نفلت ہی اور آگیا ہے۔ کہ ایک ایک آیت پڑھنے میں کچھ نکل جاتا ہے۔ بلکہ ایک خاص قسم کی بخود ہی ہوجاتی ہے۔ جس کی لذت کچھ دل ہی جانتا ہے +

پس اے طالبِ صداق! جب تک اسمِ اذلہ سے دل میں روشنی نہیں ہوتی۔ اس وقت تک اس کا نفس اس کے تابع نہیں ہوتا۔ کیونکہ مشغولِ بندہ دونوں جہان میں بہتر ہے اور جو اس سے خبردار نہیں ہے وہ دنیا و عقبہ میں برتر ہے۔ پس جو لوگ درم و دینار کے خواہشمند ہیں ان کا تعلق خدا کے ساتھ کیونکر ہو سکتا ہے \*

## فقر کی خدمت

پس اے طالبِ صداق! اب میں تجھ کو وہ مسئلہ بتاتا ہوں کہ جو فقیر کو بطور خیرات کے کچھ دے۔ اگر فقیر اس کو مخلوق کی طرف سے جانے تو نقصان ہے اور اگر خدا کی طرف سے سمجھے تو دلیلِ عرفان ہے \*

مہترجمِ حدیث قدسی ہے کہ ہر روز خداوندِ عالم آخر وقت شب کے چوتھے آسمان پر نزولِ جلال فرماتا ہے۔ اور اُس وقت خود ارشاد فرماتا ہے کہ ہم بھونکے ہیں کوئی ہم کو کھانا کھلاؤ۔ ہم پیاسے ہیں کوئی ہم کو پانی پاؤ۔ ہم تنگے ہیں کوئی ہم کو کپڑا پہناؤ۔ چونکہ ذاتِ باری ہم پر کرم کی بات سے خیرا ہے، صرف اس میں اپنی مخلوق کی تعلیم ہے۔ کہ اے ہمارے نیک بندہ ہمارے مخلوق کے ساتھ ایسا کرو۔ ایسا ہماری مخلوق کے ساتھ برتاؤ کرنا عین ہمارے ساتھ برتاؤ ہے۔ ہم تم کو اس کا بدلہ دُنیا و آخرت میں دینگے \*

دوسرے حکمِ خداوندی ہے کہ **وَ اَمَّا الْكَاۤفِرُ فَلَا تَتَّخِذْ لَہٗ مَخْرَجًا** یعنی اے مخلوق میرے سائل کو موت جھڑک بلکہ نرمی سے سائل سے بات کر \*

پس اے طالب! جو فقرا کہتے ہیں کہ ہم نے دنیا کو ترک کر دیا ہے۔ مگر مثلِ پروا نہ چرغ کے اُس کے گرو پھرتے ہیں۔ اور تعلقاتِ دنیا کی نسبت کہتے ہیں۔ کہ ہم نے اس کے عائد کو تیغِ ہمت سے کاٹا ہے۔ ایسے لوگ حرص و اذہ میں مبتلا ہیں \*

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ حق تعالیٰ نے مومنوں اور عارفوں اور انبیاء اور اولیاء بلکہ جمیع مسلمانوں کی رُوح کو محض عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے نہ زرو مال جمع کرنے کی غرض سے کہ جو لوگ طمعِ دنیا میں مبتلا ہیں۔ وہ دنیا و آخرت سے بے خبر ہیں \*

## فقر کی پہچان

پس لے طالبِ صدق! اب میں تجھ کو فقر کی پہچان بتلاتا ہوں، جس سے تم کو معلوم ہو سکے کہ مہنی فقر کی پہچان کیا ہے \*

اول۔ اس کے میں تین سببِ پنجہ کو بتلاتا ہوں :-

اول۔ سبب یہ ہے کہ وہ باادب ہوں۔ یعنی خلافتِ شریعت ان کے کوئی امر سرزد نہ ہو۔  
دوسرے باحیا ہوں، جتنے کہ اپنی عبادت کو کبھی پوشیدہ نہ کرتے ہوں \*  
تیسرے دل ان کا اللہ کی محبت سے پُر ہو۔ کسی غیر کی محبت ان کے دل میں نہ ہو۔  
اور گویائی ان کی دُعا و نصیحت کے ہو۔ بلکہ جو بات ان کی زبان سے نکلے وہ غیرِ معرفت سے نکلے اور دل ان کا شل روز روشن کے متور ہو \*

## فقر کے مقام

اب میں لے طالبِ صدق! تجھ کو فقر کے مقامات سے آگاہی دیتا ہوں۔ کہ ایسے درویشوں کے چار مقام ہیں \*

اول مقام ان کا دل ہے جس کو وہ ہمیشہ خدا کے ساتھ مشغول رکھتے ہیں \*  
دوسرا مقام ان کا سکوت ہے کہ ہر ایک کے سامنے وہ زبانِ اپنی نہیں کھولتے  
ہیں۔ بلکہ جو احوالات ان پر پڑتی ہے۔ وہ ساتھ حق کے ضبط کرتے ہیں \*

تیسرا مقام ان کا مسجد ہے جہاں شیطان کا گد ز نہیں ہوتا \*  
چوتھا مقام ان کا مقامِ قبر ہے جہاں وہ آسودہ ہوتے ہیں \*  
اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ مقامِ قبر قیامت کی حقیقت دریافت کرنے کا نام ہے۔

شعر  
ظہیری اپنی ہستی کو مٹایا آکے تربت میں

مقامِ قبر کو گھنٹہ سے زائد ہم سمجھتے ہیں

اور اے طالبِ صدق! جو فقرا بہت کھاتے ہیں اور وہ سوتے ہیں وہ مردہِ فل ہیں

اور خدا کی معرفت سے بے خبر ہیں امد جو درویش ہیں ان کی یہ حالت ہے

وہ ایمانِ ظاہری سے دُعا کرتے ہیں  
نفس و شیطان دُعا کرتے ہیں

گزیم حق شرح بیوش را تمام خواب واصل را عبادت ہر دم  
پس اے طالب یہ انتقال ہر ایک کے لائق نہیں بلکہ ذکر اور فکر کے لائق ہے ۔

## ذکر مراقبہ

اب میں اے طالب صادق ! تجھ کو طریقہ مراقبہ بتلاتا ہوں۔ یعنی مراقبہ بند کرنا دونوں  
آنکھوں کا ہے ذکر اور فکر کے غلبہ سے پس مراقبہ برق سے زیادہ تیز ہو اور صاحب  
مراقبہ ہوش سے بیہوش ہو۔ دونوں آنکھیں بند کرنے کے ساتھ اسم اللہ کے  
تصور کی برکت سے یہاں تک کہ دل کی آنکھ سے دونوں جہان کو دیکھے اور حقیقت  
نور کو پہچانے اور اس سے مصافحہ کرے۔ بلکہ اپنے سوال کا جواب یا صواب پاسے  
میں وقت مراقبہ سے باہر آئے ۔

پس ایسے مراقبہ کو مراقبہ ذکر و فکر کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ ذکر اللہ نفس کا قاتل ہے  
اور اصل ایسے مراقبہ کی تصور اسم اللہ سے ہے۔ اور جو مراقبہ ظاہر و باطن شریعت کے  
موافق نہ ہو۔ پس ایسے مراقبہ کو خواب و خیال کہتے ہیں۔ یعنی اس کا ابھی تک محبت نیا  
میں سیاہ ہے۔ اور جہالت سے تیار ہے۔ پس ایسا درویش جو کوئی بات کے  
وہ کذاب ہے ۔

اور اے طالب صادق ! جو لوگ تصور اسم اللہ سے ذات کا مراقبہ کرتے ہیں ان کا  
مشاہدہ شاہد حقیقی کے ساتھ ہے اور ان کی حضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے ۔  
پس جو کوئی مراقبہ والا اور تحقیقی کے مشاہدہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی حضوری سے محروم ہے۔ اور۔ بے یقین اور بیدین ہے۔ کیونکہ اس کا دل شیطان  
کے خطرات سے خالی نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہما ۔

پس اے طالب ! جو علم ین العلم سے ظاہر ہو وہ خاص ہے اور جو علم قلیل و قال  
سے ہو وہ ناقص ہے۔ اور وہ اس مقام قلب شناسی و معرفت رب العالمین ہے کہ جو  
خاموشی احوال سے علاوہ رکھتا ہے۔ اور ابتدائی مثال جس کی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد  
رسول اللہ سے ہے یعنی جب ہم نے دعویٰ کیا کہ تیرے سوا کوئی دوسری دلیل نہیں۔  
پس یہ دعویٰ ہوگا کہ ہم نہیں ڈرتے تم اس سے اور ہم امید نہیں رکھتے۔ مگر اس پر

پس جیب ہم کسی دوسرے سے ڈریں اور کسی سے امید رکھیں۔ تو ہمارا دعوے بڑھان سے نہ رہیگا۔ بلکہ ہمارا دعوے جھوٹا ہوگا۔ اور ایسا دعوے کفر و انکار کی حد تک پہنچے گا۔

پس اے طالبِ صِدق! اسی طور سے اگر مخلوق ہم کو دیکھتی ہے۔ تو اس کے رویہ و ہم کوئی گناہ بتیں کرتے۔ اور خداوند تعالیٰ ہم کو دیکھتا ہے، ہم اس کے سامنے لاکھوں گناہ روزمرہ کرتے ہیں۔ پس اس کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ ہم مخلوق سے ڈرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ پس جو مخلوق سے ڈرا اور خدا کا خوف نہ کیا وہ کافر ہے۔

افس! اگر کوئی طبیب کافر ہم سے ہماری بیماری دیکھ کر ہم کو کسی چیز کے کھانے کو منع کر دیتا ہے تو ہم اُس چیز کو ترک کر دیتے ہیں۔ مگر وہ چیز جس کے منع کرنے کے واسطے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے اور سب نے یہ کہا کہ حُرْبُ الدُّنْيَا دَائِمٌ كُنْ حَتَّى تَخْلُقَ وَتَزَلَّكَ الْمَدِينَةُ رَامِسٌ كُلِّ عِبَادَةٍ یعنی دنیا کی محنت ہر گناہ کی جڑ ہے اور دنیا کا ترک ہر عبادت کی جڑ ہے۔

## طلبِ مِلّیٰ اور طلبِ دُنیا کی بحث

پس اے طالبِ صِدق! اب میں تجھ کو طلبِ مولے اور طلبِ دُنیا کی بحث بتاتا ہوں جانا چاہئے کہ فقر کی طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے اور فقر کی طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے۔ علیہ السلام کی طلب ہے اور فقر کی طلب اصحابِ رسول اللہ کی طلب ہے اور فقر کی طلب اولیاء اللہ کی طلب ہے۔ اور علم و عمل کی طلب تقویٰ کی طلب ہے اور فقر کی طلب عرفان کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب شیطان کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب فرعون کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب قاتلون کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب تہود کی طلب ہے۔ اور دُنیا کی طلب شراب کی طلب ہے۔ اور بعض کے نزدیک دُنیا کی طلب لہو ہے۔ اور فقر کا طلب کرنا اسلام کا طلب کرنا ہے۔ اور فقر کا طلب کرنا معرفتِ الہی اور ذکر و فکر سے آشنا ہونا ہے۔

پس اے طالبِ صِدق! اب میں تجھ کو فقر کی قسمیں بتاتا ہوں یعنی بعض فقیر دانا اور بعض شیاد ہوتے ہیں اور بعض جاہل و نادار اور بعض دیوانہ اور مجنون اور بعض اخصائے گہ اور بعض صاحبِ شوق اور بعض صاحبِ عرفان ہوتے ہیں۔



پس جو صاحب عرفان ہوتے ہیں وہ ہمیشہ اسم اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کے غلبہ سے کسی وقت ان کو چین نہیں ہوتا۔ بلکہ یہی لوگ رخصتیا اور صاحب کشف ہوتے ہیں کہ جو ہمیشہ ذکر کے ساتھ زندہ اور باقی رہتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ مَوْجِدِ الْفَيْلِ اَنْ تَمُوْا کے مصداق ہوتے ہیں یعنی مرنے سے پہلے مر جاتے ہیں ۔

اور بعضے درویش صاحب اشتیاق ہیں جو پھر و قراق ہیں ہمیشہ رہتے ہیں۔ اور اس سبب سے کہ عالم ازل میں خدا تعالیٰ نے ان کی رُوحوں کو اپنا دیدار دکھلا دیا ہے۔ پس وہ اس سبب سے بچپن ہیں۔ کہ ازل کے روز اپنا دیدار دکھلا دیا ہے۔ اور دنیا میں ہم سے حجاب کیا اور پھر آخرت میں دیدار کا وعدہ فرمایا ۔

### مترجم شعر

دو عالم نظر میں سماتے نہیں ہیں      سولاپ کے اور بھاتے نہیں ہیں

یہ کیسا ہے پردہ یہ کیسا ہے پردہ      فکر سے نظر کو ملاتے نہیں ہیں

تہ آؤ تصور بھی آنے نہ دو گے      ظہیری بھی دل کو لگاتے نہیں ہیں

تمہاری پریشش کو ہم چھوڑ دیں گے      ہم اپنی خودی میں سماتے نہیں ہیں

ازل میں کیا جوتا پردہ ظہیری      وہ دُنیا میں کیوں منہ لگاتے نہیں ہیں

پس اے طالب صادق! جن فقرائے ازل کے روز اَلَسْتُ بِرَبِّكَ مَسْنُورًا لَوْ اَلَا کہا ہے ان کو دُنیا میں بھی دیدار خدا کا ملا ہے۔ اور ان کو الہام ہوا ہے اور جن فقرا کو دُنیا میں عالم خواب یا مراقبہ میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا ہے۔ وہ لوگ دُنیا میں اس کی لذت سے زندہ دل ہیں۔ اور ان کا فرمودہ افزو دہ حق ہوتا ہے۔ اس طرح کے فقرا کو مشرف یہ دیا رہیں۔ وہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کا نتیجہ ہوتے ہیں اور بعض صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ کو علم لدنی سے بھی کچھ حقیقت ملتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ تلامیذ الرحمن ہوتے ہیں۔ یعنی تعلیم یافتہ خدا کو ظاہری علم کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور بعض ان کو طالب مولے کہتے ہیں۔ اور تارک اور قارع دُنیا سے ایسے لوگ ہوتے ہیں ۔

## خیر و شر کا مسئلہ

اور

### اہل سنت و الجماعت کی تحقیق

پس اے طالب! اب میں تجھے کہ خیر و شر کا مسئلہ بتاتا ہوں، جو یہ ہے کہ بعض یہ ہیں کہ کہتے ہیں کہ خَيْرٌ وَ شَرٌّ ۚ مِمَّنِ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی بھلائی اور بُرائی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ۚ

اب میں تجھے سے ان دونوں لفظوں کی شرح کرتا ہوں، یعنی خیر اور شر کی کہ یہ دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اس کے معنی یوں سمجھنا چاہئے کہ خیر سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور آپ کے پیرو کا نام سنت و الجماعت رکھا۔ یعنی جو لوگ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب جن اہ پر چلے ہیں۔ پس جو کوئی ان کی راہ پر چلیگا وہ اہل سنت و الجماعت سے ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ نے خیر سے اسلام کو پیدا کیا۔ اور ذکر و فکر اور معرفت فقر اور فیض و رحمت کو اُس کے سپرد کیا۔ کہ اُمت محمدیہ اس سے فیضیاب ہو ۚ

## شر کی حالت

پس اے طالب! اب شر کی حالت تجھے کو بتاتا ہوں۔ کہ شر سے خدا تعالیٰ نے کفر اور شیطان اور نفسِ امارہ کو پیدا کیا ہے۔ اور شر سے دنیا کی خواہش کو پیدا کیا ہے ۚ

پس اے طالب! اب تو خیر کو چاہتا ہے یا شر کو، اور بعض گروہ ایسے ہیں۔ کہ ان کے دل میں بیماری ہے، جن کی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے :-

قَوْلُهُ تَعَالٰی - فَاُولٰٓئِكَ فِيْهِمُ مَّرْضٌ  
یعنی اُن کے دل میں بیماری ہے  
خَزَاۤءُهُمْ اِلٰہٌ مَّرْصُۢمًا ۚ  
پس بڑھایا اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو ۚ

پس اس گروہ کی زبان میں وارد ہوتا ہے :-

قَوْلَهُ تَعَالَى وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ \*

اور ارشاد ہوتا ہے :-

قَوْلَهُ تَعَالَى وَإِذَا حُلِّقُوا إِلَىٰ شَيْطَانِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَكْثَرُونَ \*

پس ایسے لوگوں کی صورت اُور ہے اور سیرت اُور ہے - جن کی نسبت

ارشاد ہوتا ہے :-

قَوْلَهُ تَعَالَى وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۚ أَلَا لَهُمْ لُحُوفٌ عَلٰٓى الْأَعْنَاقِ وَلَا يَسْمَعُونَ \*

یعنی بعضے وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور انہیں ہیں وہ مومن +

یعنی اور جس وقت جاتے ہیں اپنے دوستوں کے ساتھ تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں - اور ہم ٹھٹھے بازی کرتے ہیں اُن سے +

اور جس وقت کہا جاتا ہے اُن سے مت فساد کرو تم زمین میں (تو وہ لوگ) کہتے ہیں جو این نیت کہ ہم صلح ہیں، خبردار ہو کہ وہ انسان فساد کرنے والے ہیں مگر شعور نہیں رکھتے ہیں +

اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ لوگ نفسِ آمادہ کی خواہش میں مبتلا ہیں - چونکہ نفس کا مقام دنیا ہے، پس یہ لوگ دنیا کی ترقی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے - اور بدل کا مقام عقبے سے ہے پس جو لوگ اس کا تعلق رکھتے ہیں وہ لوگ نفس کو بہت سخت عذاب میں رکھتے ہیں - اور چونکہ رُوح کا مقام حُب مولیٰ ہے - پس اس گروہ کے دل میں درد اور محبت ہو سکتا ہے +

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

يُحِبُّ اللّٰهُ يُحِبُّ النَّاسَ وَحُبُّ النَّاسِ لَا يَحِبُّ اللّٰهُ لَعَنَ بِاللّٰهِ مِنْهُمْ \*

یعنی اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنے والا دنیا کو دوست نہیں رکھتا اور دنیا کا دوست رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی نہیں کر سکتا پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ اُس نے +

اور جو لوگ دنیا کا شکوہ کرتے ہیں، ان کا شکوہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا ہے یا تو وہ دنیا کو دیکھنا نہیں چاہتے ہیں - اس وجہ سے کہ دنیا اُن کی نظر میں رشتہ روادہ

بہ صورت نظر آتی ہے یا دنیا اُن کے گھر میں نہیں آتی، اس وجہ سے وہ پریشان ہو کر دنیا کی شکایت کرتے ہیں۔

## معرفت مَوَلّے ارٹھائی قدم کے فاصلہ پر ہے

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ معرفت مَوَلّے ارٹھائی قدم کے فاصلہ پر ہے یعنی ایک قدم عالم ازل سے اٹھایا اور دُنیائے سر پر رکھا۔ اور دوسرا قدم دُنیائے اٹھایا اور عقبے کے سر پر رکھا۔ اور عقبے میں قیامت کے میدان میں مراٹھ سے گذرا اور مقام بہشت کے دروازہ پر پہنچا۔ اور حق تعالیٰ کی ندامت کی قول تعالیٰ فَادْخُلْ فِي عِبَادِي وَادْخُلْ الْجَنَّةَ یعنی پس داخل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری بہشت میں۔

اور نیم قدم سے مراد بقائے رب العالمین سے مشرف ہونا ہے۔ پس اے طالب! اس نیم قدم پر وہ شخص پہنچتا ہے۔ کہ جو نفس کو راند رب العالمین کی تلواریں قتل کرے۔ اور راند رب ریاضت سے بہتر ہے۔

## راز کیا ہے اور ریاضت کس کو کہتے ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کہ سر ریاضت کس کو کہتے ہیں۔ اور راز کیا ہے؟

پہلے میں راز کو بتاتا ہوں کہ راز سے ہماری کیا مراد ہے۔ پس صوفیہ کے نزدیک راز اطمینان خاطر کو کہتے ہیں۔ کہ جو چہل یار کے ساتھ ہو۔ اور سر ریاضت سے مراد یہ ہے کہ جو رعایت خلق کے ساتھ ہو۔ چنانکہ صاحب راز کی نظر خدائے تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

ناظر را بر نظر باشد الہ العزت بر بال دنیا حب و دہلو

دوسرے راز کا تعلق مقام نقص ہے جس میں سراسر راز اور امر ہے۔

اسی واسطے کہا ہے کہ انسان خود راز حقیقت ہے۔

شہ رب نزدیک چوں گویند دور یک دمے با حق بر دم و دعت خضو

اور قولہ تعالیٰ وَهَنَ أَثَرُ بَرِّ الْيَسْرِ  
مِنْ مَجْلِ الْوَرِيدِ ۞

یعنی اور ہم بہت نزدیک ہیں اُسکی

طرف شد رگ سے ۞

اور جن کے نزدیک فقر لوگ بیٹے پر داہو تھے ہیں۔ ان کو کچھ دینا دماغیہا کی خبر  
نیں ہوتی ہے

فقر شاہی ہر دو عالم بے نیاز ہوا  
اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ فقر ایک دریائے ناپیدا کنار ہے بعض اس سے ثابت  
اُتر گئے اور بعض اس میں گر کر مر گئے منہ خسر

ہر رتھ دعوے کر دندن بدریا اتم  
اس کے بعد حضرت مستوفی علیہ الرحمۃ نے یہ حکایت بیان فرمائی :-

### حکایت وزیر

بیان کرتے ہیں کہ ایک وزیر کے دل میں فوق الہی پیدا ہوا۔ اس وقت اُس وزیر  
نے قلمدان وزارت کو رکھ دیا اور خدمت بادشاہی کو ترک کر دیا اور بالاستقلال کو چہ فقر  
میں قدم رکھا۔ ایک مدت کے بعد بادشاہ کو وزیر سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ بادشاہ نے  
کہا اے وزیر تو نے میری خدمت کو کیوں ترک کیا۔ وزیر نے کہا اے بادشاہ! تجھ میں پانچ  
خصلتیں تھیں جن میں پہلی یہ تھی کہ تو کھانا کھاتا تھا اور مجھ کو نہیں دیتا تھا، اب میں اُس  
بادشاہ کی خدمت میں ہوں کہ جو خود نہیں کھاتا ہے اور مجھ کو کھلاتا ہے۔ دوسری یہ کہ  
تیرے روبرو تمام دن کھڑا رہتا تھا اور تو نہیں کہتا تھا کہ بیٹھا جا۔ اب میں ایسے خداوند  
کی خدمت کرتا ہوں کہ چار کہستیں کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں، تو دوسرے حکم ہوتا ہے کہ بیٹھ جا۔  
تاکہ یہ خدمت تجھ پر آسان ہو۔ تیسری یہ کہ تو تمام رات سویتا تھا۔ اور میں تیری محافظت میں  
پھرتا تھا اور تو یہ نہیں کہتا تھا کہ قصوری دیکھ کر تو بھی آرام کرے۔ اب میں ایسے مالک کی  
خدمت کرتا ہوں کہ وہ خود نہیں سویتا ہے اور میں سوتا ہوں بلکہ وہ میری محافظت کرتا ہے۔ چوتھی  
یہ کہ تو اب مرجائے گا، اب میں اُس خداوند کی خدمت میں ہوں کہ جس کو موت نہیں ہے۔ اور مجھ کو  
وہ اپنے ذکر سے زندہ رکھتا ہے۔ پانچویں یہ کہ میں تجھ سے خوف کرتا تھا۔ اگر تجھ سے  
کوئی قصور ہو یا بیگناہ تو مجھ کو سزا دیگا، اب میں اُس خداوند عالم کی خدمت میں ہوں کہ اگر

کوئی قصور مجھ سے سرزد ہو جائے تو جس وقت توبہ کرتا ہوں وہ معاف کر دیتا ہے \*  
**جواب حضرت مصنف کتاب:** اے طالب! فقر کی راہ فیض ہے اور  
 فیض عام ہوتا ہے۔ اور فیض عام دنیا کا شرک ہے بلکہ مطلق حرام ہے شجر  
 ترک وہ دنیا بیا راہ خدا فقر راہی است ہادی مصطفیٰ

پس معلوم ہو کہ علم شریعت نطفہ اللہ ہے اور فیض سے مراد فضل اللہ ہے۔ اور  
 کلام بزرگ سے کلام اللہ مراد ہے کہ جو ہر ایک بندہ مومن کا ذریعہ نجات آخرت ہے۔  
 اور نفس ملیب نخس ہے، بلکہ دُنیامردار کا وسیلہ ہے۔ پس جو کوئی علم شریعت کو دنیا مڑا  
 کا وسیلہ بنائے، خدا اُس کو دُنیا و آخرت میں خراب و خستہ کرے۔ چونکہ دُنیامردار  
 اور اہل دُنیائوں کی جگہ ہے جس کی نسبت لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ہے  
 یعنی ظالموں پر خدا کی لعنت ہے \*

اس سے معلوم ہوا کہ دُنیا والے ظالم بلکہ ظالم ہیں جو ہمیشہ نفاق میں مبتلا رہتے ہیں  
 پس فقرا جو کچھ کہتے ہیں وہ حق بات کہتے ہیں، حسد اور نفاق کی راہ سے کچھ نہیں کہتے  
 ہیں پس جو اسلام کے نام سے سیرا نہیں ہیں وہ فقر محمدی سے بے نصیب ہیں \*  
 پس اے طالب! جو شخص قرآن و حدیث کے برکات سے سیر نہ ہو گا۔ اور کلام پاک  
 کی قدر نہ کرے گا ہمیشہ وہ سچ و غم میں مبتلا رہے گا۔ اور چونکہ حضرت مصنف کتاب اپنی  
 نسبت فرماتے ہیں کہ میں فقیر ہوں اور تم میں کامل ہوں اور تم میں عالم باعمل ہوں، بلکہ  
 دُنیامردار کی حرص میں خوار ہوں۔ میرا زبان سے کلمہ پڑھنا کوئی کلمہ نہیں ہے۔ چونکہ اقرأ  
 ہے مگر تصدیق نہیں، اگر تصدیق القلب ہوتی۔ تو بیشک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ان  
 اولوالعزم کے ارشاد کو بجالاتا، جو فرماتے ہیں یعنی ترک دُنیائے عبادت کی جڑ ہے اور  
 اس مردار کی محبت ہر ایک گناہ میں آلودہ کرتی ہے لَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهَا۔ اور فرماتے ہیں کہ کلمہ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ زَبَانُ الْقَائِمِ اقرار اور دل کی تصدیق چاہتا ہے \*

## کلمہ طیب کے حروف کے معنی

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ کلمہ طیب کے حروف میں ہیں جن میں کوئی نقطہ  
 نہیں ہے اس وجہ سے کہ نقطہ دروغ اور ظلم اور نفاق اور تکبر اور ہوا و طبع اور

رشتوں اور لہض اور حسد اور عجب و سخاوت اور عرص و سخیل اور غیبت وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں پس جو کوئی اس کلمہ کو نقطوں کے ساتھ پڑھدگا۔ بلا شک معنی متغیر ہو جائیگے۔ اور اس کی زبان پاک اور دل صاف نہ ہوگا۔ چونکہ قرآن پاک میں خدائے تعالیٰ نے دنیا اور اہل دنیا کو عزت کے ساتھ یاد نہیں فرمایا ہے اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے صلح کرنے کا حکم فرمایا ہے، بلکہ دنیا کے جمع کرنے والوں کو برا فرمایا ہے۔ اور نہ کہیں حدیث میں اس کا اشارہ ہے +

پس اے طالب دنیا وہ ہے کہ جو یاد مولے کو دل سے بھلائے اور خدائے تعالیٰ سے باز رکھے۔ اور ہمہ تن انسان دنیا اور اہل دنیا بن جائے۔ پس یہ خرابی کی بات ہے اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ دنیا وہ ہے جو یاد مولے کے سوا کسی کا دل میں نہ ذوق بخشنے اور جو چیز کہ دل میں فرحت بخشی ہے وہ چیز خدائے تعالیٰ کی یاد سے باز رکھنی ہے اور جو باز رکھے وہ سُکر ہے +

پس اے طالب باجوٹھ کہ صاحب سُکر ہے وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے بلکہ نیکی اور بدی اُس کے نزدیک سب برابر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا طالب ہمیشہ کفر و نفاق میں مبتلا رہتا ہے۔ اس واسطے کہ نشہ شراب سُکر جو اُمّ الجائٹ ہے ہر وقت طالب دنیا اُس سے بدست رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو دار پہنچتا ہے۔ اور اے طالب صادق! جب ہم شراب کے تمام سُکر کو جمع کریں۔ تو اُس سے سُکرات ہوتی ہے، پس یہی تلخی موت یعنی مکتا پس انسان کو چاہیے۔ کہ ہر وقت کُل نفس ذائقۃ الموت کا خیال رکھے۔ کہ ایک دن ہم کو اس کا مزہ چکھنا ہوگا۔ پس لازم ہوا کہ جس نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نادی بنالیا، ضرور وہ صراط مستقیم پر رہیگا۔ اور اُس کو معرفت کی لذت بھی اچھی معلوم ہوگی +

مترجم حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب نہ کوئی علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ نے پوچھا کہ کون اب تم کو سے کیا چاہتے ہو تو عرض کیا خداوند اے ارّہ کہ جو تیری راہ میں میرے سر پہ چلا تھا قیامت تک چلتا ہے + دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت النبی علیہ السلام کا ایک دن بدن سے ایک کیرا

گر گیا۔ آپ نے یہ کہہ کر اٹھالیا کہ تو کہاں جاتا ہے کیونکہ تیرا رزق تو خدا سے آتا ہے۔ نہ میرے اور نہ تمہارے پر مشتمل ہے۔

اور کتب میں لکھا ہے کہ بعد شہادت جناب سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے جب خدائے تعالیٰ نے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ! اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ فرمایا کہ وہی چیز کہ جو تیری راہ میں میری گردن چڑھا تھا، یوں ہی قیامت تک رہا چلتا ہے۔ یہ تو اعلیٰ عشاق کا تذکرہ تھا۔ اب میں ایک اور تذکرہ عاقبت لکھ کر اس ٹوٹ کو ختم کرتا ہوں۔ کہ ماموں رشید کو ایک رشتہ اس امر کا شوق ہوا کہ کسی سے دریافت کیجئے کہ بعد مرنے کے کیا حالت ہوتی ہے۔ اہل بیہوشی علماء سے رجوع کیا۔ جب انہوں نے کہا فقرائے روح کیجئے غیر بیہوشی لاش بسیار ایک درویش ملا۔ جب اس سے یہ عرض کیا گیا۔ تو اس نے دو تعویذ مرحمت فرمائے۔ اور کہا کہ اس میں سے ایک تعویذ تو اس صاحب قبر پر رکھنا جس کو قبر میں آئے ہوئے ایک شب گزری ہو۔ اور دوسرا تعویذ اس صاحب قبر پر رکھنا جس کو ساہما سال گذر گئے ہوں۔ جب ایسے مزار بھی میسر ہو گئے تو دونوں تعویذوں کا امتحان کیا۔ اول نقش ایک شہ کے مردہ کی قبر پر رکھا دیکھا کہ قدرت خدا سے وہ قبر فوراً شق ہو گئی اور صاحب قبر پریشانی خیر سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ خدا کے واسطے جلد بتاؤ کہ قیامت آگئی۔ تاکہ میں اس عذابِ نجات پاؤں جو انہوں میں سے مجھ پر چڑھا ہے۔ لہذا فوراً وہ تعویذ اس کی قبر سے اٹھالیا گیا اور صاحب قبر داخل قبر ہو گیا اور بحالت اصلی قبر پہنچتی۔ جب دوسرا تعویذ سالہ سال کی قبر پر رکھا گیا تو اس سے بھی ابطر کی مذکورہ صاحب قبر باہر آیا اور کہنے لگا۔ کہ اپنے مجھ کو اس وقت کیوں تکلیف دی ہے میں ایک خاص کام میں مشغول تھا یعنی میرا صاحب آیا تھا اور اس کا موتیوں کا ہار مجھ سے ٹوٹ گیا تھا وہ یہ کہہ کر چلا گیا کہ جب تک موتی نہ چن لو گے ہم ہرگز تم سے پاس نہ آئیں گے اور ہمارا لٹنا ایک خاص لذت ہے۔ تم سے منحصر ہے اور وہ لذت ذالقت الموت ہے۔ لہذا اسی امید میں برسوں سے ٹھہرا ہوا ہوں کہ دیکھتے کب وہ لذت میری ملے گی۔ کہ جو ذریعہ وصل معشوق ہے۔

پس اے طالبِ مذاق! اگر تو بری باتوں کو ترک کر دیکھا اور سچے دل اور پاک نیت سے کلمہ طیب پڑھ کر مسلمان ہو جائیگا۔ تو خزانِ برکات خداوندی تجھ پر جو کچھ کھل جائیگا۔ چونکہ کلمہ طیب کے حروف مثل حریا کے ہیں۔ اور ہر لفظ مثل جاب کے آپ رحمت میں ڈوبا ہوا ہے۔ پس دل سے لا اِلهَ اِلَّا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ کہا اور فوراً اس کو دروازہ



برشت کھل گئے۔ چونکہ یہ کلمہ عصمت خداوندی ہے + پس جاننا چاہئے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے جب کلمہ طیبہ کو پڑھ لیا۔ تو پہلے تو وہ بے کام زبان کے قدر میں نے پڑھا۔ بعد اسی کلمہ طیبہ سے اصل محمد رسول اللہ کو کیا اور نام اس کا صورت محمدی رکھا۔ بلکہ اسی صورت کی خاطر قرآن نازل کیا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ کی اصل خاص کلمہ طیبہ ہے۔ اور ہر ایک کتاب و کلام اسی کی شریح ہے۔ اسی وجہ سے صوفیہ کہتے ہیں خدا کے ساتھ اخلاص اور محبت جب ذکر یہی کلمہ طیبہ محمد و رسول اللہ ہے۔ اور یہی رحمت اللہ اور برکت اللہ ہے۔ اور اسی پر ایمان اور اسلام ہے۔ اور یہی جانکنی کے وقت پڑھا جاتا ہے تاکہ مشکل آسان ہو۔ چونکہ شیطان کا حصار ہے۔ جس جگہ اس کا گذر ہے وہاں سے شیطان بھاگتا ہے۔ اور یہی کلمہ طیبہ دوزخ سے بچنے کی سپر ہے۔ اور یہی کلمہ برشت بریں کی ہندوں پر پہنچانے والا ہے۔ اور اسی کلمہ میں تمام دنیا کے علم داخل ہیں +

## علم کی تعریف

اب اے طالب! میں تجھ کو علم کے معنی بتاتا ہوں اس وجہ سے کہ العلم دانستن ہے۔ جس کے معنی جانتے کے ہیں۔ پس سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو جانا +

یہاں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کیا علم جانا۔ اس کا جواب یہ ہے یعنی خداوند عالم عزائم کا علم سب سے اول از ابتدا تا انتہائے کلمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا اسی وجہ سے باس فقر اختیار فرمایا۔ اور ذکر اللہ اور معرفت کے طریقے اپنایا کہ کھلا ہے پس جو لوگ کہ ازل میں ایمان لاچکے تھے۔ انہوں نے تصدیق کی۔ اور جو مردود ابدی تھے انہوں نے تکذیب کی +

پس اے طالب! اُن علموں سے جو بے عمل ہیں مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ جو لوگ علم محمدی کے جاننے کو خلافت کہتے ہیں۔ اور دنیا کے علموں کا پڑھنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور کافروں کی بیویوں کو قبول کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہما +

پس اے طالب! انسان ہونا بہت مشکل امر ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے مسلمانان

درگور اور مسلمانوں در کتاب :

پس صوفیہ کے نزدیک انسان کے دو علم ہیں۔ ان میں سے اول علم علم کائنات  
 مالا کائنات ہے یعنی سکھائیں انسان کو وہ باتیں جو نہ جانتا تھا \*  
 اور دوسرا علم دَعْلَم اَدَمُ الْاَسْمَاءُ کُلُّهَا یعنی سکھائے حضرت آدمؑ کو کل چیزوں  
 کے نام وہ جس کسی کو یہ دونوں علم معلوم ہوں وہ پورا عالم ہو سکتا ہے۔ چونکہ علم کیا ہی  
 ایک نکتہ باریک ہے۔ جس کی باریکی معرفت ہے۔ پس معرفت ہر علم کے ساتھ ہے۔  
 پس کتابوں کے پڑھنے سے عالم نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ قیل قال کی بحثوں میں بے طلب  
 مومن سے رہتا ہے۔ اور آج کل کے مسلمانوں نے جس کا نام ترقی رکھا ہے۔  
 دراصل وہ دنیا کی ترقی ہے۔ جس کی نسبت وعید ہے یا آج کل کے علمائے اپنا شعار  
 کر لیا ہے۔ کہ جس پر چاہا کافر کا فتوے دھر گھسیٹا۔ وہ اس مسئلہ تک کو نہیں جانتے۔  
 کہ مسلمان کو کافر کہنا کب جائز ہے۔ عام اس سے رافضی ہوں یا خارجی۔ ترقی پر  
 یا مرتد۔ عالم ہوں یا جاہل سب اسی بلا میں مبتلا ہیں \*

مترجم :

اپس میں تم میں جو ہیں مذہب پر ہر ہی	سب مبتلا ہیں اس میں تاکہ پڑھے جان ہیں
کیا اُن سے قوی ثابت ہو چکا ہے	جو قوی عزتوں کو خود کرتے راہ گاہ ہیں
آپس میں ہلایاں متفق ہیں باہم	ہیں خود ہی میراں سب اور خود ہی مل ہیں
جب ایسے متدہوں ہر سب کے مسلمان	پھر دیکھتا ہماری کیسی ترقیاں ہیں
باغوں کو دے لوبانی شہا زک ہیں سب	خود خداں سے جن ہیں پتہ دشمنی ہیں
خود دے ہو گئے ہیں سنیچا نہیں کسی نے	جس طرح سب دیکھیں گل کی بھاریاں ہیں

کہتا ہے یہ ظہیری حالی نے سچ کہا ہے

کچھ کر لو تو جوانوں اٹھتی جوانیاں ہیں

پس اے طالب ! تجھ کو معلوم ہو دے۔ کہ علم میں کے حرف ہیں یعنی قین اور لام اور

ہیم ہیں \*

معنی حروف علم اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں یعنی

علم تہ حرف است قین و لام و ہیم عالم آں باشد بود مرد فہیم

علم سے حرف است عین و لام و یم	از علم عالم شود مرد حکیم
علم سے حرف است عین و لام و یم	از علم عالم شود بادل سلیم
علم سے حرف است عین و لام و یم	از علم عالم شود مرد کریم
علم سے حرف است عین و لام و یم	از علم عالم شود رہ مستقیم
پس ان حرفے بشر فی مصطفیٰ است	کہ خلائق برودہ سترالہ است

پس اے طالب! آگاہ ہو کہ اس جگہ نہ کاغذ ہے اور نہ سیاہی بلکہ سراسر وحدت حق ہے

ظہیری بنانی عیاں جانتے ہیں جو راہِ حقیقت کو جاں جاتے ہیں

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہوتا کہ تاثرِ حروف کے پڑھنے پر منحصر ہے۔ پس جس شخص نے علم تو حیدر کو محض خدا کے لئے حاصل کیا۔ تو اس سے خواہشاتِ مٹ جاتی ہیں۔ اور علم معرفت کھل جاتا ہے۔ اور جس نے دنیا کے لئے علم حاصل کیا۔ تو اُس کو دنیا مل جاتی ہے۔ مگر خدا کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کے حاصل کرنے میں کسی درویش کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جو لوگ فقیر ہیں، وہ سوائے خدا کے ذکر کے اور کچھ نہیں کرتے۔ آخر کو یہی لوگ حیاتِ جاودانی پاتے ہیں \*

پس اے طالب! فقیر کو دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ محبت نہیں ہوتی۔ اور کیونکر ہو بلکہ یہ اہل دنیا کو عدا و اللہ جانتے ہیں اور بے عمل عالموں کو دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ محبت ہوتی ہے، جس محبت کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ شیطان کی موافقت نفس کی موافقت ہے۔ اور نفس کی موافقت ہوا کی موافقت ہے۔ اور ہوا باطن کی صفائی کے راستہ سے۔ پس یہ لوگ حضور محمد رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم کی مجلسِ اقدس سے محروم رہتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا \*

اور اے طالب! جس کسی نے علم کو جانا اور عمل نہ کیا۔ وہ شخص نامرد ہے اور جس نے علم کو جانا اور عمل کیا وہ مردِ انا ہے۔ اور جس نے علم سے دنیا کا مرتبہ پایا اور دنیا کو جمع کیا وہ دنیا سے بیگانہ اور خدا سے بیگانہ ہے۔ اور جس نے دنیا کو آراستہ کیا۔ اُس نے شیطان کو گویا معزز کیا۔ اور جس نے شیطان کو عزت دی۔ تو اُس نے گویا اپنے نفس کو عزت دی۔ اور جس نے نفس کو عزت دی، اُس نے گویا ہوا کو عزت دی پس وہ خدا کے دیدار سے محروم ہوا۔ اور حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی مجلسِ اقدس سے محروم رہا \*

تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اِذْ تَقُولُ عَلَى الْمَرْءِ مَبِينٌ وَاَعْرِضْ عَلَى السَّكَافِرِينَ یعنی وقت ہے  
مومنوں کو اور غفلت ہے کافروں کے واسطے +

دوسرے حدیث میں وارد ہے الْعَالَمُ الْمَطَامِعُ كَالْفَطْوَعِ وَالْمُسْتَقْتَمِعُ مِثْلُهُ  
كَالْعَقِيْبِ فَلَا يَسْتَوِي كُنْ مِنْهُ نَفْعٌ وَلَا حَزَنٌ یعنی طامع عالم کی مثال مروعنیں کی ہے  
کہ دیکھتے کا تو مرد ہے مگر اصل نامرد ہے اور سننے والے کی مثال عقوفہ یعنی بالچرخ عورت  
کی ہے کہ خوبصورت بھی ہے مگر بچہ اُس کے پیدا نہیں ہوتا ہے +

پس اسے طالب! اس کے متعلق حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ بعض عالم ماعل  
علم کی قید میں ہوتے ہیں اور بعض نہیں۔ پس جس کسی کو علم اپنی قید میں رکھے۔ وہ علم کے حکم  
میں ہوتا ہے۔ اُس سے جو کچھ علم کہتا ہے۔ وہ عالم وہی اس کا حکم بجالاتا ہے۔ اور خدا  
کے علم کی مافراہمنوں سے باز رہتا ہے۔ اور اس کو باطل کی طرف نہیں چلنے دیتا ہے۔  
اور حق بخشا ہے۔ اور جس کسی کو علم راہ بے غلطی میں مقید کرتا ہے، پس وہ عالم ہرگز خدا کی  
مافراہمنوں سے باز نہیں آتا ہے۔ بلکہ اُس کو وہی علم دینا اور اہل دُنیا کی طرف لے جاتا ہے  
اور تمام فتنہ و فجور میں مبتلا کر دیتا ہے +

پس اسے طالب! علم کے جاننے سے وہ چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ اگر کسی نے خدا کو  
جانا وہ عارف باللہ ہوا۔ اور علم اس کا روح کے ساتھ حق کا یار ہوا۔ اور جس کسی نے اپنے  
آپ کو عالم جانا وہ دُنیا میں ذلیل و خوار ہوا۔ اسی واسطے اَلْعِلْمُ حِجَابٌ اَلْاَكْبَرُ کہا گیا ہے۔  
صوفیہ کہتے ہیں کہ یہی سستی حجاب اکبر ہے۔ اگر عین حصہ علم ہو اور ایک حصہ حکم ہو۔ پس  
اگر وہ فوں کا وزن کیا جائے، تو حکم کا پلہ بھاری نکلیگا۔ اس واسطے کہ حکم خدا کا نام ہے  
اور اسی حکم سے حکم ہے۔ اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اَنْعَلَمَ نَتَبَجَّحُ قِيَمَ الْحَيْلِہ۔ یعنی  
علم نتیجہ حکم کا ہے +

پس اسے طالب! جو عالم کہ علمائے کلام ربانی سے ہیں۔ وہ عارف کلام اللہ ہیں۔  
جو وہ پڑھتے ہیں قدر رب ان کو سننی ہے اور جو عارف باللہ ساتھ حق کے ہیں وہ خاموش  
ہیں۔ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا، پس زبان اس کی گنگ ہوگئی۔ اس واسطے کہ اگر رب  
اور مقرب رب ہمیشہ خاموش رہتے ہیں۔ کیونکہ خاموشی سے معرفت کے سونے زیادہ ہلکے  
ہیں۔ جب پردہ حجاب علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اُس وقت فقیر کو مقام خاص میں تیر جاتا ہے +

پس جس طرح قرآن کی لذت تلاوت سے اور عارف کی لذت ذکر سے اور تخیلات کی لذت مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے اور خلوت ایمانی میں سرموجی ہے، اس واسطے کہ قرآن کی ابتدائیات ہے اور انتہائیات ہے۔ پس ہر ایک حرف قرآن کا شیطان کے واسطے تیر کا کام دیتا ہے اور عارف کو ہر ایک حرف اس کا غرق دیتا ہے جنت الہی کرتا ہے اور شیطان سے امان پاتا ہے۔ اور مَوْلَا قَبْلَ اَنْ يَّمُوتُوْا اَكْ مَقَامٍ مِّنْ يَّحْتِیْا ہے یعنی مرنے سے پہلے آپ نیست و نابود ہو جاتا ہے +

## استغراق کے اقسام

پس اسے طالب اب میں تم کو استغراق کے اقسام کی خبر دیتا ہوں۔ کہ یہ دو قسم ہے۔ ایک استغراق ذات اور مجلس محمدی ہے۔ اور دوسرا حجاب ذات و صفات جس کی نسبت حدیث شریف میں اشارہ ہے مَتَّعَ عَرْكَ رَكْبَةٍ فَفُتْنَا مَكَلًا یَسْأَلُہُ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ اور اسی کی طرف اشارہ خداوند عالم کا ہے قَوْلَ لَّعَلَّیٰ یَا ذِیْ کُرْسِیِّ بَکْرٌ یَّکْرُہُ وَ اَمْرِیْ لَہُ یعنی یاد کر اپنے رب کی بیخ و شام، پس اس ذکر سے بھی خفیہ منہ بند کیا اور قَوْلَ یَسْأَلُہُ کی تصدیق قلب کے ساتھ کی، کیونکہ ذکر قلب سے ہی تجاہوش ہے بلکہ ذکر قلب کا اہل قلب کے آگے ظاہر ہے +

## طالب کی قسمیں

پس اسے طالب اب میں تجھ کو طالب کی قسمیں بتلاتا ہوں۔ یعنی طالبین قسم کے ہیں دو، طالب دنیا و طالب موعظ، طالب عقبہ۔ پس اب یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ دنیا کے طالب کو دنیا کی طلب ہو۔ بلکہ تمامی اذام و نواہی کی کلودگی اور رجوعیات خلق کی خواہش ساتھ خلق کے ہو۔ اور خدا سے دوری ہو۔ اور طالب عقبہ کو نفس عقبہ کی طلب ہو + اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عقبہ کیا چیز ہے، صوفیہ کہتے ہیں کہ عقبہ سے مراد طالب کی درجات جنت اور کھانا اور پانی اور نفاٹے بہشت کے پھنے کا نام ہے۔ جس جگہ خود و قصور اور کوثر و تسنیم ہے۔ یا خواب میں یا عالم مراقبہ میں ان چیزوں کو دیکھے اور جب خواب سے بیدار ہو تو تمام عمر اس کو جو تک اور پراس کی گئی۔ بلکہ اسے خود و قصور

خیال میں اپنی زندگی گذاری اِنَّ لِّلْمُتَّقِيْنَ مَقَارِاَحَدًا اٰتٰیْنِ یعنی بیشک ڈرنیوالوں کو مراد ملتی ہے اور (اُن کے لئے) بارغ ہیں +

اور طالبِ مولے کو معرفتِ مولے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی درکار ہوتی ہے۔ جس وقت طالبِ مولے خواب سے بیدار ہوتا ہے، صاحبِ ترک اور صاحبِ توکل کُلِّ لِسَانَةٍ کا مصداق ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے طَالِبِ الدِّیْنِیِّ مَخْتَلِفٌ وَطَالِبِ الْعَقِیْبَةِ مُوْتَنِّتٌ وَطَالِبِ الْمَوْلٰی مَدَّیْءٌ یعنی دنیا کا طالب مختلف ہے اور عقبے کا طالب خموشی کے ساتھ مذکر ہے نہ خروش کے ساتھ منفرک باوجودیکہ عارف کی توجہ ہمیشہ متوجہ ہو اور استغراق ساتھ حق کے ہو +

پس اے طالبِ عارفِ کامل وہ ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عارف کو حکم پہنچے کہ اُس آدمی سے بات کر، اُس سے اُس وقت عارف ہم کلام ہو وگرنہ ہو۔ اور عارف کی زبان بریدہ مضمیمہ، بغیر حکمِ رب کے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عارف بغیر حکمِ ربی کسی شخص سے ہم کلام نہیں کرتے ہیں شعر

عارفان ہم سخن دائم با خدا دین خود را بستند بہر از خدا

پس جانا چاہئے۔ کہ ذکرِ توفیقِ الہی سے ملتا ہے۔ اور معصیت و بدعت و گمراہی سے علیحدہ کرتا ہے اور مقاماتِ طریقت و حقیقت اور معرفت کی خبر دیتا ہے اور دل کی محبتِ کامل اور سیاہی اور کدورت کو دور کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طریقہ کے ساتھ صاحبِ توفیق کو دستِ چوتھا ہے۔ اور زندقہ فناء النفس کمرنیوالے اور ہواؤں سے باہر کھینچنے والے کو کہتے ہیں۔ اور مراقبہ یعنی مشاہدہ، مشاہدہ حقیقی اور حقِ غما مقرب الی اللہ کو کہتے ہیں۔ کہ جو باطن میں صفائی کے ساتھ انبیاء و اولیاء کی مجلس میں جاتے ہیں اور صورت سے سراسر ہوتے ہیں، اور سیرت سے حیاتِ جاودانی پاتے ہیں۔ دوسرے صوفیہ کہتے ہیں کہ صاحبِ مراقبہ کی مثال مثلِ بلی کے ہے کہ چوہے کے مارنے میں پریشان رہتی ہے۔ بلکہ مراقبہ درمیان میں رقیب ہے +

پس اے طالب! اُس شخص کو مراقبہ کی حاجت نہیں ہے کہ جو ظاہر و باطن میں ہمیشہ باللہ میں اور مقامِ قرب میں رہتے ہیں۔ اُن کو مراقبہ اُن کی نیت کے موافق اُن کے مقام پر نہایتا ہے۔ اور زمرہ خدا و رسول کے پیغامِ لا تہی ہے بلکہ پیغامِ صبح ذکر اللہ

کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس ایسے شخص کو اکثر آدمی دیوانہ کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ چھ انتہا کے ساتھ یگانہ اور اہل دنیا کے ساتھ بیگانہ ہوتا ہے۔

دبیدم دیوانہ بامشیرا باش  
طلب مولے طالب یدار باش  
اور ثنوی ہے ثنوی

عارفان رکشف گرد راز رب	ذکر سری روح آید و قلب
خواب غفلت رفت سوزش درد ماغ	ہر کہرا شد ذکر روحی درد ماغ
گر کہے از سوز تو سدمن بدہ	یا الہی سوز دہ ایں سوز بہ
نیست آنجا عقل و فکر با حضور	انتہائے عارفان است غرق نور
آب بادریا رسد دریا بآب	ذکر و فکر و علم ہر سہم شد حجاب
نور سرش را ز وحدت کبریا	فی امان اللہ وہ نورش خدا
باز دار و غرق وحدت از وصال	ذکر و فکر و صحو و سکرو با خیال
جان مرده زندہ نفسے لای زن	کرد و محوئے مدعی با خویش
چشم ظاہر و اشتیاق چوں گاہ خرم	عارفان را چشم از دل با بصر
داد آہم را ہلاکت و رہشت	کے توان گشت نفس و نورشت
نفس را توفیق بخشد کردگار	آخر صد آفریں بر نفس یا ر
ہر کہ صاحب راز فرشتے نیاز	سیر نور حق بود اسرار راز
معرفت حق کے رسا رخ فروزش	ماتوانی ستر رازش را بپوشش
ستر بنوی کس گفتش جز اللہ	ستر قرآن است رازش مصطفیٰ

## عقل کل کی تعریف

اسے طالب صائق! انہیں تجھ کو عقل کل کی تعریف بتاتا ہوں، یعنی جس کسی کے دل میں جوش ہو وہ الحبستہ خاموش ہو۔ اس کو عقل کل کہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ عبادت کے ساتھ خاموشی میں رہتا ہے۔ اور دل میں ولولہ و سرج رکھتا ہے، اور جس میں یہ صفت نہ ہو۔ وہ ناقص ہے۔

انہیں تجھ کو بتاتا ہوں کہ عقل کل لسانہ کی خاموشی میں ستر ہزار حکمت ہے اور۔

ہر ایک حکمت میں ستر ہزار حکمت معرفت ہے اور اسرار الہیہ پوشیدہ ہیں اور تبدیل ہر وقت شل دریا کے موج موج رہتا ہے \*

## فضائل برکات لفظ اللہ

پس اسے طالبِ اُنس میں تجھ کو فضائل و برکات لفظ اللہ کا موازنہ اور ثواب کتابِ تورات اور انجیل اور زبور اور قرآن شریف سے کر کے بتلاتا ہوں۔ کہ جو ثواب تورات اور انجیل اور زبور اور قرآن میں ہے۔ وہی ثواب سورۃ فاتحہ اور الکتاب میں ہے۔ اور جو برکت اور ثواب سورۃ فاتحہ میں ہے وہ یسبح اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ اور جو برکت اور ثواب یسبح اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ وہ ثواب تکبیر اور لے یعنی اللہ اکبر میں ہے۔ پس جو برکت اور ثواب ان ہر چار رکعت میں ہے وہی برکت اور ثواب تکبیر تحریمہ میں ہے۔ اور جو تکبیر تحریمہ میں ہے وہ سب لفظ اللہ کی شرح میں ہے \*

پس اس سے معلوم ہو کہ جو عاقبت اور جامعیت اسم اللہ میں داخل ہے۔ وہ محض ذکر اسم اللہ تعالیٰ میں ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے وَ لَنْ نَقْرَأَ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَعْلٰی وَاَوْفٰی وَاَعَزُّ وَاَكْبَرُ یعنی اللہ برتر ذکر اللہ تعالیٰ کا برتر اور بہتر اور زیادہ عزت والا اور بڑا بزرگ ہے \*

پس اسے طالبِ اُنس تمام مخلوق کے جن و انس اور جن و طیر و چرند و پرند لفظ اللہ کی تمام برکت اور ثواب کو بیان کر سکیں تب بھی ناممکن ہے کہ ایک شتمہ اس کی برکت کو بیان کر سکیں۔ پس جو کوئی ذکر اللہ اور نام اللہ اور معرفت اللہ اور فقر سے منکر ہوا۔ پس وہ کافر ہے۔ یعنی سب کتابوں سب فرشتوں سب پیغمبروں سب اصحابوں سب عالموں اور سب فقیروں سے منکر ہے۔ اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و رسالت سے برگشتہ ہے۔ اسی جہ سے کافروں یہودیوں اور نصاریوں نے اللہ تعالیٰ کے نام سے انکار کیا ہے۔ اور اہل کتاب کے دشمن ہوئے ہیں۔ اور دار الحرب سے جنگ کرتے ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ لے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دار الحرب کے کفار کو قتل کرے۔ اس سے معلوم ہے کہ اسم اللہ اور ذکر اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے اور



جو کوئی ذکر اللہ اور نام اللہ کو گائی ہے تو معلوم ہو کہ وہ شخص گروہ تہود و منہائے سے ہے اور جنگ اس سے واجب ہے۔ اگر وہ توبہ کرے تو توبہ اس کی قبول نہیں۔ اور جو کہ ذکر اللہ اور اسم اللہ کو برا کہے۔ گویا کہ اس نے قرآن اور جملہ اصحاب کو برا کہا پس وہ شخص زمین میں زندہ دفن کرنے کے لائق ہے یا اس کو قتل کریں۔ کیونکہ وہ شخص مردود اور مرتد ہے۔ بعوذ باللہ منہا ۛ

## ادب اسم اللہ

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو ادب اسم اللہ کا بتانا ہوں۔ یعنی جو کوئی ادب اسم اللہ اور ادب کلام اللہ اور ادب نبی اللہ اور ادب اصحاب رسول اللہ اور ادب شریعت اور ادب علماء اور ادب فقہا کا نہ کرے وہ ملعون اور بیدین ہے بعوذ باللہ منہا ۛ مطلب یہ ہے کہ خاموشی والا کراما کا تین کے دفتر سے خلاص ہے۔ اور اس کے دل پر اللہ کی رحمت کی نظر ہے۔ اور عام لوگوں کو خاموشی کے مراتب کی ہیئت ہو سکتے ہیں۔ صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ خاموشی انبیاء اور اولیاء کا نتیجہ ہے ۛ

## پیدائش نور محمدی کا مسئلہ

پس اے طالب! اب میں تجھ کو پیدائش نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بتاتا ہوں۔ کہ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ عالم ارواح کو پیدا کروں۔ پس سب سے پہلے نور محمدی پر فتوح حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو پیدا کیا۔ اور خود ہی اس نور پاک کا والد و شفیقہ ہوا اور حبیب اللہ کا خطاب دیا اور اسی نور سراپا ظہور کو مخاطب فرما کر لفظ کن فرمایا۔ اور پھر اس سے ہر وہ ہزار عالم کو عرصہ طور میں لایا۔ اور تمام جن و انس اور ارواح و ملائک کو پیدا کر کے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرمایا۔ جس کے جواب میں سب نے لفظ بلی کہا۔ پس اے طالب! بعض نے زبان سے کہا۔ اور بعض نے دل سے کہا۔ اور بعض نے نہ زبان سے کہا اور نہ دل سے کہا پس جس نے اقرار ساتھ تصدیق کے کیا وہ مسلمان ہوا۔ اور جس نے کچھ نہ کہا وہ خاموش رہا وہ منافق ہوا۔ اور بعض نے آمین یا اللہ کہہ کر کفر و کفر کے مصداق ہوئے۔ یعنی بھرا ایمان لائے اور پھر

کافر ہوئے۔ اور جس گروہ نے کہ دل سے کہا پس وہ دنیا و آخرت میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کہنے والا ہوا۔ اور اُس کا خاتمہ بخیر ہوا۔ اور جس گروہ نے دُل سے کہا نہ زبان سے۔ پس وہ دنیا و آخرت میں مرتد رہا۔ اور اُس کا خاتمہ کفار کے ساتھ ہوا چونکہ مسئلہ اقرار باللسان و تصدیق بالقلب ہے یعنی زبان سے اقرار ہے اور دل سے تصدیق اس کی ہے \*

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ جب اَلْسَنُتُ بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب رُوحیں لفظ بلی کہہ چکیں۔ اور اُن میں سے مشیت نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کافر ہیں اور مُسلمان ہیں۔ پس اُس وقت حق سبحانہ تعالیٰ نے اُن رُوحوں سے نخواستہ ہو کر فرمایا کہ اے ارواحِ مومن و کافر! اب جو چاہو وہ کرو اور مجھ سے کچھ طلب کرو۔ اس وقت سب ارواح نے کہا۔ خداوند! تجھ کو ہم تجھ سے مانگتے ہیں \*

پس اُس وقت حق تبارک تعالیٰ نے تین پیالے اپنی یہ قدرت سے پر کئے۔ پس ایک پیالے میں دُنيا۔ اور اُس کا حسد و بغض و کفر و نفاق و کبر و عجب بھرا۔ اور اُس کو ہفت رنگ کیا۔ اور تمام دنیا کی زیب و زینت سے اُس کو آباستہ کیا۔ یہاں تک کہ اس کو مثل دُکن کے بنا دیا۔ اور اُس پیالے کو ارواح کے سامنے بھیجا۔ پس اُس سے نو حقیقہ ارواح اُس پیالے کا مزہ چکھ کر مست ہو گئیں۔ اور خسر الدنیا و الاخرہ ہوئیں اور دُنیا میں بے گئیں \*

پھر خداوندِ عالم نے اُن ارواح سے ارشاد فرمایا کہ اب کیا چاہتی ہو کہ جو تم پر بخشش کروں۔ ارواح نے کہا کہ خداوند! تجھ کو ہم تجھ سے چاہتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ نے دوسرا ساغر تَعَوُّی اُعد یا منت اور محبت گوناگون سے پر کر کے اُس میں نغمائے جنت و حورِ قصور سے آراستہ کر کے ارواح کے سامنے بھیجا پس نو حصے رُوحوں نے وہ ساغرِ بستی نوش کیا۔ اور حورِ قصور کی خواہشات میں مبتلا ہو گئے \*

میسرا پیالہ ارواحِ اشیاء اور اولیا اور فقرا و صغیر خا و عظیم نے پیا۔ جس میں ذکرِ اُدِّ فکر اور شوق اور وصال اور احوالِ فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور آتشِ عشق سے پر تھا۔ اور جو کمال درجہ پہنچا۔ اور وہ لامتناہی جلال و جلال کے ساتھ انوار پروردگار کی تجلیات کے ساتھ انوار پروردگار کی تجلیات کے ساتھ گوناگون کے مشاہدہ کا سحر یک رنگ تھا اس کی وہ شائق تھا

اور عشاق لی مع اللہ دیکھتے ہی پی گئے۔ پس وہی لوگ مقام فقر میں کامل ہوئے۔ اور دنیا اور جنت اُن پر حرام ہوئی۔

**مترجم** اس کے متعلق ایک حکایت حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الہی بدایونی زری زرخش کی لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی جتنا اللہ علیہ نے حضرت محبوب الہی سے فرمایا کہ اسے نظام الدین تم محبوب الہی بننا چاہتے ہو یا عاشق الہی۔ آپ نے عرض کیا کہ میں کل اس کا جواب عرض کر دوں گا۔ اس پر آپ کا یہ خطاب تھا کہ میں حضور اللہ علیہ الرحمۃ سے اسکا تذکرہ کرکھا جنانے دہم جو فراموشی کو عرض کر دوں گا۔ جب آپ خواجہ صاحب کے یہاں سے رخصت ہو کر دہلی تشریف لائے تو دہلی کے بازار میں ایک فقیر ایک کان پیٹھا ہوا ملا۔ اس نے باواز بلند کہا۔ کہ نظام الدین کل کیا جواب دے گئے۔ آپ نے کہا کہ واللہ صاحب سے ملافت کر کے عرض کر دوں گا۔ اس فقیر نے کہا کہ جیسا بالکل تم بھی تجھ کو اس بات کا جواب بیگے۔ جب آپ مکان پر تشریف لائے اور حضور اللہ صاحب سے وہ حالی عرض کیا کہ میں کل جواب دینے کا وعدہ کر کے آیا ہوں حضور مجھ کو فرمائیں وہ میں عرض کر دوں اس پر حضور کی اللہ نے فرمایا۔ کہ اچھا بیٹا کل ہم بھی جواب دے بیگے۔ مگر آپ کا ظہور ہو گیا۔ جب صبح ہوئی اور آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو حضور کی والدہ نے فرمایا کہ بیٹا تم پیدا اس فقیر کے پاس جاؤ۔ دیکھیں وہ تم کو کیا جواب دیتا ہے۔ اس کے بعد میں تم کو جواب دے دوں گی جب آپ اس فقیر کی تلاش میں بازار تشریف لیگئے۔ تو اس وہ کانداز سے کہ جس کی دوکان پر وہ فقیر بیٹھا ہوا تھا معلوم ہوا کہ وہ فقیر لاش کو سرگیا۔ ابھی اس کی لاش مرگ کے جینا کھسٹ کر لیگئے ہیں۔ دیکھا کہ ایک گرٹھا میں وہ لاش پڑی ہوئی ہے اور بہت سا کیچڑ پانی اس پر پڑا ہے۔ آپ نے اس لاش کو دیکھ کر فرمایا کہ واہ آپ تشریف لیگئے اور ہمارے سوال کا جواب بھی نہ دیا۔ آپ نے دیکھا کہ اس لاش کو حبش ہوئی اور فوراً کلمہ طیبہ پڑھ کر اٹھ بیٹھے اور کہا کہ اسے نظام الدین دیکھا تم نے یہی عشاق کی حالت ہے۔ جواب **شمس**

یوں مجھ میں مجھے کو چڑھانا ملے اُدھر آ بھی اے ادھاک گریاں والے

جاؤ اور تم تیرے معشوقی احسنا کرو۔ خدا کے لئے کہیں عشاقوں کے دفتر میں اپنا نام نہ لکھو۔ لینا اور دہریہ سی حالت ہو جائیگی۔ یہ کہہ کر آپ پھر لیٹ پئے اور جہاں حق تسلیم ہوئے۔ جب حضرت محبوب الہی صاحب مکان پر تشریف لائے اور کل ماجہ حضور واللہ صاحب سے عرض کیا کہ تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا یہی بات میں تم سے کہنے والی تھی کہ عشاقوں کے لائق تمہارا طرف نہیں ہے بلکہ تم تو معشوقی الہی ہو۔ جب آپ نے دوسرے دن جا کر حضرت خواجہ قطب الدین سے عرض کیا تو آپ بہت خوش ہوئے اور آپ کو عزت ملنے لگا۔

میں داخل اس کے مقام محبوبیت عطا فرمایا +

اس حکایت سے ہم کو یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ جو لوگ طالب مولے بنتے ہیں وہ ہرگز دنیا تو دنیا جنت کی بھی پرواہ نہیں کرتے بلکہ وہ مولے کی طلب ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور مقام حبت کو بدریگہ اگانا جانتے ہیں۔ جبکہ اس فقیر نے حضرت محبوبؒ سے فرمایا۔ اور مقام عشق کی کیفیت آپ کو دکھادی۔ اسی واسطے مشتاق اپنے آپ کو ہر وقت مقام عاشقی میں رکھتے ہیں اور جو اردت اس عاشق پر گذرتی ہے وہ سیاسی عشق حقیقی کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسا کہ سری من غزل سے ظاہر ہے اور جس کا اس جگہ کا ہفت میں مناسب سمجھنا ہوں اور جو یہ ہے:

قورس کا مثل یو یوسف کے پیر میں تھا	اے زلیخا ہاتھ کیوں تھا جو اس میں تھا
جلوہ آراء حرم خاطر روشن میں تھا	جو شعلہ نورا و ج طور کی چلن میں تھا
اپنے سر پہ آپ کیوں فرما دیتے مارا	دست شیریں کہا اشارہ پر وہ آں میں تھا
تو نہ کرتا قتل تو بھی کھنچ کے آتی تیغ تیز	زور تھا طیس کامیری رگ گون میں تھا
ایک جانب تیردگان اک طرف تیغ تیز	دل کو جب دیکھا تو اپنے حلقہ ٹوٹ میں تھا
سایان قبر کو بہنے دیا روکھا جواب	فاک لیتے کیا ہمارے گور کے دامن میں تھا
فتنہ آفاق تھا یا آفت پر جوان	وہ تمہاری کھیل کا انداز جب میں میں تھا
تو نے لیکر کیا کیا سے دست طرفان	نقد بھرت جو جاب بھر کے امن میں تھا
شمع کی صابن نہ تھی ہم کو ظیری قبر میں	آفتاب داغ بھرا سینہ روشن میں تھا

اس کے بعد حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں۔ کہ پس اسے طالب صلاحی! یاقین کو خاموشی کی عادت ہی سب سے ہے کہ وہ اس ساغر وحدت سے ہر وقت جوش و خروش میں رہتے ہیں۔ اور کوئی ساتھ خاموشی کے ہشیار ہے اور کوئی مست و سرشار ہے۔ پس ان کا کلف بقدر ان کی استعداد کے ہے۔ وہ ہر وقت حضورؐ میں حاضر ہیں۔ اور بقدر مراتب قمر بہ قمر اور فیض بہ فیض ہیں۔ پس ہر ایک کے واسطے جو کچھ ان کے لائق تھا۔ وہ عالم ازل ہی میں مقدر ہو چکا۔ اسی کی مؤید حدیث ان کا کما کان ہے۔ اور دو سرا قول اللہ تعالیٰ کا یَقْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ کہہ دیتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے +

یہ انسان کو نعمت اللہ تعالیٰ سے انصاف کرنا چاہیے۔ جیسا ارشاد ہے

یعنی نیکی کر جیسے کہ اللہ نے نیکی کی

تیرے ساتھ \*

قَوْلُهُ تَعَالَى - أَحْسِنْ مَكَامًا خَيْرًا لِلَّهِ

إِيَّاكَ \*

یعنی دنیا حرام ہے عقیقی والوں پر اور

عقبتے حرام ہے دنیا والوں پر اور عقبتے حرام

ہے طالب مولے پر \*

اور حدیث اَللّٰهُ نَبَا حَرَامٌ عَلٰی

اَهْلِ الْعَقْبَةِ وَالْعَقْبَةُ حَرَامٌ عَلٰی اَهْلِ

الدُّنْيَا وَالْعَقْبَةُ حَرَامٌ عَلٰی طَالِبِ الْمَوْلٰی \*

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ دنیا کا ذکر وہ شخص کرتا ہے کہ جو دنیا کی طلب

میں ہوتا ہے۔ پس جو لوگ دنیا کے ذکر میں رات دن مشغول ہیں وہ اس واسطے مشغول

ہیں۔ کہ دنیا ان کی معشوق ہے۔ پس وہ اپنے معشوق کو دوسروں کے پاس دیکھتے ہیں۔

اور بے تیرا ہوتے ہیں۔ اور ہر وقت اس کے ذکر میں پریشان رہتے ہیں۔ پس فقیر کو چاہیئے

کہ کبھی دنیا کا نام نہ لے اور نہ کبھی دنیا کا ذکر کرے۔ اس واسطے صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ محض دنیا

کے نام لینے سے چالیس روز تک سیاہی اس کے دل سے نہیں جاتی ہے خواہ اتفاق سے

فقیر دنیا کا نام لے یا عبادت سے نام لے۔ اور جو کوئی مولے کا نام ایک بار بھی جہت سے

لے، تو ستر برس تک اس کے دل میں روشنی رہتی ہے اور جس کو دنیا کا تقرب ہے۔

وہ خدا سے دور ہے \*

پس اے طالب! اگر تو کسی فقیر کو باعزت دیکھے اور اس کی خانقاہ یا دربارت دنیا

کی منزلت میں مصروف پائے تو جاننا چاہئے۔ کہ حقیقت میں وہ بھی گمراہی کے جھگ میں ہے

پس دنیا کو جو شخص ترک کر دیتا ہے تو وہ گو یا نفس کی خواہش کو ترک کر دیتا ہے اور نفس کو

قتل کرتا ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى تَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ

اللّٰهِ اَنْفُسَكُمْ \*

مشتومی لے زمن و بشتہ جائے مردن

آنچه خواہی خواہی از من طلب

بہر دلق غم محمد اے مبتلا

تیس اے طالب صادق! یوں سمجھنا چاہئے کہ عالم ظاہر اور ہے اور عالم باطن اور

ہے۔ اور عالم سنی اور ہے اور عالم ہشیاری اور ہے۔ یا یوں سمجھنا چاہئے کہ جس طرح

مست کو ہشیاری کی صحبت سے نفع ہوتا ہے۔ ہشیاری کی صحبت سے عار ہوتی ہے۔

جو کوئی بادشاہ کے حضور میں ہر وقت حاضر رہے گا۔ تو اس کی نظر ہر وقت بادشاہ پر رہے گی پس اسی طرح فقیروں کی نظر ہر وقت اللہ پر رہتی ہے۔ اور یہ لوگ ماسوائے اللہ کو ترک کر دیتے ہیں +

### مثنوی معنوی

بعد گسل باش آزاد لے سپر      چند باشی بن رسم ویت زر  
ہر کہ را جامہ ز عشق چاک شد      اور حرم عیب گلی پاک شد  
ہر کہ او از ہم زبانی سجد چو      بے زباں شد گر چہ دار دہ نو  
حضور کی ذکر اور ذکر کور یا شد      وجود عارفان پر نور یا شد

پس اے طالب! اسی واسطے ان پر رضی اللہ عنہم و رضوانہ علیہم لکھا چاہئے۔ اور حضرت ابوذر دانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اول وہ چیز جو بندہ کے اعمال کے ترازو میں رکھی جاوے گی وہ حسن خلق اور سخاوت ہے۔ اس واسطے کہ حق تعالیٰ جب ایمان کو پیدا کیا تو ایمان نے کہا کہ اے اللہ! مجھ کو بروست کر اس واسطے کہ میں حق عظیم کے ساتھ رہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے تعالیٰ نے ایمان حسن خلق اور سخاوت کے ساتھ مقبوض کیا۔

مترجم کہتا ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ اخلاق سے مخلوق کے ساتھ پیش آنا اخلاق محمدی ہے اس وجہ اخلاق کے معنی کے متعلق ایک حکایت بیان کرتا ہوں کہ ایک تہ حضرت امام علی رضی اللہ عنہ السلام جو آٹھ عشر میں ایک ن شہر بغداد میں ایک حمام کی ایک جانب ہیں تھے کہ تنہا ایک لشکر آیا اور اس نے ان کو اس جگہ سے اٹھا دیا اور کہا اے اسود یعنی آپ بہت سیہ رنگ تھے اس وجہ سے اسود کہنا میرے سر پر پانی ڈال اور مجھے نہلا دے۔ یہ سن کر قہر امام علیہ السلام نے اس کے سر پر پانی ڈالا کہ تنہا میں ایک اور شخص ہاں آیا کہ جو امام علیہ السلام کو جانتا تھا۔ اس نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر ایکسچہ ماری۔ اور کہا اے جتنی تو ہلاک ہو کہ تو ابن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدمت لیتا ہے۔ پس وہ لشکر آپ کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا کہ جب میں نے تم سے پانی ڈالنے کو کہا تھا تو تم نے کیوں نہ ابھار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اخلاق محمدی کے بالکل خلاف تھا اور دوسرے انہما المذنبۃ یعنی یہ کار ثواب تھا۔ اور میں نے نہ چاہا کہ جس کام میں مجھے ثواب ملے میں تیری نافرمانی کروں۔ یہ حکایت اخلاق محمدی کے متعلق تھی۔ تو اب اس زمانہ میں یہ ترو بہ کن ہو چکا۔ بلکہ کل ہم نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے سیہ زادے معمولی بلکہ بدترین لوگوں کے بیاض نگاری

ہر کو روکھے جاتے ہیں۔ اور اُن سے طرح طرح کی خدمتیں لیتے ہیں \*  
اب رہی سخاوت دراصل سخی بھی کچھ اور ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کی نفسیت قرآن و  
حدیث میں ہے۔ دراصل یہ بات ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے  
گر جاں طلبی مضائقہ نیست  
گر زر طلبی سخن درین است  
روپیہ چوبے۔ اس کا تعلق ساتھ دل کے یعنی گوشت ل کا کھانا دینا آسان مگر وہ پیہ میٹا مشکل ہے \*  
پس اے طالب! جب حق تعالیٰ نے کفر کو پیدا کیا۔ تو کفر نے کہا کہ خداوند! تجھ کو قوی کر  
خدا نے تعالیٰ نے کفر کی خواہش قبول کی اور اس کو بد خلقی کے ساتھ متصف کیا \*

## فقیر مفلس ہے

اب اے طالب صادق! تجھ کو یوں یہ بتانا ہوں کہ فقیر مفلس ہے۔ اگر فقر کی ملکیت میں  
ایک دم بھی ہو گا تو میرا جحشہ میں اس درم سے اس کی پیشانی پر داغ دیا جائیگا۔ جیسا کہ  
حدیث اصحاب صدقہ میں ہے۔ پس معلوم ہو کہ جس فقیر کی ملکیت میں ایک درم ہو تو وہ بخیل  
ہے۔ اور اُس کا اللہ تعالیٰ پر پھر دوسہ اور سہارا نہیں ہے \*

متن ترجمہ کتاب ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک  
شخص کا اصحاب صدقہ سے انتقال ہو گیا۔ جب لوگوں نے اُس کو تجزیہ تکفین کے واسطے نکالا تو اُس  
کے اسباب سے درم نکلا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کل قیامت میں اس درم کا  
داغ اس کی پیشانی پر دیا جائیگا۔ اور یہ شخص دنیا مُردار کے گروہ سے اٹھایا جائیگا، چونکہ اس کا  
بھروسہ خداوند علام الغیوب پر کافی نہ تھا \*

اور صوفیہ کہتے ہیں۔ کہ جس کے ترکہ سے ایک درم بٹکے وہ فقیر نہیں ہے بلکہ وہ دنیا دار  
ہے۔ اس کے بعد حضرت مصطفیٰ صاحب نے یہ حکایت سلطان العارفين بایزید  
بسطامی قدس اللہ سرہ المسامی کی لکھی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلطان بایزید بسطامی قدس سرہ  
کو تازہ فلول میں چند خطرات گذرے۔ آپ نے فوراً نماز کو توڑ دیا اور اپنے یاروں سے فرمایا۔  
کہ آج ہمارے گھر سے دنیا کی بڑا آتی ہے۔ خدا آم نے عرض کیا کہ حضور ہم تو سمعت مجھ نہ کئے  
اور پیا سے ہیں اور ایک جتہ تک ہمارے پاس کیا ہمارے گھر پھر میں نہیں ہے بلکہ ہم بھڑک  
کے سیب سے خود جاں لب ہو رہے ہیں۔ اس پر حضرت بایزید نے فرمایا کہ میرے خطرے

حکمت سے خالی نہیں ہیں۔ لہذا گھر کو بھاڑ سے صاف کرو۔ جب خدا نے مکان کو چھاڑ دیا تو ایک پلنگ کے نیچے کچھ چھوہائے کی گٹھلیاں بچھیں۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے گھر میں اس قدر متاع ہو وہ گھرتا جبر کا ہے +

اس کے بعد حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ فقیر مفلس ہے۔ اور مفلس کے گھر میں چور اور شیطان نہیں آتا۔ اس واسطے کہ حدیث الْمَفْلِسُ فِي أَمَانٍ اَللّٰهُ يَعْنِيْ مَقَاسَ خَدَا كِ پناہ میں ہے + اس سے معلوم ہو کہ فقیر ہونا آسان کام نہیں۔ پس خدا جس کو چاہے فقیر کرے + پس فقیر کو فقر پر اعتبار ہے اور فقر سبکسار ہے اور نہ زیر بار دنیا سے مردار ہے پس اللہ بس باقی رہتا ہے +

یعنی جس کے واسطے مولے ہو اُس کے واسطے کل چیز ہے +	اور حدیث میں جو ہے مَن لَّهٗ اَلْمَوْلٰی فَلَهُ الْكُلُّ +
یعنی دنیا تمہارے واسطے اور عقیقی تمہارے واسطے ہے لیکن مولے میرے واسطے ہے +	اور دوسری حدیث میں وارد ہے حَدَّثَنَا اَللّٰهُ يَا اَكْمَرُ الْعَقِيْبَةِ لَكُمْ وَاَلْمَوْلٰی لِيْ +
یعنی ہمارے موافق اللہ ہے اور اچھا وکیل ہے +	اور اسی کی طرف اشارہ ہے رَبَّنَا اَللّٰهُ تَوَكَّلْ اَلْوَكِيْلُ +
یعنی ہبکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی +	اور قولہ تعالیٰ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی +

## عشاق کا مقام اور حصہ

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو عشاق کا مقام اور حصہ بتاتا ہوں یعنی حدیث۔ لَوْ كُنْتَ اَنْتَ النَّارُ لَقَبِيْبُ اَلْعَاشِقِيْنَ مَعَ وِصَالِ جَمَالِهٖ وَاَشْوَقَاہُ اَلْوَكِيْلُ اَنْتَ اَيْحَنُ النَّصِيْبِ اَلْمُشَارِقِيْنَ يَدَاوِنُ جَمَالِهٖ خَدَاوِيْلَاہُ +

یعنی اگر دوزخ عاشقوں کا حصہ ہوتا تو اس کا جمال یار کے جمال کے ساتھ شوق کرتے اور اگر بہشت شوقوں کے حصہ میں ہوتی تو اُس میں بغیر جمال یار کے شور مچاتے +

اسی واسطے خداوند عالم فرماتا ہے :-

قوله تعالیٰ سَلَامٌ وَّلَا يَنْتَ رَبِّ الرَّحِيْمِ یعنی ان لوگوں پر اللہ کا سلام بولنا ہی سہی



جو نہایت حیران ہے \*

پس اے طالب صادق! اس شخص کو خدا کا دیدار نہیں مل سکتا کہ جو تارک الصلوٰۃ ہے اور نہ جس کے دل میں سخاوت اور ذکر خدا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے \*

حدیث - اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُدْرِكُنَّ السَّيِّئَاتِ وَ اِنَّ السَّيِّئَاتِ يُدْرِكُنَّ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ يُدْرِكُنَّ الْكَلِمَةَ الْفَاسِقَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ	یعنی تحقیق بھلائیاں دُور کرتی ہیں بُرائیوں کو اور تحقیق سخاوت دُور کرتی ہے برائیوں کو اور تحقیق کلمہ طیبہ دُور کرتا ہے برائیوں کو *
--	--

پس جیسا کہ صاحب بقا بسبب خیر تقا کے نچائے بہشت کو فراہم فرماتا ہے اسی طرح دنیا اور لذت دنیا کو بلکہ ماسوئے اللہ کو ترک کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولے کی طلب سے مراد دیدار ہے

شرم بایا زخلائق خوب بایا ز خدا ہر کہ را ملت نہ باشد از کسب ان حق جدا  
پس اے طالب! جس کسی کی کوئی ملت نہ ہو وہ کسب سے خدائے تعالیٰ سے  
جامل کرے یعنی معرفتِ الہی باطن کے ذکر سے حاصل کرے \*

مترجم کتاب سے کہ صوفیہ کو دو طریقہ سے علم باطن حاصل ہوتا ہے ایک وہی دوسرا  
کسی ہے۔ پس جو علم وہی ہوتا ہے وہ پیدا بشی ہوتا ہے اور کسی کسب سے حاصل ہوتا  
ہے جس طرح علم ظاہر بغیر پڑھنے کے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اور وہی سے مادر زاد ولی ہوتا  
ہے جس طرح خواجہ شمس تبریز وغیرہ۔ مگر وہی کم اور کسی زیادہ لوگوں کو حاصل ہوتا ہے  
اور بہر تہ تکمیل میں دونوں برابر ہوتے ہیں۔ صرف فرق اس قدر ہوتا ہے کہ کسی محنت  
سے اور وہی کو فضل الہی ملتا ہے \*

اس کے بعد حضرت مصنف کتاب نے چند شعرا ایک غزل کے لکھے ہیں جو یہ ہیں :-

۱۔ مردیں میدان بیا گر سر رود فتن بدہ	با عشق در میدان بیا گر سر رود فتن بدہ
در کج با جانان نشیں گر عاقلی کم شود دریں	عشاق را مردن ہیں گر سر رود فتن بدہ
مردزاں روزست مگر گرجان خیزد سر	ہرگز نشایم رُود گر گر سر رود فتن بدہ

پس اس سے معلوم ہوا کہ عاشق کا طعنے زاہد پر کہ عاشق عشق کے میدان میں ثابت قدم ہے۔ وہ شوق مشاہدہ کے ساتھ ہے

زباں از بیم دوزخ چند حسانی مرا آتشے دارم کہ دوزخ نزد او خاکستر است

## عاشق کی تعریف

پس اے طالبِ اَب میں تجھ کو عاشق کی تعریف بتلاتا ہوں کہ عاشق اس کو کہتے ہیں کہ جو ساتھ حق کے ہر وقت مستغرق اور متوجہ ہو۔ پس اگر قراور جلال کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو تو اَسم اللہ کی گرمی سے، اگر فقیر چاہے تو مشرق سے مغرب تک ایک آن واحد میں جل جاوے +

اس سے معلوم ہوا کہ جس کسی کو خدا نے اپنے حکم سے اپنے ملاک میں اختیار کر لیا ہے۔ اسی قدر مہربانگی اس پر زیادہ ہو۔ جس طرح کہ درخت پتھر کھاتا ہے اور پھل دیتا ہے اور شرح حدیث میں عرف رَّبِّہٖ فَقَدْ خَلَقَ لِسَانَہٗ سے ظاہر ہے یہی زبان سے ظاہر کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہم اور جوہر اور ذات خدا بغیر خدا جبر مخلوق ہے۔ اور اُن کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا شرک اور کفر ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے لَقَدْ کَرَّمَ فِی نَعْمَۃِہٖ وَلَا تَفْکُرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ یعنی فکر کرو اُس کی نعمتوں میں اور مت فکر کرو اس کی ذات میں + کیونکہ خدا نے تعالیٰ کی نعمتوں میں فکر کرنا خود ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ جس طرح معرفت و وحدت اللہ اور تکرار تصور باسم اللہ اور تلاوت کلام اللہ ہے + پس مسلمان آدمی وہ ہے کہ جو اپنے نفس کو شکی اور بدی کے انصاف کا منصف بنائے اور جو گناہ کو یاد کرے اور خدا کو فراموش نہ کرے یہ بھی گناہ کبیرہ ہے +

پس طالب کو چاہئے کہ اس آیت کو ہر وقت پیش نظر رکھے۔ بلکہ ہمیشہ تو یہ مشغول رہے اور خدا نے تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے۔ اور اُس سے فصل کا خواستگار ہو +

یعنی اور بعضے نے اپنے گناہ اور بلاؤں کا ایک کام نیک اور دوسرا بد پس شائد اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے +

قوله تعالیٰ وَاٰخِرُوْنَ اَعْلَمُوْا  
یٰۤاٰمَنُوْا لَیْسَ لَہُمْ خُلُوْطٌ عَلٰی صَاحِبِہٖ  
وَاٰخِرُ سِتْقَاطِ عَنِ اللّٰہِ اَنْ یُّتُوْبَ  
عَلِیْہِمْ اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ +

قرآن اللہ تعالیٰ نے یعنی اُن کے بالوں سے صدقہ لو کہ اُس کو پاک و صاف

اور دوسری آیت قوله تعالیٰ  
حٰثًا مِنْ اٰمَوٰی لَہُمْ صَدَقَۃٌ تَطْہَرُ بِہُمْ

وَتَزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْنِهِمْ اِنَّ صَلَاتَكَ  
سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

کرے اور ان پر نماز پڑھوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
تمہاری صلوات ان کے واسطے تسکین ہے اور  
اللہ سننے اور جاننے والا ہے \*

اور تیسری آیت قولہ تَطْلَعُ الْمَلَكُ الْمَلِئُ  
اَنَّ اللّٰهُ هُوَ يُفَصِّلُ الْكَلِمَۃَ عَنْ عِبَادِهِ  
وَيَاخُذُهَا نَهْۡۃً قَالَتْ وَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ  
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ \*

یعنی کیا نہیں جانتا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ  
توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور صدقوں  
کو قبول کرتا ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ کا  
قبول کرنے والا ہے \*

ہر کہ را توفیق یاری از خدا  
نفس دشمن جان من ایمان من  
ہر کہ اندر خانہ سوزد نفس را  
پس بخور پس نوش در راہ را ز گدیر  
اسم عظم را ز اسم ہو یاب

قتل سازد نفس را ز سر ہوا  
ایں جنس دشمن بود در جان من  
از دہن دوئی نیاید چون چرا  
مرد یا قوتی کہ بر نفس امیر  
اسم یا ہو چیست یعنی گنج دہاب

پس اسے طالبِ التجہ کو معلوم ہووے کہ شرح ذکر اللہ کلمہ طیبہ مستغرق فانی اللہ وہاں  
سے مراد ہے۔ چونکہ

ہر کہ آمد بذات فانی او کے بسوئے صفات بیند او

یعنی کلمہ طیبہ سراسر تاثیر رکھتا ہے ادھر اقرار زبانی ہوا۔ ادھر تصدیق قلبی ہو گئی پس جس  
وقت تصدیق درست ہووے، اس وقت کلمہ طیبہ کا اِلَہِ الْاِلَہِ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ  
کی تاثیر تمام جسم کے وجود میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک  
دلی کی روح کے ساتھ مصافحہ اور ملاقات روحانی ہو جاتی ہے بشرطیکہ توفیق حق تعالیٰ ہو  
اور اس وقت ولایت اولیاء اللہ کے مراتب پر شل حضرت رابعہ صری و حضرت سلطان  
بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچ جاتا ہے۔ یوں تو کلمہ پڑھنے والے بہت ہیں شل زید  
علیہ اللغۃ کے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو کوئی کلمہ کی حقیقت پر پہنچا۔ اور اس نے کلمہ کی  
تصدیق کی، پس وہ مطلق صادق ہوا اور کلمہ طیبہ اس کے وجود میں ایک سرائیر کر گیا۔ لہذا کلمہ  
کو چاہئے کہ کلمہ پڑھنے میں توقف نہ کرے۔ پس جہاں تک ممکن ہو سکے کلمہ طیبہ پڑھے۔ کیونکہ یہ  
کلمہ جان کا مونس ہے اور یکدم ایمان کے ساتھ ہے خواہ کلمہ طیبہ میں ہو یا مصیبت میں ہو چونکہ

بخاری شریف کی حدیث میں ہے :-

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ بِأَحْسَبَ وَ  
يُؤْتَى عَذَابُ ۝  
یعنی جس نے کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ پس داخل ہوا جنت میں بغیر حساب  
اور بغیر عذاب کے ۝

اس سے معلوم ہوا کہ حقیقت کلمہ طیبہ کی وہ شخص جان سکتا ہے جو کہ معرفتِ الہی پر پہنچا  
ہو۔ اور یا یہ کہ دوزخ کی آگ سے باہر آیا ہو اور نجات پا گیا ہو۔ اور یا کلمہ طیبہ نے اُس کو  
دنیا سے دُنی سے کھینچا ہو۔ یا یہ کہ کلمہ طیبہ نے اس کو مجلسِ محمدی میں پہنچایا ہو ۝

## کلمہ طیبہ کی تعریف

پس اے طالبِ صادق! اب میں تجھ کو کلمہ طیبہ کی تعریف بتلاتا ہوں۔ جاننا چاہیے  
کہ کلمہ طیبہ کی وصال ہے اور انتہا کلمہ طیبہ کی مشاہدہ الہی ہے۔ پس اس سے معلوم  
ہوا کہ رسم کے موافق کلمہ پڑھنے والے کلمہ کو نہیں جانتے، گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں  
مگر وہ کلمہ اُن کے حلق کے اندر سے نیچے نہیں اُترتا ہے۔ بلکہ کلمہ زبان سے اُڑ رہے۔ اور  
تصدیق اُڑ رہے۔ پس جس کسی کو کلمہ کی معرفت حاصل ہو گئی۔ وہ صاحبِ معرفتِ الہی  
ہے۔ اور اُس کی روح زندہ اور اس کا نفس فانی ہے۔ پس جو عشاق ہیں وہی اس  
کلمہ کی تعریف کو جان سکتے ہیں اور اس کے ساتھ وصلِ حق ہوتے ہیں ۝

پس اے طالبِ صادق! جس طرح حاجی دو قسم کے ہوتے ہیں یعنی ایک تو حاجیِ جان  
دول کے کعبہ کے۔ دوسرے حاجیِ آب و گل کے کعبہ کے۔ اب اس کو یوں سمجھنا چاہیے۔  
کہ کعبہِ دل ربِ جلیل کا بنایا ہوا ہے اور کعبہِ گل حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے  
جیسا کہ کہا گیا ہے ۝

دولم یا کعبۃ شد قبلہ حاجات      بقبلہ سجدۃ از بر حق ذات  
دول حاجی نہ گرد با جابیش      کہ دل با قبلہ قبلہ با جابیش

پس جاننا چاہیے کہ طوافِ کعبہِ گل سے الہام ہوتا ہے اور طوافِ کعبہِ دل سے معرفتِ  
الہی ملتی ہے ۝

و کعبۃ خدا نیست خدا لا مکان است      گر خواہی دریافت خدا زنده بجان است

پس اے طالب! زندہ میان کو کسی چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ پس تجھ کو معلوم ہووے کہ یہ تاثیر تصور اسم اللہ کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض کو تصور دیکھنے اسم اللہ سے سرپردہ چشم کھل جاتا ہے۔ اس وقت ایک دم اُس کے غلبہ سے قرار نہیں ہوتا۔ اور اس کا مقام قسیدہ داتی اُکا لافن ہو جاتا ہے۔ چونکہ

مجتہ است کہ یک دم غم ہزارم و گرد کیست کہ آسودگی نغمے خواہد

## مقام سُکر کی تعریف

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ مقام سُکر اورستی حق تعالیٰ سے دُوری پیدا کرتی ہے۔ اور معرفت اور ہوشیاری سے خدا سے تعالیٰ کی نزدیکی ملتی ہے اور قرب حضوری ہوتی ہے اور خاص الخاص ذکر اللہ سے پس سُکر تمام اور مستی وہ ہے کہ آدمی ہمیشہ سُکر اورستی میں ہے۔ یہاں تک کہ چڑیا کی آواز اُس کے کان میں سناوے پس جو فقیر کہ اس حالت کے ساتھ مقام سُکر میں مست اور بنجود ہے یعنی کہ ہر وقت وہ تجلیات الہیہ میں مشغول ہو، تو اُس پر نماز اور روزہ ساقط ہو جاتا ہے۔ پس ایسا شخص مجذوب و حضور ہوتا ہے۔ اور شریعت اسلام میں مجنون اور فاقر العقل پر نماز ساقط ہے۔ اور جو استغراق بنور اللہ عین العنایت ہو اور اس کی نظر مطلق ہدایت پر ہو۔ تو ایسا فقیر نفس پر حاکم ہوتا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ایسے فقیر کو مست کہتے ہیں۔ جو اس صفت کے ساتھ موصوف ہوتا ہے \*

## احکام شریعت

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو احکام شریعت بتلاتا ہوں یعنی کہ ہر ایک بندہ مومن کو چاہئے کہ جب کوچہ درویشی میں قدم رکھے تو پابندی شریعت کے ساتھ ہے۔ اور قرآن و حدیث پر عمل رکھے۔ اور صحبت علماء و فقہاء کو اختیار کرے۔ پس جس امر کے واسطے شریعت کا حکم ہو۔ اس کو اختیار کرے اور جس سے شریعت منع کرے اُس سے بیزاری ہے۔ اور درمیان میں اُس کے کوئی حجت شیطانی اور نفسانی کو دخل نہ دے مثلاً شرک اور کفر اور فتنہ و فساد کے۔ جس طرح کہ کفر و نفاق اور کبر اور عجب و اُلغافا ناخاستہ

وغیرہ مثل اس کے +

اب میں اے طالبِ صادق! تجھ کو یہ بتلاتا ہوں کہ شریعت کو کسی چیز کو حکم دیتی ہے، جس کی اطاعت تجھ پر فرض ہو۔ پس تجھ کو چاہئے کہ تو دینِ مَسْئُولِ اللہ کو کلامِ اللہ اور حدیث اور فقرِ محمدی اور صبر اور شکر اور ترک اور توکل اور اطمینان اور غنا اور اخذِ نعتِ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعی اری سے مضبوط کر اور ثابت قدم ہو +

قولِ مصنف اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ طَالِبِ الْعِلْمِ خَيْرُكُمْ مِنْ اَلْفِ زَاهِدٍ وَ حَافِظٍ وَ عَابِدٍ یعنی علم کا طالب ہزار زاہدوں اور حافظوں اور عابدوں سے بہتر ہے۔ اس واسطے کہ ذکر اور فکر، طریقت اور حقیقت اور معرفت اور مشاہدہ نور اللہ اور مجلسِ محمد رسول اللہ تک پابندی شریعت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جاہل سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ایک خطراتِ شیطانی سے دوسرا استدراج پریشانی سے۔ جیسا کہ ان اشعار سے ظاہر ہے :

ہر کہ بے باھو میر و دعارف خدا	ہر کہ بے ہو میر و دآں سرعوا
ہر کہ باھو ہست آں طراز شد	لا تخف لا تحزن زحق آواز شد
نام باھو مادر باھو نہاد	زائکہ باھو داعی باھو نہاد
برده باھو رازد حدت را تمام	عارفاں را ختم ازھو والسلام

## بیانِ دعوتِ تکثیر و کمیائے اکسیر

پس اے طالبِ صادق! اب میں تجھ کو دعوتِ تکثیر اور کمیائے اکسیر کی تعریف بتاتا ہوں۔ یعنی اکثر آدمی ہیں کہ جن کو ان دونوں نعموں کی حاجت نہیں ہوتی۔ ایک دعوتِ تکثیر، دوسرے کمیائے اکسیر کی۔ پس معلوم ہو کہ ان کا مطلب خالق کا تسخیر کرنا ہے۔ پس دعوتِ تکثیر والے کو چاہئے کہ پہلے مرشدِ کامل سے علمِ نقش وائزہ اور عدد حساب ستاروں اور برجوں اور ٹوکلوں کے قیدیں لانے کا طریقہ حاصل کرے۔ اور اہمِ اعظم کی زکوٰۃ دے۔ اور ترکِ جلالی و جمالی کا کرے۔ اور کمیائے اکسیر کو طلب کرے۔ کیونکہ شروع میں عام لوگ ناقص جو صلہ رکھتے ہیں۔ اور اس کے حاصل کرنے میں رجعت اور غم اور خطرات اور ہلاکت پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے انسان اس سے محروم رہتا ہے۔ اور

طالب اللہ پہلے مرشد سے اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس طلب کرے اس کا وجود نچتہ اور حوصلہ وسیع اور دل حاضر ہو جاتا ہے اور حضور کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے اس کے بعد یہ برکت تصور تاثیر و تشفیہ اور دعوت علم کثیر اور علم کیلئے اکیس اور علم تشفیہ اور علم معرفت میں صاحب نظیر ہوتے ہیں۔ اور باطن کی صفائی سے یہ سب مراتب حاصل ہوتے ہیں اور فقیر پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جب ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ امتحان ہوتا ہے اُس وقت حال کھلتا ہے +

## ذکر چار قسم ہیں

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ ذکر چار قسم کے ہیں۔ اُن میں **اول ذکر کرم** کے موافق ہے جس میں دم کا یا نہنا اور دل کو دم کے ساتھ باندھنا اور دل کو دم کے ساتھ لپیٹنا اور پھیرنا ہے۔ اور جو لوگ کہ مردہ دل ہیں۔ وہ اللہ کے ذکر سے بے خبر رہتے ہیں اور تفکر کے ساتھ اللہ کا نام لینا دل کی زبان سے ہے پس اس ذکر میں طیر اور سیر طبقات اور خلق کی طرف رجوع اور دنیا کی عزت اور ناموس کا پاس مقصود ہوتا ہے۔ پس اس طریق سے ذکر فور معرفت الہی سے محروم رہتا ہے +  
**دوسرا ذکر قلبی** ہے جس میں نظر مرشد کی توجہ سے دل میں جنبش آتی ہے۔ اور قلب زندہ ہوتا ہے اور سلطان الاذکار ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اور ماسوے اللہ کی طلب اُس کے دل سے دُور ہو جاتی ہے۔ اور اس طریق سے ذکر غام اللہ نام نہاد پر نہیں پہنچتا ہے۔ اور اس کا ذکر ایسا ہوتا ہے جیسا کہ دیگ کا جوش۔ لیکن مطلق جہالت خود فروشی کے ساتھ ہوتی ہے +

**تیسرا ذکر جو کہ دماغ میں متحرک ہوتا ہے** اور دن رات آنکھوں میں نیند سی کھتا ہے اور آنکھوں کو بند نہیں ہونے دیتا ہے۔ اسی طریقہ سے ذکر پریشان اور جھون ہو جاتا ہے اور مشاہدہ وصال حقیقی سے محروم رہتا ہے +

**چوتھا ذکر تصور اسم اللہ** ہے جس سے مشاہدہ اور تجلیات مطلق حاصل ہوتی ہے۔ یہ مقام توحید کا ہے جس میں الا اللہ کی آواز اُس کے وجود میں ہونے لگتی ہے اور اُس کی تاثیر سے ذکر کا وجود پاک نور علی نور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا کھانا اور

پیشا نور اور اس کا دل نور اور اس کی نظر نور اور اس کا دہم نور اور اس کا خیال نور اور اس کا کلام سراسر نور اور نوجہ پر نور ہو جاتی ہے۔ اور اسی طریقہ سے اس کا وجود کامل اور مکمل ہو جاتا ہے ۛ

پس ہر ایک ایسا ذکر خواہ واقف ہو یا نہ ہو باطن میں ہمیشہ مجلس قدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہوتا ہے۔ اور جب کہ وجود نور اور وجود جسم حضور اور جسے ظاہر اور جسے باطن ایک وجود ہو جاتا ہے اور چشم ظاہر اور چشم باطن ایک ہو جاتی ہے تو دونوں آنکھوں میں ایک ہی نور ہو جاتا ہے، اس کو مراتب باطنی کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری عزّاسمہ ہے :-

قوله تعالى لِيُخْفِيَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقْدَامُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأْخُرُ ۝  
یعنی خداوند تقدیم و تاخیر کے لیے اسے چھپا دے گا ۛ

صوفیان مراتب کو خلاصہ فقر محمدی فی امان اللہ کہتے ہیں۔ کہ جو منتہی اولیاء اللہ کا ہے جن کی نسبت ارشاد ہے :-

قوله تعالى الْاٰتِ اَوَّلِيَّاءِ  
اللّٰهُ كَاخْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا يَجْنُوْنَ ۝  
یعنی اولیاء اللہ کو کچھ خوف و غم نہیں ہے۔ ان کے ہمیشہ نظر اللہ ہے اور وہ ہر حقیقت سے خبردار ہیں

پس مرشد کامل اور مکمل وہ ہے کہ جو طالب اللہ کے پہلے روز بغیر رنج اور بغیر ریاضت کے تصور اسم اللہ کی تاثیر سے وجود باوجود کو پُر نور کر دے۔ اور حرص و حسد اور کبر و عجب اور پاکوئس کے وجود سے دور کر دے۔ اور جو مرشد کے پہلے روز طالب مذکور کو نور حضور کے مقام میں نہ پہنچا دے۔ اس کو مرشد نہ کہنا چاہئے ۛ

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ وہ مرشد ہے کہ جو کبھی مقام ازل کے مشاہدہ میں اور کبھی مقام ابد کے مشاہدہ میں ہے۔ اور دنیا اور اہل دنیا سے دل سرد رکھتا ہو۔ بلکہ تائب دنیا ہو۔ اور ہر وقت اس کو مجلس قدس محمدی میسر ہوتی ہو۔ اور بعض کو تصور اسم اللہ سے وہ خزاں کہ جو زیر زمین ہیں، روشن اور واضح ہوں۔ بلکہ ظاہر ہو جائیں۔ اور وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے حکم کے کسی چیز کو نظر خریداری نہ دیکھے ۛ

اور بعض کو تصور دیکھنے اسم اللہ سے ایسا استخراق مع اللہ ذات میں پیدا ہو کہ



ہمیشہ لا کلام ہو۔ اور اسرار باطنی کے ساتھ سلوک تمام ہو۔

اسم اللہ ذوقِ بخشید باوصال بے زبیاں گوید سخن بس تیلِ قال  
اور بعض تصور دیکھنے اسم اللہ کو جس طرح کہ آئینہ مشاہدہ میں ہوئے نظر رکھتے ہیں اور حرمِ کعبہ  
اور پیشِ نظران کے تجلی شمشعی اور قمری میدانِ ازل کی رہتی ہے۔ بلکہ عرصہ کا محشر اور عرصات  
مابد اور دروازہ بہشت کو مثلِ روضہ منورہ کے جس کے دروازہ پر بچھا جلی لا اِلهَ اِلَّا اللہ  
حُشْدًا سَئِلُ اللہ لکھا ہوا ہے دیکھتے ہیں۔ اور اُس آئینہ جمال میں ہر ایک چیز  
کا مشاہدہ کرتے ہیں یہ

پس اے طالبِ صادق! جو کوئی کلمہ طیب اور اسم اللہ کا شکر ہے وہ کافر ہے۔  
کیونکہ اسم اللہ طریقِ تحقیق ہے۔ اور اسم اللہ کے مشاہدہ والا توفیق کے ساتھ قوی ہے  
کہ اسم اللہ اس کا رفیق ہے۔

اسم اللہ سب سے درجہ ہر مقام از اسم اللہ یافتہ فقرش تمام  
پس اے طالبِ باو! واضح ہو کہ فقر قرب اور وجہ اور دیونگی کے ساتھ اور جنون کے ساتھ ویرا  
سے اور نظر نہ کردہ مشاہدہ حضور دوسری چیز ہے۔ نظر کامل اور تماشا شائے آسمان اور زمین  
اور طبقات کی دوسری چیز ہے۔ اور نظر مجلسِ محمدی اور مصافحہ ہر دلی دینی اور چیز ہے  
اور نظر سے آتش اگر گرمی جو ذکر اللہ سے پیدا ہو۔ اور طالب اللہ اس میں جگر مرچاٹے  
دیگر شے ہے۔ اور نظر رجوعات مخلوقات اور ترقی درجات اور دنیا کا عروج و جاہ اور  
چیز ہے۔ پس اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حدیث  
مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ یعنی اسرار مشاہدہ نور اللہ باطنی کے احمق اور نادان  
اور مردہ دل کے روبرو کہ جو خدا سے غافل ہو تو ظاہر کرنا موجب نقصان کا ہے۔ اور مَنْ  
عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ یعنی جس کسی نے پہچانا اپنے پروردگار کو وہ ہمیشہ اپنی  
زبان کو گویائی سے بند رکھتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے وہ حق کہتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ  
رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ یعنی عارف ہمیشہ مقامِ لاموت میں رہتا ہے۔ اور ناموت کی  
قیل وقال سے لب پستہ اور سکوت میں ہوتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ خَلَّ  
لِسَانَهُ کیونکہ کلام غیر سے گویائی اور سنوائی عارفوں کو پسند خاطر نہیں ہوتی۔ بدینِ جہ کہ  
عارف سوزشِ عشق اور خرابتِ حیرت کے ساتھ رہتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے

اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ تَحِيَّاتٍ اَيْسَى اے اللہ زیادہ کر مجھ کو تحیّہ کی یہ حیرت حضوری سے ہے اور حیرت کا مقام بھی چند قسم پر ہے \*

## مقامات حیرت

پس اے طالب! اب میں تجھ کو مقامات حیرت کی سیر کراتا ہوں۔ پس جاننا چاہئے۔ کہ حیرت کا مقام ترزیران ضروری ہے۔ اور حیرت روح مغفوری ہے۔ اور حیرت سر مطلق حضوری ہے۔ اور جذب و جد سردی ہے۔ اور حیرت نفس کے واسطے لذت و طیب دنیا اور عزت و جاہ کی مغفوری ہے۔ اور حیرت وصال اللہ اور مغفرت و حقیقت ہے پس مطلب اس قدر ہے کہ عارف باللہ کا دل جب کہ ذکر کے ساتھ گویائی پکڑتا ہے۔ تو گویائی مطلق سے زبان اُس کی مردہ ہو جاتی ہے۔ اور مَنْ عَرَفَتْ رَبَّهُ فَقَدْ كُنَّ لِسَانُهُ اور مَنْ عَرَفَتْ رُبَّكَ فَقَدْ كُنَّ لِسَانُهُ ہے۔

پس عارف کی پانچ قسمیں ہیں ایک عارف عالم رب کا ہے۔ دوسرا عارف زاہد جو رب کے واسطے عبادت کرے۔ تیسرا عارف متقی کہ جو رب کے واسطے تقویٰ اختیار کرے۔ چوتھا عارف ذاکر کہ جو رب کے واسطے ذکر کرے۔ پانچواں عارف عابد کہ جو رب کے واسطے عبادت کرے۔ تو اب یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ عارف مذکور نے جو عبادت کی وہ اللہ کے واسطے عبادت نہیں کی۔ اور عالم نے علم پایا نہ اللہ کی معرفت۔ اور زاہد نے بہشت پایا نہ خدا کی معرفت۔ اور ذاکر نے ذکر سے سوختگی اور شوق پایا نہ معرفت۔ اور مذکور نے قرب وصال پایا نہ معرفت حق۔ چونکہ مجموعہ عرفان کا مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے فیض سے ہے۔ اور صاحب مشاہدہ ہمیشہ اسم اللہ کی داستانیں غرق رہتا ہے۔ جیسا کہ مَنْ عَرَفَتْ رَبَّهُ فَقَدْ كُنَّ لِسَانُهُ ہے۔

دو چشم پوش و جاں از جاں بدرکن	یہ سیرے لامکان سیرے سفر کن
بچشم سحر حق معراج دیدہ	چنین مرد خدا باقی رسیدہ
دو چشم کور کے بید صفائی	دل از خطرات گردانہ جدائی

پس اے طالب الصداق! جب فقیر ساتھ معرفت حق دل کی آنکھ کھولتا ہے۔ تو معرفت مشاہدہ دیدار کے ساتھ رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ زندہ دل آدمی ہمیشہ بیدار ہوتا ہے

جیسا کہ حدیث میں وارد ہے **يُنَادِمُ عَيْنِي وَكَأَيْتَمًا قَبِيحِي** یعنی میری آنکھ سوئی ہے۔  
اور میرا دل جاگتا ہے \*

ہیں جانتا چاہئے! کہ طالب مولے کی طلب میں جان کے فدا کرنے کو ہر وقت تیار رہے۔ چونکہ مرشد کامل ایک دم میں معرفت پروردگار سے فیضیاب کر دیتا ہے۔ پس جو طالب صواب وق نہیں اور مرشد کامل نہیں ہے۔ وہ دونوں جہان میں ذلیل اور خوار رہتے ہیں اور معرفت پروردگار سے دور رہتے ہیں \*

## مقام ہمدوست

پس اے طالب بلاق! جس طالب کا وجود یا وجود ہو اور ہوس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ مقام ہمدوست میں غرق ہو کر مقام فنا فی اللہ کا مغز و پوست بن جاتا ہے۔ اور **مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ** سے دل اس کا سر بھجور رہتا ہے۔ چونکہ ۵

فرض دست واجب و ہم تحب دل نماز دائمی از بہر رب  
پس اے طالب! جو کوئی ان مراتب پر پہنچتا ہے۔ تو باطن کے مسلک سلوک میں اس کو فاضل اور فیض بخش معرفت الہی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ راہ عرف کے ساتھ متعلق نہیں ہے۔ بلکہ عرفان حق کے ساتھ ہے۔ پس جس کسی کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کو اس مقام فنا فی اللہ میں پہنچاتا ہے۔ اس واسطے کہ راہ معرفت میں گفت و شنود نہیں ہے۔ اور نہ اس کا اس سے تعلق ہے۔ پس جس کسی پر خدا تعالیٰ کی مہربانی ہوتی ہے۔ وہ شخص عارف باللہ ہو جاتا ہے ۵

مسئلے آنکہ باشد لازوالے نہ آسجھا ذکر و فکر نے وصلے  
بود غرقش بوجدت عین آتی فنا فی اللہ اسرار نہائی  
یعنی تفرقہ کی مصیبت سے یاہر ہو۔ اور معرفت حق کے ساتھ رفیق اور دریاے وحدت کا غریق ہو۔ اور حقیقت میں عارف باللہ اور ہے \*

اس کے بعد حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے غلط کہا، عارف باللہ ہونا ایک دشوار امر ہے۔ کیونکہ عارف باللہ اور غوث اور قطب اور ابدال اور اختیار کے مرتبوں پر نہیں پہنچتا ہے۔ کیونکہ ۵

نفس نہ تو ان کشتِ عہمتِ بے شعور      عارف از نفس بر آیت غرق نور  
شہِ رگِ نرہ یک شد رجنِ مرا      چوں نمود فقرہ بر سنہ ماہِ چہرا  
ایں بدِ تعلیم و تلقین از خدا      بادِ لبش ما نیٹے حق رہنما  
عاقبتی گم شود میں گم نامِ باش      از علائق دور شو آرا مِ باش  
حافظ با لفظِ بجز مولا بجز      ہر کہ با لفظِ بغیر حق از دل بشو

پس اے طالبِ صادق! جو شخص کہ عارفِ یافتہ ہو۔ وہ مراتبِ غوثیت اور قطبیت اور  
ابدال اور اوتاد اور اخیار کے مرتبوں کو اختیار نہیں کرتا۔ اس وجہ سے کہ ہر مرتبہ مراتب  
مذکورہ بالا مولے سے جدا ہے۔ اور غرقِ مع اللہ ہونا دلیلِ یحیائی ہے۔ اور ہر مرتبہ کہتر ہے  
پس مرتبہ مولے اوٹے اور بہتر ہے \*

اب میں اے طالبِ اتجہ کو بتلاتا ہوں کہ بہتر اور کہتر کون مراتب ہیں۔ پس تجھ کو معلوم  
ہوئے کہ جو عارفِ یافتہ کے ساتھ مقید ہے وہ بہتر ہے اور جو رجوعِ عادتِ خلق کے  
ساتھ ہے۔ اور مریدوں اور کشف و کرامات کے طالبوں کے واسطے ہے، وہ کہتر ہے  
اس مرتبہ کا تعلق خدا کے ساتھ جدا ہے۔ بلکہ اس کا تعلق اور تعینِ اسند راجع بہ ہونا ہے  
کہ جو بدترین غلاطی ہے \*

پس۔ یہ طالب! میں نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کی۔ اس نے اپنے رب  
کو پہچان لیا \*

چونکہ نفسِ امارہ کو ذائقہ کی قوت اور گناہ کی طلب ہمیشہ رہتی ہے۔ اور ہمیشہ اس میں  
مبتلا رہتا ہے۔ بلکہ نفسِ امارہ کے واسطے پیشہ گناہ مطلق راہ ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے  
کہ اکثر آدمی رات و دن طاعت و عبادت میں رہتے ہیں۔ جیسے نماز اور روزہ بلکہ قائمِ لیل  
اور صائم الدہر بھی ہوتے ہیں، مگر نفسِ امارہ ان کا اس پر بھی گناہ سے باز نہیں آتا  
ہے۔ بلکہ گناہ کی طلب میں دن رات لگا رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کی فطرتِ گمراہ  
ہے۔ مگر جس بندہ کو توفیقِ حق فریق ہوتی ہے، وہ اس کو مغلوب کر لیتا ہے \*

اور بعض آدمی علمِ فقہ اور مسائل اور دینِ اعتدال اور تقویٰ اور تلاوتِ قرآن اور  
حدیث کے مطالعہ میں دن رات رہتے ہیں۔ ان کا بھی نفسِ امارہ گناہ سے باز نہیں آتا ہے۔  
چونکہ ان کے دل میں دنیا کی طلب اور نفسِ امارہ کی خواہش ہوتی ہے اور شیطان ان کے

ہمراہ ہوتا ہے۔

اور اکثر آدمی خانہ کعبہ کا حواف کرتے ہیں۔ اور فکر و ذکر اور مراقبہ و محاسبہ اور مکاشفہ اور کشف القلوب اور کشف القبور میں بہتے ہیں۔ اور مراتب غوثیت اور قطبیت کا رکھتے ہیں جب بھی نفس بارہ ان کا گناہ سے باز نہیں آتا ہے اور ہمیشہ گناہ کی طلب میں ہوتا ہے کیونکہ نفس بارہ کی نظر ہمیشہ گناہ پر رہتی ہے۔ اور جس وقت آدمی کے دل میں دریائے وحدت جوش مار رہا ہے۔ اور اس کو غرق نور اللہ کے ساتھ حضور صی اور قرب کا ملتا ہے اور تجلیات الہی پیدا ہوتی ہیں مثیل منظر اسم اللہ کے ذات مطلق سے اس وقت عارف باللہ نظام فنا فی اللہ میں پہنچتا ہے۔ اس مقام پر نفس کو گریہ و زاری ہوتی ہے۔ اور گناہوں سے باز آتا ہے۔ اور قدرت الہی کا الہام بغیر کام و زبان کے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے نفس کو حکم ہوتا ہے کہ اب تو مسلمان ہوا پس اس وقت نفس مسلمان ہوتا ہے اور کلمہ لا الہ الا اللہ محمدی رسول اللہ کا اقرار ساتھ تصدیق قلب کے کرتا ہے۔ اور گناہوں سے باز اگر نفس مطمئن ہو جاتا ہے۔ اور راستی اختیار کرتا ہے۔ اور دین محمدی کے ساتھ مراتب ولی اللہ میں منتہی ہوتا ہے۔ اور متو عرفت نفسہ ففک عرفت ربہ کا مصداق ہو جاتا ہے یعنی نفس کو مقام معرفت الہی کی منتہی میں پہنچاتا ہے اور رب کو نفس مقام امتحان امتیائے الہام ربانی سے پہچانتا ہے۔ کیونکہ اس مقام میں معرفت نہیں رہتی ہے۔ اور نفس نفسانیت اور خوئے شیطانی نہیں رہتی۔ اس کے بعد اگر نفس کے گرد نعمائے بہشت اور حور و قصور وغیرہ کی لذات لائی جائے تو اور اگر تمام دنیا کی زریب و زینت جمع کر دی جائے تو نفس ہرگز ان دونوں کو قبول نہیں کرتا ہے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ جو مرشد طالب کو پہلے روز میں عتق عنک لکھتے ففک عرفت ربہ کے مقام میں پہنچا دیتا ہے۔ وہی مرشد لائق ہدایت کے ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ وہ آدمی کا مثل گلستان کے ہے اور اس کے وجود میں خزانہ حل ہے اور اس گنج بدیع نفس مثل سیرطلسات کے ہے۔ پس اس سیرطلسات کو صاحب طلسات ہی جان سکتا ہے اور اس کی آتش عشق میں جل سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایک دم اور ایک قدم بھی متو عرفت ربہ ففک عرفت ربہ سے غافل نہ رہے۔ پس طالب اللہ عارف باللہ ہے اور مرشد خاموشی ہے۔

## عارف باللہ کی تعریف

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو بتلانا ہوں کہ عارف باللہ کس کو کہتے ہیں پس معلوم ہووے کہ عارف باللہ کی صفت مثل سبکیں کے ہے۔ اور مسکین اس کو کہتے ہیں کہ جو خاکسار ہو۔ اور مس کی ٹاک اُسی قدر خاک ہو کہ جس پر وہ بیٹھا ہوا ہو۔ اور کَاکِبُکُونٌ مِّنْهُ خَطَايَا اس کا خطاب ہو۔ اور بعض صوفیہ کے نزدیک مسکین فقیر کو بھی کہتے ہیں۔ اور فقیر کو غریب کا خطاب دیتے ہیں +

پس غریب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے وجود میں خیریت اور غصّہ اور غضب اور غرور اور دنیا و آخرت کا غم سوائے اسوئے اللہ کے اور کچھ نہ رہے پس جو کوئی ان ہفتوں کے ساتھ موصوف ہو، وہ عارف باللہ اور معرفت مولے کا مجموعہ ہو سکتا ہے۔ صوفیائے کرام کو خضر باطنی کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ خضر علیہ السلام کی حیات بسبب پیغمبرِ انبیاء کے ہے اور خضر باطن کی حیات آبِ حیات اسم اللہ اور محبت ذات سے ہے پس اے طالب! جس نے یہ بادۂ توحید پی لیا وہ ولی اللہ ہو گیا۔ اور حدیث قدسیٰ اِنَّ اَوْلِيَانِي تَحْتَ قَبَائِي کَاکِبٌ فَهَلْهُ عَيْرِي کا مصداق ہو گیا۔ یعنی میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں۔ پس سوائے میرے اُن کو کوئی نہیں پہچانتا۔ اور مخلوق خضر تباری اللہ کی طلب میں ہے۔ شعر

ہر یکے بگزار و بگذر زان چہار و ز دوئی بگذشت بکتا مرد کار

پس جو کوئی ان مراتب پر پہنچے۔ وہ وہم اور فہم میں نہ سمائے اور اس کی نہایت لاناہیت ہو پس اس کو عارفِ مازنا کہتے ہیں۔ کہ جو تہد سے تہد تک اور ازل سے اب تک علینہ بعینہ فنائے نفس اور بقائے رُوح کے ساتھ لباسِ فقر پہنے ہوئے ہے +

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ فقر اور شجاعت اور سخاوت اور مصلحت

ہر ایسے آدمی کی کہ جس کا وجود کرم کے کربم اور حیا کے ساتھ باجیا ہو +

اب میں اے طالب! اس کی شرح کرتا ہوں کہ شرح عارف باللہ کی یہ ہے کہ آدمی نے طاعت کے سبب سے نفس کو پہچانا۔ اور نفس کی شناخت والا ہوا۔ مگر خدا کا

عارف نہ ہوا +

اور نفس کی شناخت سے آدمی صاحبِ دل ہوا۔ مگر عارف حق نہ ہوا +

اور دل کی شناخت سے صاحب رُوح ہوا۔ مگر عارف باللہ نہ ہوا۔  
 اور رُوح سے صاحب سر ہوا، مگر خدا کا عارف نہ ہوا۔  
 جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے اَلَا نَسْأَلُ رَبِّي دَانِيسُرَ الْيَعْنِي اَدَمِي مِيرَا جُھید ہے  
 اور میں اُس کا جھید ہوں۔

پس یہ چاروں مقام تن اور طاعت اور عبودیت نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔  
 اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ کے مطابق اس مقام میں نفس کی شناخت اور تحقیق کی۔ اور حب نفس کو  
 تحقیق کر لیا۔ تو نفس فانی ہوا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ  
 عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ یعنی جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچانا پس تحقیق اُس نے اپنے  
 رب کو بقا کے ساتھ پہچانا ہے

خلق را طاعت بود اگر کسب تن عارفان را ترک تن طاعت بود  
 پس اے طالب صادق! تن کی طاعت میں حرص اور طمع نفسانیت اور اشتہائے  
 ناری ہے۔ اور طلب میں رجوع خلق اور شہرت اور خواری ہے اور حب اشتہائے ناری  
 اور غوغا اور خواری سے باہر ہوا۔ پس وہ مرتبہ ربوبیت معرفت الہی میں داخل ہوا پس اس  
 مقام میں عارف با خدا کا نفس مطمئن ہو جاتا ہے، اور دل اُس کا صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

## شرح النفس

پس نفس کی شرح، دونوں جہان میں اس سے زیادہ بدلا اور کمزور نہیں ہے۔ پس  
 جس کسی نے خدا کو پہچانا، ہمیشہ وہ نفس کو ذلیل اور خوار رکھتا ہے۔ اور آپ کو خودی  
 میں گم کرتا ہے۔ اور جس کسی کا نفس رقیق ہوا۔ وہ نفس پل اسیر ہوا۔ اور ہواؤں ہوس کے  
 ساتھ مست ہوا۔

پس صوفیہ اس نفس کو سرکش اور خود پسند کہتے ہیں اور مخلوق کے نزدیک آدمی کی  
 صورت ہوتا ہے۔ اور خدا کے نزدیک مثل خوک اور خدش اور سنگ دیوانہ اور پوزنہ کے  
 ہوتا ہے۔ گو صورت میں آدمی اور سیرت میں حیوان ہوتا ہے، پس حیوان سے بات  
 کہنا ماننا سب نہیں ہے۔ پس شیطان سے صاحب نفس اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہے پس  
 طالب حق ہمیشہ حضور کے ساتھ رہتا ہے۔ اور اہل نفس سے دور رہتا ہے پس اللہ

باقی ہوں +

## ذکر پاس انفاس

پس اے طالب صداق! جاننا چاہئے کہ نفس امارہ کی جو ذرا اللہ اور پاس انفاس کے ساتھ ہوتا ہے اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور مقبول اور اخلاص کی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ جس طرح کاغذ اور حروف اور سطور اور سیاہی ہوتی ہے۔ اور جن فقیروں کا دل حضوری میں ہو۔ اُن کا دفتر معرفت نور الہی سے ہوتا ہے۔ اسی واسطے عارفوں کا کوئی گناہ ظاہر اور باطن کے دفتر میں ملائکہ نہیں لکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل میں ذکر اللہ اور زبان مطلق قال اللہ اور قال رسول اللہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث ہوتے ہیں۔ اور دنیا کی طلب میں اہلین خبیث کے طالب نہیں ہوتے۔

پس معلوم ہو کہ عارف محشوق اللہ کی مثل ہیں۔ بلکہ ان کا گناہ ثواب ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ عشق اللہ کے ساتھ مستغرق رہتے ہیں۔ اور اُن کے اور اللہ کے درمیان میں کوئی پردہ اور حجاب نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ کا دل پُر نور ہوتا ہے اور عارف باللہ ہمیشہ حضوری حق میں رہتا ہے +

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے کہ غلیات کے سبب سے شوق کی آگ ہر ایک گناہ کی آگ کے ساتھ ہر دم اور ہر ایک ساعت ایسا جلا دیتی ہے۔ اور عارفوں کا وجود ذکر اللہ اور اسم اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور عارف لوگ ہر وقت اسم اللہ سے بڑھ کر کچھ نہیں کہتے ہیں۔ پس کسی آدمی کو قدرت نہیں کہ اسم اللہ پر غالب ہو۔ اور صاحب اسم اللہ ہر ایک چیز پر غالب رہتا ہے۔ کیونکہ مولے کی طلب میں طالب ہے +

## طالب کس کو کہتے ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ طالب کس کو کہتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ طالب اس کو کہتے ہیں جو دونوں جہان کے مراتب کو طے کر لے اور مقام حیی میں مستغرق ہو۔ اور جو طالب کہ معرفت الہی میں مصارت رکھتا ہو پس وہ طمع نہ رکھے اور سادہ رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نفس اور شیطان اور دنیا کو یا ان تینوں کو آزمائش کے واسطے



پیدا کیا ہے۔ اور ہیبت اور قہر کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے۔  
 نفس نیکو بد بود ہم ہادی و ہم باہوا      نفس عارف نفس بہن باخیر شو باہوا  
 اور آدمی کو عزت اور بزرگی اور قرب اور نعمت خداوند تعالیٰ کے دیدار اور نعمائے بہشت  
 اور قرب حضور می اور نور اللہ اور وصال اللہ کی تجلیات اور ولایت و ہدایت اور فضل و  
 عنایت کے مرتبے سب نفس کی برکت سے ملتے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ اگر نفس  
 نہ ہوتا۔ تو خدا تک کوئی نہ پہنچتا۔ اور حق تعالیٰ کی معرفت کسی کو نصیب نہ ہوتی۔  
 پس نفس مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک رہا۔ اور آزاد ہوا۔ اور نفس امارہ معذب  
 اور دشمن اور خوشوار ہوا۔ اور نفس غوث اور نفس قطب اور نفس عارف با خدا ہوا اور نفس امارہ  
 کافر اور نفس فرعون ہوا۔ اور نفس شیطان باعث ہوا کہ ہوس کا بٹھا۔

## نفس کی خصلتیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو نفس کی خصلتیں بتاتا ہوں، یعنی نفس کی چار خصلتیں  
 ہیں۔ جو چاروں نفسوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ پس جن کو کافروں اور منافقوں اور کاذبوں  
 کے ساتھ دوستی ہو، اُس کا نفس امارہ کفر کی عادت رکھتا ہے۔  
 اور جس کو مولے کی طلب ہو اور ہمیشہ وہ طلب میں مبتلا رہے اور دنیا کو ترک کرے تو  
 اس کا نفس ضرور مومن ہے، اور عارف باللہ ہے۔  
 اور جس کسی کو علم کی طلب اور اُس پر عمل اور تقویٰ اور ریاضت میں ہمیشہ  
 کوشاں ہو، اس کا نفس مسلمان ہے۔  
 اور جس کسی کو ہمیشہ خوف رہتا ہو اور ہر وقت رجائیں ہے، پس اس کا نفس صدیق ہے۔  
 پس اے طالب! اگر نظر تحقیق سے دیکھا جائے تو نفس اگر نیک ہو تو دونوں جہان  
 میں نفس کے برابر کوئی بزرگ اور بہتر نہیں۔ اور جس کا نفس بد ہو، تو دونوں جہان میں اُس  
 سے بدتر اور کمتر کوئی نہیں ہے۔ - اشعار

صد ہزاراں گنج در دل ساقی	گنج را بیرنج از دل نیستم
روز و شب سوزش بولب بستہ	وز ہزاراں چلہ یکم سوز بہ
از ہوائے معرفت تحقیق شد	عاقباں را تقویٰ ز تو نیک شد

عارفانِ حق سے اتنی شہادتیں دینی

تقویٰ غوغا ہر وقت میں

دل پہ پائے جھپٹا ست کبریا

موج دمِ قتلے راست کو بے بہا

پس اے طالبِ اعادہ باطن کی روح نور اور سر نور اور اسرارِ الہی سے ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ عارف باللہ ساتھ بقاء اللہ کے ہوتا ہے۔ جیسا کہ وارویہ فقہاً عرفت رکنہ بالبقاء یعنی اس کے وجود میں ہوسکتی نہیں رہتی ہے۔ بلکہ اُس کے وجود میں طلبِ طالب اور محبتِ مرید کی ہو جاتی ہے۔ پس یہ مراتب جو بیان کئے گئے عارفانِ حق کے ہیں مہل حضرت رابعہ بصری اور حضرت سلطان بائزید کے ۔

اور اے طالب! تو نے ابھی تک یہ نہ جانا کہ تیرے وجود میں نفسِ مزید ہے۔ اور روحِ تیری بائزید ہے۔ پس جو کوئی بئزید کا دوست ہے وہ بائزید کا دشمن ہے کیونکہ دنیا والے مثل بئزید لعین کے ہیں اور فقرِ محمدی والوں کی مثال بائزید سے ہے۔ پس اے طالب! اس راستہ میں مرشد کامل وہ ہے۔ کہ جو حق کے ساتھ محبت کھنا ہو اور سوائے طریقہ اسم اللہ اور مقام فنا فی اللہ اور مراقبہ بقاء اللہ اور مشاہدہ غرقِ مع اللہ نہ کو حضور حق کے طریقِ لاسوئے اللہ کے اور کوئی ذکر نہ رکھتا ہو ۔

نکود طلب چہ خواہی از ذکر

ابنِ استہم خلاصہ فکر

پس اے طالب! یہ نہ کہو بے زبان ہے کہ جو حضورِ دل سے تعلق رکھتا ہے اس وجہ سے کہ کلام اور لفظ سے یہاں پر ایک حرفِ زبان پر نہیں لاتا ہے اور وہی عرفِ ربیہ فقہاً علیٰ لسانہ پرمثل ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ایک حکایت بیان کرتا ہوں۔

خبر سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس کی جو اہل ہوتی ہے وہ اسی طرف رجوع کرتا ہے ۔

**حکایت**۔۔۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص کہیں عطر فروشوں کے محلہ میں جا کر رہا۔ اور ہر طرف سے اُس کے دماغ میں عطروں کی خوشبو پہنچی جس کی وجہ سے اس کے ہوش جاتے رہے۔ اور وہ شخص بیہوش ہو گیا۔ اور یہاں تک اُس خوشبو نے اُس کے دماغ میں سرایت کی کہ اس کی حالت مثل سکرات کے ہو گئی۔ جب اہل محلہ نے یہ خبر سنی۔ تو سب اُس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور عطر و محلاپ اُس پر چھڑکنے لگے۔ اور کسی نے نخلہ نہ سجھایا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ وہ اور بدحواس ہوتا جاتا تھا۔ اس میں ایک حکیم کا بھی دوا لگنے لگا۔ اور اُس حکیم سے اُس شخص کی حالت بیان کی گئی حکیم صاحب نے عرض کیا کہ

یہ رائے قائم کی کہ اس کو غلیظ اور بدبودار چیز سو نگھاؤ۔ چنانچہ جب وہ غلاطت اور بدبودار چیز اس کی ناک پر رکھی، اُسی وقت وہ غمض ہوش میں آگیا۔ اور بالکل تندرست ہو گیا۔  
اس کے جواب میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ بدبودار چیز سے مراد گندے گئے دُنیا ہے اور اس کی شرمندگی ہے۔ اور عطر سے مراد بند گئے موٹے پے کے جو مودنا کے ہیں وہ عطر فروشوں کے کوچر میں بہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کی خوشبو سے شمرست رہتے ہیں۔ اسی واسطے کہا گیا ہے ۵

نیم نظر فقیر یہ ازکیمیا      ناں نظر واصل ہو عارفِ خدا  
پس اے طالبِ صداق! جانتا چاہئے کہ آدمی کے دل پر ستر ہزار حجابِ ظلمانی اور شیطانی مثلِ مارِ عنکبوت کے ہیں کہ جو دل کے اس پاس تنے ہوئے ہیں۔ اور ان دس دس خطرات کی سپائش اب مٹی سے ہے جن کے سبب سے حضرت آدمؑ اور حواؑ میں جھگڑا بہشت میں ہوا تھا۔ اور حق کے بہکانے کے سبب وہ دو بوں بہشت سے علیحدہ کئے گئے۔ چونکہ ابلیس غیبت ہے۔ پس اُس کی تاثیر کفر اندرونی اور شرک و رونی ہے۔ \*

اسی وجہ سے صوفیہ کہتے ہیں کہ دو لاکھ ستر ہزار تارِ غیب اور کبر اور حسد اور بغض اور نفاق اور قہر اور غصب اور حرص اور کفر اور شرک حجابِ شیطانی کے پردے ہیں۔ \*

اب یوں سمجھنا چاہئے کہ حجابِ شیطانی کے پردے اور کفر نفسانی کے تار و عزم، اور فضیلت اور مسائل فقہ اور تلاوت قرآن اور حج اور زکوٰۃ اور نماز اور روزہ اور ایقت اور تقویٰ اور وعظ اور حدیث اور وظائف وغیرہ سے نہیں علیحدہ ہو سکتے جب تک کہ تصورِ کامل اسم اللہ کا نہ ہو۔ اور توفیقِ رفیقِ مرشدِ کاملِ اکمل کی نہ ہو۔ سوائے اس کے کہ اسم اللہ کا تصور کیا جائے اور باطن میں ذکرِ لایا اللہ ہو۔ \*

صوفیہ کہتے ہیں کہ سوائے اس صورت کے اور کوئی صورت ان حجابات کے کٹنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تصورِ دل کی آتش کو اس قدر روشن کرتا ہے کہ خود بخود حجابِ شیطانی اور تارِ نفسانی دفع ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک مرشدِ کاملِ فانی اللہ اور بزرگِ اللہ کی نظر کا وسیلہ نہ ہوگا۔ یہ مراتب ہرگز کٹے نہ ہونگے۔ \*

پس جو کوئی ان مراتب پر پہنچے اور حجابِ شیطانی اور زنا و نفسانی کو نہ توڑے۔ پس وہ شخص مسلمان اور درویش نہیں۔ اور جو سوائے اس کے دعوئے کیے کہ میں غارت باللہ ہوں اور پکا اور سچا مسلمان ہوں، وہ شخص کذاب ہے جیسا کہ ارشادِ باری عز و مجدہ قولہ تعالیٰ: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ الشَّرْحَ اَللّٰهُ صَدَقَ لَكَ لِلْاِسْلَامِ نُكُوًّا عَلٰی اَنْتَ رَیْتَنَ رَبِّہٖ فَوَیْلٌ لِّلْقَاسِیَةِ قُلُوْبُہُمْ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِی صَلَٰلٍ یُّسٰوٰۃً

یعنی جس کا سینہ کھولا اللہ نے سلام پر یعنی مسلمان پر سو وہ اُجائے میں ہیں اپنے رب کی طرف سے اور خرابی ہے ان کو جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے، وہ پڑے

پھرتے ہیں بکے ہوئے یعنی مردہ دل آدمی ذکرِ شیطانی کے باعث ہوتا ہے۔ اور زندہ دل آدمی ذکرِ اللہ اور تصورِ اسمِ اللہ سے ہوتا ہے۔ یہ لوگ سوائے حق کے دوسرے شخص سے بات کرتا اپنا نقصان جانتے ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے شَیْطَانُ الْاِنْسِ اَسْلَمُ مِنْ اَشْیَاطِ الْاُمَّیِّیْنَ یعنی آدمیوں کا شیطان زیادہ سخت ہے جنوں کے شیطان سے +

## آدابِ خاموشی

پس اے طالبِ اعرف باللہ کا ہر شخص یعنی شخص غیر سے ہم کلام نہ ہونا آدابِ خاموشی ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ جو عارف باللہ حق کی معرفت پہنچے اُس کا نشان یہ ہے کہ اُس کو سرود کی آواز بمری معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ خوش الحانی کے ساتھ ہو۔ لیکن اُس کو وہ آواز نگوہ معلوم ہو +

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ جاننا چاہئے۔ کہ فقیر ازراہِ حسد نہیں کہتا بلکہ بطور حساب کے کہتا ہے کہ علم کے معنی جاننا علمِ فقہ اور مسائلِ فرض اور واجب اور سنت و مستحب کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا احوال و حرام اور مکروہات کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا فرق درمیانِ اسلام و کفر کے ہے۔ اور علم کے معنی حق و باطل کا جاننا ہے +

## علم کے کیا معنی ہیں

پس اے طالب! آپ میں تجھ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ علم کے کیا معنی ہیں، پس تجھ کو معلوم ہو کہ علم کے معنی وہ ہیں کہ جو آداب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نگاہ رکھے۔ اور علم کے معنی وہ ہیں کہ آداب شریعت اور آداب علماء کو نگاہ رکھے۔ اور ان سب کا تعلق اعمال ظاہر عبادت کے ساتھ ہے۔ جس طرح کہ ظاہر ایدن عبادت اور طاعت کے واسطے ہے اور نجات جس کا مقصود اہل ہے۔ اور نجات کا مقصود اہل معرفت مولے اور حب ذات ہے۔ جس طرح کہ حضرت مولے علیہ السلام نے حب مولے کے سبب سے اَبِّ اَرْنِی اُنْظُرْ اِلَیْکَ کہا یعنی اے رب دیکھ مجھ کو میں تیری طرف دیکھ رہا ہوں۔ اُس ذات سے تجلی ہوئی۔ کہ حضرت مولے علیہ السلام بیہوش ہو گئے اور کوہ طور جل کر خاک ہو گیا۔ اور اسی حب مولے کی طلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں لگی تھی۔ اور یہی حب مولے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باعث معراج ہوئی تھی۔

## عالم مولے کی طلب نہیں کر سکتا

پس اے طالب صادق! آپ میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ عالم فاضل مولے کی طلب نہیں کر سکتا۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی تمام عمر کو علم کے مطالعہ میں صرف کیا اور اُس کے بعد حضرت علم کے روبرو التماس کی کہ اے کلام ربانی مجھ کو معرفت مولے اور تجلیات النبیہ بطریق باطن تعلیم کر اور حضور محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف فرما۔ تو علم کی طرف سے کوئی جواب یا صواب نہیں ملتا۔ اس وجہ سے کہ علم تعلیم طاعت کا رفیق ہے۔ اور سوا اُسے اس کے کہ اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مگر علم کہتا ہے کہ مرشد سے طلب کر، کیونکہ علم قال اُوں ہے اور علم حال اُوں ہے پس مرشد سے حال اور معرفت،صال کا ذکر حاصل کر۔ اس کے بعد حضرت مصنف صاحب فرماتے ہیں۔ کہ نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ علم وہ ہے۔ کہ اُس سے معلم کے مقام پر پہنچے۔

## معلوم کیا ہے

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ معلوم کیا ہے۔ اور اس سے فقیر کی کیا مراد ہے۔ پس معلوم ہو کہ علم جب کہ وجود میں داخل ہو۔ اس وقت وجود میں جہل اور شرک اور کفر اور عجب حجابات ظلمانی کے ساتھ نہ رہیں۔ اور ظلم وہ ہے کہ حجاب سے بے حجاب کرے۔ بلکہ علم سے معرفت کا انکشاف ہو اور نفس اس کا محکوم ہو جاوے۔

آفریں بنفس مرکب زیر بار  
اور علم فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا  
اتقوا الله وابتغوا الیئۃ الوسیلة \*  
یعنی اے ایمان والو! اور اللہ سے اور طلبو  
اس کی طرف وسیلہ \*

اور اے طالب صادق! یہ جو اکثر آدمی کہتے ہیں۔ کہ قرآن اور فقہ اور مسائل کو وسیلہ گرداننا چاہئے۔ وہ بھی حق کہتے ہیں۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ قرآن شریف کلام اللہ کہ جو غیر مخلوق ہے۔ اور مرشد ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں پس جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی وہ صاحب مخلوق ہیں اور وہ ایک دوسرے سے بمرتبہ ولایت اور ہدایت کے سلسلہ کو ابدالاً بآباد تک جاری رکھتے ہیں اسی واسطے کہا گیا ہے کہ مرشد اہل ہدایت ہے۔ اور ذکر اللہ کے وسیلہ کو طلب کرنا فرض اور واجب اور مستحب و منتخب ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے :-

حدیث من لم یتوکل فی فرض الدوام  
لم یقبل اللہ فرضہ فی الوقت \*  
یعنی جو کوئی فرض دائم کو ادا نہ کرے گا خدا تعالیٰ  
اس کے فرض وقتی کو قبول نہ کرے گا \*  
مگر وہ نمازی جو اپنی نماز بہر قائم  
ہیں \*  
قلہ تعالیٰ ایا المصلین الذین ہد  
علی اصلوا یتہتدوا یمون \*

## فرض ظاہر اور فرض باطن

پس اے طالب! اب میں تجھ کو فرض ظاہر اور فرض باطن سے آگاہ کرتا ہوں پس سمجھ کہ معلوم ہو کہ ایک فرض ظاہر ہے اور ایک باطن پس دونوں متفق و درجہ قبولیت کے

ہیں۔ ان میں سے ایک فرض وقتی ہے۔ اور ایک فرض سالی ہے اور ایک فرض فصلی ہے جس کی تفصیل ہم آگے بیان کرینگے۔ اور ایک فرض عمری ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اس کا حکم بالغ ہونے کے اوپر ہے یعنی ایک بار کلمہ شہادت کا کہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام درود زبان کرنا اور تصدیق رسالت کرنا۔ پس اس کی گردن سے یہ فرض ساقط ہوا ۞

اور دوسرا فرض عمری یہ ہے کہ سن بلوغ کے بعد ایک مرتبہ کعبہ شریف کا حج ادا کرنا بشرط استطاعت، پس یہ فرض بھی ساقط ہوا ۞

اور فرض وقتی سے مراد نماز پنجگانہ ادا کرنا ہے۔ اور فرض ماہی مراد رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ اور فرض سالی سے مراد مال نصیب سے زکوٰۃ کا ادا کرنا ہے۔ اور فرض فصلی سے مراد ہر فصل سے غلہ سے دشواں حصہ خدا کی راہ میں دینا ہے پس اسے طالبِ بابہ فرض ظاہر کے ہیں۔ جو بیان کئے گئے ۞

ابیں تجھ کو یا ظن کے فرض بتلاتا ہوں۔ کہ بالحق کے فرض کہتے ہیں۔ پہلا فرض ذکر خفی ہے۔ پس ذکر خفی اُس کو کہتے ہیں۔ کہ اس ذکر ظاہری کو ترک کرے۔ اور ذکر کے ذکر کو زیادہ تر اٹھاوے۔ اور سوتے جاگتے اُس سے غافل نہ ہو۔ اس ذکر سے مراد ذکرِ پائس انفاس ہے۔ اور حدیث میں ہے:-

حدیث قدسی جَعَلْنَا الشَّيْخَ	یعنی ہم نے شیخِ کامل کو انسان کے واسطے
الْكَامِلَ نَافِخَ الْاَشْهَانِ كَمَا جَعَلْنَا	نفع پہنچانے والا بنایا جیسے کہ ہم نے نبی آخر الزمان
نَبِيَّ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شَيْخَ النَّافِثِ	کو پناہ۔ اور شیخِ ناقص کو انسان کے واسطے
خَامِلَ الْاَشْهَانِ كَمَا جَعَلْنَا رَجِيْبَ الشَّيْطَانِ ۞	نقصان پہنچانے والا بنایا جیسے کہ شیطان ۞

اسی واسطے کہا گیا ہے شعر

مرد مرشد میرد در ہر مقام      مرشدے نامرد و طالبِ تمام

اور فرضِ دوسرا یہ ہے کہ حاجی بغیر حجابِ کعبہ دل کے گرد جو ہمیشہ طواف کرے اور جوابِ با صواب پاوے۔ اور تیسرا فرض یہ ہے کہ عاجزی کے ساتھ نماز دائمی ادا کرنا ہو۔ نہ ہستی اور حرص کے ساتھ مشغول ہو۔ اور چوتھا فرض، روزِ حساب تک دنیا سے روزہ رکھنا ہے یعنی پابندی سے رعیت کے ساتھ گزر جائے۔ اور پانچواں فرض، جو دکی زکوٰۃ کا وین

ہے یعنی اپنے آپ کو فدیہ خدا کرے۔ اور اپنے حال کو اَللّٰہ کی راہ میں ساتھ معرفت حق کے صرف کرے۔ اور اسرار الہیہ سے واقف ہو ۞

## علماء و فقرا کا فرق

پس اے طالب! اب میں تجھ کو علماء و فقرا کا فرق بتلاتا ہوں۔ کہ اُس شخص میں جس نے علم کی تعلیم سے علم حاصل کیا ہو۔ اور اس شخص میں جس نے فقرا کی تعلیم و تلقین سے علم معرفت سیکھا ہو، کیا فرق ہے؟ پس تجھ کو معلوم ہو کہ علماء علم کے طالب ہوتے اور فقرا مولے کے طالب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ۞

علم علم است کہ برار باب جاہ      بادوست آں نپے تسخیر شاہ  
خواجہ بیکار سے زان رود      تاشدوش فو کہ بہ سلطان رود

صوفیہ کے نزدیک علماء کے سرور علم کا نام ہے اور علم کا جاننا یعنی اپنے دعا کا جاننا نفس کے تابع کہا گیا ہے۔ یعنی طاعت حق میں نفس کو تابع کرنا محض معرفت الالہ سے ہے۔ پس جس کسی نے علم کو اس کے سوا جانا وہ عالم باعمل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کو جاہل کہیں گے۔ اور فقیر کے سرور الہ کا نام ہے اور اللہ فرماتا ہے کہ کاسوی اللہ کے گرد خط کھینچ اور ہستی و مرگ کے میدان میں آ ۞

پس اے طالب! جو علماء کہ دانستن کے صیغہ میں ہیں وہ دانستن میں ہی رہتے ہیں۔ اور جو فقرا کہ طالب مولے ہیں، فنا ہو جاتے ہیں۔ وہ یقاً باللہ میں ذات ہو جاتے ہیں جس طرح قطرہ دریا میں مل جاتا ہے ۞

پس اے طالب صادق! یہ فرق محض بزرگی اور وسیلہ کے سبب سے ہے۔ یعنی مرشد کامل صاحب معرفت مولے، حیات اور نجات میں وسیلہ نجات ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے :-

حدیث - اِنَّ اللّٰهَ يَتَخَفُ الْحَبْرَ السَّيِّئَ وَ يَبْتَئِ التَّحِيْبِيْنَ ۞	یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ دشمن کہتا ہے۔ و دشمند فریہ کو کہ اس کے گھر میں بدیہ گوشت پکاویں نفس کی لذت کے واسطے ۞
---	--



## جسم اقسام

پس اے طالب باب میں تجھ کو جسم کی تقسیم بتلاتا ہوں۔ جو فہم کے نزدیک جسم دو قسم ہے۔ پس ایک وہ ہے کہ جو طاعت اور شغال اللہ کے ساتھ قرب لائے اللہ تعالیٰ ہو۔ اس جسم کو جسم نوری کہتے ہیں۔ اور دوسرا جسم وہ جسم ہے۔ کہ جس میں دنیا کی حرص میں مبتلا ہو۔ اور خواہش دنیا میں ذہیل اور خوار ہو پس وہ جسم تاری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نور جنت اور ہے اور نار جہنم اور ہے۔

## تقسیم علم

پس اے طالب صادق باب میں تجھ کو علم کے اقسام بتلاتا ہوں۔ جاننا چاہئے کہ علم تین قسم ہے۔ ایک وہ کہ جس کا تعلق قیل و قال سے ہے اور جو کسبے علماء کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کلام اللہ مخفوز ہے۔ اور اس کا پڑھنے والا بھی مخفوز ہے اور جس طرح علم فقہ فہم اور واجب اور سنت و مستحب ہے ایسی مقام فہم اور معرفت رب کو جس کسی نے پایا پس علم فقہ سے پایا۔ اور دراصل علماء صاحب ادب اور صاحب فضیلت کا نام ہے۔

دوسری قسم علم فیض کی ہے کہ جو شعراء کو حاصل ہے کہ وہ خال و خط اور بطن و ساقی سے محض اپنے شعور سے کام لیتے ہیں۔ اور تصدیق شیب الی معشوق کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ علم نفس کو زندہ کرتا ہے۔ اور مردہ دل کو محض شعور کے سنے پر مرد ہو جاتے ہیں۔ دوسرے کہا گیا ہے

علم را تحقیق کردم از علم علم خاص انما من خلق جسم  
یعنی جس قدر اس علم میں قرب ہو گا۔ اسی قدر قرب اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف لیجاتے گا۔

اور تیسرا علم عارفان باللہ کا علم لکھی ہے۔ پس یہ عالم فضل اللہ کے ساتھ ہمیشہ بدر نظر خدا کے رہتے ہیں۔ اور جو اس علم سے جدا رہتے ہیں وہ خوار ہوتے ہیں۔

## فقہ کے تین حرف ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو یہ بتلاتا ہوں کہ فقہ کے تین حرف ہیں۔ تاکہ تجھ کو معلوم ہو وہ کون سے تین حرفوں سے کیا مراد ہے یعنی ف، ق، لا۔ پس ف کے حرف سے فیضیت مراد ہے اور ق کے حرف سے قیادت اور لا کے حرف سے ہوائے نفس پرور مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم فقہ کا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض عین ہے ۴

## فقر کے بھی تین حرف ہیں

اب اے طالب! صدق! میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ فقر کے بھی تین حرف ہیں یعنی ف، ق، لا۔ پس علم فقہی حرف ف سے فنائے نفس کرتا ہے۔ اور اس کی خواہش میں گرفتار نہیں ہوتا۔ اور نہ اُس کا تابع و فرمانبردار ہوتا ہے۔ اور سوائے عبادت کے جو سرمایہ ایمان اور سعادت بالیقین ہے کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ بلکہ تقویٰ کو ساتھ ارادت کے اعتبار کرتا ہے۔ اور حرف ق سے عالم فقہی کا قوی دین ہونا اور دین کو ملک و دنیا اور بادشاہی کی تکمیل کے ساتھ بدل نہ کرنا مراد ہے۔ اور حرف ر سے عالم فقیہ کا ہونا ساتھ ہدایت اور وعظ و نصیحت کے مراد ہے یعنی ہتھامے خلق ہوتا ہے۔ پس جو کوئی اس صفت سے محروف ہو اس کو عالم باطل کہہ سکتے ہیں اور وہی شخص صاحب تقویٰ ہو سکتا ہے۔ کہ جس کی ذات مثل آبِ حیات کے ہوتی ہے۔ اور مخلوق خدا اُس کے فیض سے فیضیاب ہوتی ہے ۵

اور اے طالب! پس جو کوئی سائر معرفت کو نوش کرتا ہے وہ ابدالایاد بہکنا میں مرنا ہے بلکہ زندہ جاوید ہوتا ہے۔ اور بایہ کہ ذکر اللہ مثل بارانِ رحمت کے برابر ایک زمین پر برتا ہے اور اس کے برسر میں کسی جگہ اختلاف نہیں ہوتا۔ صرف فرق اس قدر ہوتا ہے کہ جس کا جس قدر ظرف ہوتا ہے۔ اسی قدر وہ اُس بارانِ رحمت سے مستفیض ہوتا ہے۔ و لیکن کھاری زمین میں غارِ خض پیدا ہوتے ہیں اور جو زمین خالص ہوتی ہے اس پر گلاب اور چنبیلی پیدا ہوتے ہیں۔ صرف فرق اپنے اپنے ظرف کا ہے ۶

## اعتقاد میں پس است پیر میں حسن است

پس اسے طالب! اب میں تجھ کو دیتا ہوں کہ عام لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ "اعتقاد میں پس است و پیر میں حسن است"، اس کو یوں سمجھنا چاہئے۔ کہ ہر ایک کام کے واسطے ایک وقت ہوتا ہے۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ عام لوگوں کے واسطے جدا اور خاص لوگوں کے واسطے جدا ہوتا ہے۔ پس جب کہ میرا پیر منتہائے مقام معرفت میں حاضر ہے تو اعتقاد میرا پس ہے یعنی کافر ہے۔

## شعر کی قسمیں

پس اسے طالب! اب میں تجھ کو شعر کی قسمیں بتاتا ہوں یعنی شعرا دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو معرفت الہی اور نصرت رسالت پناہی کو ہمیشہ کہتے ہیں۔ اور اسی کو اپنی سعادت دارین جانتے ہیں۔ اور سوائے اس کے دوسروں کی مدح میں اپنے لب نہیں کھولتے ہیں۔ پس ایسے شعرا کے واسطے یہ حدیث ہے۔  
 حدیث۔ اِنَّ تَحْتَ الْعَرْشِ یعنی تحقیق عرش کے نیچے ایک خزانہ ہے  
 کَثُوْرٌ وَمِغْنًا حَمَلًا لِّسَانَ الْمُشْعَرَاءِ اور اُس کی گنجی مشاعروں کی زبان ہے۔

## شرح تفکر

پس اسے طالب! اب میں تجھ کو شرح تفکر بتاتا ہوں، یعنی تفکر کے چار حرف ہیں ت، ف، ک، ر، ک، پس ت کے حرف سے ترک ہوا ہے۔ اور ف کے حرف سے فنائے نفس ہے۔ اور ک کے حرف سے کرامت روح ہے۔ اور حرف م سے راز حق مراد ہے۔ جس میں یہ حرف نہ ہوں وہ تفکر سے خالی ہے۔ اب میں تجھ کو اس کا نشان بتاتا ہوں کہ جو دونوں جہان سے بتراس ہے۔  
 اسی وجہ سے فقیر کا اصل خطاب قتال ہے کہ وہ اپنے نفس کو قتل کرتا ہے۔  
 اور وصال ہی مع اللہ میں عرق رہتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں طالبوں کے حالات سے خبردار رہتا ہے۔ پس ایسا شخص لائق ارشاد کے ہیں۔ اور مرشد کامل مکمل صاحب ارشاد

ساتھ ان صفتوں کے موصوف ہوتا ہے جس کی مثال آفتاب سے ہے کہ اس سے تمام عالم فیض پاتا ہے اور آفتاب اپنے آپ کو سب جگہ پر موجود رکھتا ہے اگرچہ ایک روٹی کے برابر ہے۔ مگر فیض پہنچانے والا تمام عالم کا ہے ۔

## کتاب محکم الفقر

پس اے طالب! اب میں تجھ کو اپنی کتاب محکم الفقر کی کیفیت بتلاتا ہوں کہ یہ کیا کتاب ہے۔ پس تجھ کو معلوم ہو کہ یہ وہ کتاب ہے کہ کسی کی قدرت ہے۔ جو اس کے آگے دم مار سکے۔ یعنی یہ کتاب تنہا کسرتہ الاولیٰ ہے۔ یعنی یہ کتاب ابتدا سے انتہا تک حدانیت کی راہ ہے۔ پس کسی انسان کی کیا مجال ہے کہ جو اس کے آگے دم مار سکے۔ اور یہ کتاب زہمت الا رواح ہے یعنی دانا اور خبردار راہ۔ یعنی یہ وہ ہے کہ جس کے مطالعہ سے انسان کبر و ہوا سے محفوظ رہتا ہے ۔

پس اے طالب صادق! جب کہ خدا تیرے ساتھ ہے تو تو کسی دوسرے سے خوف نہ کر اور کسی سے امید مت کر یعنی جو کوئی خدا کو اپنے ساتھ جانتا ہے پھر وہ کسی دوسرے کو نہیں پہچانتا

پس جس کبھی دوسرے کو جانتا اور پہچانتا تو وہ خدا سے بیگانہ ہوا پس مردہ ہی ہے کہ خدا کو کیٹا اور بیگانہ اور حاضر و غائب یکساں جانے جس طرح کہ طالب صادق اپنے مرشد سے جان و مال تک کو دریغ نہیں کرتا، بلکہ ہر دم اپنے آپ کو قدائے مرشد قرار دیتا ہے اور ہر دم مرشد کا جلوہ پیش نظر رکھتا ہے۔ آخر کو خدائی الشیخ ہو کر خود شان مرشد بن جاتا ہے اور پھر اُس شان میں فنا ہو کر مقام فتاویٰ الرسول حاصل کرتا ہے۔ اور آخر کو خدائی اقدس ہو جاتا ہے ۔

پس اے طالب! مرشد کامل وہ ہے کہ پہلے طالب کو نظر کامل سے معرفت لا پر پہنچائے۔ اُس کے بعد طالب کے مال کو تصرف میں لائے تو جائز ہے۔ اور اگر مرشد اور طالب دونوں اس صفت کے ساتھ موصوف نہ ہوں۔ تو دونوں خاتم میل ہیں ۔

از وصال مست باشد لاندوال      ابتدائے مست باشد بے وصال

پس جاننا چاہئے کہ جو مرشد کامل ہوتا ہے وہ ہمیشہ معرفت کے دریا میں غرق رہتا ہے اور خدا کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے اور ایسا مرشد کہ جو آدمی کے وجود میں داخل ہو اور اس سے باہر آئے، پس ایسا مرشد مردہ دل طالب بنیاد ہے۔ خواہ اس میں عالم ہو یا قاضی ہو۔ صوفیہ ایسے مرشد کو شیطان کہتے ہیں۔ یعنی مرشد کا کام ہے کہ جو توجہ کے ساتھ طالب کے وجود میں داخل ہو۔ اور اس کے دل پر انگشت شہادت اسم افندہ لکھ دے اور توجہ باطنی سے طالب میں ایسی آگ پھونک دے کہ ظاہر میں اس میں بخار سا معلوم ہو۔ اور اس کے تمام جسم میں ایک لہرہ پیدا ہو جائے۔ اور اس کے قلب میں خود بخود ذکر افندہ پیدا ہو جاوے۔ یہاں تک کہ وہ جاں بلب ہو جائے۔ بلکہ وہ طالب اس وقت یہ کہنے لگے کہ یا مرشد مجھے اندرونی آگ جلا دے دیتی ہے۔ اس کے بعد مرشد کامل کو چاہئے کہ توجہ کے ساتھ دوسرے مرتبہ میں طالب کے وجود میں داخل ہو اور اس کے قلب کو پارہ پارہ کر ڈالے۔ اور قلب کے کھولنے میں روشنی فیر سی سے کام لے جس وقت طالب کے دل کی آنکھ کھل جائے۔ اس وقت وہ طالب شریف بنے اور صاحب معرفت اور صاحب جمعیت خاطر ہو جائیگا اور سر سے قدم تک طالب افندہ پر نور ہو جائیگا۔ اور تجلیات کا مشاہدہ کرنے لگیگا \*

پس اے طالب صاوق! ایسے طالب کے وجود میں شیطان نہیں داخل ہو سکتا ہے اور وہ طالب نفس اور شیطان کی خرابی سے امان میں ہو جاتا ہے \*

پس اے طالب! میرا تہ جو میں نے بیان کئے ہیں سو میرا تہ طالب مع اللہ با اقلام کے مراتب ہیں کہ جو مرشد کامل اپنی توجہ باطنی سے اس طریقہ کے ساتھ ایک ساعت میں مقام وصال میں پہنچا دیتا ہے۔ اور اس کے بعد ظاہر میں طالب کے ساتھ ہم سخن ہوتا ہے اور اس کا آداب ظاہری اور قلیل و قال شریعت محمدی کے موافق ہوتا ہے۔ پس اے طالب! جو مرشد ان صفات سے موصوف نہ ہو اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے ہیں \*

## عالم باعمل کی تعریف

اب اے طالب! میں تجھ کو عالم باعمل کی تعریف بتاتا ہوں۔ جاننا چاہئے کہ عالم باعمل وہ ہے کہ اولیٰ سے آخر تک جو قید علم کے ساتھ ہو اور اس کا اس پر عمل ہو۔

اور علم مناظرہ اور مہارت سے علیحدہ ہو ۛ  
پس ابتداء علم کی الفت سے ہے اور یاب سے کہ جو تمام برکت اور عظمت کی انتہا  
ہے۔ اور انتہا علم ہی اور ہی سے یگانہ ہونا مراد ہے کہ جو معرفت مولے کے  
ساتھ ہو۔ ان علماء کی شان اعلیٰ اور اولیٰ ہے ۛ

## فقیر کامل

پس اے طالب! فقیر کامل وہ ہے کہ جس قدر وہ تصرف کرے وہ کم نہ ہو بلکہ  
دنیا و آخرت میں اللہ کو پس اور ماسوا اے اللہ کو ہوس سمجھے ۛ  
مست راہنشاگرد اندوصال مست مطلق ہم باشد و خیال  
اس کا یہ مطلب ہوا کہ اے خام! وہیم اور خیال کو ترک کر اور معرفت اور وصال  
کی طرف متوجہ ہو۔ تاکہ پروردگار عالم کے دیدار پر اتوار کے لائق ہو ۛ  
طالبان را با طلب مطلوب خویش ہر طالب کائنات بنود پیش  
دنگ دروے خویش میں در آئینہ در نما آئینہ طلب در آئینہ

## طلب مولے

پس اے طالب! مولے کی طلب بہت مشکل امر ہے اور نفس کی مخالفت ایسی ہے  
جیسے کہ سر کو پتھر مارنا۔ پس نفس کے ساتھ جنگ مشکل ہے ۛ

نفس توئی نفس خود را خود بین	حرب جنگی احتیاجت از برتن
خویش کشتن ابتدا درویش را	کے تو اندکشتن نفس خویش را
بلکہ آن باشند کہ در عالم ہر بند	ایں نہ درویش اند با خود خوہند
ایں چنین درویش بسیار اند خواہ	بہر لقمہ نان ہر دم انتظار
رسوا کردند نفس را بہر از خدا	با دل ریشیدہ درویشے کجا
ذائقہ لذت دہد یا قائلہ	بے تیا ز گنج در رخ ذائقہ
ہر کہ باشد غیر حق آدول بشو	با فضل با رحمت درویش کو
بہر لقمہ نان داند خویش را	دو سیاہی بہتر آن درویش را

برور ویشاں خلق قائم مقام  
ابن مظلوم اند لائق وہ طعام

## صفت درویشی

پس اے طالب صادق! صفت درویشی کی اب میں تجھ کو خبر دیتا ہوں کہ قرآن شریف میں جو آیت صفت درویشی کی بابت ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے وَیُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حَرِّهِمْ حِسَابًا وَیُؤْتُونَ الْآسِیدَ اِیْنِی کھانا کھلاتے ہیں اپنی حب کے موافق ممکن اور یتیم اور اسیر کو \*

## دنیا کی زندگی مثال مقام سجن اور معرفت الہی کی مثال مقام علیین سے

پس اے طالب! جان کہ جب اولیاء اللہ کے دل میں حب مولے جاگزین ہو جاتی ہے اور غلبات سکڑا اور معرفت الہی کے سبب ہر دم موت کی اُس کو تلاش ہوتی ہے۔ تو دنیا کی زندگی نظر میں مست سجن اور مطلق عذاب معلوم ہوتی ہے۔ اور معرفت الہی اُس کو مقام علیین کا نطفہ دیتی ہے \*

پس اے طالب! جس کسی کو مرنے کے بعد مقام علیین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اور اولیاء اللہ کی صحبت میسر ہوتی ہے۔ تو اُس کو دنیا کی زندگی خراب معلوم ہوتی ہے اور عالم ناموت کی طرف اُس کی روح متوجہ بنیں ہوتی ہے۔ چونکہ دنیا کی زندگی جب اُس کی نظر میں سجن سے زیادہ سخت ہے۔ تو علیین کی زندگی تو اُس کو بدرجہ اولے اچھی اور بہتر ہوگی۔ اور صوفیہ کہتے ہیں کہ بعض عشاقوں کو بجز دیدار کے کوئی مقام اچھا نہیں معلوم ہوتا خواہ علیین ہو یا سجن ہو \*

## اولیاء اللہ کی قبر

پس اے طالب! اس طریقہ مذکورہ سے اولیاء اللہ کو قبر میں مردہ مت سمجھ۔ کیونکہ قبر ان کے واسطے سونے کی جگہ ہے جیسے زم العروس ہے یعنی قیامت تک ایک لفظ ان کو شل خواب کے ہے۔ پس جس کسی کا وجود بزرگ اللہ خاک کے نیچے سوتا ہو اُس کی قبر کی اہمیت اور نقش و نگار قبر کی کیا حاجت ہو \*

اور اگر اولیاء اللہ کو موت میں زندگی اور موت مثل خواب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا نقطہ نہ ہوتا۔ تو ہرگز وہ موت کو اختیار نہ کرتے۔ اسی واسطے زندگی میں خود کو قَتْلِ اَنْفُسِہُمْ کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

## دُنیا داروں کی قبر

اور اے طالب! دُنیا والوں کی موت ایسی ہوتی ہے، جیسے گتے، بلی مر جاتے ہیں اور ان کو کسی گڑھ میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ عذاب الہی میں مبتلا رہتے ہیں۔ گو اُن کی قبروں پر نقش و نگار ہوں۔ مگر وہ نقش و نگار ان کو کچھ قائم نہیں دیتے۔ بلکہ اس کی وجہ سے وہ اور معذب ہوتے ہیں۔ اسی واسطے شارع علیہ السلام نے قبروں کے پختہ ہونے کو منع فرمایا ہے۔ بلکہ خام قبر کی فضیلت بتلائی ہے کہ شاید اس کی قبر پر کوئی سبزہ پیدا ہو جائے یا کسی اولیاء کا قدم اس پر پڑ جائے جس کے سبب سے اس سے تخفیف عذاب ہو جائے اور مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْہُمْ ہے۔

اُن روز یاد کن کہ یارے تو کس نباشد      جو عمل او ایمان او گریز کس نباشد  
باھو کس نباشد کب رگفتن لبت      اللہ کہ بس ترا شد خط بخش مع اللہ

## مولے کے حروف کے معنی

پس اے طالب! اب میں تجھ کو مولے کے حروف کے معنی بتلاتا ہوں یعنی مولے میں چار حرف ہیں م، و، ن، ی، پس مولے کا طالب وہ ہو سکتا ہے کہ جو چار چیزوں کو اختیار کرے۔ یعنی در سے موت کو اختیار کرے یعنی جس کسی نے اپنی زندگی میں موت کو اختیار کیا اور بار بار موت کو یاد کیا وہ زندہ جاوید ہو۔ اور حرف و سے واحد میں فنا فی اللہ ہو کر گوشہ خلوت اختیار کرنا ہے۔ اور حرف ل سے دُنیا پر لعنت کرنا ہے۔ اور حرف ی سے بچنا خدا سے ہونا ہے۔

پس اے طالب! جو شخص اس صفت سے موصوف ہے وہ طالب مولے ہے اور یہ سبھی جان لے کہ مولے کا راستہ اور فقر محمدی کا طریقہ علم سے نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ علم ایک نقطہ ہے جیسا کہ اَلْخَلْقُ نَقْطَةٌ کہا گیا ہے۔ اور اس کے حروف کے معنی ہم



بیان کر چکے ہیں یعنی جس نے حرف عین سے عین نہ جانا اور مقام عینیت کو نہ پہچا ناوہ شخص اندھا ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ اَعْمٰی فَمَوْءُوۡنًا لَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَلَا يَدْخُلُهَا

ہر کہ ایجا ندید محسوس است در قیامت ز لذت دیدار اور حرف ل سے اپنی خاطر کی نفی نہ کرنا اور دل سے لایحساج نہ ہونا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو نہ جاننا۔ اور تم سے اپنے آپ کو مردار و دنیا سے علیحدہ نہ کرنا اور نفس کا مبتلا ہونا ہے +

فقرا کہتے ہیں کہ جو کوئی حضرت علم کے فرمودہ کو بجا نہ لاوے وہ حرف عین سے عاقب اور حرف ل سے لادین یعنی بدین ہے اور یہ دین اس کو کہتے ہیں کہ جو رشوت خوار اور سود خوار ہو جس کے سپرد دنیا میں دولت اور عاقبت میں خواری ہو۔ اور حرف تم سے مردود فی النفس ہو

علم از عین است عینش عین بدل نئی ہزاراں علم از قراں بخواں جیسا کہ سورہ علق سے اشارہ ہے کہ کوڑ محمدی تو حق سے پیدا ہوا۔ اور حضور محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سورہ علق کی سب سے اول تعلیم دی گئی۔ اور فرمایا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ اور اس کے بعد حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی روح پر فتوح کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے بے کام اور بے زبان کے تعلیم فرمایا۔ اور اس کے بعد ہمارا حرا میں حی کا نزول ہوا۔ پس آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خدا نے تعالیٰ نے اپنے علم اور کلام اور اسرار و معرفت سے آگاہ فرمایا جس طرح آدم علیہ السلام کو وَهَبْنَا لَآدَمَ الْکَلِمَۃَ مَا مَلَّکَهَا سے متاثر فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رَبِّیْ اِنۡظُرْ اٰیٰتِیْکَیْ کی تعلیم فرمائی + صوفیہ کہتے ہیں کہ جس روز آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو خدا نے تعالیٰ نے سورہ اقرأ کو تعلیم فرمایا۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بدو س لاکھ ستر ہزار مقامات کو جو عرش کے اوپر تھے، آپ پر کھل گئے اور مقام قباب قوسین اور سدرة المنتہی آپ کی نظر سے گذرا اور خدا نے تعالیٰ سے آپ بے حجاب ہو گئے۔ اور اب بھی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امت سے کوئی سورہ اقرأ کو پڑھے تو وہ اسم اللہ اور ذکر اللہ اور معرفت اللہ میں پہنچ سکتا ہے مگر پڑھانے والا کامل بلکہ مکمل ہو۔ اور ہمیشہ حضور علیہ السلام کی صحبت کا بلیس ہو۔ ماد شاکا یہ کام نہیں ہے کہ طوطے کی طرح سے پڑھا کر

پس اے طالب ایماننا چاہئے کہ تمام قرآن سوارہ اقرائیں ہے۔ چونکہ تمام قرآن اقرائیں ہے اور اقرائیں ہے پس جو کوئی سورہ اقرأ کے خلاف کرے وہ شیطان ہے + اس وجہ سے کہ قرآن بسم اللہ کی بات سے شروع ہے اور وہ الناس کے س پر ختم ہوتا ہے پس یہ دو فوٹلانے سے تیس ہوتے ہیں جس کے معنی ہوتے کہ قرآن دو جہاں کے واسطے پس ہے۔ باقی بانشیں اور ماسوئے اللہ میوس ہے

## قرآن کی صفت

اے طالب صادق! بحر قرآن کی گہرائی کی ابتداء یہ ہے۔ اس قرآن کی ابتدا کے دریا میں اسم اعظم مثل موتی کے ہے۔ پس جو عالم اور فاضل صاحب تفصیل کہ قرآن کے دریا میں غوص نہ ہو۔ اور اسم اعظم کا موتی قرآن کے دریا سے نہ پاوے اور قرآن کے انتہا سے معرفت الہی کے سر یعنی س سے صاحب اسرار اور عالم فاضل نہ ہو۔ اس کو عالم اور فاضل کس طور سے کہہ سکتے ہیں۔

از پیہر باہو را تلقین شدہ	باہر ایت از رحمت دین شدہ
شد بازت باہو را از مصطفیٰ	خلق را تلقین کن بہر خدا
چون پیہم طالبان را ز طلب	طالب دنیا بود از اہل طلب
کم کے طالب ز بہر از رب	ذکر و فکر و غرق و حدت با ادب
ہر کہ طالب ہو بہ یا ہو یا رشد	رفت عجیب لا یقین دیدار شد
ہر کہ طالب ہو بہ یا ہو بہر سید	ماسوئے اللہ غیر را بہر گز نہ دید
ہر کہ طالب ہو بہ ہو بہر بین	از تصور ہو شود حق الیقین
ہر کہ طالب ہو بہ اللہ کند	در مقام غرق فی اللہ جان دہد

## مقام معرفت

اے طالب صادق! جان کہ معرفت اور فقر کی ابتدا ذکر اور فکر اور مراقبہ اور مکاشفہ اور منزل اور مقامات اور کشف اور کلمات اگرچہ تجلیات نور کے ہیں مگر کاہنہ بہت دشوار ہے۔ مگر معرفت پر ابتداء کی جیسا کہ قبض اور ضبط

اور مکر اور صحو ہمیشہ خون کھانا، عشق کی آگ میں جلنا۔ مولے کی محبت کی آگ میں مبتلا ہونا، وسط طلب دیدار کے مشتاق اور پریشاں رہنا۔ اور دن رات انتظار کرنا۔ آخرت کے وعدہ پر وصال کی موت کا اور ذات کی ملاقات کا اشتیاق حد سے زیادہ رکھنا۔ اور اپنی جان کو اس پر وارنا۔ یہ سب معرفت الہی اور فقر کی ابتدا ہے۔ اور انتہا فقر کی یہ ہے کہ مشاہدہ ربوبیت کا اللہ کے نور کے غرق سے اُن انوار سے کرے کہ اُن سے فوق شوق توحید کے غرق کا اور وصال فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا ہوتا ہے۔

فقر را در یاب با یک دم قدم ابتدا و انتہا فقرش ختم  
اے عزیز جان کہ اللہ تعالیٰ غیب ہے اور ایسے ہی اس کی معرفت آدمی کے وجود میں غیب ہے۔ اور ذکر خفید بھی وجود میں غیب ہے۔ اور نور اللہ کا انوار کی تجلیات سے بھی وجود میں غیب ہے۔ اور اللہ کی ہدایت بھی وجود میں غیب ہے۔ پس جس کسی کو مرشد کامل کی نظر سے اور اسم اللہ کی برکت سے یہ غیب وجود باطن میں ظاہر ہو۔ خداے تعالیٰ کی بخشش اور فضل سمجھنا چاہئے۔ اور جو اس پر نہ اعتبار لائے کافر ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے لَا رَيْبَ فِيهِ هَذَا لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَٰلَاغِبَ اَسْمٰی میں کچھ شک نہیں ہے۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لائے ہیں۔ ہاں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت روزا نزل سے ہے۔ نہ علم کے پڑھنے اور فضیلت کے حاصل کرنے سے معرفت کا فضل اللہ کا فضل ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا نتیجہ اللہ ہے اللہ میں اور اسوئے اللہ ہوس ہے۔

علم یا علم است بشنو بہ شمسند	نیست بر تو کتب خواندن فرض چند
ز ان علم عالم شوی صاحب شعور	علم یک حرف امت روشن ہم چو نور
نظر مولے برد با مصطفیٰ	واقف اسرار گردان اللہ
ختم گرد و علم و حلم ہر مقام	ایں چنین تحصیل عارف شد تمام
رفت عمرش در طالعہ یا رقم	معرفت حاصل فدا قوس ہم

اے طالب حق یا معرفت کا علم شیطان ہے اور جو کہ مولے کی طلب نہ کرے حیوان ہے ان اوقات پر لغت ہے کہ بلا مشغولی ذات اسم اللہ کے غفلت میں گندے  
رفت گرفت کر طیر و سیر و ہر مقام ہر کہ اندر گرفت کر مرد خام

سنتی کا تفکر نہ چننا ہے بہت مشکل سے۔ تفکر کی راہ میں مرشد کامل اور فقیر دستگیر کامل چاہئے اور نیز شرح تفکر کی یہ ہے کہ جب مرشد نے طالب کو اللہ کے نام کے ساتھ اور ذکر اور فکر کے ساتھ تفکر بخشا اور صاحب تصور اور تفکر آپ سے بخود ہوا۔ اور مراقبہ میں کہ شل خوا کے ہے، دونوں جہان کی زیریت یعنی دنیا اور عقبہ کی صاحب تفکر کے آگے لائی گئی اور صاحب تفکر اللہ کا اشتغال اور اسم اللہ کا اور نور اللہ کا دونوں جہان سے بہتر جانتا ہے اور اس کے مقابلہ میں دونوں جہان کو بہت چھوٹے سمجھتا ہے۔ تو نور غیر مخلوق آدمی مخلوق کو ایسا اپنی طرف کھینچتا ہے کہ بغیر کی طرف سوائے اللہ کے جانا نہیں دیتا۔ اس کا اختیار حق انہی کے مختار کے ساتھ اعتقاد و صدقہ پکارنا ہے۔ اور جو کوئی منکر ہووے وہ مرمت بانی سے مشرک کہہ جاتا ہے اور تفکر نتیجہ ایضاً اور اولیاء کا ہے۔ اور تفکر صورت کا سردار ہے جیسا کہ آدمی کے وجود میں ایمان ہے نور اللہ سے۔ اور اولیاء اللہ کو بعد مرنے کے وہ صورت جسے سنہرے نکلتی ہے بلکہ اپنے جنازہ کو اپنے جنازہ کے ساتھ بلاتی ہے اور سوائے عارفان اللہ اور اولیاء اللہ کے اس صورت کو کوئی نہیں جانتا ہے اور ایمان کی صورت جس کسی کی روح پاک کے ساتھ ہے۔ اس کو حساب لینے والے سے کیا ڈرے جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا اَلَا اَدْعٰی اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ کَافِرًا عَلَیْہِمْ وَاَلٰہُہُمْ یَجْزٰی ذٰلَکَ یعنی خیر دار موجد کہ تحقیق اولیاء اللہ نہ خوف ہے ان پر نہ وہ غم میں رہیں گے + اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مر تفکر ہمیشہ معراج میں حضور میں صورت شجرۃ النور منقور کی کہ خلق اللہ کے ساتھ مشہور تھی +

اسے طالب صادق، عجیب، عجیب، معتبر، ایسا کہ یہ راہ محمدی ہے۔ جو شک لاتا ہے۔ کافر مہوتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔ اور جو کوئی ایمان اور صورت نور اللہ پر ایمان اعتبار کے ساتھ نہ رکھے، شاید کہ اپنا ایمان برباد کر دیتا ہے، منافق اور بے ایمان ہے +

## شرح تفکر

اور نیز شرح تفکر یہ ہے کہ جب صاحب تفکر منتہی غرق فنا فی اللہ ہمیشگی کی سلامتی کے ساتھ متوجہ اللہ کے ساتھ ہے، اس صاحب تفکر کی برکت سے دونوں جہان سلامت رہتے ہیں۔ اس واسطے کہ ایک روز حضرت بی بی رابعہ نے ایک ہاتھ سے پانی کا پیالہ

اور ایک ہاتھ سے آگ لیتی تھی۔ آدمیوں نے کہا اسے راجہ یہ کیا حال ہے۔ حضرت بی بی رابعہ نے فرمایا کہ آگ سے بہشت جلاؤ گی اور پانی سے دوزخ بجھاؤ گی۔ اس واسطے کہ دونوں آدمیوں کو اپنی اپنی طرف لے جاتے ہیں۔ اور کوئی مولے کی طلب نہیں کرتا میں ارباب فکر اور طلب مولے کے ہیں \*

ہریش میں ہے تَنَازُلُ سَاءٍ لَمْ يَخْلُصْكَ مِنْ عَذَابِهَا وَلَا تَشْلِيْنٌ لِیْهِ اِیْضاً ایک پل بھر کے برابر فکر کرنا دوزخ جہان کی عبادت سے بہتر ہے \*

اسے طالب ایمان کہ فکر تین قسم کا ہے (۱) فکر مبتدی (۲) فکر متوسط (۳) فکر منتہی \*

پہلے فکر محبت ذاتی کا ایک سال کی عبادت ہے کہ اس ذکر فکر کی ابتدا سے صاحب فکر کو مطلق موت کا خوف پیدا ہوتا ہے کہ مرگ کے مطالعہ سے کتنی قوت خالی نہیں رہتا۔ اور دنیا کی زندگی سے اُمید قطع کر دیتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ہر ساعت اور ہر دم اور ہر رات دن مسافر جانتا ہے

خاصۃ خلوصت خاترہ باشد قبول  
عارفان را قیہ از حق شد خبر  
از جدائی خلق با خالق حضور  
شد وجودی ذکر عارف سرسیر

اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اس سبب سے بے خبر ہیں کہ اولیاد اللہ کو موت نہیں ہے بلکہ مرنے کے ساتھ حیات اور ہمیشہ اللہ کی ذات کے ساتھ اُس کے نور میں ڈوبا رہتا ہے۔ پس جس کسی کو کہ زندگی اللہ کے نام سے تجلیات کے ساتھ حاصل ہے اور اللہ کی ذات میں فنا ہے وہ رات دن ڈرتا ہے۔ اسی واسطے کہا ہے کہ جو زیادہ عارف ہے وہ زیادہ عاجز ہے۔ اس واسطے کہ کبھی خوف اور کبھی رجائے غیر سے غیرت دوم خدا کے ساتھ حیرت اور یہ حیرت اُن کے حق کی حضور سے ہے

حیرت اندر حیرت است حیرت چہ چیز

حیرت برحق بردائے جاں عزیز

دو سہرہ متوسط کا فکر کہ ذکر سلطانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اُس کو سرسیر شاہدہ نور اللہ مطلق روحانی کہتے ہیں اور ذکر حقیقت سلطنت سلطانی ایک وجود ہوتا ہے اور بعد اس کے ذکر سلطانی منہ دکھانا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین اور سلطان المؤمنین

اور سلطان الصّٰیِرین اور سلطان العاشقین اور سلطان الذّٰکرین کا کیا نشان ہے کہ ذکرِ سلطانی مطلق عینِ العنّانی ہے بلکہ قدرت اور سرّ سبحانی ہے کہ سلطان الذّٰکرین خطراتِ شیطانی اور اویامِ نفسانی سے فارغ ہے۔ اور یہ ذکرِ رُوح سے تعلق رکھتا ہے اور صاحبِ ذکرِ رُوح کو سختی اور رنج اور بلا ایسی خوش معلوم ہوتی ہے اور خوش وقت ہوتی ہے جیسا کہ بچوں کو شیرینی اور حلّوہ کھانا اس کو دل قوی کتے ہیں۔ اور دل بھی تین قسم کا ہے۔  
اول دلِ مَحَبّانِ مِثْلِ پھاڑ کے ہے کہ نہ ہلنا ہے نہ کانپنا ہے۔  
دوم دلِ صَدِّیقانِ مِثْلِ درخت کے ہے کہ اُس کی جڑ مضبوط ہے۔ اور شوق کی زبیں سے بَدِ انہیں ہوتی ہے۔

سوم دلِ عاشقانِ مِثْلِ درخت کے پتوں کے ہے کہ عشق کی گرمی اور حرارت کی بادِ خزاں جب چلتی ہے کبھی برہنہ اور کبھی ڈھکا ہوا۔  
چنانچہ یار کے ساتھ بہار کا کیا کام۔ دل جاگتا ہے ذکرِ اشغالِ اللہ کے ساتھ اور دل مُردہ کفر میں ہے زنا ردار۔ ایسے دل سے ہزار بار توبہ اور تہنّغا پڑھنا چاہئے اور صاحبِ معرفت کو چاہئے۔ کہ معرفت کی آنکھ دوسری ہو کہ اُس کی آنکھ کی بینائی سر کے دیدہ کی نظر سے جُدا ہو کہ قداٹے تلّٰی کے ساتھ اسرار رکھتی ہے۔ اگرچہ معرفت کی آنکھ دوسری ہے۔ لیکن بواسطہ عام آدمیوں کی لُداری ہے۔ کیونکہ عارف جو کچھ دیکھتے ہیں نورانی سے دیکھتے ہیں نہ مخلوقات سے گرا ہی کے حسن سے۔ اے صاحبِ علم معرفتِ الہی کی طلب کر کہ کُن تجھ کو مقامِ فیکون پر لیجاوے اور یہ پیشہ اور فکرِ اندیشہ ذکرِ سلطانی سے ماضل ہوتا ہے۔ اور ذکرِ سلطانی اس کو کتے ہیں۔ کہ تمام وجود کو اللہ کے ذکر کے ساتھ میرا بکرے۔ گرا ہی اور گناہ کو وجود میں راہ نہ دے۔

اور ذکرِ سلطانی چار ذکر کا مجموعہ ہے۔ زبان اور قلب اور رُوح اور سر اور ذکرِ سلطانی کے تفکیریں ایک ساعت کی عبادت ستر برس سے بہتر سے بہتر ہے۔ اگرچہ ہر تفکیریں کبھی غیرت کے ساتھ اور کبھی حیرت کے ساتھ اور کبھی جذبِ جلالی اور کبھی وجدِ جالی کے ساتھ رہتا ہے۔

اے صاحبِ مشاہدہ ان احوال میں باخبر رہو کہ اس مقام میں شرک اور کفر اور احماد ذکر کے غیلوں سے اور سکرِ بہت ہے۔ اور بعض آنا سے شل شیطاں کے راندہ

درگاہ ہو گئے ہیں اور ان بات قدم کی راہ کے لارے یہ ہیں کہ ہمیشہ نظر اسم اللہ پر کہ حق البقین پر رہی رہے ۔

تیسرا منہ ہی کی فکر اور وہ یہ ہے کہ فقیر جہان کے فکر سے یعنی فکر ازل اور فکر ابد اور فکر دنیا اور فکر عقبہ سے خالی ہو جاوے اور جو فقیر کہ چار ذکر جیسا کہ ذکر ربانی عادت اور ذکر دل بارادت اور ذکر روح عبادت اور ذکر سر سعادت ۔ اور چار دم ، جیسا کہ دم ناموس اور جبروت اور دم ملکوت اور دم لاہوت ۔ اور چار نفس جیسا کہ نفس کبارہ اور نفس آدمہ اور نفس ملہمہ اور نفس منکمنہ ۔ اور چار مقام ، جیسا کہ مقام تہذیب اور مقام طریقت اور مقام حقیقت اور مقام معرفت سے کسی کو طے نہ کرے اور اپنے پس پشت نہ ڈالے اور منہ اللہ کے نور میں غرق نہ کرے ۔ اور امامہ میں نور فانی فناء اور بقاء فی بقاء مغفور فی مغفور اور مرتبوں قریب وصال حضور سے عین بعین نہ ہو ایں کو فقیر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے بھی یوہم اور میں کی آتی ہے ۔

ما را عا دمتی جہا مانند من و تو رختہ و خدا مانند

جیسا کہ حدیث نَفْسُكَ عَدُوٌّ فِي مَنِيَّتِكَ ہے ۔ یعنی تیرا نفس دشمن ہے ۔ نیز بدن میں ۔

اور جاننا چاہئے کہ بعض فقیر کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قید میں لے لیتے ہیں ۔ دونوں جہان کا اُس کو غلام ، دنیا اور اہل دنیا کا اُس کو پاپوش بناتے ہیں ۔ ترک اوقاف کل اور توجید اور صبر اور سکر اور معرفت اور ذکر ، فکر الہی عطا کرتے ہیں کہ ہمیشہ مستحق خدا کے ساتھ غرق رہتا ہے ۔ اور جس کسی پر کہ فقر غالب آتا ہے اپنی قید میں کرتا ہے ۔ در بدر بھرا تا ہے ۔ گدائی اور رسوائی کرتا ہے ۔ ہر سوال کے ساتھ مجرم وصال سے ۔ پس فقر میں فکر کرنا چاہئے ۔

اے طالب صادق ! مرد وہ ہے کہ اسمائے الہی سے اللہ کے انوار توحید سے جس کے دل غیب الغیبہ وہ جہان سے اٹھ جاوے ۔ اور شرح تفکر دل اور حقیقت احوال دل کی کس کو کہتے ہیں اور قطب کس کو کہتے ہیں ۔

جاننا چاہئے ۔ کہ زمین ایک ذرہ ہے وسعت آسمان کے نزدیک اور سان ایک قطبہ ہے نزدیکی بلند دی اور فراخی لوح محفوظ کے اور لوح محفوظ ایک شمع ہے نزدیک

قلم کے اوقلم ایک قطر ہے نزدیک کُرسی کے اور کُرسی ایک قطر ہے نزدیک عرش کے اور عرش اکبر کے بشمار کنگرے ہیں اور ہر کنگرہ پر دو کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ اور ہر کنگرہ پر ایک قندیل لکھا ہوا ہے۔ اور ہر قندیل میں قدرت الہی سے چودہ طبق ہیں۔ زمین اور آسمان کے ساتھ طبقا عن طبق۔ اور ہر طبق میں اٹھارہ ہزار عالم اور سب کوئی زبان سے بولتے ہیں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ۔ عرش اکبر اور قنادیلِ دل کے نزدیک ایک قطرہ ہیں پسند کے دانہ کے برابر +

اے عزیز! سن لے جو شخص کہ اہل اسلام اور عارف باللہ کے دل کو ستا رہے۔ اٹھارہ ہزار عالم بلکہ کل مخلوقات عرش اور کُرسی سب جنبش میں آتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ حاملان عرش اور کُرسی ایسا کیوں ہلتے ہیں۔ ان کے حامل عرض کرتے ہیں۔ کہ مومن کا دل جلالیت میں جنبش کنان ہے۔ اُس کو کسی نے متایا ہے۔ اس سبب سے جنبش ہے۔ پس حق تعالیٰ کا قہر اور غضب اُس پر متاہ ہے۔ نعوذ باللہ منها +

## توحید کے معنی

حکایت ہے کہ کسی ایک بزرگ نے حضار مجلس سے سوال کیا۔ کہ توحید کیا ہے۔ پس ایک عورت نے جواب دیا۔ اَللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، توحید ایک ہے بزرگ نے فرمایا جواب خوب دیا۔ اے عورت کس کام میں مشغول ہے + جواب دیا کہ کھیتی کے کام میں مشغول ہوں۔ بزرگ نے فرمایا کہ کھیتی مردوں کا کام ہے۔ اور تجھ پر اسبابِ زراعت کے میں نہیں دیکھتا، پس تو کس طرح کھیتی کرتی ہے + عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نعل کو پل بنایا ہے۔ خدا نے تعالیٰ کے حکم سے اور حفت رانی کرتی ہوں۔ اور اپنے سینہ کو زمین بنایا ہے۔ اور معرفت اور عبادت کا بیج بوتی ہوں اور اپنے کھیت کی تمام رات جاگ کر نگہبانی کرتی ہوں اور گریہ و زاری سے پانی دیتی ہوں +

جب بزرگ نے یہ کیفیت سنی فرمایا کہ اے عورت بلوغ میں بوستان سے بھی الفت ہے + عورت نے کہا کہ ہاں چنانچہ حدیث خَلَقَ اللَّهُ عَشْرَ أَمْْسَانِينَ فِي كُلِّ يَوْمٍ الْمَوْتِ



یعنی خدائے تعالیٰ نے اس بارغ مومنوں کے دل میں پیدا کئے ہیں \*  
 اول بارغ توحید، دوم بارغ علم، تیسرا بارغ علم، چوتھا بارغ تواضع۔ پانچواں بارغ سخاوت  
 چھٹا بارغ توکل۔ ساتواں بارغ قسمت۔ آٹھواں بارغ سنت۔ نواواں بارغ خوف۔  
 دسواں بارغ رجاء یا رہنما \*  
 پس شرط حفاظت بارغ کی یہ ہے۔ کہ جب صبح ہو یا چھپے یا غروب ہو یا شب ہو یا صبح ہو یا

کرمے۔ اور جو غار اور صحران ہو اس کو چھڑکے اور باہر ڈالے۔ اور واسطے نازل پہلی اور  
 شوق اصلی کے اور کچھ نہ چھوڑے۔ چپ۔ اک چوبیس تو حید کے بارغ میں آتا ہے لکھنؤ و شکر  
 کا خار باہر کرتا ہے۔ اور جب بارغ علم میں آتا ہے سرکشی اور بے ادبی کا خار نکال دالتا  
 ہے۔ اور جب بارغ تواضع میں آتا ہے۔ نخوت اور غرور کا خار نکال دیتا ہے اور جب  
 بارغ سخاوت میں آتا ہے بخل اور حرص کا خار علیحدہ کرتا ہے۔ اور جب بارغ توکل میں  
 آتا ہے لالچ اور حسد کا خار جدا کرتا ہے۔ اور جب بارغ تسلیم میں آتا ہے خصوصیت اور غفلت  
 کا خار باہر کرتا ہے۔ اور جب بارغ سنت میں آتا ہے۔ بدعت اور ریا کے خار گردیتا  
 ہے۔ اور جب بارغ خوف اور غرور اور بے ہمتی کے خار دور کر دیتا ہے۔ اور جب  
 بارغ رجاء میں آتا ہے۔ غیبت اور رشوت کے خار باہر ڈالتا ہے \*  
 جب اس عورت نے ان دس بارغوں کو بیان کیا۔ بزرگ نے ایک آدمی اور عورت

نے کہا۔ اسے شیخ تو بیمار ہو گیا۔ یا کوئی درد تھو کو پہنچا ہے کہ آہ مارنا ہے \*  
 شیخ نے کہا سچ ہے میرے کام میں اچھا مرض ہے۔ میرے کام میں کو تھو کر \*  
 عورت نے کہا اسے شیخ فقیر ہے کی ہڈی بلیہ لالہ اور اپنے دونوں لب کو مضبوط بند

کر۔ اور آنسوؤں کا پانی نہ امت کے اخلاص کے ساتھ اس میں ڈال۔ کہ بدلی اور بے فرمانی  
 کیوں کی۔ اور پیٹ کی دیگ میں ٹھہر کر اور اس کے نیچے عشق کی آگ جلا۔ اور ہر صبح و  
 شام اس دوا سے نیت ہی کا نہ رکھا۔ تاکہ صحبت کامل پاوے۔ اور دنیا کی غمتوں سے  
 خلاصی پاوے۔ آدیا متوجہ بہ ہے \*

چو اب مصنف باھو فقیر خانی ہو کہتا ہے کہ آدمی کا وجود خدا سے تعالیٰ  
 کی کان ہے۔ اور اس کان میں پتھر ہے اور دل کے پتھر میں اصل ہے۔ بے ہمتی اس کو  
 قدرت پس کا خزانہ ہے جس کا کتاب کی نظر پیشہ ہا پڑتی ہے ایسے ہی اللہ کی رحمت کی نظر

عارفوں کے دل پر اور بایہ کہ آدمی کا وجود مثل ظلمات کے ہے اور ظلمات میں آب حیات اور آب حیات کا طالب کن رہا ہے۔ اور مرشد مثل حضرت خضر کے اور نفس مثل مادہ ہسپ کے ہے جب کہ حضرت خضر کے اندر کو ظلمات میں لے گیا۔ اور حضرت خضر نے کہا۔ اسے یاد دیجیات کسی نے نہ پایا ہے لیکن مصاحت یہ ہے۔ کہ آب حیات کے گرد جو پتھر پڑے ہیں اٹھا لو۔ پس جو لوگ حضرت خضر کا فرامان بجالائے پتھر اٹھلائے۔ اور ظلمات سے باہر آئے۔ پس حضرت خضر نے فرمایا۔ کہ ان پتھروں کو توڑو۔ جب انہوں نے توڑے۔ تو ان میں سے لعل بے بہا نکلی۔ اور جولاہے تھے ان کو بھی افسوس ہوا۔ کہ بہت سے کیڑوں نہ اٹھائے۔ اور جو ان پتھروں کو نہ لائے تھے۔ انہوں نے اپنے سر پر خاک ڈالی پس مثل دنیا کی بی ظلمات ہے اہل حق مثل پتھر کے لعل کا بھرا ہوا۔ اور اس کی حقیقت قیامت کے روز معلوم ہوگی۔ اور قدر دل اور دل کے ذکر کی وہاں انداد کریگی۔ اگر اس مرتبہ پر پہنچے۔ نفس سے باخبر رہ۔ اور مصیبت سے اگر چہ بھٹوڑا ہو ڈیوتا ہے۔ نفس اور چیونٹی کو شیشاب کا بھی سیلاب ایک بڑا دریا ہے۔ اور سفلیہ کو دنیا کے اسباب حقے سے زیادہ اچھے ہیں۔ جیسے کہ چوہیا کو گوہر کی بدخبر کی خوشبو سے بہتر ہے +

## خدا کی نظر انسان کے دل پر

جان کہ نظر خدا ہے تعالیٰ کی عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور صورت انسان اور علم زبان اور عبادت ظاہر اعمال اور جن اور فرشتوں پر نہیں ہے، بلکہ انسان کامل کے دل پر ہے اور انسان کامل انبیاء اور اولیاء ہیں۔ کہ ان کا دل اللہ کے شغل میں مشغول رہتا ہے۔ اسی واسطے دل وسیع ہے کل مخلوقات سے، براہ عظمت اور کرامت اور معرفت الہی کے۔ اور فکر دل کا اور صاحب دل کا اور مراتب دل پر پہنچنا بہت مشکل ہے۔

ہیج نقشہ نیست کہ آئینہ دل نہاں کہ ہست

دل چو روشن گشت کتبہ فخر و مدینہ ہست

حدیث۔ اَلْقَلْبُ عَرْشُ اللّٰهِ | یعنی دل اللہ تعالیٰ کا بڑا عرش ہے \*

الْحَفْظُ

اور کرم اور رحمت اذی قلب ہے۔ کہ اللہ کا خزینہ ہے \*

حدیث قدسی - خَزَا تَنِي  
 اَعْظَمُ مِنَ الْعَرْشِ دَاوُسَمُ مِنَ الْكَرُوحِ  
 قَالَتْ لَطْفٌ مِنَ الْجَنَّةِ دَارُتُ مِنَ الْمَكُونِ  
 وَارْتَهَبَهَا الْمَعْرِفَةُ وَسَمَانَهَا الْإِيمَانُ  
 وَشَبَّهَهَا الشُّوقُ دَقَمَرُهَا الْحَيَاةُ وَ  
 بَحْوُهَا الْحَوَاطِرُ وَتَحَابُّهَا الْفَقْرُ  
 وَمَطَرُهَا الرَّحْمَةُ دَارُتُهَا الطَّاعَةُ  
 وَاتَّهَمَ رُهَا الْإِحْلَاصُ وَاجْتَدَارُهَا الْيَقِينُ  
 وَمَكَانُهَا الْبَهْمَةُ رَلَهَا الرِّبَاةُ أَرْكَانُ  
 التَّوَكُّلِ وَالتَّفَكُّرِ وَالْأَسْرُورِ  
 اذْكُرْ دَرْبَهَا اذْكُرْ دَرْبَهَا اذْكُرْ  
 وَالْحَامُ وَالصَّيْدُ وَالزَّيْفَانِ فِي الْقَلْبِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میرا خزانہ  
 عرش سے بڑا اور کرسی سے زیادہ وسعت والا اور  
 جنت سے بہت پاکیزہ اور ملکوت سے زیادہ  
 زمینت دار ہے۔ اس کی زمین معرفت ہے  
 اور اس کا آسمان ایمان ہے اور اس کا سورج  
 شوق ہے اور اس کا چاند محبت ہے اور اس  
 کے ستارے خطرے اور اس کا بادل عقل اور اس  
 کا پتھر رحمت اور اس کے درخت بندگی اور اس کی  
 نہریں خلاص اور اس کی دیواریں یقین اور اس کا مکان  
 ہمت اور اس کے چار مارگان ہیں توکل اور تفکر  
 اور اس اور ذکر اور اس کے چار دروازے  
 علم حکم اور صبر اور رضا دل میں

پس عرش کی عزت کو اس کو عرش کریم و رحیم کہا بہت بڑی ہے۔ اور وہ عرش بھی دل  
 ہے کہ اس کی تعریف بیان میں نہیں آتی

حدیث دل اگر کوئی بصدقہ فرمائی گنجید  
 کیا اسے طالب دنیا کی خوش خوش فکر  
 کہاں وصف دل ہرگز بہر دور نئے گنجید  
 کہ اوور عالمی آمد کہ پائے سر نئے گنجید

۷

دل کہ زامرا بقدا غافل است دل بناید گفت کو مشغول است  
 مصطفیٰ علیہ الرحمۃ کہتا ہے کہ مشغول سے پہلے روز توح طفل خوانی کی دل کا بیر  
 ہے۔ اور توحید کی راہ کی ابتدا دل سے چاہ کہ صاحب دل ہرگز سلب نہیں ہوتا لیکن دل  
 بہت قیم کے ہیں۔ جیسا کہ قلب ہماری اور غیب سراسر باری کہ صاحب دل کو ہمیشہ مطالعہ  
 قلب اور قلب مطلق محبت معرفت اور احدیت صمدیت صراط المستقیم کے اور اقیائے  
 قلب کو کوئی پہنچا ہو گا، بجز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور دوسرا  
 کوئی ہو عطا اور بخشش حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے

حدیث القلب علی کل شیء اتداعی دل تین قیم ہے قلب سلیمہ

قَلْبِي مُبِينٌ وَ قَلْبِي شَهِيدٌ اَيْکَلِ سَلِيم - دوسرا دل منیب تیسرا دل شہید اَمَّا الْقَلْبُ  
الْقَلْبُ هُوَ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ سَوِيٌّ اَللّٰهُ لِيَكُنْ دَلِ سَلِيم وہ ہے۔ کہ اس میں سوائے اللہ  
کے دوسرا نہیں ہے اَمَّا الْقَلْبُ الْمُبِينُ هُوَ الَّذِي فِيهِ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ - اور لیکن دل منیب  
وہ ہے کہ جس میں اللہ کی معرفت ہے۔ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الشَّهِيدُ هُوَ الَّذِي يَكُونُ فِي  
طَاعَةِ اللّٰهِ اَيْکَلًا - اور لیکن دل شہید وہ ہے۔ کہ ہمیشہ اللہ کی ہنگامی میں ہوتے  
جیسے اگر اسرار العارفین میں ہے +

مستحق اجماع اللہ علیہ کہتا ہے کہ دل کان صفا اور صدق اور دوستی کی ہے۔ اور  
اللہ کے نور سے بھرا ہوا ہے۔ کہ اس میں کذب اور نفاق اور سیاہی قریب کی نہ ملے  
جیسا کہ حدیث میں ہے کُنْ تَائِبًا وَمَعْدِيَّتِ الْاَخْلَاقِ وَلَا تَكُنْ مَوْعِدًا الْكَافِرِينَ  
یعنی تائب رہنا اور کافرانہ اخلاق کا رونا اور چھوٹوں کے فرقہ سے مت ہونا اور جو دل کہ اللہ کے  
ذکر سے اور اللہ کے نام سے پُر ہو۔ ایسی خصلتیں کہرا کذب اور نفاق اور طلب

دنیا وغیرہ کی اس سے سرطانی سرجاوہنگی

رفت ذکرش معرفت نہ کور شد  
چکر و فکرش در دلم پُر نور شد

عین رازاں عین بہت حق الثیقین  
این مقام عین رازاں راز بین

روز آتش کردہ ام باحق سجود  
باہواچوں شد یقین عین الوجود

مست فقیروں نے اَللّٰہ کے دن سے اُس کے سننے سے قالو ابلی قبول کیا۔

اَللّٰہ کُنّا کان اب تک جیسے کہ تھے ویسے ہی ہیں ہُوَ نیا کائنات تک نہیں گیا ہے

ہر کہ دار و ملک خود نام خدا  
نام اللہ ہے۔ برو با مصطفیٰ

ہر کہ واسطہ ملک خود دنیا تمام  
قدم و قیاسے برد و بند مقام

پس جو شخص کہ جان کنی کی تلقین کا وقت اور قیامت کے دن کا حساب اور میدان اُس کا

اور پھر اطراف ملک الموت حضرت عزرائیل کے ساتھ ملاقات یاد رکھتا ہے۔ وہ جو چیز کہ

اس کی ملکیت میں ہو۔ مال اور خانہ سب مذاک راہ میں تصرف کر رہتا ہے۔ اور دم

نہیں اڑتا

از عام باہو دنیا گیر زد و ام  
ز انکہ باہو غرق باہو ہر دم

سوا بار اُس کی ماں پر آقوی اس کا نام باہو رکھا اور باہو کابی بی سستی کا ہے تھوٹے شام بڑی ہے

رحمت و عفو اس بود بر ساستی      ساستی اندر سستی آراستی  
باہو را شد دست بہت از اول      گشت فالخ ترک دادہ اول  
نقیائے حق بدلویش و حقیر      سے شناسد شہیم زان روشن ضمیر  
دل ز دل سختش بود باہم سخن      عارفان را نیز سخن شد سخن  
صاحب دل کے ایسے مرتبہ میں سے

دل چو چند مے جینا نہ عرش پا      عرش را دل فرس سازد زیر پا  
توئیداتی کہ صاحب دل عظیم      عرش را عزت بود از دل سلیم

جب دل سلیم اللہ کے ذکر سے زبان کھولتا ہے، بندہ آواز سے حاملین عرش قلب اللہ کے ذکر سے کہتے ہیں جل جلالہ حاملین عرش مع عرش کے حرکت اور جنبش میں آتے ہیں۔ اور حق بجا نہ تو قائلے فرماتا ہے کہ اے حاملین عرش، عرش کیوں ہلتا ہے۔ وہ التماس کرتے ہیں: ہذاوند اتو خوب جانتا ہے۔ پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حاملین عرش قلب سلیم کی حرکت سے۔ اور ذکر قلب سلیم کا اور ذکر قلب کا اور صفاتی قلب کی اور فرائض قلب کی اور کشف قلب کا اور مدد دہنی میری رحمت کی نظر سے ہے۔ اور دل کے ہر بار کے جنبش میں اللہ کے نام کے ساتھ ثواب ستر ہزار ختم قرآن کا ہے۔ قلب با حضور و سوسہ اور خطروں شیطان سے فلاح ہے۔ اور قلب اللہ کا عرش روشن و نور کی عظمت کا آؤٹا ہے \*

مال دنیا مردار و بدبودار کے طالب تھے بہت ہیں صاحب دل اللہ کا عرش وہ ہے کہ لائق دیدار و دام کے اللہ کے نور کے مشاہدہ کے ساتھ ہو۔ اور وہ دل ہر دم شاہدہ نما ہے نہ وہ دل کہ جس میں حب دنیا ہے اور سراسر ہوا ہے \*

پس ذکر قلبی ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ ذکر قلب میں اللہ کے نور کا مشاہدہ اسرار کا سر اور ایک بڑا اشتہار ہے کہ دونوں جہان تو نظر میں اور دل عارف باللہ کا اللہ کے نور کے ساتھ عرش اکبر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید کے ساتھ اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور انبیاء اور اولیا کے ساتھ شامل ہے اور کیٹا ہے \*

چنانچہ ایک حرف اب حروف س اور د کے ساتھ ہم اللہ الرحمن الرحیم ہے اور

حق سبحانہ و تعالیٰ قلب کا ذکر بیگانوں کو نہیں دیتا ہے \*  
 اے طالبِ صداق! جان کہ صاحبِ دل کہ دلوں پر تصرف رکھتا ہے، ایسا ہوتا ہے  
 کہ اگر تمام عالم کو شفقت کی نظر کرے ہر جاہل کو اپنی ایک نظر میں عالمِ عالم و عمل اپنے اثر کے  
 فیض سے بندھے۔ اور اگر صاحبِ تصرفِ دل کا نظر جہان کے عالموں پر کرے۔ ایک  
 نظر میں اُن کے دل سے علم رسمی اور کبھی اٹھائے کہ مطلقاً ایک حرف نہ پڑھ سکیں اور  
 یہ بھی مراتب ادنیٰ ہیں۔ بلکہ اللہ کا حجاب ہے \*  
 اور حجابِ دو قسم کا ہے، ایک ظاہری ابتداءِ علم کے پڑھنے کی اور انتہاِ علم سے  
 نکلنے کی۔ دوسرا حجابِ باطنی، ابتداً ذکر کے پڑھنے کی اور انتہا نکلنے کی ذکر سے پسِ علم  
 اور ذکر سے ادنیٰ عارفِ باللہ نہیں ہوتا ہے \*

## عارف کے معنی

اے طالبِ باعارف کے چار حرف ہیں ع، آ، تر، ق پس حرفِ ع سے  
 عبادتِ عین۔ اور عینِ بجا دت اس کو کہتے ہیں کہ اس کا ع وحدانیت میں غرق ہو۔  
 اور اس تجلی سے عینِ نور اللہ کا پاوے۔ جس نے عین کو پالیا، عینِ رب کو پہچان  
 لیا۔ اور جس نے عینِ رب کو پہچانا۔ عینِ عارف باللہ ہو گیا۔ اور حرفِ آ سے دوسرے  
 سے سوا اللہ حق تعالیٰ کے کائنات نہ پکڑے۔ اور حرفِ ت سے راز میں حقِ یقین  
 کا ہو۔ اور حرفِ ق سے اُس سے عبادتِ ظاہری فوت نہ ہو۔ فرض اور واجب  
 اور مستحب اور متحب۔ جو اس صفت سے موصوف ہو، عارف ہے رب کا، ورنہ  
 مثل کئے بے ادب کے ہے۔ پس عارف ہوتا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ معرفت میں  
 اللہ تعالیٰ کے عظیم اسرار ہیں \*

اے طالبِ باجان کہ جب قلبِ زندگی کے ساتھ اللہ کے نور کے مشاہدہ سے  
 اور اللہ کے ذکر سے بیدار نہ ہو۔ ازل سے اب تک ہرگز خواب اور غفلت نہ پکڑے اور  
 سلب نہ ہو اور ہرگز نہ مرے

خوابِ بیشاں جنت دیدار بہ

عارفانِ را خوابِ از بیدار بہ

خوابِ نواں گفتِ مطلق بے حجاب

نزدہ جانِ مرود تن را غیبتِ خواب

اور ذاکر قلبی غریق کلبہ کو فبق مؤثدا قیل اَنّ مؤثدا کا ہے یعنی قبل مرنے سے آپ کو ہلاک کر دو \*

## عقل کل اور علم لدنی کی تعریف

اے طالب عقل کل اس کو کہتے ہیں کہ اس میں ہر علم اور ہر مراتب اور ہر کلام پیچیدہ ہو۔ اور علم کلی اس کو کہتے ہیں یعنی علم لدنی۔ اور علم لدنی نتیجہ انبیاء اور اولیاء اللہ اور عارف باللہ کا ہے۔ اور علماء کی عقل اور علم مطالعہ سے زیادہ تر ہوتی ہے۔ اور کافروں کی عقل اور علم جنونیت شیطانی کے ہے۔ کہ اس عقل میں ترقی دنیا کی خواہش کی ہے دُھواءُ النفس فی نسفۃ اور نفس کی خواہش جہنم میں ہے۔ اور دہقان جاہلوں کی عقل وحشی ہوتی ہے۔ اور صاحب غریق جو کہ قلب اس کا قالب میں غریق ہو۔ اور دونوں لباس روح پہنے اور جب لباس روح کا پہنے، دل کے عظیم ملک میں سیر اور مشاہدہ کے ساتھ آدے۔ چنانچہ باطن دیکھے ظاہر دکھلا دے۔ اس کو صاحب دل کہتے ہیں۔ کہ دلیل اور ثبوت اس کی عقل کی موافق نقل کے ہے۔ اس واسطے کہ دل کو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دریا فرمایا ہے۔

دل جہد بیر خرد نتوان یافت      بگذرا ز خود کہ بخود نتوان یافت  
پھر آنے کہ شوی روئے براہ      میگردد دولت خانہ سیاہ  
بہتر یہ ہے کہ آپ کو تو جلا دے کہ تفصیل کے ساتھ چرخ روشن کر دے \*  
مصنف علیہ الرحمۃ کہتا ہے

ہر کتاب نقطۂ از دل کتاب  
دل کتاب و فزونی بے حساب

ۛ

وے از معرفت سیر الہی	وے کاغذ با سراسر سیاہی
سیاہی سرور و منت تو گدگد	دو چشمے یک نظر منظور گدگد
کہ بے کاغذ سیاہی دل سہاگت	مطالعہ دل کتاب بے حجاب است
کے خاص علم عالم علم خواند	بہر دو عالمے آن زندہ ماند

اے طالب صلاوق! جان کہ خدا اور بندہ کے درمیان میں دنیوار اور پہاڑ اور کو سوں کی راہ نہیں ہے۔ بلکہ درمیان بندے اور اللہ کے پیاز کے پردہ کے برابر پردہ ہے۔ اور پیاز کا پردہ پھیرنا کیا مشکل ہے مرشد صاحب راز کی نظر سے، لیکن اس شرط پر کہ طالب ہو۔ ان اشارے کے ساتھ عالم، فاضل، حافظ، متقی اور پرہیزگار۔ اس واسطے کہ ایک نقطہ کھونا علم ظاہری اور باطنی سے بہت دشوار ہے والا جاہل ہزاروں ہزار کو ایک نظر میں دیکھنا اور مست کرنا کیا مشکل کام ہے۔ اس واسطے کہ طالب علم مولیٰ کی طلب کے ساتھ سوائے امتحان مشاہدہ حقیقی اور سراسر معرفت الہی کی تحقیق ہرگز نہ ہو اور طالب مرے جب راہ باطنی صفا دیکھتا ہے۔ سب سے بہتر ہوتا ہے ۔

## قلب مومن عرش عظمیٰ

اے طالب! یہ بھی مراتب صاوب قلب کے ہیں، جیسا کہ حدیث قدسی ہے  
 قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللَّهِ تَعَالَى مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے ۔  
 قَوْلُهُ تَعَالَى اَلْعَرْشُ عَلٰی اَسْنَوٰی حُنَّ عرش پر ہے ، اور آدمی ہرگز مراتب فقر کو نہیں پہنچتا ہے۔ جب تک سلطان الفقر کہ اس کے باطن میں صورت سر کی ہے ، اس آدمی کو قبل میں نہ لے اور نہ نہ دکھلا دے اور تلقین نہ کرے ، اور تعلیم نہ فرما دے۔ اگر یا حضرت کے ساتھ سچے ہو کر لے ، سوائے اشارہ سلطان الفقر کے ہرگز نہیں کو فہم نہیں پہنچتا کہ سلطان الفقر ہمیشہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے ہے ، یہ بھی امداد فقر شے محمدی سے ہے ۔

چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جو کوئی ان دو طائفہ کو یعنی میری امت کے علماء اور فقیر کامل کو دونوں سنتوں دین کے میں ، ان کے ساتھ ہم صحبت ہو اور تعلیم اور تلقین ان سے قبول کرے قیامت کے دن ہرگز پریشان نہ ہوگا ۔  
 معلوم کرنا چاہئے کہ عابد جاہل کو مولیٰ کی معرفت ہرگز نصیب نہیں ہوتی۔ اور جو کشف غیب کا کہے ، جو نبیوت اور سردار جہ ہے۔ چنانچہ ایک فقیر عالم بہتر ہے۔ بیس ہزار عابد سے کہ جاہل ہوں اور ویسے ہی ہوں کہ عابد قائم التلیل اور صائم الدہر رات کے جاگنے والے اور دن کو روٹہ دارم اور اگر میں ہزار عالم فقیہ کو جمع کرے ہرگز ایک



عارفانہ نقطہ کے مرتبہ پر پہنچ کر پہنچتا ہے۔ اور عارفانہ نقطہ یا تہذیب کو کہتے ہیں کہ یہ انھماں کا ہے۔  
انھماں فقیر کا ہے۔ اور یہی اس کو کہتے ہیں کہ یہ انھماں کا ہے۔ اور یہی انھماں کا ہے۔ اور یہی انھماں کا ہے۔  
نقصان کرے۔ کہ نہ ہو۔ کہ انھماں سے کہیں یہ ہے۔ کہ انھماں سے کہیں یہ ہے۔ کہ انھماں سے کہیں یہ ہے۔  
مثل جاہل کے میری ہے۔

نقل یہ کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو کہنا تھا کہ کسی سے اس بادشاہ نے کہا کہ  
بادشاہ ہمارا مرشد کس نام میں مشغول ہے اس کو دیکھا جا کر دیکھا کہ مصطفیٰ پر شیخ کی جگہ گستاخا  
ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو پہنچ رہی۔ اور وہ نے کہا کہ دیکھا کوئی دوسرا آدمی ہے۔ یہ مرشد کا  
جیسا کہ جب یہ گیا تو دیکھا کہ مصطفیٰ پر شیخ کی جگہ گستاخا ہے۔ اور بادشاہ نے اسے  
کہا کہ بادشاہ خود گیا اور دیکھا کہ مصطفیٰ پر شیخ گستاخا ہے۔ یہ حقیقت بادشاہ نے اسے  
مرشد کے اگے بیان کی۔ شیخ نے جواب دیا کہ اسے بادشاہ وہ آدمی جس نے مجھ کو گستاخا  
دیا کا طالب ہے۔ اور وہ آدمی جس نے مجھ کو گستاخا دیا وہ دیور شیطان ہے۔  
فقیر یا گستاخا ہے کہ فقر اصل آیت ہے کہ ہے۔ جس صورت میں تیر کو دیکھے حقیقت اپنی  
نوریت کی نظر کے آگے دکھائی ہے۔

پس شخص کہ فقیر کو بے برکت اور خالی جانے وہ دونوں جہان میں بے برکت اور خالی  
ہے۔ لیکن فقیر جیسا ہے کہ نفس پر امیر ہو نہ خود پرست اور اسیر افسانہ میں اور باسوی  
اللہ ہو۔

اسے طالب ایہ خطاب دل کا ہے۔ اور اہل دل کی راہ تصدیق قلب ہے اور محبت  
ایک صورت رخصتی ہے۔ جیسے کہ صورت انسان کی جھونک سے جان کا گوشت کھالیتی  
ہے۔ اور پائیس سے جگر کا خون بہتی ہے۔ اور برہنگی سے لباس عبرت اور حیرت کا  
پہن لیتی ہے۔ محبت یہی صورت ہے کہ پاؤں طلب کار کے اور سر خیال کار کے اور  
سید بے کینہ صفا رکھے اور انھماں معرفت الہی کی رکھے اور دل رحیم شہنشاہ سلیم ارادت  
کے ساتھ اور یقین کے ساتھ رکھے۔

اور یقین کس کو کہتے ہیں، جو کہ عبادت یقین کے ساتھ کرے۔ اور یقین مقام منتہی ارواح  
مؤکد قیل ان تہو تو کا ہے۔ یعنی جو کہ مقام یقین پر پہنچے۔ اس کی مجلس انبیاء اور  
اولیاء اللہ کے ارواح کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یقین حوت کے مقام کو کہتے ہیں۔ کہ

بعد مرنے کے مقام یقین کے مراتب کا ہوتا ہے یا مقام سجدین یا مقام علیتین پس خاص یقین حق کے لگنا گت ہے۔ اور صاحب یقین کو زبان ہر مقام کی کھنچی رکھتی ہے۔ اور ہاتھ کریم رکھتا ہے اور گویائی اور شنوائی آواز شوق اور اشتیاق دیدار کے مشتاق کا اپنے پروردگار کا رکھتا ہے۔ اور اس کی نظر اللہ کی رحمت کی نظر کی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اس کا دم پروردگار کا دم۔ محبت کی آہ حرارت کے ساتھ ہے اور محبت کی آگ کہ آہ سوز ہے۔ دوزخ کی آگ سے سخت تر ہے، چھنا پھراؤں کی سوزش رات دن کھاتی ہے۔ اور گوشت اور پوست اور ہر رگ وجود اعضا کو ایسا کھاتی ہے۔ جیسا کہ آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔  
پس اسے زائد مدعی طلب یا ضمت باطنی کی کر کہ ریاضت باطنی خاص عام اور ریاضت ظاہری غوغا اور ریاضت کے ساتھ ہے۔

دل با حضوری شکم پر طعام کہ این است مطروح و اصل تمام  
اس واسطے کہ وصل سنتی کی سیری اور گرگی برابر ہے  
دل پر خطر شکم بے طعام ریاضت بنا موس کفر است تمام  
حدیث اَلرِّیَاضَةُ مَوْتٌ مِّنْ اَمَلٍ رِّیَاضَةُ کُفْرٍ رِّیَاضَةُ سَخْتٍ ہے۔

## معرفت مولے

جاننا چاہئے کہ کوئی ریاضت اور مجاہدہ محبت اور آتش عشق اور گرمی ذکر خفیہ سے سخت تر نہیں ہے۔ وہ شخص جانتا ہے کہ ان مرتبوں پر مولے کی معرفت کے قریب پہنچا ہے اور اشتیاق حق کی محبت کا قبول کیا ہے۔ اور صاحب محبت محرم راز الہی اور بے محبت محروم معرفت مولے سے گمراہی ہے۔ بہتیت یا ہوس  
باکسے گرد و محبت حق مدام موت آنچائے نیا ید و السلام  
کہ موت ان کی وصل ہے اور وصل ان کا اللہ کے نام سے وصل ہے صاحب معرفت کو ہمیشہ معرفت مولے کی معراج ہے مَوْتُهُ اَقْبَلَ اَنْ يَّمُوتَ لَوْ اَمْرُهُ تَن اور زندہ دل اللہ کے ساتھ ہے۔

اس طریق سے مرتبے ذکر خفیہ کے ہیں۔ اور ذکر خفیہ کو بعض بسر کہتے ہیں۔ کہ ذکر بسر پتھر ہوا کی طرح درخت وجود کو پاؤں تک ہلا دیتا ہے۔

مصنف کتاب ہے کہ ذکر خفیہ نہ دم سے نہ قلب سے نہ روح سے نہ سر سے کوئی تعلق رکھتا ہے۔ بلکہ ذکر خفیہ اللہ کا اسم غیر مخلوق تصور سے اسم اللہ دیکھنے کے ساتھ اسم اللہ سے تجلئے نور اللہ کے مشاہدہ ربوبیت کا نور اللہ کے جمال کا دیدار برکت سے ذکر خفیہ کے دل روشن اور انظار کہ مثل اس کی بستہ نہ ہو کسی آثار پروردگار سے نہ ذکر خفیہ باطن غرق اور ظاہر باشرعیت ہو شیار کہ صاحب شریعت لائق دیدار کے اور صاحب بدعت لائق مذبح کے اور تار کے۔ اور جو کہ غرق نور اللہ کے ساتھ ہو باخبر ہو شیار ہو۔ چنانچہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مَعْرِفَةُ رَبِّكَ فَقَدْ كُنْتَ لِسَانَهُ جو شخص اپنے رب کو پہچان لیتا ہے اس کی زبان لنگ ہو جاتی ہے +

جس کو اس طریق سے ذکر خفیہ حاصل ہو، اس کی ذکر دوام صاحب وصال کہتے ہیں۔ اور جو اس طریق سے ذکر خفیہ نہ کرے اس کا ذکر مثل خواب خیال کے ہے۔ اور دوسری خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے۔ اس کو حقیقت کا ردی اور دنیوی سے دل سے آگاہی ہو۔ آگاہی کی راہ سے جیسا کہ کہے ہو اسی طور سے ہو +  
تیز خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے کہ اس کا ذل کسی چیز سے میل نہ کرے۔ اور اس نہ پکڑے سوائے حق تعالیٰ کے +

تیز خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے۔ کہ اس کے منہ سے قال اللہ اور قال الرسول نکلے کہ بالیقین ہے اور نور تاباں پیشانی پر ہے +  
اور خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے کہ اگر اس کا دل کوئی مجلس اتیانہ اور ادبیات کی طلب کرے مراقبہ میں یا خواب میں متیر کرے اور ملاقات پاسے۔ اور جواب باصواب لے۔ اور ذکر خفیہ خلق میں ایسے ہی گم اور پشماں ہو۔ جیسا کہ اسم اعظم قرآن میں نہماں اور شریعت رمضان میں ہے

مے شناسد مرد را از راه راز چوں شناسد شاہ دراز بے نیاز  
اے عزیز! جان کہ ذکر خفیہ نصیحت و عظم اور آواز اور صورت نہیں ہے۔ بلکہ ذکر خفیہ معرفت الہی مشاہدہ قرب راز کا ہے اور ذکر خفیہ صاحب راز اور صاحب آزاد ہے اور باطن آباہ ہے۔ اور شوق شغل اللہ کے ساتھ شام ہے۔ اور ذکر خفیہ عالم عالم اور فقر اور معرفت الہی میں کامل اور حوصلہ وسیع بار بردار حق کے ساتھ حامل +

نیز نہایت اذرا خفیہ ہے۔ ہے کہ پرا نظر رکھتا ہے جیسا کہ نظر آزل اور ابدا اور دنیا اور  
عقبت کی پس بر کسی کے ساتھ کہ راہ اخلاص سے دل نظر کرے۔ طالب الیہ ایٹ کو نظر کے  
ساتھ مطالبہ پر ہر ایک مراتب کے پھر چاھے اور خود ہمیشہ غرق توجہ ہو، یہ ہے تا اگر  
بالشرعیت۔ اور اگر خفیہ کو نہ خوف خوف سے نہ رجا رہا سے ہمیشہ تفرق پیدا۔ اور ذکر خفیہ  
مراتب اولیاء اللہ کے ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے اَلَا اِنَّ اَوَّلَیِّیْنَ دَلَّیْکَ اَخَوِّیْ عَدِیْ  
وَلَا یَخْزِیْکَ اَکَاہُ ہُوَ جَاوِزٌ کَ تَحْقِیْقِ اَوَّلِیَّاءِ اللہ کو نہ خوف ہے نہ وہ غم میں مبتلا ہے۔

## حرف الف کی تعریف

اے طالب! الف ایک حرف ہے اللہ کے نام سے کہ وہ نون جہان کو اس سے شرف  
پے۔ محبت اور معرفت الہی بھی اسی حرف سے ہے کہ لطیفہ شریفہ غیب الغیب کا دل  
سے اٹھتا ہے۔ اور دل کو مطلقاً خواب نہیں آنے دیتا۔ اور دل عارفوں کا جاگنے  
والا ہے۔ آزل سے آبد تک قدم سے قدم تک، اور اس راہ میں جابل مردہ دل خلافت  
شرع اور دنیا کا طالب نہیں چل سکتا کہ دل کو محمدی کنجی لگی ہے اور وہ کنجی حضرت محمد مصطفیٰ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ پس بجز دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے اور اجازت اور تصرف اور ارادت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
قلب اور ذکر قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ کوئی تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سرسے  
صل نہ ہوگا۔ اور اس طریق کو دل کی شفت کہتے ہیں جو دل کے پھر نور اللہ سے ہو گیا کہ قول اللہ  
تعالیٰ کا ہے حَکِّمْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ لَعَلَّ کُمْ تَحْقِیْقُ اَنْ کُمْ شُغْلُ کَرِیْہَہُ اَزْوَءَ حَبِیْبِ کَ۔ اور جو دل  
کہ اللہ کے نور کے تفکر اور ذکر خیر سے بھری ہوئی ہو۔ ایسا تفکر نفس عاقل سے رہتا  
ہے نہ آبد سے۔ نہ دیتا نہ عقبت سے۔ چنانچہ حدیث لَدَاتِ الْاَفْکَارِ حَبِیْبُ اَمِنْ لَدَاتِ الْاَفْکَارِ  
ہے مزہ افکار کا یا کرہ عورتوں کے مزہ سے بہتر ہے۔

یہ تفکر منتہی خاصہ حاصل الخاص محمدی کا ہے غرق مع اللہ! سبحانک نفس کو ہو اکی طرف  
لوٹتے نہیں دیتا ہے۔

اب جانتا چاہئے کہ نفس کس کو کہتے ہیں اور قلب کس کو کہتے ہیں۔ اور روح کیا چیز ہے  
اور کس کو کیا خطاب دیا ہے۔

پس نفسِ آمارہ کی تشبیہ جو کہ سگ اور خوک اور بکھ اور چھو اور سناپ اور خر سے ہے۔ پس نفسِ آمارہ کو موافقِ عمل کے حبیب سے پہچاننا چاہئے۔ چنانچہ قلع اور حصن اور غصہ اور بخل اور کڑید کذب اور عجیب اور کیر کبر اور قنیتِ اشد کے ذکر کی محبت سے پہچاننا چاہئے اور غیر ذکرِ اللہ کے نفرت کرنے سے۔ اللہ رُوح کو پہچانا چاہئے۔ ہر خدا سے کہ انبیاء اور اولیاء نے اللہ تعالیٰ کے تمام امور کو قبول کیا ہے اور سر کو پہچانا ہے۔ ہر پروردگار اور معرفتِ الہی سے یہ معرفت اور محبت اہل عرفان اور عاشقوں کو نصیب ہے۔

عشق دانی صیت کشتن نفس خویش  
روز و شب شورش بیدول ملازمت

اسے درویش! سوچ کہ اندیشہ واسطے سب جان کے ہے نہ واسطے فرزند اور نان کے چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے +

کوئی جان دار ایسا نہیں ہے جس کو  
رزق اللہ تعالیٰ پر نہ ہو +  
ہم نے اُن کے رزق کو دنیا کی زندگی  
میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور ہم نے بعض کو بعض پر  
اٹھا دیا ہے +

تحقیق اللہ تعالیٰ رزق دینے والا اور  
صاحبِ قوت مضبوط کا ہے +  
اود آسمان میں تمہارا رزق ہے۔ اور  
جو وعدہ کیا گیا ہے +

اود کون یا انداوں میں سے ہے۔ کہ  
اپنا رزق نہیں پاتا اللہ تعالیٰ اُن کو رزق دیتا  
ہے اور تم کو، اور سننے والا اور جاننے والا ہے +

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا  
عَلَى اللَّهِ مِنْ رِزْقِهَا +  
ق۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ  
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرِزْقًا لِّعَمَلِهِمْ وَتُوفَّقُ  
بَعْضُ +

ق۔ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ  
ذُو الْقُدْرَةِ الْمَتِينِ +  
ق۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ  
وَمَا تُعْمَلُونَ +

ق۔ وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا يَحْمِلُ  
رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ وَهُوَ  
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ +

مہر شدہ ہے کہ ظاہر طالب کو تابع کہے، متوکل اور یا باطن سے فقر محمدی بخشے کہ  
اس کا دل باجمیت متوکل ہو۔ جو کہ مراتب متوکل کے نہ رکھے اور نہ مراتب متوکل کے۔ اس  
واسطے کہ ریاضت واسطے راز کے ہے۔ اور مجاہدہ واسطے مشاہدہ کے۔ اور عبودیت واسطے

ربوبیت کے ہے۔ اور سزا واسطے سزا پر وہ اسرار کے ہے اور طالب مولے دیدار ہے اور معرفت واسطے محرمیت کے ہے۔ اور محبت واسطے سوز عشق کے ہے۔ اور ذکر واسطے فیض اللہ اور فکر کے ہے۔ اور قنای اللہ واسطے بقا باللہ کے ہے۔ اور نفس واسطے محاسبہ کے ہے۔

پس جو مرشد کہ روزِ اول سے شروع ملقین سے یہ سب بات اور احوال نہ کھولے۔ معلوم ہوتا کہ وہ مرشد خام ناقص نامتام ہے۔ اور جو چاہے کہ طالب اللہ حال پر رہے۔ حوادث شیطانی اور ہوائے نفسانی سے جمیعت پکڑے۔ ذکر اللہ کے ساتھ وہ مطلق قدرت سبحانی ہے۔ اور اعتقاد اللہ کے طالب کا فاسد نہ ہووے۔ اور وصال میں لائق ہے۔ اول مرشد طالب پر اسم سے علم نختے۔ ایک اسم اللہ کا اور دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اس میں مطلق تاثیر ہے۔ یا تفسیر شریعت کی ہے۔ اور دوسرا علم دعوت بخش اور علم دعوت عالمگیر علم تکسیر ہے۔ جو طالب کہ علم تاثیر اور تکسیر رکھے بے پروا اور غیر محتاج ہوتا ہے۔

## دعوت قرآن

شرح دعوت کی یہ ہے کہ خاصیت دعوت قرآن مجید کلام اللہ کی کہ پیشوا اور ہادی اور راہبر دونوں جہان کا ہے۔

شرح دعوت کی علیحدہ علیحدہ ہے۔ دعوت جزو دعوت کل۔ دعوت ذکر دعوت فکر۔ دعوت تجلیات نور اللہ اور دعوت منتہی فقر ولی اللہ قرآن سے ہے چنانچہ قول اللہ تعالیٰ **كَانَ اللَّهُ وَحْدَ اللَّهِ وَلِيَّ الْمَدِينِ آمَنُوا بِحُجَّتِهِ** | یعنی اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے ہیں نکالتا ہے اُن کو اندھیرے سے نور کی طرف ۔

اور دعوت قرآن کی کہ صاحب نظر تمام عالمگیر اولیاء اللہ ہو۔  
**قوله تعالى - اَلَا اِنَّ اَوَّلِيَّاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** | آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے نہ غم میں ہونگے ۔

مردم شہدائے دعوت حق حضور مرشد خود میں بود ہل الغرود اور صاحب دعوت متقی اگر کسی کو قرار غضب کی نظر سے کھینچے، خدا نے تعالیٰ کے حکم سے



بآھوا بہر حشا بہر رسول      اطلال سے نہیں مدہ اہل الوصول

اے طالب عباد حق! جان کہ جو لوگ ایسی دعوت عمل میں لاتے ہیں۔ مردم آذاری کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور کسی کو نہیں ستاتے ہیں۔ اور اپنے ہر احوال پر تحریر رکھتے ہیں اور ہوشیار رہتے ہیں۔ کیونکہ فقیر صاحب دعوت، صاحب قوت ہے بے قوت نہیں ہے اس واسطے کہ اللہ کا طالب دونوں جہان پر غالب ہے۔ ایسا کون ہے کہ اس سے عداوت کرے؟

ملک و فلک بزیر پا فقیہ      جاودانی بزیر پا فقیہ

حدیث۔ حَبِیرُ النَّاسِ مَرَّةً یَقْفَمُ! لَکَاسَ بَہْرَہِ اُدی ہے کہ آدمی کو نفع پہنچا دے۔ کہ قیر پر سوار ہونے سے وہ حانی کو بار پھاڑے زیادہ غالب آتا ہے۔ اور وقت بڑھنے کے ایک تنکا ہاتھ میں لے اور مثل کوڑے کے قیر پر پائے وہ روحانی کو ایسا زخم کرتا ہے کہ تلوار اور تیر اور نیزہ اور چھری اور بندوق کے زخم سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور زخم کھانکر وہ روحانی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے فریادی جاتا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم اعلیٰ حق تعالیٰ کے کرم سے اس کے کام کی کشائش کا ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والا جلد مقصود کو پہنچتا ہے۔

پس اس طریق دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں۔ اور پڑھنے والا سیف زبان اور زندہ دل اور مردہ نفس، اور اس کو رخصت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے ہوتی ہے۔ ہر کہ رار رخصت نباشد از رسول      ایں مراتب کے رسی وحدت وصول

بلکہ موافق اس حدیث کے دَعُ فَتَّکَ وَتَعَا لَی اُسے نفس کو چھوڑاؤ۔ اور حدیث اَقْتُلُوا اَنْفُسَکُمْ بِسَیْفِ الْحَیْہَاتِ اِنِ اپنے نفس کو مجاہدہ کی تلوار سے قتل کرو۔ لیکن نفسانی کو کیا قدرت ہے کہ روحانی کی قیر کے نزدیک جا کر جگا کرے یہ ایک راہ ہے روحانی کی حقیقت روحانی کی غالب الاولیاء اچھے طریق سے جانتا ہے۔ اور پڑھتا ہے کہ اسم اللہ سے مجاہدہ کی تلوار ایک مرتبہ میں ہرگز رواں نہیں ہوتی ہے۔ اور عمل میں آتی ہے۔



## مراقبہ دریدہ

سوائے مذکورہ بالا طریق کے کہ صاحبِ دعوت، دعوت کو شروع کرے۔ اور وقت پڑھنے کے خدائے تعالیٰ کو حاضر جانے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیق لائے۔ اور حضرت پیرانِ پیغموت سمدانی شاہ عبد اللہ دریلانی رحمہ اللہ کو اللہ کا امین کہے اور خود منصف ہو۔ اور غلِ مراقبہ لے آئیں مبدل، ورنہ فکریں آئے کہ خدائے تعالیٰ سے کون چیز بہتر ہے کہ اس کے واسطے میں پڑھتا ہوں، اور اس کو سحر کر لوں اگر جانتا ہے کہ تمام مخلوقی کہتر اور خالق بہتر ہے۔ خدائے تعالیٰ اس پر سر بان ہو گا اور وہ لوگ جہان اس کے تابع اور خدمت گزار کر دیگا۔ جو کوئی اس مرتبہ پر پہنچے اس کی نظریں خاک اور ذرہ برابر ہے کہ ام اللہ سے کلیہ تاثیر اور اسمِ غطس رو شمنیہ اور ہر ملک اور ولایت پر امیر کہ ہر ولایت قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک اس کی قید اور حکم میں ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ اسے کہ بادشاہ ظل اللہ تابع اہل اللہ کے ہے۔ اور جس نے نفع و نصرت اور بادشاہی پائی فقیر اور درویش سے پائی ہے۔

بروید درویش زہ صبح و شام تاترا حاصل شود شلیب تمام  
اور فقیر کی نظر میں خاک اور ذرہ برابر ہے۔ کہ اس کا قدم خزانہ بے رنج پر ہے۔

## فقیر محتاج نہیں ہے

حاصل اللہ ولا یحتاج بہ لا حق دیر فقیر محتاج نہیں ہے۔ سوائے اللہ کے اور فقیر اور درویش کی کچھ خصالت ہیں چھ حروف سے پڑنا پچھ الف سے اللہ بے اور حرف با سے یا برکت تمام اور حرف تا سے ترک۔ اور حرف ثا سے ثبات قدم اور حرف ج سے جاہل نہ ہو۔ اور حرف ح سے ملاوت و دوستی نفس کو۔ اور نفس آدمی کے وجود میں غائب ہے۔ اس کو تیغ غائب سے کہ مطلق ذکر خفیہ ہے مار ڈالنا چاہیے۔

اور ذاکرِ زبیر روئی اس جہان کی کھاتا ہے اور اس جہان کا کام کرتا ہے

ایں جہان و آں جہان است یک فقیر کے توانا کشت نفس بد ہوس

کار مردان است تقویٰ پائی ہر کہ اس تلوے ہند اندر ہرنی

تو نے خبر و شکر راضی یا خدا  
 میں نہیں تقویٰ بود باطن صفا  
 باہو ابر خدا بے کام باش  
 لب بہ لب بستہ زماں آرام باش

## دعوت فقر

جاننا چاہئے۔ کہ دعوت فقر کی اللہ تعالیٰ کی حضوری کی دلیل ہے اور بہتیا فقیر کی مثل بات حضرت خلیل کے ہے۔ اور ہم جہیں فقیر کا رب جلیل کے ساتھ جلیس ہے۔ اور ایسے ہی نور اللہ کا فقیر جہاں میں خلیل ہے۔ اس جس کسی کا باطن صفا ہے۔ اس کا دل عالم جہاں نما ہے اور معرفت الہی سے تمام ہے۔ ہونٹ اس واسطے باندھے ہیں۔ کہ اللہ کے ساتھ پیوستہ ہیں۔ بلاحق کے بات ذکر ہے کہ سخن سے دونوں جہاں کا غم پیدا ہوتا ہے۔

در جہانش کم بود بے غم خورد  
 غم مرا غم سے برد غم خورد

دنیا نام غم کا ہے۔ اور فقر نام اللہ کا غنیمت۔ پس مجلس اہل غم کی اور اہل غنیمت کی بہت نہیں آتی۔ اور فقیر صاحب دعوت مننتی قوت ظاہری اور باطنی کے ساتھ لاجعت اور لازوال ہے۔ اس پڑھنے والے کو مراتب قرب وصال کے ہیں منتہی صاحب دعوت کو یا حاجت ہے۔ رستوں کی اور بروج کے شمار کی۔ اور کیا حاجت ہے شمار اور عدد ساعت نفس اور عید کی کہ لَا تَخْشَى وَلَا تَحْزَنُ فقیر کے نزدیک مراقبہ میں جاتے ہیں اور آپ سے بیہوش ہوتے ہیں اور وہانی سے جواب یا صواب ملتے ہیں۔ اور اگر باخبر ہوں قبر سے خبروں کی راہ سے ملتے ہیں کہ دلیل باطنی اندرونی شرح کے ہے۔ ظاہری فقیر مذکر صاب دعوت وجود۔ بخا قلب ظاہر ہو، ایسے پڑھنے والے کو قاتل کہتے ہیں کہ نظر اور توجہ سے قتل کرتا ہے کہ نظر اور توجہ تیز تو اس ہے۔ مرد فقیر قتال وہ ہے۔ کہ اول اپنے نفس موزی کو قتل کرے خدا تعالیٰ کے حکم سے۔ جیسا کہ حدیث ہے اَسْتَلُوا الْمَوَدَّ يَاتِ قَبْلَ الْيَدِ مَوَدَّوْنَ کو قبل ایذا کے مار ڈالو، ایسے فقیر کو سیف اللہ اولو الامر کہتے ہیں۔ کبھی نَعَزُّ مَنْ تَشَاءُ کے مرتبہ میں آتا ہے اور کبھی شَيْءٌ لَمْ يَشَأْ کے یعنی تو ہی عزت دیتا ہے۔ اور تو ہی ذلت دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حب بھی اللہ کے واسطے اور بغض بھی اللہ کے واسطے چاہیے۔

جان کہ بعض دعوت کے پڑھنے میں عامل اور بعض کامل کی اجازت دیتے ہیں۔

اور صاحبِ دعوت وہ ہے۔ کہ عامل اور کامل دونوں ہو۔ اور نیز باریافت اور باجائز  
اور بارادست اور باسعادت ۛ

گٹھا کے نام کا قبیله

اے طالبِ صادق! جان کہ اگر کوئی چاہے کہ کفار پر غالب رہوں۔ بلکہ کفار اور رفاقت  
بہریتوں کو اسلام کی قید میں لادوں۔ چاہے کہ یہ چھ نام کاغذ کے دو ٹکڑوں پر لکھے وہ پیش  
نمود، تشدد، قارون، یہ ایک کاغذ پر لکھے۔ فرعون، ہامان، ابلیس،  
علیم اللہ، دوسرے کاغذ پر لکھے۔ اور ان دونوں ٹکڑوں کاغذ کو نیچے دونوں پاؤں  
کے دے۔ اور دو رکعت نماز بار و اح حضرت محمد مصطفیٰ پڑھے۔ اول رکعت میں بلند آواز  
سورہ انفחתنا پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ یٰسین پڑھے۔ اور بعد سلام کے سجدہ  
میں جاوے۔ اور یہ دعا پڑھے :-

اَللّٰهُمَّ اَنْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنََ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَجْعَلْنَا مِنْهُمْ  
كَا حَذَلَّ مَنْ خَذَلَ دِيْنََ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ  
بَعْدَ اَزَالِ دو گانہ کو باروا ح حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب  
کبار غمخ و دیے۔ تو اس ترتیب سے دعوت پڑھنے سے کار بستہ کھل جائے۔ اولیہ  
مقصد کو پہنچے، کلام ربانی برحق ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر کوئی بہت جلد پڑھے  
درمیان ہر دو رکعت کے غم قرآن کرے۔ متواتر تین رات دن عمل اس کا قیامت تک نہ  
ٹوٹے، اور یہ دعوت تیغ برہنہ، وہ شخص پڑھے۔ جس کو حکم خدا اور اجازت محمد مصطفیٰ ﷺ  
علیہ وسلم اور حضرت شاہ محی المکین سے کمرو شمسوار ظاہر اہل قعدہ اور باطن امام  
مجلس محمدی میں حضور اس صف سے موصوف ہو فرد  
شمسوارم شمسوارم شمسوار غوث و قطب پیموں مرکب بیار

عبدالہی قمر

حدیث اِذَا تَخَيَّرْتُمَا فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِينُوا مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ جب تم اپنے کاموں میں متحیر ہو تو اہل قبور سے مدد چاہو۔ اس امر کو خوب سمجھنا چاہئے۔ کہ قبر کی

دعوت میں اگر مردہ دل اور زندہ تن بے قوت اولیاء اللہ زندہ جان مردہ تن زندہ خاک زندہ شوق کی قبر کے پاس جاتا ہے اور قبر کے پاؤں کی طرف سے یا قبر کے سر کی طرف سے یا قبر پر سرار ہو کر پڑھتا ہے۔ اسی وقت ہلاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ جاں بلیب ہو کر مہلتا ہے یا رجعت ہو جاتی ہے یا میار یا دیوانہ ہو جاتا ہے اور اگر پڑھنے والا غالب صاحب قوت مثل اولیاء اللہ کے غالب قبر کے پاس جاتا ہے۔ تو اہل روحانی اس کے پاس اس کی عظمت سے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ باطن صفا صاحب قوت قبر پر جس طرف چاہے پڑھے۔ خواہ بالا۔ خواہ زبر۔ پس قبر کی ہم نشینی بہت مشکل اور دشوار ہے۔ ہر ایک اس کام کے لائق نہیں ہے۔ اس کے لائق صاحب دعوت عامل ہے۔ صاحب دعوت قبر پر تیرے خزانہ لیتا ہے۔ اور جو شخص کہ قبر کی دعوت میں عامل نہ ہو قبر کی بیماری سے مر جاتا ہے۔

باتو دیم بٹنوں سے اہل الفین	لا تحف باشنداد از صدق ہیں
روح بالا عرش قالب زیر خاک	احتیاجے نیت روضہ جان پاک
گم فیر گم نام دگم نام نشان	جس را یا خود مرد در لاسکان
اولیا را قبر میجو جسم دجاں	اولیا را در قبر خفتہ بیداں
خنگان را از قبر بیدار کن	ہم سخن ہم پاکلاش یار کن
دل تو دل بخش بود با ہم کلام	ایں چنین غنش زالہ امے دہام
ہرے سنخش بود از دل بدل	اولیا داں زندہ اندر زمرہ رگل
وقت شکل یاد کن از عہد او	طرفہ زد حاضر شوند تو درو برو
صد ہزاراں با موکل رد گرد	ایں چنین دعوت بود در سل مرد
اہل حجت کے شناسد دل میاہ	لا تحف دعوت بود سترالہ
باہو ابہ زین نباشد در جہاں	خود پرستی را میں جز عین ہیں

اے طالب صادق! جان کہ اول قبر وصال اور حضور ہوتا ہے۔ اس کے بعد قبر پر دعوت کے قابل ہوتا ہے اور جو اس طریق سے نہیں پڑھتا ہے بیشک رجعت کھاتا ہے اور بیمار اور محنون ہو جاتا ہے۔

جانتا چاہئے۔ بعض ولی اللہ ایسے ہیں۔ کہ آدمی ان کو خواب میں جانتے ہیں۔ اور ظاہر جسم ان کا ست آنت پڑا ہوا ہے۔ اور باطن اللہ کے مشاہدہ اور حضور میں غرق ہو جاتا

ہے۔ اور بعض ایسے ہیں۔ کہ ظاہری آنکھ خواب میں اور دل بیدار مثل زاکر دل کے اور مردہ دل کے ہے۔ خواب ظاہر باطن غفلت کے ساتھ خراب ہے +

## شرح دعوت

اے طالب! جان کہ دعوت کے ساتھ گنج ہیں۔ آؤں گنج الہی عرشِ کبر کے نیچے ہے اور دوسرا گنج زمین کے نیچے ہے کہ نقدی خزانہ چاندی سونے کا ہے۔ اور تیسرا گنج دنیا پر ہے۔ اور چوتھا گنج عقیقہ پر ہے جیسا کہ بہشت۔ اور پانچواں گنج ازل ہے۔ اور چھٹا گنج ایمان ابدی ہے۔ اور ساتواں گنج اللہ تعالیٰ کی معرفت + اور یہ ساتوں خزانے اولیاء اللہ کی قبر کے خزانہ کی کان سے کھولتے ہیں۔ چنانچہ دعوت کا پڑھنے والا نہ کہ کار گذار شہسوار ہو +

اے طالب صادق! جان کہ فقیر کو رحمت مولے نکلنے کے چھوڑ دینے سے پرہیز ہوتی ہے اور دوسرے کے پیچھے رجوع لانے سے اور علماء کی رحمت خلاف علم سے ہے اور اہل دنیا کی رحمت بخل سے اور جاہل کی رحمت شرک سے اور بادشاہ کی بیعتی سے اور بے انصافی سے، اور صاحبِ دعوت فقیر وہ ہے کہ نظر کے ساتھ ان تمام رحمتوں کو دفع کرے +

جان کہ قبر کی دعوت کا عمل وہ آدمی جانتا ہے کہ قبر کی دعوت کے مرتبوں کو پہنچا ہو۔ کیونکہ قبر مثل شیر کے ہے، قبر پر وہ سوار ہو سکتا ہے کہ جو شہسوار شیر نہ ہو۔ اور قبر مثل گدھ کے ہے، اس پر وہ سوار ہو کہ مثل حضرت مرثیٰ کلیم اللہ کے حضور جانے۔ اور قبر مثل آگ کے ہے، آتش میں وہ جاسے کہ مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہو + جان کہ قبر کے ایک طرف آگ ہوتی ہے اور ایک طرف قبر پر قدم کھانا آگ پر قدم مارنا ہے +

لیکن قبر کا عمل تین چیز کے واسطے درکار ہے۔ ایک یہ کہ جب بادشاہ کفار سے لڑائی لڑے۔ دوسرے یہ کہ جہاں ملحد ہوں۔ تیسرے یہ کہ جب اسلام کی عزت نہ ہو۔ ان تینوں وجوہوں کے واسطے وہاں ہے کہ قبر پر سوار ہووے۔ اور قرآن شریف جو جانتا ہو پڑھے مگر یہ کام آسان نہیں ہے، جان فدا کرتا ہے، بہت دشوار ہے۔ حلیاتِ اِنِّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ

لَا يَمُوتُونَ بَلْ يَنْتَقِلُونَ مِنَ الدَّارِ إِلَى الدَّارِ يَعْنِي أَوْلِيَاءَ اللَّهِ مَرْتَبَتِهِمْ هِيَ - ایک گھر سے دوسرے کی طرف چلے جاتے ہیں \*

## مہمل الحیب الجیب

حدیث المَوْتُ جَنَّةٌ يُوَفَّلُ مَا عَنِيبَ إِلَى الْحَيِّبِ - موت ایک پل ہے کہ حسیب کو حسیب کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ اولیاء اللہ کی حیات مطلق فراق ہے اور مہلات عین وصل جناب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتھ حضور اور ملاقات اور اگر اولیاء اللہ اپنے مرتب باطنی کا احوال دُنیا میں دیکھیں، بیشک اپنے ہاتھ سے پیٹ چیر کر اپنے آپ کو ہاک کر ڈالیں۔ اور اگر اہل دُنیا اپنے حالات باطنی کو دیکھیں تمام عمر سوائے اللہ کے نام کے اور کچھ نہ کہیں اور دُنیا سے آپسے سرد ہوں کہ موت اختیار کریں اور دُنیا ہرگز اختیار نہ کریں۔ اس واسطے کہ دُنیا مغضوبہ اللہ کی دشمن خدا کی دوستوں کے گھریں اگر کوئی لاشے تو خدا کے دوست اُس کو دشمن جانتے ہیں اور ایک دم میں نہ لیں۔ اللہ بس مانتے اللہ ہی سے

اسم باھو بیگ نقطہ یا گھو شود در باھو رن و نشب یا گھو شود  
اسم ہو سیف است باھو بزیان قتل کن ایں نفس کافر ہرزاں  
اسم باھو گشت باھو را ہر پشولے شد محمد معتبر

دعوت باطنی کی ترتیب کہ فکر اور فکر سے ہو۔ پاس انفس مطلق، مطلق راہ باطنی خاص انفس ہے۔ حق طلب زندہ دل دعوت میں غرق اور جذب اللہ کے نام کے ساتھ اور دعوت بطنی کہ اسم اللہ کے اسم ذات سے ہوں۔ اُن سے نور کی پوندیں شل مینہ کی پوندوں کے اللہ کے حروف کے درمیان سے ٹپکتی ہیں۔ چنانچہ حروف آلف اور حروف ل اور حرف دو سلال اور حرف ہ سے ٹپکتی ہے۔ اور اس کے دیکھنے سے دل کی آنکھ عین الیقین اور ظاہر آنکھ معرفت الہی کا سر علم الیقین کی طرف لیجاتا ہے اور جو اس یقین سے بے یقین ہو۔ بیشک کافر ہو \*

اور تجلی کی تحقیق محمدی طریق سے کرنا چاہئے کہ بوقت برسنے نور تجلی اللہ کے اس پاس ناری شیطان بہت آتے ہیں۔ آدمی کو بدعت احد شرک اور سہند راج اس مقام میں ہے باخبر رہ۔ اس مقام اور احوال میں مرشد و شاگرد باخبر کھینچتا ہے۔ زیر و زبر ہونے

سے کہ گمراہی ہے۔ توفیق الہی بہ ہمارا ہی اسم اللہ رفیق ہو جاتی ہے پس متاع مشک کو چھوڑو اور شریعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا اور انتہا میں تمام و کمال ہاتھیں لے کر یہی دین ہے اور دعوت ریاست دوسری ہے اور راز دوسرا ہے ۔

دم رواں باشد مثل تیغ تیز      دعوت چوں تیر دہم از دل نغیر  
اس دعوت کو تیغ بہمنہ کہتے ہیں اور بیان کی کیا حاجت ہے ۔ کامل فقیر کو شروع کرنا چاہئے۔ اس میں کل مخلوقات اور ائمہ اور اولیاء کے ارواح اور تمام اہل اسلام کے ارواح کراۃ اللہ کے پڑھنے والے ہیں۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اصحاب کبار کہ ایک لاکھ تیرہ ہزار اصحاب صفہ اور بدر اور اہل عرب اور عجم ہیں، حاضر ہوتے ہیں۔ اور موکل اور ملائکہ اور اٹھارہ ہزار عالم جنبش میں آتے ہیں۔ اور تمام طبقات اُس کی قید میں ہو جاتے ہیں ۔

اس دعوت سے کوئی دعوت سخت نہیں ہے۔ اگر زیادہ روز متواتر پڑھے۔ تو حق جل و علا کی قسم ہے اور اللہ قسمائے کی قسم ہے۔ کہ فرشتے اُس ملک اور سرزمین کو ہلا کر پُشت پر ڈال لیں۔ اور زیر و زبر کر دیں ۔

اس دعوت کو کم از کم ایک روز اور اگر سخت کام ہو تو تین روز پڑھے۔ اگر زیادہ پڑھے تو قیامت تک عمل باقی رہیگا جو شخص اللہ کے کلام میں اور دعوت میں دنا سے سنی کے شک لائے گا فر ہے۔ اس واسطے کہ دعوت کلام ربانی کی برحق ہے لیکن بشرط اس کے کہ پارہ کث نہیں ہوتا اور بود سے نابود نہیں ہوتا اور قابلِ کمیہا کے نہیں ہوتا بجز کمیہا اگر کامل کے۔ لہذا یہ دعوت بجز ہمنشین قبر ادلیا اللہ کے دستیاب نہیں ہوتی۔ اور نہ اُس کی رجعت ہو سولے اجانت مرشد کامل کے ۔

جاننا چاہئے کہ صاحب دعوت عامل کامل کو کچھ مشکل نہیں ہے کسی بات کا قید میں لاتا اور تاج کرتا۔ علم اکیر سے علم تکشیر زیادہ ہے ۔ اَلْعِلْمُ تَكَشِيرُ فَوْقَ الْاَلْکِیْرِ۔ جو اس طریق سے دعوت دیتا ہے۔ ظاہر محتاج اور باطنی غنی ہو جاتا ہے ۔  
نفس را رسوا کند بہر از گدا      برہر دے قیدے زہر ہر از خدا

اے طالبِ صداق! جان کہ ہمنشین قبر سے قرآن پڑھنا مشکل کھول دیتا ہے اور باطن میں مجلس روحانی اور ہر ائمہ اولیاء سے ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اور عرب علیہ السلام





اللہ تعالیٰ کا قول ہے وَكَاشَفْنَا ذُوقُوا عَذَابَكُمْ بِمَا كَانْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ یہ باتی مَنَّا قَلِيلًا میری باتوں کو تھوڑے سے

دائم میں مرثیحو

اگر نصیب دنیا میں ہوتا تو فرعون کا نصیب کمتر ہوئے علیہ السلام سے بہتر ہوتا۔  
صاحب نصیب جو ہے کہ تمام عمر آپ کو نظاہری اور باطنی عبادت میں تصرف کرے چنانچہ  
محض راز کی عبادت و تہمانہ کی ۔

قوله قال في مفتح الحقائق كبرور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،  
کی دنیا کی یونجی بہت تھوڑی ہے اور دنیا کی پھیل جگہ کتنی ہے

ہر کہ برودین محمد شرفدا میر سرد مرتبہ اوامیہ  
حدیث من کی بغیر اللہ فتنہ ہذا جس شخص نے اشد کے غیر پر بھروسہ کیا وہ  
بلاک ہوا ۛ

اور سمجھنا چاہئے کہ ماحب دعوت کو جو کامل ہے، زکوٰۃ اور نصاب اور دور بدروا اور بدل ختم کی حاجت نہیں ہے۔ اور پڑھنے کا وقت پہچاننا اور جائے قیام اور رجعت اور عدد اور حساب نیک و بد اور ترک حیوانات جمالی اور جلالی اور کمالی کے ہر سب و سوسے اور خطرات رجعت کے ناقصوں کو پیدا ہوتے ہیں۔ اس واسطے کہ حاجت کے درمیان جیسے تہ اللہ کا نام نہیں لیتے اور مخلوق کے واسطے پڑھتے ہیں اور وہ پیہ پیہ لیتے ہیں۔

با توکل دانه عدد و حساب  
 بستانا باشد که با حق را ز کن  
 گد حق بریاب میا دل شوی  
 هرز جویش دُر از دریا کشتی  
 از بر و چ کو کیش عطا کتاب  
 تا ترا حاصل شود آوا ز کن  
 در هر قدم همچو جبالش میروی  
 موج دم در می کشد یکتا شوی

جان کہ ذکر اور فکر اور مراقبہ اور محاسبہ اور حجرہ خلوت یہ سب مرتبہ ختام اور ناتمام ہیں۔ اس واسطے کہ دل کا حجرہ اور خلوت مٹی کے حجرہ اور خلوت سے بہتر ہے۔ کیونکہ مٹی کا حجرہ کمتر ہے، جس نے پایا دل کے حجرہ سے پایا۔ اور جس نے دل سے پایا گل سے دور ہو گیا۔ بلکہ گل کے حجرہ میں چالیس روز بیٹھنا جمل ہے اور شرک اور کفر ہے۔ کس واسطے کہ کہتے ہیں کہ یہ بات مجھ کو چلہ سے حاصل ہوئی، خدا کو بھول جاتے ہیں۔ اس سے حجرہ اور خلوت سب ہندو لاج ہے۔ بہتر نہیں ہے کہ ظاہر شریعت کے ساتھ نماز، سنت اور جماعت

اور باطنی قوت کے ساتھ طریقت اور حقیقت اور معرفت ظاہر و باطن و باطن و باطن چار  
مرشد ہونا چاہئے۔ اول مرشد شریعت اور دوم مرشد طریقت اور سوم مرشد حقیقت اور  
چہارم مرشد معرفت۔ اور اگر ایک ہی مرشد سے ہر چار مقام حاصل ہوں۔ اسی سے یکمائی  
کا سبق لے۔ اللہ میں ماسوائے اللہ ہوس ۛ

تمام ہونا معرفت الہی کا یہ ہے، فقر محمدی وہ راہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی ہے ۛ

گوشت گم جاں میر و دیگر جاں رو و چون غم

حیران در کاسے شدم یا بنگم یا جاں دہم

جان کہ راہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناشابینی ہے۔ خلق کے غوغا اور ہرزہ رچی  
میں نہیں ہے کہ فقر محمدی سے بہت بعید ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ  
يَوْمَ يُنْفَخُ الْكِتَابُ وَتُفْتَحُ الْأَبْوَابُ  
يُخْرِجُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ  
الَّذِينَ كَانُوا عَمَلًا نَجِيًّا  
وَيُدْخِلُهُمْ الْجَنَّاتِ  
الَّتِي فِيهَا أَرْنَمَ لَهُمْ  
النَّجْمُ ۚ

پھر تحقیق تم بعد اس کے البتہ مر گے اور  
پھر تم قیامت کے دن البتہ اٹھو گے ۛ  
اللہ کے نام کے ساتھ مشغول رہو۔ کیونکہ قیامت کے دن ذاکر اور عارف قبر سے  
تالیف کا ذکر کرتے اٹھیں گے اور بلا حساب اور بلا غاب بہشت میں داخل ہو گئے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی برکت سے ۛ

دوسری ترتیب دعوت یہ ہے۔ کہ اول علم دعوت آدمی کو چاہئے۔ اور علم دعوت  
علم کشیر کو کہتے ہیں۔ اور جو علم کشیر میں عامل ہوئے اس کو رجعت ہے نہ نوال۔ اور علم کشیر چار  
علم کھواتی ہے۔ علم تفسیر اور علم اکیر اور علم تاثیر اور علم کلیہ تزکیہ و تصفیہ و تخلیہ۔ یہ ہی شریعت  
اور مراتب کیمیائی نظری کے ہیں کہ نظر کے ساتھ مردہ دل کو زندہ کرتے ہیں۔ کہ اس کا دل آواز  
اللہ تک پہنچا دے۔ اور کیمیائی نظریہ اس کو کہتے ہیں کہ ایک نظریہ جاہل کو علم  
بنائیے۔ علم شریعت سے کہ علم سے کشف ہو ۛ

تیسری ترتیب یہ ہے کہ یہ کیمیائی نظریہ نہیں ہے۔ کیمیائی نظریہ وہ ہے کہ مردہ کو زندہ کرے  
لیکن یہ نہ کہ ذکر سے، جو کوئی ذکر توڑ کو پہنچتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہے، یعنی تمام متابعت آنحضرت کو اٹھائے یعنی سقوت کو  
خاک میں لے کر آئے۔ اس کو سوائے متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے اور آپ کی راہ کے اور آپ کے راز کے کچھ خوش نہ آئے، اس کو حضرت پیغمبر علیہ السلام نے تسلیم کیا پسندیدہ کہتے ہیں اور خدا کی معرفت کا رسیدہ۔ اور فقر بھی یہی ہے۔

## خَلَقَ الْعُلَمَاءَ وَالْفُقَرَاءَ

عالم میرے سینہ سے پیدا ہیں اور  
سادات میری پشت سے۔ اور فقرا اللہ  
تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

حَدَّثَنَا - خَلَقَتِ الْعُلَمَاءُ  
مِنْ مَدْرِي وَخَلَقَتِ الْمَسَادَاتُ  
مِنْ صَدْرِي وَخَلَقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ لَوْدِ  
اللَّهِ تَعَالَى \*

اور حدیث الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِثْرِي - فقیر میرا فخر ہے۔ اور فقر مجھ سے ہے۔  
بموجب اس کے آیہ کریمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

یعنی صبر میں ڈال دے تو اپنے نفس کو ان  
لوگوں کے ساتھ کہلاتے ہیں اپنے رب کو صبح  
اور شام خاص ہی کے واسطے اور ت ملاً آنکہ  
اپنی اُن سے کہ قصد کرتے ہیں زینت کا دنیا کی  
زندگی کے لئے۔ اور ت تابع راری کر اُن  
لوگوں کی کہ جن کا دل ہمارے ذکر سے نافل ہے  
اور اپنی خواہشوں کے تابع ہیں اور ہے اُن کا

يَا صَدْرُ نَفْسُكَ مَعَ الدِّينِ يَذْعُرُونَ  
رَبَّهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَالْهَيْبَةِ يَرْتَدُّونَ  
وَجْهَهُ وَلَا تَعْدَى عَيْنُكَ عَنْهُمْ يَبْرُؤُونَ  
زِينَتُهُمْ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَلَا تَطْعَمُ مِنْ  
أَعْقَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَابْتِغَاءِ هَوَاهُ  
وَكَانَ أَمْرُهُ قَوْطًا \*

یَا صَدْرُ نَفْسُكَ مَعَ الدِّينِ يَذْعُرُونَ  
رَبَّهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَالْهَيْبَةِ يَرْتَدُّونَ  
وَجْهَهُ وَلَا تَعْدَى عَيْنُكَ عَنْهُمْ يَبْرُؤُونَ  
زِينَتُهُمْ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَلَا تَطْعَمُ مِنْ  
أَعْقَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَابْتِغَاءِ هَوَاهُ  
وَكَانَ أَمْرُهُ قَوْطًا \*

یَا صَدْرُ نَفْسُكَ مَعَ الدِّينِ يَذْعُرُونَ  
رَبَّهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَالْهَيْبَةِ يَرْتَدُّونَ  
وَجْهَهُ وَلَا تَعْدَى عَيْنُكَ عَنْهُمْ يَبْرُؤُونَ  
زِينَتُهُمْ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَلَا تَطْعَمُ مِنْ  
أَعْقَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَابْتِغَاءِ هَوَاهُ  
وَكَانَ أَمْرُهُ قَوْطًا \*

اور اولیاءِ اللہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ خَلَّاهَا حَسَابٌ وَخَرَّاهُمَا حَقَّابٌ مشہور ہے اور اولیاءِ اللہ مفلس ہے کہ وہ کسی کو شمار میں نہیں لاتا۔ اور نہ کچھ رکھتا ہے۔ اور نہ منہ حساب کے میدان میں لاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اَدْرَاۤءُ اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَكَانَہُمْ بِکُرْۤسِیِّہِ نُوۡتٌ اور اولیاءِ اللہ ان احوال سے بچا جاتا ہے۔ کہ ہمیشہ اللہ کے ساتھ غرق ہو اور سرِ واسطے سجدہ کے اور تنِ واسطے طاعت کے اور زبانِ واسطے ثناء کے اور دلِ واسطے ذکر کے اور آنکھِ واسطے دیکھنے معرفت کے اور روحِ واسطے فکر و فیض کے جیسا کہ فیضِ آفتاب کا ہے اور قدمِ واسطے زیارتِ مومنین کے اور کمرہِ واسطے باندھنے ہر امر معروف کے اور کانِ واسطے سننے کلامِ الہی کے رکھتا ہو۔ باقی اللہ میں دما سوئے اللہ ہوں ۛ

پس اولیاءِ اللہ عارف یا اللہ کو سر د اور نعمہ مطرب اور حسن پرستی مطلق خلاف ہے کہ ان ناشائستہ امور کو وجود میں کہاں جگہ دے

غیر موئے نیست در دل جائے من ہر چہ بینی غیر موئے راہ زن  
نغمہ سروے ہست آرنفس ہوا طالبانِ این ہوا دور از خدا

اور جو شخص کہ گناہوں سے باز نہ آئے۔ اور رات دن نشان نہ ہووے اور تائب نہ ہووے معلوم ہوا کہ اُس پر نفس غالب ہے۔ پس اس کا علاج یہ ہے کہ ہر روز اسمِ اعظم پڑھے اور دل میں نیکو کے ساتھ ذکر کرے کہ اُس کی لذت سے اور ذکر کے غلبہ سے نفس مغلوب ہو اور تمام غم بھر گناہ نہ کرے۔ اور جو معرفت کی راہ سے سلب ہوا ہو یا معرفت کی راہ اس کو نہ کھولے اور ہر ذکر اور ہر عبادت سے اس کو حجاب ہو دے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اسمِ اللہ کا تصور زبان کے درد کے ساتھ اور روح کے درد کے ساتھ پکڑے اور پڑھے اس کا سال، حال پر اور کشائش پر ہو جائیگا۔ اور معرفتِ موئے پینچپگا کہ وہم اور فہم میں نہ سادہ یگا۔ اور جس کسی کی دعوت جاری نہ ہو اور جو پڑھے رحمت پیدا ہو دے ۛ

## ذکر اللہ کی ترکیب

اُس کا علاج یہ ہے کہ آدمی رات کو جھجک میں جاوے اور دُزیا کے کنارہ پر بیٹھے۔ اور دو گنا تہ بار و احِ پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے اور حرفِ اسمِ اعظم اللہ کا اسمِ محمدؐ کے ساتھ چند بار تکرار کرے تاکہ سیاہی اُس کے دل کی دور ہو دے

اور مٹکھان جو نہایت اہل اسلام تھیں ان کے ارواح کے ساتھ باطن میں اُس کے ساتھ  
مصافحہ کریں اور مقصد کو پہنچیں اور اس کا نفس تالیف و تالیف ہو دے  
نفس چوں غالب شود بدول کہ تعبیرش میریں  
شعخہ چوں ظالم شود دہ را خرابی اکبر است

جان کہ تین مقام سے نکلتا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ ایک دنیا دار سے تارک  
اور فارغ ہونا مشکل ہے۔ جیسا کہ کافر کو کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
کہنا مشکل ہے۔ دوسرے اہل کشت کو کہ ہر دم کے ساتھ اخلاص کرے واسطے برکات  
خلق کے اور زیادتی دنیا کے۔ چنانچہ یہ مقام طریقت کا ہے۔ اور طریقت کے مقام میں  
بالکل نفس کی آسائش ہے نام اور ناموس کے ساتھ اور حقیقت اور معرفت کو پہنچنا مشکل ہے  
کہ اہل طریقت آپ کو حضور جانتے ہیں۔ لیکن بہت دور ہیں سوائے دستگیری مرشد  
کامل کے کب حضور ہو سکتا ہے۔ تیسرا مقام دعوت پڑھنے کا وجود قائم کو مشکل ہے  
کہ بعض دعوت پڑھنے سے مٹکھان جو نہایت دیوانہ ہو جاتے ہیں۔ اور بعض پریشان اور سرگرداں  
ہمیشہ سیر اور سفر میں اور بعض دعوت سے اہل برکت اہل شرب تارک الصلوٰۃ مطلق جو نہایت  
عالم غیب کے خراب اور بعض کو فقر مکمل حدیث نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِقْرٍ اَمَلْتُ پناہ چاہتا ہوں میں  
اللہ کے ساتھ فقر مکمل حدیث اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ فقرہ دوں جہان  
کی رو سیاہی ہے۔ اور بعض کو تمام دنیا دعوت سے حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ خزانہ ظاہر  
اور باطن۔ یہ بھی دعوت سے جمعیت کھا کر ہوتا ہے کہ دنیا کا تمام و کمال ہذا۔ مراتب  
فرعون کے ہیں کہ انا اور شرک میں پڑ جائے کہ کسی مفلس نے اَنَا رَبُّكَ اَلَا اَعْلٰی میں تمہارا  
رب بزر ہوں نہ کہا اور دعوت دریا سے عمیق ہے اور لائق پڑھنے صاحب توفیق کے  
ہے اور صاحب توفیق ولی اللہ کو چاہئے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الْمَوْکِنِ الرَّحْمٰنِ کے حرف کے  
تصور میں ہے۔ یہاں تک کہ بیہوش ہو جائے۔ اور اس کے دریا سے عمیق میں غرق ہو  
جائے اور مشاہدہ تجلیات کی تحقیقات کا دیکھے کہ باطن اس کا ظاہر ہوا دیا یہ کہ اُس کے  
حرف سے مل میں الہام ہوئے۔ پس جیسا کہ کیفیت پر پہنچے تو سمجھے کہ یہ حرف اعظم ہے  
پس اسے طالب! جاننا چاہئے کہ تین حرف اعظم کے اُس پاس جو لکھے ہوئے  
ہیں۔ ہیں تین تین حرف سے تین ہزار علم پیدا ہوتے ہیں اور ان علموں کو سوائے حضور

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا ہے \*  
پس علم کشف اور علم معرفت اور علم لدنی کسی کو بغیر اجازت حضرت محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ بغیر مطالعہ حروف عرض کے کسی  
کو حاصل ہوتا ہے \*

پس جو کوئی ان میں سے ایک حرف کو عرض کے حرف سے حاصل کرے۔ تو اس کو  
چاہئے کہ حرف الف سے حاصل کرے۔ پس جو کوئی حرف الف سے حاصل نہ کرے گا۔ وہ  
ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ اور نہ منزل مقصود پر پہنچے گا \*

چونکہ صوفیہ کہتے ہیں کہ حرف الف کا تعلق ذات سے ہے۔ اور باقی جو حروف  
ہیں وہ سب الف کی صفات ہیں، پس جیب طالب کو ذات سے تعلق پیدا ہو جائیگا۔  
تو صفات خود بخود حاصل ہو جائیں گے \* اور سرایہ مدہ ظاہری اور باطنی آنکھ کا اس علم سے  
واضح اور روشن ہوتا ہے۔ لیکن اس شرط سے کہ اس علم کے تیس حرف سے ایک حرف مثل  
واو، ہ، حاضرات روحانیات کے کشف اور کرامات اور مقامات ذات اور صفات کل جزو  
کا قصور اور تصرف میں ہے۔ اور ان تیس حروف کی تیس کنجیاں ہیں، ان کنجیوں کو حسب  
خزانہ کا جانتا ہے اور کیا جانے اہل تقلید سے کہ یہ راہ ہے۔ اور اگر کسی کو نصیب نہ ہو  
یہ نصیب ہے۔ پس نصیب تیس حروف کے علم سے ہے۔ اور جو کوئی اس علم کو رات دن  
مطالعہ میں لاتا ہے تو یہ مطالعہ لوح پر لیا جاتا ہے۔ اور لوح کے مطالعہ سے اللہ میں غرق  
ہوتا ہے۔ اور اللہ میں غرق ہو کر عارف بائد ہو جاتا ہے۔ اور مرتبہ عارف بائد کا بعد  
اور یہ شمار ہے جو ہم میں اور ہم میں نہیں سماتا ہے۔ اور وہ مقام لی مع اللہ کا ہے \*  
سے فرشتہ گر چہ دارد قرب در گاہ

نہ گنجہ در مقام لی مع اللہ

جیسا کہ حدیث سے لی مع اللہ وقت کلا یستحق مملکت عظمیٰ و کلا یستحق عرش عظیم  
اللہ کے لئے جو کچھ کہنا ایک وقت تھا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتہ علیہ السلام کو  
اور علم لدنی اور علم کشف کو جاننا ہے کہ وہ علم کشف اور علم لدنی اور علم کشف  
راہ ہے ان میں سے کوئی چیز نہیں ہے لیکن یہ علم کشف اور علم لدنی اور علم کشف  
میں سے کوئی چیز نہیں ہے کہ جو کوئی علم کشف اور علم لدنی اور علم کشف

کامل ہوتا ہے اور مکمل بنتا ہے۔ اور وہ تین حروف یہ ہیں:-

تصویر ۱	تصویر ۲	تصویر ۳	تصویر ۴	تصویر ۵
تصویر ۶	تصویر ۷	تصویر ۸	تصویر ۹	تصویر ۱۰
تصویر ۱۱	تصویر ۱۲	تصویر ۱۳	تصویر ۱۴	تصویر ۱۵
تصویر ۱۶	تصویر ۱۷	تصویر ۱۸	تصویر ۱۹	تصویر ۲۰
تصویر ۲۱	تصویر ۲۲	تصویر ۲۳	تصویر ۲۴	تصویر ۲۵
تصویر ۲۶	تصویر ۲۷	تصویر ۲۸	تصویر ۲۹	تصویر ۳۰

اور یہ تین حروف عرش کے آس پاس لکھے ہیں اور ہمیشہ اس میں حضرت محمدؐ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ بغیر حکم اور اجازت حضرت پیغمبر صاحب کے جاری نہیں ہوتے ہیں اور عمل میں نہیں آتے۔ اور تاثیر نہیں کرتے لیکن یہ طریق سے رواں ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ سات حروف واسطے شمشیر کے کہ واسطے قیدیں لانے ملک بادشاہ کے کہ اطلاع الہی ہے اور سات حروف واسطے معرفت اور توحید الہی کے کہ مرتبہ اہل اللہ عارفان اللہ کا ہے۔ اور سات حروف طلاق کلیہ میں کہ خدا اللہ کے ظاہر اور باطن حوالہ فقیر صاحب فقیر ولی اللہ کے ہیں۔ اور سات حروف واسطے دعوت کے شوق اور جنوں اور ارواح فانیوں اہل اسلام کے قیدیں لانے کو اور ہر علم کی کشائش اور دنیا کے درجوں کی ترقی کو کہ مرتبہ بندوں کے ہیں۔ اور ان ہر ایک کو مرشد کامل عرش اکبر کے حصوں میں خوابیں یا مراقبہ میں لیجا کر لوح سے اگر واقف نہ کر لے۔ اور حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہ دلائے اور مطالبہ کو رد اول نصیحت کر لے اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے کہ مرشد ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ مرشدی اور طالبی میں اللہ کا عظیم سہار ہے۔ اللہ میں اور اسوسے اللہ ہوسے \*  
 سے طالب صادق ایمان کہ تین حروف چار قسم کے ہیں مچھتا پنچ سات واسطے توحید الہی





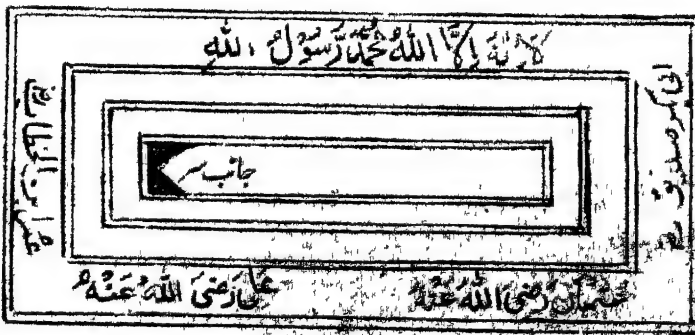
## علم الکسیر کی بحث طریق دعوت

اور اگر کوئی چاہے کہ کام دینی اور دنیوی مثل علم الکسیر کے اشارہ کے ساتھ جلد نقصود کو پہنچے۔ اور ہم اور کار بستہ اس طریق کے ساتھ دعوت پڑھنے سے ایک دم میں یا ایک لمحہ میں یا رات دن میں یا انتہا ایک ہفتہ تک حاصل ہو ۛ

چاہئے کہ رات کے وقت یا دن میں جگہ میں ہووے جہاں ریختان ہووے اس ریختان پر قبرستان ہے اور قبر کے آس پاس پانچ نام لکھے۔ چنانچہ قبلہ کی طرف نام پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھے۔ اور ہر چار طرف نام حضرت اصحاب کے پانچ حضرت ابابکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنو اس کے دو گانہ نیا نقل یا روح مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارشروع کیسے۔ رکعت اول میں چھ بار شورویں اور رکعت دوم میں پانچ بار پڑھے۔ اور شروع نماز میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم اصحاب کبار حاضر جانے جس نیت سے پڑھیں گامصل ہوگی ۛ

اور اگر واسطے تہ اور غضب دشمن کے پڑھے، شر اور مقام اور بین وہاں کی قیامت تک دیران ہے۔ اور اگر واسطے آبادی کے پڑھے، قیامت تک آباد رہے۔ اس دو گانہ کو مستجاب کہتے ہیں ۛ

## نمونہ قبر مبارک کا یہ ہے



## طریق دعوت

ط طالب طبع از جان بدارد	ط طالب صدق صدق	ط طالب یحیٰی لاف نہ زند	ط طالب یخنش زد ہانش
وا از حرف ط طاعت	الا صدقا یا ونا از حرف	از نفس انصاف ہند و از حرف	برائیدل آئینہ روتابید و از حرف
بسیار کند	لا اراہہ صادق دارد	لا لائق تقاربا علیہن شود	ب دائم بادب باشد
م مرشد از حرف م	مرد از حرف ر	ش و از حرف ش	د و از حرف د دوام
مرد میدان از ل اید پیلوان	راز بخش رب العالمین	شاہد حال دہل حق	غرق بحق باشد
دفع کہ از خاک نفس شیعہ	.	لا زوال	.
محو معرفت عارف باشد	.	.	.

شرح جو مرشد کہ اللہ کے طالب کو حضور میں حضرت نبی اللہ کے نہ کرے مثل شیطان کے ہے۔ اور مرشد صاحب نظر چار نظر سے ناظر ہوتا ہے۔ اللہ کے وصال کو حضوری حق کہتے ہیں۔ اور صاحب نظر متوجہ راز حقیقی ہے۔ اگر علماء کی جانب عامل نظر کرے۔ علم باطنی معرفت الہی کل اور جزو واضح ہووے۔ اور وہ عالم عارف باللہ کامل ہو جاویں اور بلار یافت اور محنت مشقت کے اور بلا ذکر اور فکر کے اور بلا مراقبہ اور محاسبہ اور بلا کاشف کے صاحب خزانہ ہوں۔ اور علم معرفت کہ سینہ میں آوے۔ علم رسمی سینہ سے زبان کھل جائے۔ اور اگر صاحب نظر توجہ سے راز الا اللہ کے جاہل کی طرف نظر کرے۔ تو علم ظاہری نہیں کو ظاہر ہو جائے مثل حضرت خضر علیہ السلام کے۔ اور اگر صاحب نظر اہل دنیا کی طرف نظر کرے تو اس کے دل پر خوف الہی اور ڈر قیامت کے حساب کا ایسا پیدا ہووے کہ یکبارگی دنیا کو ترک کر دے اور فقیری میں قدم رکھے اور تمام عمر فقر محمدی کو اختیار کرے۔ اور دہلان حق سے ہو جائے اور اگر متفلس اور عاجز کی طرف نظر کرے، ایسا غنی ہو جائے کہ تمام عمر دنیائیں کسی کا محتاج نہ ہو۔ مگر ایسا ناظر خام ہے، کیونکہ بسیاری دنیا خواری ہے ناظر وہ ہے کہ اس سے تمام مطالب ناظر کے پیدا ہوں۔ ایک نظر میں اپنے طالبوں کو بہرار ربوبیت پر پہنچا دے مثل مجموعہ پانچ نظر کے کہ بالا لکھا گیا۔ اس کی ایک نظر میں ہووے

چوں پنج نظرش یک نظر شد یک جود      از پنج پنج گنج یافت زود

ہر کہ خود را داو نظرش با خدا نظر اللہ سے برد آؤا بجز غرت مصطفیٰ  
جو یکتائی سے نظر کی یکتائی کے ساتھ حق کو پہنچا تو خودی اور بد خوئی اُس کے دوجر سے اُٹھ باقی  
ہے۔ نیستی سے ہست ہوتا ہے کہ اس مقام میں ہستی مع اللہ ثواب اور نیستی مطلق عذاب  
ہے۔ یعنی ہستی اسلام برحق ہے اور نیستی کفر باطل \*  
مرد کامل وہ ہے کہ حق کی طرف لیجاوے اور مرشد ناقص شیطان ہے۔ کہ باطل کی طرف  
کھینچتا ہے یعنی حق راہ باطل سے \*  
پس لے طالب حق! جان کہ حق کس کو کہتے ہیں۔ اور باطل کس کو، یعنی حق فقر محمدی ہے  
کہ فقر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور باطل دنیا مال و فرعون کا ہے جس پر فرعون نے فخر کیا ہے  
اور مجلس انسان اور شیطان کی راست بنیں آتی ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے \*

## شیخ کامل کی حقیقت

حدیث - جَعَلْنَا شَيْخَهُ الْكَامِلَ نَافِعَ الْإِنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا رِجْلَ الْخَيْرِ الْوَسْمَانَ وَجَعَلْنَا شَيْخَهُمُ الْتَائِفَ خَاسِرًا الْإِنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا دَجِيمَ الشَّيْطَانِ \*  
یعنی پیدا کیا ہم نے شیخ کامل کو نافع  
پہنچانے والا انسان کا جیسا کہ نبی آخر الزماں  
کے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پیدا کیا  
ہم نے ناقص پر کو خسارہ میں ڈالنے والا انسان  
کا جیسا کہ شیطان سنگسار \*

پس جاننا چاہئے۔ کہ ہفت سالہ خدمت مرشد کامل کی بہتر ہے تمام عمر کی عبادت سے  
جو عبادت کہ کثرت کے ساتھ ہو۔ خدمت مرشد سے انسان ہو جاتا ہے پس اُس ایک  
ساعت کی ساعت وہ ہم عبادت سے بہتر ہے۔ کہ کسی وجہ سے نفس خلافت نہیں چلتا۔ اور  
آدنی کو نفس سے چھٹکارہ نہیں ہوتا ہے۔ سوائے خاص اخلاص حاصل ہونے کے، چنانچہ  
حدیث قدسی ہے :-

كُلُّ الْعَالَمِينَ أَمْوَاتٌ إِلَّا الْعَالَمِينَ وَكُلُّ الْعَالَمِينَ أَمْوَاتٌ إِلَّا الْخَائِفِينَ وَكُلُّ الْخَائِفِينَ أَمْوَاتٌ إِلَّا الْخَائِفِينَ \*  
یعنی تمام عالم مردہ ہیں۔ مگر عل کرنے والے  
اور تمام عل کرنے والے مردہ ہیں۔ مگر ڈرنے  
والے اور تمام ڈرنے والے مردہ ہیں۔ مگر  
خاص لوگ \*

اور خالص خاص اس کو کہتے ہیں۔ کہ اس کے وجود میں ذکر خفیہ بے قیاس ہو۔ جیسا کہ دریا  
ایک برس کا بلکہ اس کی ہر رگ ایک دریا اور ہر رگ کا ایک موج مائے ۔ اللہ اللہ اللہ اللہ کے  
کہ خود سنے اور دوسروں کو سنائے +

شرح طالب کی کہ حرف ط سے طیر وجود۔ اور جو کہ طیر وجود کے ساتھ ہے۔ وہ ایک  
وجود واجب الوجود کے ساتھ ہے اور حرف الف سے امان اللہ در حرف ل سے لایحتاج  
اور حرف پ سے بہرہ نہ دے نفس کو، سوٹے لذت پنے گوشت کھانے کے پنے  
وجود کے +

## گوشت کی تعریف

معنی لذت و لحم

دُنیا میں چار گوشت اور چار منرے ہیں۔ ان چار گوشت سے جیسا کہ واقع ہوا ہے۔  
لَحْمٌ نَّالِغْمِہِ وَ لَحْمٌ فِی الْغَمِّہِ وَ لَحْمٌ فِی الْغَمِّہِ وَ لَحْمٌ فِی الْغَمِّہِ  
ایک گوشت گوشت کے ساتھ، اور ایک  
گوشت گوشت میں، اور ایک گوشت گوشت  
پر اور ایک گوشت تمام گوشت

ہر کہ بخورد گوشت جان خویش را صد ہزاراں لذت درویش را

اور جو کوئی دھندائیت کی تحقیق سے ظاہر اور باطن میں ہر چار ذکر کے ساتھ ایک وجود نہیں  
ہوتا اس کو ذکر نہیں کہہ سکتے۔ اور جو کوئی دنیا کی محبت سے سرگرداں ہو کر نہ نکلے تو رات دن  
اس کو ملازمت حضرت پیغمبر صاحب کی میسر نہیں ہو سکتی۔ اور رشد لائق ارشاد کے وہ  
ہے۔ کہ اللہ کے طالب کو سات چیزوں سے نکال ڈالے +

۱۔ چٹا چتر اول گانے بجانے کے شوق سے اگرچہ آواز دادی لہن کی ہو۔ دوسرے غفلت  
سے اور غفلت ملک دُنیا سے ہے۔ اگرچہ دُنیا مالکِ سیمان ہو۔ اور تیسرے بخل سے  
اگرچہ بخل کے پاس قابیل کا خزانہ ہو، سیر نہ ہو۔ اور چوتھے قیل و قال سے۔ اگرچہ قیل و قال علم اور حقہ  
کے مسائل کی ہو۔ اور پانچویں ہوا سے اگرچہ ہوا عرش کے سیر کی ہو۔ اور چھٹے ترکِ صلوات  
سے اگرچہ تارک الصلاۃ مثل شیطان کے ہو۔ اور صاحب شراب کو بھی نظر سے سیراب کر دے۔  
اور ساتویں تحصیل علم سے اگرچہ علم باعور کا ہو +

معرفت الہی کے مرتبوں پر ایسا مستغرق ہو کہ ظاہر زبان بستہ ہو، اور اگر زبان کھولے تو اللہ کے نام سے کھولے۔ مرشدی اور طالبی میں بڑا اسرار ہے اور قلب کی حرکت آواز بلند کے ساتھ ذکر قلب نہیں ہے۔ بلکہ یہ دل کی بیماری میں داخل ہے۔ یہاں تک کہ دل سے رازِ ربوبیت حقیقی کے مشاہدہ کا پیدا نہ ہو اور ذکر جاری نہ ہو کچھ نہیں ہے۔ اور اگر طالب مرشد سے ملنے کی حضور صلی کی طلب نہ کرے وہ مرنے کا طالب نہیں ہے۔ اور جو مرشد کہ طالب کو دوام حضور صلی نہ کرے وہ مرشد نہیں ہے۔ اور اگر طالب، مرشد کو ظاہر اور باطن میں اپنی شدہ رگ سے نزدیک جانے مطلوب کو نہیں پہنچتا۔ مگر راہ حضور صلی کی ہم ذات کے تصور سے اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرور کائنات کے تصور سے ہو۔ یعنی لا اِلهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ اور جو کوئی راہ حق کے حضور سے منکر ہوتا ہے، کافر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منها ♦

## اسم اعظم کی دعوت

اگر کسی کو کوئی مشکل پیش آئے کہ کسی طرح آسان نہ ہو چاہے کہ انگشتِ نر کے ناخن پر اسمِ اعظم لکھے اور اس پر نظر رکھے اور چند مرتبہ پڑھے۔ اور سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر پڑھے حقیقت معلوم ہوگی اور اگر تواتر پڑھے گا ربیت کی کشائش ہوگی۔ اور ہر مقصد پورا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے۔ اس دعوت کو طرۃ العین کہتے ہیں ♦

اور اگر کوئی شخص اللہ کا طالب اسم اللہ کے تصور سے اور یا عطاے فیض اللہ سے اور یا مرشد کامل کی نظر سے تزکیہ نفس اور تزکیہ قلب اور تخلیہ روح اور مشاہدہ سر حال کرے۔ تو ان علوم کی برکت سے طالب کا پردہ باطنی کھل جائے اور معرفت کی آنکھ ظاہر ہوئے اور پردہ ظلماتی کی تاریکی سے ہم ذات کی برکت کے ساتھ باہر آجیا دے۔ اور مشاہدہ طبقات ارضی و سماوی کا عرش سے تحت الثرائے تک نمودار ہو۔ اور جو چیز کہ آدمیوں پر پوشیدہ ہے مشروراً اس کو دیکھے۔ چنانچہ باطن میں ظاہر ہووے۔ اور معرفت محلے کی راہ سے ہر ایک کو شرح تبارے اور اس کے احوال کو موافق قرآن اور حدیث کے بیان کرے۔ مگر راہ حقیقات کی اسم ذات سے ایک مرتبہ ہاتھ میں لانا آسان نہیں ہے۔ لیکن توحید کی معرفت کا دریا ابتدا سے انتہا تک بچکاہ رکھنا بہت مشکل اور دشوار ہے۔ کہ اندر دریا سے معرفت توحید الہی کے دل کے ساتھ موج ماریے، اور غیبیانی میں جوش اور خروش کے ساتھ ہے۔ اور عارف باللہ خالص۔ مدعا

و سب سے صمد ہم صحبت بنی علیہ السلام کا دریا نوش ہے۔ مگر ان مقامات معرفت الہی کو کم حوصلہ خود فروش کیا جانے۔ اور عارف کا ہر وہ گنا شوق کے لشکر کا فوج فوج ہے۔  
مرداں باشد پوشد خویش را / راہ عرفاں میں بود درویش را  
جاننا چاہئے۔ کہ ہر ایک مقام اس منزل کا پیرانات ہے، کیونکہ کلمہ کرنا راہ قدر باطنی کا آسان نہیں ہے۔ بلکہ اس میں ہزار در ہزار اور دشوار غار ہیں۔ پس یہاں مرشد کامل چاہئے کہ صاحب صدق، اور یک دل اور یک رنگ ہو۔ لیکن صدق اور یقین طالب کا ہمیشہ نفس کی نیکی اور بدی سے ہے۔ اور جو کہ نیکی اور بدی مرشد کا طالب اور جاسوس ہے۔ وہ دہری سرکش جان مرشد کا دشمن ہے۔ مرشد کے اختیار میں نہیں ہوتا ہے۔ ایسے طالب مردود اور بے مقصود کو طالب نہیں کہہ سکتے۔ اور طالب حقیقی حق پرست خدا کی وحدانیت کا مست ہزاروں میں ایک ہوتا ہے ورنہ یوں تو بیشمار ہیں۔ طالب ہونا آسان کام نہیں ہے۔ مولے کی طلب میں بڑا سراسر ہے۔

طالبان را از طلب معلوم کن / زان طلب معلوم کردن ہر سخن

## طالب کی حقیقت

طالبوں کو طلب سے معلوم کر اور اس سے ہر بات معلوم کر لے۔ طالب مردار دنیا جیفہ کے بہت ہیں۔ اور باہوس بہت ہیں۔ طالب مولے مثل خاک کے مرنے نفس اور زندہ دل اور روح پاک ہوتا ہے۔ مرشد کے پاؤں کی خاک پلوں سے جھاڑتا ہے۔ ہر کافس مرشد کی نظر سے کھینچ جاتا ہے۔ اگر طالب جانفشان نہ ہو تو وہ طالب اپنے مطلب کے ساتھ راہزن ہے۔

اے باھو! باخیر رہ، طالب بے صفت مت ہو۔ صورت شیطان کی فریب دینے والی ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ طالب بدکردار اور عورت تجھے خوار سے وہ قول جہان کی خرابی ہے۔ بلکہ دشمن ایمان اور دوسرا شیطان ہے۔

اے آدم کی اولاد شیطان کو مت

پوجو، وہ تمہارا بہن (ظاہر) دشمن ہے۔

قوله تعالیٰ۔ یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان

اِنَّهٗ لکمۃٌ مِّنۡ دُونِکُمْ

مبین

اور علم سے سب چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور علم جاننے کو کہتے ہیں۔ اور جس نے جانا دیکھا۔ اور جس نے دیکھا اعتقاد اور اعتبار لایا یعنی جاننے سے اور دیکھنے سے حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور وہ آنکھ اور چشم حق میں ہو جاتی ہے۔ اور علم بھی دو قسم کا ہے۔ علم رسم یعنی زبان سے پڑھنا اور آنکھ سے دیکھنا، اس میں سراسر شور و فغاں ہے۔ اور علم معرفت باطنی توحید الہی بے زبان کے پڑھنا اور بے آنکھ کے دیکھنا مراقبہ میں غرق، مشاہدہ مطلق کے ساتھ

خاموش

جاننا چاہئے کہ یہی راہ فقر کی ہے کہ ابتداء میں دعوت اور مجاہدہ کرے! اللہ کا طالب مجاہدہ اور دعوت سے عامل کامل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی برکت سے اس کی زبان سیف اللہ ہوتی ہے کہ جو زبان سے نکل جاتا ہے، ہو جاتا ہے۔

اور جب اللہ کا طالب مقام ذکر اور فکر اور مراقبہ میں عامل کامل ہو جاتا ہے۔ بعد اس کے مقام توجہ میں آتا ہے۔ اور توجہ وہم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہم خیال سے اور خیال قرب وصال۔ اور قرب وصال مشاہدہ غرق فنا فی اللہ بقا باللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو اس مقام میں پہنچتا ہے۔ اس کے وجود میں چوں و چرا اور خودی اور غرور اور مہمئی نہیں رہتی ہے۔

مثلاً ہے کہ جو بادشاہ کا مصاحب بادشاہ سے ہم کلام ہو۔ وہ آدمی عام آدمیوں سے ہم کلام نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر زبان کھولتا ہے تو سواشے بادشاہ کی بات چیت کے اور کچھ اس کی زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ پس عارف باللہ ہم سخن خدا سے تعلق سے ہوتا ہے۔ دوسرے سے بات نہیں کرتا۔ خدا سے بات کرتا ہے۔ خاموشی اور خلوت سے مگر کے خون کا توش رکھتا ہے۔ اور آپ سے بیہوش رہتا ہے اور غیر سے فراموشی، بات بھولنے کے ادا نہیں ہوتی۔ فَإِذَا كُوِّنَ أَكْثَرُكُمْ ۖ پس ذکر و تمم میرا ذکر کروں گا میں تمہارا دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنا نقصان ہے۔ مَنِ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَفَى لِسَانَهُ ۖ جس شخص نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان بند ہو گئی۔ ان لوگوں کی شان میں ہے۔ اور ان کے مرتبہ احوال سے اہل دنیا مردہ دل پریشان ہے۔

جاننا چاہئے کہ اکثر آدمی آپ کو ذکر کہتے ہیں۔ مگر اللہ کا پنج آدمی خدا سے تعلق کے ذکر سے محروم ہیں (۱) صاحب شرب (۲) طالب دنیا، اگرچہ وجہ حلال سے ہو (۳) وہ کہ فقرے

دوستی نہ رکھتا ہو۔ یعنی خدا کی راہ میں فدا نہ ہو (۴) وہ کہ خدا نے تعالیٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دنیا کو بہتر جاننے کے راہ موئے میں تصرف نہ کرے (۵) وہ کہ منکر ہوئے ازار و معروف +

## دنیا کی محبت کی خرابی

قَوْلُ مُصَنِّفِ الدُّنْيَا وَالْزَّانَا  
وَسُرُّهُ بِالْحَمْدِ وَحَيْثُ الدُّنْيَا كُلُّ  
الْإِيمَانِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْمُحْطَبُ  
قَوْلُهُ تَعَالَى يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ  
كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ  
فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا +

ربا اور زنا اور شراب پینا اور دنیا کی محبت ایمان کو ایسا بجاتی ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو اور ان سب بدتر دنیا کی محبت ہے +  
فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس روز کہ پیش کئے جاویں گے وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا ہے آگ کے سامنے کہ بیجا وہ اپنے طیبات کو جو دنیا کی زندگی میں کئے تھے +

یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے قیامت کے دن بیگانوں کو کہ دنیا میں کوئی آرزو دل میں نہ چھڑی ہو نہ حلال سے اور نہ حرام سے ان کو آگ میں جلا دیں اور کہو اذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا کہ بیجا وہ تم اپنے طیبات کو جو دنیا کی زندگی میں کئے کئے، کہ تمام خوشیاں اور آرزوئیں کہ دنیا میں تھیں تم نے دیکھیں آج قیامت کے دن تم کو یہ سب کفرانِ نعمت کے خوار کرنے والا عذاب ہے کہ تم کو ہم خوار کریں +  
مصنف کہتا ہے کہ دنیا کا ترک کرنا مقامِ اعلا و رقی تعالیٰ کی قربت کا ہے جو اس مقام میں پہنچتا ہے۔ وہ وہم اور خیال میں نہیں سماتا۔

پس اصل مرشدِ کامل وہ ہے کہ جو وجودِ اللہ کے طالب کا اللہ کے نام سے ملا ہے اور مع اللہ میں شامل اور مقاماتِ جزو کل ابتدا اور انتہا طرقتِ العین میں ہر طریق سے کھلے اور صاحبِ احوال بنائے۔ یہ طریق مرشدِ کامل کا ہے۔ ورنہ مرشدِ خام ہے اور مرشدِ خام کو دستِ بیعت کرنا حرام ہے۔

مرشدِ نامرد و ناقص خود نسا  
مرشدِ فیض و بخشش با عطا  
طالبان را طلب باید سرراز  
ایجنہیں طالبِ پود چوں غلاباز

چنانچہ سرپردہ صراطِ مستقیم ظاہری اور باطنی کا اسم ذات اللہ سے ہے اور ہر حقیقت آیاتِ قرآن سے اور علوم سے اول روزِ ظاہر اور روشن نہ کرے ناقص ہے نہ علوم ہو کہ مرشد



ناقص ناموسنی عی آدمی ناقص اور ناقص ہے

نفس دانی چیت دیو بس بزرگ  
روح دانی چیت اسحق گزار  
قلب دانی چیت گنج معرفت  
علم دانی چیت راہ دریافت  
عقل دانی چیت نور روشن است  
جذب دانی چیت بدون سوسے دست  
تعالی دانی چیت دائم ذکر دوست  
حال دانی چیت در حق گم شدن  
صحو دانی چیت راہ پوین است  
شکر دانی چیت سرگرم معنوی  
امن دانی چیت استغفار غیر  
کشف دانی چیت دیدن کمال  
شکر دانی چیت باشی مست و  
ذوق دانی چیت خود را سوختن  
شکر دانی چیت عجز و شکر او  
سردانی چیت بشتنویار من  
جود دانی چیت ہاں دادن ہر

ترجمہ نظم من اسی بہ نظم اردو سے

مجان لے تو نفس کو دیو بزرگ  
توح کیا ہے، ہے وہ برحق گزار  
قلب کیا ہے، ہے وہ گنج معرفت  
علم کیا ہے راہ ہے دریافت کی  
عقل ہے لے مرعاک روشن چراغ  
جذب کیا ہے دل کا کھینچنے لے غیر

پر مسلمان تاختم مانند گرگ  
مطامع سے نیرت جزاں کردگار  
از لطیفہ غیبیہ در سے صفت  
پس بیان راہ سوسے حق بشتا حق  
تیر گئے دل ازاں روشن ہواست  
مشغل بدون درانم فکر درست  
مشغل بدون مراںم فکر درست  
سر خود یکبار زین عالم زدون  
ہر زماں با سلاک اک بودن است  
ہر زماں سوسے ام دریا روی  
فارغ آید از سواد شر و خیر  
محو گشتن و چسبال و محب لال  
نیست گردی بعد ازاں ہست و  
شوق دانی چیت خود اور ندن  
بر عطا ہائے کہ بخشید است او  
بر سر کہنیں پشت پا زدن  
ترک خیرے است اندک جستجو

کہتا ہے حملہ مسلمان پر چو گرگ  
اُس سے تو واقف نہیں جو کردگار  
غیب ہے اس میں پیدا ک صفت  
حق کی جانب نے کی بات کی  
چھوڑتا ہے حیرگی کا جس سے مانع  
مشغل ہونا بہ آداب و تمیز

”ال کیا ہے جان ہے ذکر دوست  
حال کیا ہے حق میں گم ہونا ترا  
صحو کیا ہے ناپنا ہے راہ کا  
شکر کو کئے تو مرگ معنوی  
اش کیا ہے جان استغفار غیر  
کشف کیا ہے دیکھنا حق جہاں  
بے جلانا اپنا اسے چھوٹ ق  
شکر کیا ہے اپنا عجز و کسار  
سر کیا ہے سنے تو اسے یارن  
جو دیکھا ہے دینا اپنی جان کا  
جواب صنف ۷

باہر اکثریت بود سگت شمار  
ہر یکے راستہ شناسم از نظر  
باتہ گرد و مردقی اندھا ہاں شمار  
عارفان حق بد جاہ از خضر

## اپنی شناخت

اللہ تعالیٰ و سبحانہ کی عارفوں سے کسی طرح راہ معرفت معلوم کی اور شاہدہ تجلیات  
حکا پوشیدہ نہیں ہے۔ کیونکہ عارف باللہ روشن ضمیر کہمیا تا شریعہ صاحب نظر بحق رسیدہ ہے،  
نادیدہ نہیں ہے۔ جس عارف نے خدا کے تعالیٰ کو پہچان لیا۔ اس نے اللہ کے نام  
میں آپ کو چھپا لیا اور توحید میں غرق کر لیا۔

ہر کہ خود یا خود فروشد سر ہوا  
تا قوتانی خویش را از خلق پوش  
عارف باللہ ہمیشہ اللہ کے ساتھ ہم سخن ہے۔ اگر عارف باللہ کا کوئی سرگردن سے جدا کر د  
دم نہیں اریگا۔ اور کسی سے ہم کلام نہ ہو گا۔ سوئے حکم خدا کے دست بیعت اور تلقین قبولی کرتا  
مرشد کامل سے فرہن اور واجب اور مستحب اس واسطے ہے کہ فنا کر زندہ دل کے دل پر  
شیطان مخالفت ہو۔ اور ذکر اللہ کے وجود میں شیطان داخل نہیں ہو گا۔

کیونکہ اللہ کا ذکر آگ کی مانند ہے اور شیطان کوڑے کی مانند ہے اور کوڑے کو آگ جلا دیتی ہے شیطان ذکر کے نزدیک نہیں آتا ہے۔ اور مردہ دل سے شیطان دفع نہیں ہو جاتا خواہ عالم قاضل ہو۔ یہی عمل رشوت خوار، خواہ جاہل ہو کہ شیطان سوتے وقت فرصت پا کر بعض کے منہ میں موت دیتا ہے اور بعض کی آنکھ میں اور بعض کے کان میں اور بعض کے مقصد میں اس کے مٹیاب کی تاثیر سے جو اس ختمہ معصیت شیطانی کی طرف کھینچتے ہیں اور ان کا منہ نیکی سے بند ہو جاتا ہے +

پس مرشد الایق ارشاد وہ ہے کہ اگر اس کے طالب بعضے تہمیت کی طرف پہنچے۔ اور بعض طریقت اور شریعت میں غام رہیں۔ بعد مرنے کے مرشد صاحب ہدایت غام کو باطن میں معرفت الہی کی تلقین تمام بخشدے۔ اور نشان مرشد فقیر کامل کا یہ ہے کہ جو اس کی قبر سے خاک لے اور آنکھ میں سرمہ کی طرح لگا دے، عرش سے لیکر تخت الشرائے تک روشن ہو جائے۔ اور زندہ دل ہو جائے اللہ کے ذکر سے۔ اور ہرگز اس کا دل نہ سے۔ اور جو وہ خاک اپنے سینہ پر ملے اس کا سینہ صفا ہو جاوے۔ کہ کشف القلوب اور کشف القیور دونوں حاصل ہوں۔ اور اگر سخت بیماری والا اس خاک کو اپنے بدن پر صحت کلیہ حاصل ہوئے ہاں کہ معلوم ہو کہ اس کی قبر اور خاک اللہ کے نام کے ذکر سے پاک ہے +

## مرشد ناقص کا بیان

جاننا چاہئے کہ مرشد ناقص کے طالب کہ خلق کی نظر میں مقبول ہیں۔ اور خالق کو نہیں پہنچتے ہیں۔ اگر کامل ہوں اور طالب مرشد کامل کے اگر ناقص اور مردہ ہوں تو بہتر ہیں مرشد کامل کے طالبوں تا رسیدہ سے اس واسطے کہ قیامت کے دن مرشد کامل خدا کے تعالیٰ کے حکم سے اپنے مردہ طالبوں کو مقبولوں میں جمع کر لیگا۔ اور ان کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھا دیگا۔ اور مجلس میں داخل کر لیگا۔ جو مرشد ایسا نہ ہو اس کو مرید کرنا اور تلقین حرام ہے کہ قیامت کے دن مرشد ناقص شرمندہ ہو گا اور درسیا ہو گا۔ اور اللہ کے طالب کو بھی چاہئے کہ درست بعیت اور تلقین مرشد کامل سے لے اور ناقص کی متوجہ سے بھاگے جیسے تیرکان سے۔ اور اگر طالب نے مرشد ناقص سے تلقین لی ہو اس کو چھوڑ دے

اور مرشد کامل کی طرف متوجہ رہنا ضروری ہے۔ ماضی عرضات ذکر کر کے یہ ہے اور جو طالب مولے ذکر کرے ہو ان میں ہے \*

قوله تعالى سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ  
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ رُُوعٌ مُّطَهَّرٌ  
قَائِمٌ بِالْقِسْطِ \*

گو اسی دیتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کوئی معبود  
سوائے اُس کے نہیں ہے اور فرشتے اور  
صاحب علم، عدل کے ساتھ قائم ہیں \*

## علم کی تعریف

(بحث علم)

اے طالب صادق! جان کہ علم بھی تین قسم پر ہے۔ چنانچہ اول علم الیقین اور متوسط  
عین الیقین اور آخریں حق الیقین \*

علم اول جاننا چاہئے کہ علماء کو علم پر یقین ہے اور درمیان میں علم دیکھنے کا ہے کہ وہ مقام  
مجنوب ہے عین الیقین سے تجلیات اللہ کے لور کی دیکھتا ہے۔ مگر حوصلہ و سرچ نہیں  
رکھتا ہے۔ اور طاقت برداشت معرفت ربانی کی نہیں لاتا۔ اور غلبوں کی فہم باوقی سے  
اور عشق اور محبت کی آگ سے پریشاں اور دیوانہ اور مجنوں اور مجذوب ہو جاتے ہیں۔  
اور آخریں حق الیقین ہے جس نے حق الیقین پالیا حق کی طرف ہو گیا۔ کہ سوئے حق  
کے اُس کے وجود میں باطل نہیں رہتا۔ بالکل حق ہو جاتا ہے \*

پس علم کے تین مرتبے ہوئے۔ محجوب اور مجذوب اور مجنوب۔ فقر محمدی سے  
بعید وہ ہے کہ مراتب محجوب ہیں پہلے روز طالب محجوب ہوئے۔ اور مرشد  
مجنوب سے روز اول طالب مجذوب اور مرشد مجنوب سے روز اول طالب عارف  
باللہ محجوب ہو \*

## اقسام درویش

اے طالب صادق! درویش بھی دو قسم ہیں، بعضے پسند خلق اور ناپسندیدہ خالق  
اور بعضے پسند خالق اور ناپسندیدہ خلق  
ہر کہ باشد پسند خالق پاک ورنہ باشد پسند خلق چہ پاک

ترجمہ جو کہ پسند حقائق پاک گرنہ ہوئے پسند خلق چہ پاک  
اس حالت میں اگر طالب اللہ ہجرت میں آتا ہے شورش کی آگ سے طاقوت نہیں لاتا ہے۔ اور  
اگر وصال میں آتا ہے کم حاصل کی بوجھ نہیں اٹھاتا ہے۔

نزدیکیاں را بیش بود جیرانی قوله تعالیٰ - رَاقٍ ذَبَحَتْ وَجْهَهُ لِلَّهِ نُطْرًا لِّلْعَنُوتِ وَالْأَكْثَرُ حَنِيفٌ ۚ مَا أَتَىٰ مِنَ الْإِسْمِ كِلَانٌ ۚ	ایہادائش سپاہی سلطانی تحقیق میں نے ستوجہ کیا اپنے منہ کو اُس کے واسطے کہ پییدہ کیا جس نے تین اور آسمان اور نہیں ہوں میں مشرکین سے +
--	--

پس معلوم ہوا کہ ہجرت اور وصال میں بے جمعیتی ہے۔ اور بے جمعیتی میں زبان سے  
فریاد نکلتی ہے اور دم مارنا اس راہ میں کفر اور شرک ہے۔

طالب وصل شدن غایت کو تہ نظری است  
یار ودل چو تقیم است چہ ہجراں چہ وصال  
جان کہ ساک (ہوئی) تصور کی غرق مع اللہ کے تعلق کے ساتھ ترکی راہ سے سر رکھوتی ہے  
فقیر صاحب را کو اللہ کے نور کے ساتھ ہمیشہ سرور رہتا ہے۔  
سردانی و وحدت زنی فی اللہ فنا و از توحید کش دور ماند ہوا

## اقسام حضوری

اسے طالب بمتفرق قرب اللہ کی حضوری کی تین قسمیں ہیں۔ چنانچہ ابتدا وصال قرب  
اللہ کی حضوری کا وہ ہے کہ ایک جس کے ساتھ اور ایک مراقبہ کے ساتھ اور ایک دم کے  
ساتھ چالیس برس آغراق میں گزار دیں۔ اور درمیان اس کا یہ ہے کہ چپ ہو کر قیل و قال  
سے فنا فی اللہ میں غرق ہوں۔ اور اس کا انتہا یہ ہے۔ کہ ہمیشہ فنا فی اللہ میں غرق رہیں اور  
بقا باللہ حاصل ہو سکے اور شاہدہ الوار الوہیت کا رہے۔

میان ہجرت و طیش فقر اعلیٰ فنا فی اللہ شود با حق تعالیٰ  
جاننا چاہئے۔ کہ جب اللہ کا طالب، ابتدا اللہ کے شغل میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو  
شیطان علیہ اللعنة ہنستا ہے اور تمسخریت اور دلیل نفسانی اور زینت دنیا کی آگے لاتا ہے  
اور معرفت الہی کی ابتدا اور انتہا میں شیطان ہزاروں ہزار حجاب کرتا ہے +

اور مرشد کامل وہ ہے۔ کہ اللہ کے طالب کی ابتداء اور انتہا ایک کر دے۔ کہ وہ طالب  
مولے کی طلب میں ایسا چھوٹے کہ سوائے مولیٰ کے نفس اور شیطان کو نہ جانے اللہ میں  
ماسوائے اللہ ہو جس ۔

جاننا چاہئے۔ کہ آدمی کو یہ اہانت ظاہری کے ساتھ خلق میں عزت اور عظمت اور  
کرامت اور شرف اور آداب اور غوغا تام اور ناموس کا اشتہار ہوتا ہے۔ اس طریق  
سے نفس خوش وقت اور روح عاجز اور خوار ہوتی ہے ۔

جان کہ نفس آثارہ چور اندرونی اور شیطان چور بیرونی ہے۔ دونوں دشمن ایمان کے  
چور ہیں۔ ایک ساتھ اتفاق محال ہے۔ اور جس کا نفس آثارہ بند ہو جاتا ہے۔ اس کی بیشل  
ہے کہ چور کو گھر میں قید کر لیا۔ اور باہر کا چور شیطان اس سے بھاگتا ہے۔ اور پاس نہیں آتا  
اور دونوں میں مفارقت ہوتی ہے۔ اور نفس شیطان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور ہر گز  
تاج اور سلیمان نہیں ہوتا۔ تو جانتا ہے کہ شیطان آدمی کا ہمیشہ دشمن ہے۔ جیسا کہ  
دم جان کے ساتھ ہے ۔

دشمن ابلیس با تو روز و شب قتل کن ابلیس با تیغ ادب

دشمن ابلیس ہے ہمراہ تیرے اسے عزیز

قتل کر تیغ ادب سے اس کو اسے دلائمیر

جاننا چاہئے کہ آدمی کے وجود میں نفس آثارہ بادشاہ اور شیطان اس کا وزیر  
ہے اور اعضا اس کی رعیت، جس وجود میں کہ گمراہی اور خلل چھل کرتا ہے نفس آثارہ  
باز رہتا ہے۔ اور روح کی چڑیا ایک گھر میں۔ اور اگر روح بادشاہ کے وجود میں اور دل  
اس کا وزیر اور رعیت اس کے اعضا ملک کی جمعیت کے ساتھ دارالامان میں اور نفس پریشان  
ہوتا ہے۔ جیسا کہ وجود میں روح مثل شہباز کے ہوتی ہے۔ اور نفس کی چڑیا نظمیت اور  
جمعیت سے ہم نہیں باز رکھتی، روح کے شہباز کے آگے نفس مردار کی چیل ہر دار ہے ۔

نفس را در یختم بازار حق کس نیاید نفس از ققوئے ولی

نفس گسلاست سیرت سرینا اگر گسستہ میشود دشمن خدا

باہوا در دشتن نفس را تا خیال بدوئے از چون و چرا

حدیث لا ایمان بین الخوف والرجاء ایمان در میان خوف اور رجاء کے ہے ۔

مرد وہ ہے جو باطن صفا ہے اور جس کا باطن صفا ہے وہ ہمیشہ مجلس محمدی میں داخل ہوتا ہے ۔  
 مارا پر اے نفس ستم گر چہ ماتم است دشمن اگر بفاقم پیر ذکر انغم است  
 تنہا نہ حاتم است کہ جوئے کند بخلق ہر کس کہ از کسے نہ ستاند و حاتم است  
 جواب مصنف علیہ الرحمۃ ہے

عالی حاتم علم باوجود بخش عارف حاتم بھی مقصود بخش  
 اور سخاوت اس کو کہتے ہیں کہ آج ایک بار دیا اور کل دوبار اور ہر روز ہی طبع دونا دیتا  
 ہے اور قیامت تک اس کی بخش نہ باند ہے ۔ وہ پورا سخی ہے ۔ اور اس کی سخاوت  
 مثل دریا کے جاری ہے رات دن ۔

سخاوت کہ ہرگز نہ ماند بیاز یکے ہم اللہ و گر علم ساز  
 اور سخی اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز دل کو عزیز ہو دے کہ اس سے عزت پائے ، اس کو بخش ہے  
 پس اللہ کا ہم عظیم عزیز ہے ۔ اور دنیا اور آخرت میں فقیر عارف باللہ کے برابر کوئی سخی نہیں  
 ہے کہ اللہ کا نام بخش دیتا ہے ۔ اور ہم اللہ کا وجود میں جو اور کرم کے ساتھ متاثر کرتا ہے ۔  
 اور علم تقیہ علم دائر میں آتا ہے ۔ اور ہر علم اور ہر سعادت علم میں متاثر کرتی ہے ۔ پس  
 فقیر معرفت الہی کا علم اس وجود میں ہے ۔ کہ اس سے وجود میں کرم اور نعمت اور عظمت اور  
 عزت ہے ۔ اور ایمان کی ہیبت کے ساتھ حرمت اور حیا آتی ہے ۔ سخاوت وہ ہے  
 کہ معرفت میں فوق الہی بخشے اور مخلد دم دنیا کا اور ہوا و ہوس دور کرے ۔ بلکہ فقیر سر برہنہ  
 سر جان ہے کہ فقیر کو غرق مع اللہ ہمیشہ معراج ہے محبت الہی کی معرفت کے ساتھ ۔  
 مردار رہے پود از راہ صفا ذکر و فکر و معرفت بامصطفیٰ

اللہ کے طالب کو کہ موٹے کی معرفت کے ذکر اور فکر سے جو اس کو ہوتا ہے ۔ وہ  
 اس کے نفس سے نہیں ہے ۔ اِنَّ اَفْقَرَ اَفْقَرٍ وَّ اَفْهَمُ اَفْهَمُ جب فقر تمام ہوتا ہے وہی  
 اللہ ہے ، بقا باللہ پر پہنچ جاتا ہے

- اور فقیر پانچ خصلت سے پہچانا جاتا ہے :
- ۱۔ علم کہ جبل اور دیارے کمال سے اور خدا کی طرف لیجاوے ۔
  - ۲۔ علم کہ علیمی ہو اور علیم اللہ کا نام ہے ۔
  - ۳۔ خلق کہ خلقت اللہ کو فیض بخشے ۔

چہا م سخاوت کنی سبیل اللہ رات دن خرچ کرے \*  
بیختم فقر، غتیار کی کہ اس کی نظر میں خاک اہل در پر ہووے \*

## اقسام فقیر

جان کہ فقیر جن قسم ہیں۔ چنانچہ فقیر حقیقی اور فقیر تحقیقی اور فقیر دریاہمستی اور فقیر توفیقی اور فقیر رقی اور فقیر طہنقات طہیقی اور فقیر اہل شرب تارک الصلوٰۃ اور بے عمل اور بے علم جاہل اور مخالف شرع یہ فقیر اہل بدعت ہے اور از ندیقی ہے۔ پس کوئی فقر کے نام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اور کوئی فقر کے الہام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اور فقر کے مقام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اور کوئی فقر سے فقر اقتدم کو پہنچا، ہزاروں مثل اس کہیں۔ اور کوئی ایسا ہے کہ فقر سے فقر تمام کو پہنچا۔ پس جو فقیر کہ فقر سے تمام کو پہنچا، خدا نے اُس کے حکم سے تمام عالم دنیا اور عقبے اس کے حکم میں ہے۔ دُنیا اور اہل دُنیا اُس کے غلام اور نفس قرانہ و وار قدم کے نیچے ہے اور روح اس کی یاد اور صاحب ہے۔ اور اُس کا بدل ہمیشہ پیدا رہے اور شہطان اُس سے مطلق بیزار ہے۔ نہ دعویٰ مدعی کا نہ مدعا علیہ اور شہوت اور ہوا اُس کے پاؤں کے نیچے ہے۔ اور عقل اُس کی خدمت گار ہے۔ اور طاعت اُس کی توفیق اور معرفت حق اُس کی رفیق۔ عجب ہے اُس قوم سے کہ معرفت باطنی اور فقر محمدی سے ایسا بھاگتے ہیں کہ تیرکمان سے۔ اور خلق اشد کی طرف درم و دینار کے لئے رجوع کرتا ہے، اگرچہ ایمان چاہے اور کافر ہو جائے، مگر دُنیا سے فروع کی طرح منہ نہ بوڑے۔ جو آدمی کہ دُنیا اور اہل دُنیا سے سیر نہ ہوئے اور فقر حال نہ کرے اور دھوئے فقر کا کرے اور محتاج ہوئے۔ وہ فقیر کا ذی اور بیخیا اور خود فروغ ہے۔

جاودانی الثبائے مافقر باشد تمام

اعتیلاج از کس نہ باشد فقر لا یمتاج تام

جاننا چاہئے کہ آدمی چار چیز سے غوار اور چار چیز سے ایسا رہتا ہے۔ چنانچہ چار چیز غوار اور ریحنا صریہ کہ ہر ایک کی تاثیر علیحدہ ہے۔ پانی کی یہ تاثیر ہے کہ ایک سن میں سو لہاس کا یقین پھر جائے اور دِل قرار نہ رہے۔ اور توقع اور طمع اس میں پیدا ہے اور ہوا کی یہ تاثیر ہے کہ بیہودہ بات بہت کہے۔ اور آگ کی یہ تاثیر ہے کہ نظم اور غضب



اس میں بہت پید اہو اور بہت کھا ٹاکھاٹے۔ اور خاک کی یہ تاثیر ہے کہ بہت سوئے اور شہوت کا غلبہ روز بروز زیادہ ہووے۔ اور قیامت کا غم اور خدا کا ڈر نہ رکھے۔ مصنف کہتا ہے کہ وجود مومنوں اور مسلمانوں اور صبیحوں اور صالحوں اور درویشوں اور عارفوں اور واصلوں اور عاشقوں کا اربعہ عناصر سے اللہ کے نور کے ساتھ میل ہو جاتا ہے کہ ان کا مقام لاہوت ہے اور مقام لاموت کا یہ نشان ہے کہ جو اس مقام پہنچتا ہے اربعہ عناصر کے تاسوت سے بھاگتا ہے اور دل اہل بھوت کا پر از نور معرفت میں آتا ہے۔ اور دم ہمیشہ شوق الا اللہ کے ساتھ اور روح پاک اور مقدس اللہ کے ولی اور نفس مطمئنہ عارف باللہ ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ان کا لباس تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ اس کو کہتے ہیں۔ کہ ظاہری جوں بند کرے اور سوائے حق کے غیر کو نہ لے اور لباس تقویٰ کا وہ آدمی ہوتا ہے کہ معرفت الہی کا پیالہ نوش کر لیتا ہے۔ مرد کو ایسے تقویٰ سے تقویت ہوتی ہے۔ باطن کا تقویٰ حق کی حضوری ہے۔ اور ظاہر تقویٰ خلق کی مزدوری اور نفس آثارہ کی مغروری ظاہر کرتا ہے۔ اور باطن کے تقویٰ سے خبر نہیں رکھتا۔

ظاہر کے تقویٰ سے خلق میں غلغلہ اور تام بلند اور خود پسند اور نفس آثارہ زندہ اور فریب ہوتا ہے۔ اور ریا اور کفر یا کد دنیا ہے اور شرک و انگیر ہوتا ہے اور شیطان مصلوب بنتا ہے اور دنیا مہربان ہوتی ہے اس سے روح پڑمردہ اور نفس کوامہ اور مطمئنہ۔ پریشان۔ اور جو باطنی ریاضت کرتا ہے۔ اس کے وجود میں معرفت الہی کا آفتاب طلوع کرتا ہے۔ اور اس کا نفس آثارہ خراب ہوتا ہے اور مرجاتا ہے۔ اور روح زندہ ہوتی ہے اور نفس مہمہ صدق قبول کرتا ہے۔ اور کوامہ جمعیت بخشا ہے اور مطمئنہ قبول کرتا ہے یہ مراتب تقویٰ کے ہیں متقی صاحب معرفت عارف باللہ و شفیق ہوتا ہے متقی فقیر کا نفس آثارہ ہوا سے فنا اور روح اللہ کے ساتھ بقا پاتا ہے اللہ میں ماسوائے اللہ ہوس۔

اے طالب! جو ان مراتب پر پہنچے۔ اس کو مجموعہ فقر جان اور اس پر دونوں جان قیام ہیں۔ اور ان مراتب کو فنا فی النور محمد مصطفیٰ کہتے ہیں۔ اور فنا فی النور محمد مصطفیٰ کو فنا فی النور اللہ کہتے ہیں۔ اور جو کہ فنا فی النور اللہ کو پہنچتا ہے، مثل مَن ذَكَرَكَ كَأَنَّا امْتَا ہو جاتا ہے۔ مراتب اور پیام اللہ کے مولے کے ساتھ یکتا ہو جاتا ہے۔ وہ شخص عیب اور گناہ

اور دونوں جہان سے فارغ ہوتا ہے ۔  
 جانتا چاہے کہ اللہ کے طالب کو مرشد پانچ نظر اور پانچ علم کے ساتھ حضوری کو دیتا ہے ۔  
 اول نظر یہ ہے ۔ کہ مقام شریعت میں توجہ کرے ۔ کہ طالب کو علم شریعت کھل جائے  
 اور طالب علم پر غالب ہو ۔

دوم نظر سے علم طریقت کھولے کہ کشف القلوب حاصل ہو ۔  
 سوم نظر سے علم حقیقت کہ کشف الارواح سنہ دکھاوے ۔  
 چہارم نظر سے پچاس ہزار ظلمانی حجاب ادنیٰ پچاس ہزار شیطانی حجاب کہ باطن میں ہیں  
 اور پچاس ہزار انسانی خناس کے سونڈ کے حجاب سے ۔ یکہ سب کے سب حجاب کل اور جزو مرشد  
 کامل سے بیسے جلاویں جیسے لکڑی آگ سے اور ہر علم روشن ہو اور صاحب نظر ہو جائے ۔  
 علم کے راہ پر دستِ حرف زان بخواں

اں در کتاب نیست ز اسرارِ دلِ یدان  
 جو علم کہ دوست کی طرف راہ لیجائے اس کا علم پڑے وہ کتاب میں نہیں ہٹل کے اسرار  
 سے ہے ۔ اگر مرشد صاحب نظر ہزاروں اس طریق سے زندہ اور بیدار کرے ۔ تو یہ نظریں نظر  
 خاص پروردگار سے نہیں لانا چاہئے ۔ نظریں کرنا کام مبتدی ناقص ناتمام کا ہے ۔ مرشد راہ  
 ہے کہ صاحب نظر چشم دل کے ساتھ توجہ کرے کہ دل کی توجہ سے اللہ کے طالب کو ہر ایک  
 مقام سے کھینچتا ہے اور مقام نور اللہ میں غرق کر دیتا ہے ۔ یہ نظریں شکل نہیں ہیں ۔ اور  
 نظر توجہ دل کی بھی عام ہے ۔ وہ مرشد صاحب نظر ہے کہ دیدہ دل کی نفا سے شرکا میں کر دے  
 اور طالب کو مقام حق یقین پر پہنچا دے ۔ کہ ایک بار میں صاحب یقین ہو جاوے ۔ آمین  
 کا پیرینہ مریدینہ قصہ کرتا ہے ۔

## قسمت کی تعریف

اور قسمت بھی چار قسم ہے ۔ فقیر جو قسمت کا کھاتے ہیں ۔ اس سے نو معرفت الہی کا اُن  
 کے وجود میں پیدا ہوتا ہے ۔ اور اُن کا رزق توکل پر ہے ۔ اور توکل اس کو کہتے ہیں کہ  
 سلطان سے مدد نہ لے کر رزق پہنچائے ۔ اُس کو وہ خدا کی طرف سے جائیں ۔

بعضے رزق کو کیسے جانتے ہیں۔ اور بعضے رزق کے واسطے علم پڑھتے ہیں۔ اور بعضے رزق کو غریبوں سے ظلم اور تعدی سے لیتے ہیں یہ طلب یہ ہے کہ فقر ایک دولت ہے اور سعادت اور عزت ہے۔ اور فقر مراتب غلطے ہیں۔ خدا نے فقرا صاحبِ عظمت اور پائے بیکانہ نوعاً اکرام ہے، اور بیکانے فقر کا منہ نہیں دیکھتے۔

باقی گویم بشنواے جان عزیز از خدا بہتر نباشد هیچ چیز  
خلق رزق چاہتی سے اور فقیر رازق کو چاہتے ہیں۔ خلق کی نظر سیم و زبر ہے اور فقیروں کی  
قادیر کبر و حدیث مَن مَاتَ رَفِیًّا | بواللہ تعالیٰ کی محبت میں مرادہ شہید  
حُبِّ اللّٰهِ فَفَكَرَ مَاتَ شَهِیدًا | مرا

دو دنیا کے طالب مومن کی طلب سے بے نصیب ہیں۔ اور مومن کی طلب کے برابر  
دونوں جہان میں اولے اور اعلیٰ کوئی چیز نہیں ہے۔

قوله تعالیٰ اَتْلُ مَا اَوْحٰی اِلَیْكَ  
یٰۤاَبُو لَیْسَ وَاقِیْلُ لَمَلُوْۤا اِنَّ الصَّٰدِقَ  
تَخَّی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَیِّنْ كَرَّ اللّٰهُ  
اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ہم نے  
تم پر وحی کی ہے اس کو تم پڑھو اور نماز قائم کرو  
تحقیق نازدہ چیز ہے کہ منع کرتی ہے بری  
اور خراب باتوں سے، اور البتہ اللہ تعالیٰ

بہت بڑا ہے۔

زبان کا ذکر عادت ہے اور قلب کا ذکر ارادت ہے۔ اور روح کا ذکر عبادت ہے۔ اور  
سر کا ذکر سعادت ہے اور سعادت سے سراپردہ خدا کی معرفت کا کھلنا ہے۔

ہر کہ را باطن بود بادل صفا | باطن آں راے برد با مصطفیٰ  
ہر کہ باطن سے بردھا صبر رسول | آں تراثر بشود ویت و مومل

ہاں کہ آدمی کی لڑکوں کی سی خصلت ہے۔ کہ اس کے وجود سے مجموعہ ترس اور حسد  
اور طمع اور بغض کا ہرگز نہیں نکلتا اور جو عالم لڑکپن میں علم پڑھتے ہیں یا بچوں کو پڑھاتے ہیں  
صحبت کی تاثیر ہوتی ہے۔ کیونکہ بچوں کی رسم ہے کہ جو باتیں ہیں رویت کرے لیتے ہیں۔  
پس عالم بھی لڑکپن کے مرتبوں سے ہرگز نہیں نکلتا ہے یہاں تک کہ جب تک عارف باللہ  
کی قلب میں نہ جاوے گا بزرگی کو نہ پہنچے گا۔ اور عارف باللہ کی بزرگی اللہ تعالیٰ کے بزرگ نام  
سے ہے ہاں اگرچہ مبداءِ دُؤَلِ الْعِلْمِ دَرَجَاتِ کے علم کے درجوں کو تم دے گئے ہو

لیکن مراتب فنا فی اللہ کو نہیں دیئے گئے۔ جیسا کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-  
 چوں عقل و علم در کار شد م  
 نفتم کہ مگر محرم اسرار شد م  
 ہم عقل و فطیہ بود ہم علم حجاب  
 چوں دانستم از ہر دو بزار شد م  
 عمل کو رہنمائی دیکھنا جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے :-

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صَوْرَتِكُمْ  
 وَلَكِنْ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ  
 تحقیق اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھتا ہے تمہاری  
 صورتوں کو اور تمہارے کاموں کو لیکن دیکھتا ہے  
 تمہارے دلوں کو اور نیتوں کو ۛ

پس اگر علم سے رفیق اور عمل سے تحقیق تو نہ حاصل کرے۔ اور ذات احدیت کی طرف  
 نہ آئے۔ لیکن اگر علم کو چھوڑ دے اور شریعت سے منسلک جائے۔ اور طریقت میں قدم  
 ماسے۔ اور ہوا و ہوس کے ساتھ کوشش کرے، آٹا شیطان کی پیروی کے بغیر یعنی مثل  
 شیطان کے آدمیوں کا رہن ہو جا۔ جسے ۛ

مصطفیٰ کہنا ہے۔ باطن کی شریعت میں خدا کی نزدیکی اور قرب وصال اللہ کی معرفت  
 کا عارف کو درستی اور پوشیداری اور تمام بندگی ہے۔ اور بے شریعت کو خدا کی دوری  
 اور قمر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ استمداد تمام گندگی ہے۔ جو فتنی اللہ کو دکھانا  
 ہے۔ صرف دعوے ہے ۛ

## عشق کی صفت

چنانچہ حضرت غوث الاعظم پیر دستگیر نے خدائے تعالیٰ سے سوال کیا کہ خداوند  
 عشق کیا ہے۔ جواب آیا کہ عشق وہ ہے کہ جو غیر حق کے ہر سب دل سے جل جائے  
 اور ناچیز کر دے۔ جیسا کہ فرمایا ہے :-

أَلْعِشُّ نَارًا فِي الْقُلُوبِ  
 يَحْرِقُ مَا سِوَى الْمُحِبِّ ۛ  
 عشق دلوں میں ایک آگ ہے  
 کہ محبوب کے غیر کو جلا دیتی ہے ۛ

اور عارف باللہ کو صاحب معراج اور دوام کہتے ہیں۔ اس طریق سے کسی وقت حال  
 سے آپ کو فراق نہیں لکھتا۔ چنانچہ نماز معراج اور تلاوت قرآن ذکر و فکر معراج اور غرق  
 ہونا اللہ معراج۔ اور اصل میں معراج دو قسم کی ہے۔ ایک معراج خدا کی معرفت کی۔ کہ

وہ دل کی حضور سے ملتی ہے۔ وہ سری معراج غرض پر کہ اُس سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف اور سرفراز اور ممتاز نہ ہوئے ہیں معراج محمدی خواب میں یا لڑقبہ میں، محمدی رفاقت سے ہوتی ہے۔ اور اللہ کا طالب اُس کو پہنچتا ہے نشانِ معراج خدا کا یہ ہے کہ صاحبِ معراج کچھ چوچ و چہ انہیں رہتی۔ اور یہ بھی مرشد کامل کی بخشش سے ہے۔

کامل ہم عارف ہم عالم باطن صفا عاشق معشوق ہم وصل بحضرت مصطفیٰ

مرشد کامل وہ ہے جس کے حکم میں کُل اور جزو مقامات ذاتی اور صفاتی ٹھہرے ٹھالے کے حکم سے ہوں۔ اور جو مقام طالب اس سے طلب کرے پیرِ نبی اویئے مشقت اس کو عطا کرے اور بخش دے۔ ایسے مرشد کو اللہ کا خزانہ کہتے ہیں۔ ہاں جس وجود میں کہ تاثر اسم ذات اللہ کی آتی ہے اس میں کوئی تاثر نفسانیت دنیا کا نہیں رہتا ہے۔ جو وجود کہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اُس کو خلق اللہ میں کشف و کرامات دکھانے کی حاجت نہیں رہتی۔

## طریقہ قادری

جاننا چاہئے کہ قادری طریقہ دو قسم کا ہے۔ ایک زاہدی، صاحبِ مجاہدہ اور باہشت عوام الناس بلکہ ذکرِ جہر ضرب اور فکر کے ساتھ اور محاسبہ نفس کے ساتھ اور ورد و وظائف کے ساتھ کہ رات کو جاگیں اور دن کو روزہ رکھیں باطن کے مشاہدہ سے بے خبر صاحبِ حال قال کے ساتھ۔ اور دوسرا طریقہ قادری سروری خراب حال قرب وصال کے ساتھ صاحبِ مشاہدہ ایک نظر میں طالب کو پہنچا دیں اللہ کے ساتھ۔ پروردگار کے ساتھ حق الیقین، اس پر اختیار لانا چاہئے کہ نفس کے قتل کرنے والے پیش روں سالار کارزار ہیں۔

## التَّوْحِيدُ وَالتَّوَكُّلُ

حدیث۔ التَّوَكُّلُ وَالتَّوْحِيدُ | توکل اور توحید ملی ہوئی ہے۔ سچ  
تَوَآمَى صِدْقٌ اَلْمَقَالِ وَ اَمَلُ الْاَعْلَالِ | بولنا اور حلال کھانا ہے

معرفت حق کو ایسا آدمی پہنچتا ہے جو حلال کھانے والا اور سچ بولنے والا ہو۔ اور نیز سروری اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جس کو دستِ بیعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو اور اس کے وجود میں خواہرِ بؤ فرشتوں کی سی، شریع محمدی کے ساتھ رفیق ہو۔ اور شریعت

مثل شہر دارالامان کے ہے۔ اور جو راہ اس شہر میں آتی ہے۔ وہ فقر اور شریعت محمدی ہے۔ جس کو علم طریقت اور مقامات توحید سے آگاہی ہو، وہ بادشاہ ہے۔ اور جو خلاف شرع کرتا ہے۔ وہ مردود اور گمراہ ہے۔ اس میں نظر کرنا سو گناہ کے برابر ہے۔

حدیث لَا تَجَالِسُوا مَعَ أَهْلِ  
اَلْهَوَاءِ وَ اَلْبِدْعَاتِ فَاِنَّ فِيْهِمْ عَذَابٌ  
كَثَرًا اَلْحَرَابُ  
اہل ہوا اور اہل بدعت کے ساتھ  
مست بیٹھو کیونکہ بہ تحقیق ان میں غلبہ کفار حرب  
کا ہے

پس مومن اہل علم کو ہمیشہ سکوت اور درستی چاہئے جیسا کہ حدیث ہے :-

مَنْ سَكَتَ سَكَمَ وَ مَنْ سَلَكَ  
نَجَاً  
جو خاموش رہا سلامت رہا اور جو  
سلامت رہا اُس نے نجات پائی ۔  
حدیث اَلْمُؤْمِنُ لَا يَكْذِبُ  
حدیث عَلَیْكَ بِالصَّوْقِ وَ تَوَى  
الْعِجَابُ  
مسلماں جو ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا  
توڑی کو لارم پکڑ اور عجائب کو نہ  
دیکھ

ہر حدیث و آیت تو بشیوی  
بیز قادی سروری اُس کو کہتے ہیں کہ بشیر پر شمسوار ہو اور غوث و قطب اُس کے زیر  
پا ہوں۔ یہ مراتب قادی مریدیوں کو روز اول ہوتے ہیں۔ ماہ سے ماہی تک اُس پر روشن  
ہوتا ہے۔ اور نیز حقیقت اور ماہیت سروری قادری کی وہ ہے۔ کہ ہر طریقہ کے طالب  
کو عامل کامل بنانے اور مکمل کر دے۔ کیونکہ اسم اللہ کے تصور سے اس طریقہ میں تاثر  
تمام ہو جاتی ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے یہ افتخار پاتا ہے ۔

## غوث الاعظم کی تعریف

جاننا چاہئے۔ کہ حضرت مامرزاد ولی اللہ اور قیصر فنا فی اللہ اور وزیر حضرت محمد رسول اللہ  
کے عارف اللہ کے اور مشوق اللہ کے پیر دستگیر شاہ محی الدین قطب بقا اللہ اور  
غوث الاعظم خطاب، اس سبب سے کہ طالبان اور سرمدان سروری قادری کو  
اول روز اہم نظم نصیب اور مجلس حضور محمد مصطفیٰ میں حبیب غالب الاولیا بنا دیتے ہیں  
اس وقت سے مرید اور طالب باطن ضعا ہمیشہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں شامل ہیں۔ سروری قادری صاحب ہدایتہ اور رازدان عنایت بیغایت ہیں۔ اور دنیا و عقبے سے بے غم ہیں۔ دوزں جہان کا تماشا کرتے ہیں۔ ہر ایک دم میں صاحب جود و کرم ہیں۔ کشف و کرامات سے ننگ کھتے ہیں۔ اُن کی نظر ہمیشہ خدا کی وحدانیت پر رہے یہی بادشاہ ہیں کہ سر از معرفت الہی سے آگاہ ہیں۔

غوث و قطب پر بادشہ زیر پیر	پیر یار این چنین مالک امیر
آں دزیر مصطفیٰ داں با خدا	ہر مقامے زیر گامش کردہ پا
غوثِ قطبے شد مریدش از مریدان مرید	ہر کہ منکر شد ازین مطلق بدل اور زبید
بند و باہو بچو گو، ہر کہ میراں شد سلام	ہم جلس شد محمدش برود و فخر حرم

اور یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں جس شخص کو اول خاتم النبی رسول رب العالمین نواز ہوتے ہیں۔ پھر باطن میں حوالہ حضرت شاہ محمدی الدین عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کرتے ہیں اور حضرت پیراس کو نوازتے ہیں اور آپ سے دور نہیں کرتے۔

اور سروری قادری کے چار خطاب ہیں۔ چنانچہ سروری قادری کو صدیق باطن صفا ہمیشہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں رہنے والا کہتے ہیں۔ اور صاحب توصی طے فی الدارین غرق مع اللہ کہتے ہیں۔ اور مشاہدہ بین حق الیقین قوت القدوی بھی کہتے ہیں اور صاحب سراسر اور نظر نظر راہ شیر ز شمسوار بھی کہتے ہیں۔

اور سروری قادری اللہ کے طالب کو ایک نظر میں مطلب پر پہنچا دیتا ہے اور مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود کر دیتا ہے۔ اور نظر سے توحید میں غرق کر دیتا ہے۔ مرشد لائق ارشاد وہ ہے، جس کسی کو کہ حکم خدا سے اور اجازت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور رخصت حضرت پیر دستگیر سے ہو۔ اس کی تلقین سے طالب صاحب یقین مشاہدہ ہیں۔ اور کہ بے حکم خدا اور بلا اجازت حضرت محمد مصطفیٰ کے اور بے رخصت پیر دستگیر کے آپ سے تلقین کرے۔ اس کا طالب اہل بدعت صاحب سرود، و حسن پرست اور ہوا سے نفس میں غرق اور خود مست اور مغرور و ذلت اور شرمندگی اور روسپاہی قیامت کے دن اٹھا دے گا نعوذ باللہ منہا۔

## اقسام درویشی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مہالہ کی شرح میں لکھا ہے کہ درویش پانچ قسم کے ہیں۔ اول درویش کشف القلوب کہ دل کے تمام حالات اور ارادہ سے خبردار ہو۔ دوسرے درویش کشف القبور کہ باطنی راہ سے اہل قبور کے ساتھ ہم سخن ہو۔ تیسرے درویش اذنا دہے کہ مشرق سے مغرب تک خبردار ہو۔ چنانچہ درمیان مشرق اور مغرب کے ایک بیضہ مرغ اس کی نظر سے پوشیدہ نہ ہو۔ چوتھے درویش قطب کہ ہر طبقات ہیں اور آسمان سے خبر دیتا ہے۔ پانچواں درویش غوث کہ ایک سو ساٹھ قطب کے برابر ایک غوث مراتب رکھتا ہے۔ اور غوث وہ ہے کہ عرش پر جو ستر ہزار جبرائیل اور غوث اُس سے فوق کی خبر دیتا ہے۔ اور ایک سو ساٹھ آدمی کی سب عبادت خدا میں شغول اور اُن کے مرتبہ کو نہیں پہنچتے۔ اور اذنا دہ پیر نہیں ہے۔ اور غوث پیر ہے۔ پس جو کہ غولے پیری کا غیر غوث اور قطب کے کرتا ہے، اُس کا دعویٰ جھوٹ اور لغو ہے اور قیامت کے دن روسیاء اور شرمندہ ہو گا۔

مصنف کہتا ہے کہ مراتب غوث اور قطب اور اذنا دہ کے عرش کے اوپر سے زمین کے نیچے تک جتنے طبقات ہیں اس کی سیر گاہ ہیں۔ پس لائق مرشدی اور پیری لکے وہ ہے کہ طالب اور مرید کو اُن کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے اور حضرت پیغمبر صاحب اُسکو تلقین دیں۔ اور ہدایت کریں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت پائے۔

پیر، پیچو پیر، مراتب غول ہر مریدے را کند باقی موصول

پیر کہتے سننے اور پیغام میں نہیں ہے بلکہ تلقین میں پیر سراسر معرفت الہی کا تمام ہے نہیں نہیں، میں نے غلط کہا۔ پیر وہ ہے کہ دنیا کے لباس کو پارہ پارہ کر دے۔ اور دامن دنیا کا چاک کر دے اور نظر پاک رکھے کہ وجود کا مس ایک نظر میں زرقا لہن بنائے نہیں نہیں غلط کہا میں نے۔ پیر مراتب بھی ادب ہے۔ پیر مرشد لائق ارشاد کے وہ ہے کہ اپنے طالبوں اور مریدوں کو اول روز مرتبہ خضر باطنی کا بطل دے کہ خضر ظاہری کو بینائی باطن سے اُن کے مرتبہ کی صفائی کو نہ پہنچے۔ میں خضر ظاہری سے کیا حاصل ہوئے، اور خضر باطنی کس کو کہتے ہیں۔



جان کہ نظر سے خضر ظاہری کے علم ظاہری رسمی اور کسی اور خزانہ ظاہری کہ سیم اور زر ہے اور محاسن حضرت خضر غیبیہ اسلام کی حاصل ہوتی ہے۔ اور جو خضر باطنی سے ثابت ہے۔ اور خضر باطنی سلطان انفقہ کو کہتے ہیں۔ اگر خضر باطنی کسی کے ساتھ ملاقات کرے علم ظاہری فرائض ہوتا ہے۔ اس سلسلہ کہ علم باطنی سے معرفت اور توحید الہی نور کی تجلی کے ساتھ ایسا باطنی متمون قریب وصال میں حضور ہوتا ہے کہ خضر خضر ظاہر سے تین گنا ہے اور نہ خیریم و زر سے اور نہ نفس سے شیطان سے نہ دنیا سے نہ شفق سے اس کو ایک جود کہنے پر ظاہر شریعت ہمیشہ اور باطن میں معرفت الہی تمام پس پیر اور مرشد کہ خضر باطنی کے مرتب پر پہنچا ہے۔ مرشد اور پیر وہی ہے ذکر و تہ اس کو پیر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ راہزن ہے کہ کیا مدت کے دن مرشد اور خوار ہو گا۔

## مرشد کی شناخت

جاننا چاہئے کہ مرشد صرف اور زر گر کے مثل ہو کہ ہر ایک سچ اور جھوٹ کو نظر سے پرکھے۔ جان کہ دل ریاضت سے اور وعدہ خالی رکھنے سے پاک ہوتا ہے اور ریاضت طیر اور سیر اور مشاہدہ زمین اور آسمان کے طبقات ماہ سے تاہی تک۔ اڑنا بھی کامرتبہ ہے اور پانی پر چھینا خضر خاشاک کامرتبہ ہے۔ اور یہ دونوں مرتبہ صدم سے پیدا ہوتے ہیں اور جس کفار کی رسم سے بحث ہے۔ اور سیر اور طیر اور مشاہدہ آسمانی کے مراتب تدقیق اور کفار بھی کہتے ہیں۔ ان کو مراتب ہدایت اور غوثیت اور قطبیت کہتے ہیں۔ بلکہ مطلع ہند راج ہے۔ اور غوث اور قطب بھی دو قسم ہے۔ غوث اور قطب کہ ریاضت کے ساتھ ہو۔ یہ مراتب اہم ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو راہ کہ کفار کی ہو اس سے خلاف چاہئے۔ وہی مرشد ہے جو خلاف کفار کے کرے۔ اور ذمہ شریعت میں مضبوط بائے اور باطن میں حضور محمد ہوں اللہ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔ اور جو حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرامیں اس پر عمل کرے اور بال بھر خلاف نہ کرے۔ اور خدا کو حاضر و ناظر جانے اور خدا کے خوف سے کانپنے + میں اس قوم سے عجب کہتا ہوں۔ کہ سیم و زر کے طالب اور خدا اور رسول سے غافل ہیں میں علم فضیلت تمام اور علم میں جاہلوں کی مانند ہیں۔ ان کے باب میں کیا فرماتے ہیں کہ سیاہ دل باطنی بے صفات دنیا کا طالب دونوں جہان میں پریشان ہیں۔ اللہ میں ماسوائے ہوس +

قوله تعالى - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ لمہ مومنو

کَلَّا تَجِدُنَّ وَاَعْدُوْا وَاَعْدُوْا وَكَلَّمَ  
اَوَّلِيَاءَهُ تُلْفَقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمُؤَدَّةِ ۝  
میرے دشمن کو دوست مت بنا دو جو کہ  
میری بندگی کے لائق نہیں ہیں تیری دوستی کے قابل  
نہیں ہیں کہ دنیا اور اُس کے اہل اور نفس اور شیطان اور کافر خدا سے لڑنے کے دشمن ہیں  
پس خدا کے دوستوں کو اُن سے ترک چاہئے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
ہے کہ میں نیک کردار اور پرہیزگار ہوں۔ اور اُمت صاحب تکلیف سے بیزار ہوں اور  
دنیا سراسر تکلیف ہے ۝

رَوَى مَقْلَبُ بْنُ يَصَارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اِنَّ فُقَرَاءَ اُمَّتِي لَيَنْدُ حَاوُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ  
اَخِيَاءِهِمْ بِخَمْسِ مِائَةِ حَامٍ ۝  
روایت کی معقل بن یسار رضی اللہ عنہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تحقیق میری  
اُمت کے فقیر البدنہ داخل ہونگے امیروں  
سے پانسو برس قبل جنت میں ۝

شرح جان کہ غوث اور قطب صاحب طبقات مقامات اور صاحب درجات  
دنیا نام اور ناموس صفات اور ہے۔ غوث اور قطب غرق ذات اللہ اور ہے۔ اور  
غوث قطب تجرید اور تفرید اور ہے اور غوث اور قطب پیروستگیر اور امیر اور ہے۔ اور  
فنا فی اللہ فقیر اور ہے۔ اور جو غوث اور قطب خدا کی وحدت اور مقام فردائیت میں غرق اللہ  
کے ساتھ اور مجلس محمد رسول اللہ میں حاضر کہ اس کو محض سر دفتر اولیا کرتے ہیں اور ہے ۝

## اولیا کی تعریف

اَوَّلِيَاءِي تَهْتَتَ قَبَائِي ۝  
يَعِيْرُهُمْ عَيْرِي ۝  
یعنی میرے اولیا میری قبائلی ہیں  
اُن کو غیر نہیں جان سکتا، ان کی شان ہے ۝  
شرح درمیان پیرو مرشد کے کیا فرق ہے۔ اور طالب کس کو کہتے ہیں۔ مرشد مراد بخش  
اللہ کی محبت کا طالب کے وجود میں اللہ کے نور سے روشن۔ مرشد کی نظر سے غرق مع اللہ  
آتا ہے کہ جو آ اور تہی سے سب نکل جاتی ہے۔ اور باطن کی لہ میں اول پیر کو چاہیے۔  
کہ مرید کے سر سے سات بال گین کر ہاتھ میں لے اور مقراض سے تراشے اور سات مرتبوں  
پر پہنچا دے چنانچہ اول بال کے تراشنے سے مرید کے وجود میں جمعیت نکلے کہ دل غنی ہو۔  
در حص نہ ہے۔ اور دوسرے بال تراشنے سے ذکر محال ہوا و حسد نہ رہے۔ اور

تیسرے بال کے تراشنے سے معرفت الہی منہ دکھائے اور غرور نہ رہے۔ اور چوتھے سے اللہ کے نور کی تجلیات اور شوخیزیں ہو اور بغض نہ رہے۔ اور پانچویں بال کے تراشنے سے مشاہدہ ظاہر ہو اور عجب نہ رہے۔ اور چھٹے سے مجلس آئینا اور اولیاء کیصال ہوئے اور غصہ نہ رہے اور ساتویں سے مشاہدہ حقیقی اور لذت تحقیقی حاصل ہو۔ اور پردہ اٹھ جائے اللہ کے اور اس کے درمیان کا +

یہ مرشد کامل کی نظر سے حاصل ہونا ہے۔ جو مرشد کہ خود طالب دنیا مراد رکھا ہے۔ وہ غوار ہے اور مثل کھاؤ و عصار کے ہے +

جان کہ اول پیر مرید کو ظاہر اور باطن مزار کو کھانے نہ دے۔ اگر اتفاقاً کھالے اس کے وجود میں قرار نہ پکڑے بلکہ مٹے یا دستوں سے نیکل جائے۔ پیر کے شان کا یہ نشان ہے نہ پیر دنیا کے واسطے پریشان +

پیر کو چاہئے۔ کہ اول مرید کو سات طبق زمین اور سات طبق آسمان کے ظاہر کر دے اور لوح محفوظ اس کے مطالعہ میں کر دے۔ جو پیر مرید کے سات بال تراشنے سے ان مراتب پر پہنچائے، پورا پیر ہے اور نہ حجام ہے +

مصطفیٰ کہتا ہے کہ نہیں نہیں! میں نے غلط کہا۔ یہ پیر بھی ناسوقی ناقص اور ناتمام، مذرتب زمرید سے اس کو لینا حرام ہے۔ اس طریق سے بے توفیق مرید کو بہت پیریں اور دُنیائیں پیر کے کیا مراتب ہیں یعنی اہل دنیا کو مرید کرنا حرام ہے۔ دلی سیاہ روز و شب گناہ کی طلب میں ہے۔ اور پیر کو دنیا کی ترقی مرید سے اور رجوعات اور اس کے آداب کا نگاہ رکھنا گویا شیطنیت ہے۔ اس واسطے کہ جب اہل دنیا پیر سے روگرداں ہوئے تو خواب میں شیطان پیر کی صورت میں آتا ہے۔ اور اہل دنیا کو چار پائی سے لوٹ دیتا ہے پس جب بیدار ہوتا ہے۔ پیر کی ملازمت میں ادب کے ساتھ مشرف ہوتا ہے۔ اور اپنی حقیقت اور احوال ظاہر کرتا ہے کہ پیر میرا بڑا تبر و دست ہے۔ اور وہ حالت نہیں جانتا ہے پیر جہنمی باطن سے محروم ہے اور معرفت حق سے خلافت ہے اور اس کے مرید اس کی کرامت کی شیخیاں مانتے ہیں۔ جو اس طریق سے مرتبہ نہ رکھے خلق اس کو پیر نہیں کہتی ہے اگرچہ پیر سخیہ ہو دے +

جاننا چاہئے۔ کہ مرتبہ فقیر کا یہ ہے کہ اگر اہل دنیا کی طرف نظر کرے۔ اور وہ اہل دنیا اگرچہ مثل حضرت ابراہیم کے ہو کہ بادشاہ تھے اور شاہی ترک کر دی اور خاک پر سوئے +

نمدہ اوٹھے اور رات دن تپا ہر باطن اندر کے ذکر اور اطاعت میں کوشش کرے اور گھر چھوڑ کر  
اور خلق سے دور پڑے اور صبح و شام اللہ کی طلب میں رہے۔ اور شغل اللہ میں غرق ہو۔ اور  
دوام مع اللہ کو فہمیت جانے اور دنیا اور اہل دنیا کی طرف منہ نہ کرے۔ اور لباس شریعت  
کا پہننے۔ اور خاموشی میں کوشش کرے۔

مصنّف کہتا ہے کہ خاموشی میں ستر ہزار فائدے ہیں۔ اور وہ ستر ہزار فائدے سات  
کلموں میں جمع کئے گئے ہیں۔ کہ ہر کلمہ ایک ہزار و پانچ فائدے ہیں۔ مچا پنچہ اوّل خاموشی کا راحت  
کراٹا کا تین سے۔ اور دوسری خاموشی جہاوت بے رنج تیسری زینت ہے بے لباس۔ چوتھی  
باوشلمی ہے بلاسلطنت۔ پانچویں قنقہ ہے بے عمارت۔ چھٹی بے نیاز می ہے بمعزرت  
چاہنے سے۔ ساتویں عیب چھپاتی ہے۔

مصنّف کہتا ہے کہ خاموشی سب میں خود فروشی ہے۔ یہاں تک کہ دل اللہ کے  
ذکر سے شور میں۔ اور غرق مع اللہ ہرگز بیہوش نہ ہو۔ مَن عَرَفَتْ رَبَّهٗ فَقَدْ فَهِمَ لَیْسَاتُہٗ  
جس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اُس کی زبان بست ہو گئی۔ عارف باللہ کا یہ نشان ہے۔ جو یہ  
مکان نہ رکھے پہچان ہے کہ طلب خاموشی کا یہ ہے۔ کہ جیب دل کی زبان کھولے منہ بند ہو  
باتا ہے ہرگز بات نہیں کرتا۔ اس واسطے کہ صاحب خاموشی خدا کو حاضر جانتا ہے گویا ہر جہاں  
آیہ کے وَہُوْا مَعَهُ یَا مَنَّا کُنْتُمْ وَہُوْا مَعَهُ سَاۡتِرَہٗ سَاۡتِرَہٗ اُوْہِیْہٖ اُوْہِیْہٖ اور جب توجہ ان لے  
کہ خدا تیرے ساتھ ہے۔ پھر کسی سے ڈر نہیں اور نہ اندیشہ۔ اور اگر توجہ انے کہ خدا تیرے ساتھ  
نہیں ہے مشرک اور خراب ہو گا۔ نعوذ باللہ منہا

نماک و نماک بہ یک ہو زیادہ ناچیز کفر  
ماکہ دو قلم تو جہد نماک آمدہ ام

جب ہووے مطالعہ کے ساتھ دل کا ورق عرق ہو۔ اس کو کوئی چیز خوش نہیں آتی۔  
خلق میں بے شعور اور خالق کے ساتھ حقیر ہے۔

باہوا بردار دل زان تا پسند مجھ خدا باد دیگرے دل را پسند  
جب ذکر خدا کا وجود پر غالب آتا ہے قید کر لیتا ہے سوائے ہُو کے اور کچھ نہیں ہوتا  
دے بے یاد حق مطلق گناہت بخود مشغول بودن کفر راہ است  
ترا ہر دم کشد پندار بہستی سوائے ظلمت سوائے بُت پرستی

خودی کفر است نفی خوش کن زود کہ جز حق در حقیقت نیت مقصود

موسے کی طلب پیشوائے پیراہ ہے اور دنیا کی طلب پیرگراہ ہے۔ جو پیر مریدوں کو معرفت خدا کی طرف لیجاتا ہے وہ ہوشیار ہے اور اُس کے مرید لائق دیدار پروردگار کے ہیں جیسا کہ میرا پیر حضرت شاہ حلی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز کہ ہر روز ہزار مرید پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں شرف کراتے ہیں۔ اور سات منصب لائے ہیں اور توحید میں غرق کر دیتے ہیں اور مرید سبقت غوث اور قطب سے لیجاتے ہیں اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ لَا یَمُوتُوْنَ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ سُرَتے نہیں ہیں۔ اور ہرگز دنیا کی طرف منہ نہیں کرتے۔

سکے درگاہ میراں شو چو خواہی قرب بانی

کہ بر شیراں شرف دار و سگب رگاہ جیلانی

جس کسی نے مرتبہ غوثیت اور قطبیت سکے اور سعادت اور نعمت اور ولایت پائی ہے بیس پائی ہے۔ دونوں جہان کی کنجی ان کے ہاتھ میں ہے جو ان سے منکر ہے وہ مردود ہے اور اہلس ہے۔ اور جو اللہ کا بندہ مومن اور مسلم امت پیغمبر صاحب کی ہے۔ وہ غلام حضرت کا ہے کوئی ان کی مریدی سے باہر نہیں ہے اور جو باہر ہے اُس کو معرفت کی راہ حاصل نہیں ہے اور وہ سلب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کا خطاب غَوْثُ الثَّقَلِیْنِ غَوْثُ الْحَیِّ وَالْاَدْنٰی وَالْمَلٰئِکَۃِ ہے عقلتہ کو اتنا ہی اشارہ کافی ہے۔

## قدمی علی رقاب کل ولی اللہ کی بحث

اس واسطے کہ قدم مبارک حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا آپ کی گردن پر رکھا ہے اور اُن کا قدم گردن پر تمام اولیاء اللہ کے شاہد مَحْمُودُ الدِّیْنِ بَقَا بِاللّٰہِ سَبِّحُ اللّٰہُ غَوْثُ الثَّقَلِیْنِ غَوْثُ الْحَیِّ وَالْاِنْسِ وَمَلٰئِکَۃِ الْاَدْنٰی وَالْاَعْلٰی وَصَلِّ فِیْہِ

آپ کے فرزند نے عرض کی کہ آپ مجھ کو کچھ وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے تقوے کو لازم پکڑو اور سوائے خدا عزوجل کے ہرگز کسی سے مت ڈرو۔ اور مت کسی کو سوائے اللہ تعالیٰ کے جان۔ اور اپنی حاجتیں سب خدا کے سپرد کر کوئی نعمت اُس سے علیحدہ نہیں ہے۔ پس سب اسی سے مانگو اور رسول خدا سے تعالیٰ کے

کسی پر وثوق مت کر توحید لازم پکڑ ۛ

فرمایا آنحضرت رضی اللہ عنہ نے میرے اور تمہارے اور تمام خلق کے درمیان میں اتنا  
بُعد ہے۔ جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان میں۔ پس مجھ کو کسی پرست قیاس کر اور نہ  
کسی کو مجھ پر ۛ

فتوح الغیب اور اسی طرح مفتاح الفتوح اور بھیجے الا سراسر میں ہے فرمایا  
حضرت نے میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے ۛ

جیسا کہ حضور عالم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء میں۔ اسی طرح حضرت سید الدین  
جان روشن دین عارف باللہ شیخ الیقین شاہ حجت الدین قدس اللہ اسرارہم ختم الاولیاء میں۔ اور  
ختم الفقرا اور ختم المعرفین اور ختم الولاہیت اور ختم الہدایت اور ختم العناہیت میں۔ بقا باللہ کے  
برکات کے پہنچانے والے غرق ذات، وزیر حضرت، وزیر حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم  
و سلم کے، دوام حضور کہ دونوں جہان کی کچی ظاہر اور باطن ان کا مرتبہ ہے۔ جو ان کے مراتب کا  
زندگی اور موت میں دعوے کرے کا ذی اور دروغ ہے کہ شاہ حجت الدین میرا پیر دنیا اور دین زندہ جان  
ہے۔ میری جان اور جان سے نزدیک ہے۔ جو کوئی نزدیکتر پیر کو جان سے نہ سمجھے۔ اس  
کو مرید نہیں کہہ سکتے پریشان ہے۔ اور قدم حضرت پیر کا شریعت پر ہے کہ شریعت میں ایک  
حرف ہے۔ اور اس حرف سے حضرت پیر کو تمام شرف ہے۔ وہ حرف ہے: یلم اللہ الرحمن الرحیم  
گئی۔ اور بے بناء سلام ہے اور بناء اسلام میں مسلمان تمام ہے۔ آپ کی کنجی ہمیشہ  
ہم گم نہ ہوگی۔ اور آپ کے مرید عارف باللہ اور صاحب کلید ہیں۔ اور توحید میں غرق۔  
اور طریقہ قادری میں کوئی تقلید نہیں ہے۔ مع اللہ عارف باللہ ہیں۔ کوئی خانوادہ اور  
طریقہ ابتدائے قادری کو نہیں پہنچا ہے اور کوئی کہے کہ پہنچنا ہے دروغ ہے اور لاف ہے ۛ  
شرح حضرت پیر دستگیر شاہ حجت الدین قطب الاقطاب کے طالبوں کو ہر دم خدا تعالیٰ  
کے ساتھ جواب باصواب ہے ۛ

آپ اپنے طالبوں سے گناہ صغیرہ اور کبیرہ نہیں ہونے دیتے۔ آپ کے طالب  
ہمیشہ اپنے حال پر ہیں۔ اس واسطے کہ آپ کے طالب جو گناہ کرتے ہیں۔ آپ پوشیدہ اور  
ظاہر اس کو معاف کر لیتے ہیں۔ اور مجلس حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
میں ہوتا ہے۔ سب پر آپ کے مراتب کے آگے فروہ اور آپ زندہ و قدرت

سبحان ہیں۔ عالم اور فقیر اور امیر مثل آپ کے مریدوں کے ہیں۔ مگر وہ جو عالمِ عال اور فقیرِ کمال اور امیرِ عادل صاحبِ انصاف ہیں۔ اور یہی تین انسان ہیں۔ اور سب حیوان کا کَلَامِ بَنَیْ هُمْ اَدْنٰیٰ مُثَلِّ چوپایوں کے ہیں۔ بلکہ وہ بھی بہت گمراہ ہیں۔  
اور حضرت پیر مریدوں کے ساتھ ایسے ہیں جیسے جانِ جسم کے ساتھ اور آفتابِ ذرہ کے ساتھ اور درختِ پتوں کے ساتھ اور مہرِ نگینہ کے ساتھ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ سکے ساتھ جب ایسی صفت کا پیر نہ ہوئے اس کے مرید ضرب اور وہ عذاب میں ہوگا۔ نعوذ باللہ منہما۔

بیرست الست خدا پرست و مدت کا پیالہ پینے والا چاہئے۔ نہ آبائی و اجدائی استخوان فروشن۔

میرا پیر ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاہِ محی الدین ہے۔  
آپ نے فرمایا کہ میرا مرید ایمان پر بیٹھا۔ اور آپ نے فرمایا ہے، اے میرے مرید  
مست در اللہ میرا رب ہے۔

جان کہ جب حشر کو سب پیغمبر نفسی نفسی کہینگے۔ سیدنا و شفیعنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی اتنی فرما بیٹھے۔ اور ہمارے پیر حضرت محی الدین مریدی مریدی کہینگے اور جس وقت حضرت سرور کائنات علیہ التیجۃ والصلوٰۃ نے فرمایا کہ قدم میرا تیری گردن پر ہے اور تیرا قدم لے محی الدین ہر ولی اللہ کی گردن پر۔

اس حالت میں سب ولی اللہ، حضرت علی ولی اللہ کے آگے التجا لائے کہ پیغمبر صاحبِ نیوں فرمایا ہے توجہ فرمائیے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے عرض لائے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے علی حضرت شاہِ محی الدین میری آل اور تمہاری اولاد سے ہے جو لائقِ فرزند کے قدم کو اٹھا کر اور کا ندھوں پر بٹھا کر گردن پر رکھ لے تو عیب نہیں ہے پس اول حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عزت دی۔ بعد اس کے حضرت پیر نے قدم گردن پر تمام اولیاء کے رکھا۔ اور ہر ولی اللہ سعادتمند ہوا۔ اور ہر ایک نے مرتبہ ولایت اور ہدایت کا پایا۔  
آپ کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہے یا رافضی ہے یا خارجی یا غیر شرع رائدہ دو گاہ گمراہ ہے۔ اور جس کو آپ نوازتے ہیں۔ ایک نظر میں اولیاء اللہ بناتے ہیں۔ اور جس کو ڈالتے ہیں۔ اس کو کوئی نہیں اٹھا سکتا۔

## سماع کا بیان

جہان کہ عارف غرقِ مہرِ اللہ یا خبر کو آوازِ سرود کی مثل آواز گدھے کے معلوم ہوتی ہے  
چُناںچہ آوازِ سرود کی شیطان کھینچتا ہے اور لذت دیتا ہے۔ حسن پرست زنا کار کو نہ  
خدا کے پہنچنے والے کو سہ

عارفانِ بے غم طربِ مستِ حال      متئے ایشان خاص از وہ رتِصال  
جہان کہ بارہ برس سے ریاضت اور سماعِ سرود کا طریق اگر کسی کو روشن ہوا ہو نہ بر ذریعہ  
سے بہتر ہے۔ سروری قادری ایک نظر کے ساتھ فیضیاب کرتا ہے جیسا کہ آفتاب کی نظرِ درہ کو سہ  
بیقراری ذرہ دانی از کجیا      بیقرار از شوقِ گرد و در ہوا  
ہمچو قافوس است خیالِ سوزا و      در میان پردہ بیند رہو برو

مقامِ قلاب تو سین جانین ہے اور ہر طرفیہ قادری سے بڑے دنیا آتی ہے۔ قادری ہرری  
انشاء اللہ الصمد فارغ ہے۔ ان کا خوابِ مشاہدہ اور کھانا بچا ہوا اور دستی ہوشیاری اور دل  
بیداری میں ہے۔ عاشقوں کی ریاضت خونِ جگر کھانا اور باطن میں ان کا حال مت پوچھ سہ  
توحید چو آفتابِ یاشدن است      ارچہ شہرِ طبعان ہرسانِ شندن است  
گر خلقِ اینست حاجتِ عزتِ نیست      از کو رچہ غنیلج نہاں شندن است  
حضرت سلطانِ ابراہیم اوہم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ نے ایک  
بزرگ کو لکھا کہ تجب ہے۔ اس قوم سے کہ جو رات دن خواب میں ہیں اور قافلہ چلا جاوے  
اور جانتے ہیں کہ منزل اور مقام پر پہنچ گئے۔

بزرگ نے جواب میں لکھا کہ اے برادرِ بس راہ میں مردانِ خدا جاتے ہیں کہ رات  
دن خواب میں رہیں، جب قافلہ منزل کے نزدیک اور مقام پر پہنچے ان کو زیادہ دیکھ۔ کہ  
ہزار برس کی راہِ نیم قدم کے برابر بھی نہ ہو۔ یہ وہ طائفہ ہے کہ ان کو خواب اور بیداری ایک ہے  
اور مستی اور ہشیاری ایک۔ اور اکل اور شرب اور بھونک ایک۔ ہے۔ ان کے مرتبے ایسے ہیں  
کہ ہمیشہ ان کو سیر اور مشاہدہ ہے۔ اگرچہ ان کا جسم دنیا میں ہے۔ لیکن دل آخرت میں ہے۔  
مصطفیٰ حضرت باہو گھتا ہے کہ جو دنیا اور آخرت سے اٹھ گیا۔ اور راہ مولے میں  
غرق ہو گیا، مقامِ علیتین میں ہے کہ باطن سے اُٹے ہے۔ سپر زبانی اور مشاہدہ اسرار



سبحانی کرتا ہے۔ اُکٹھ اُس کی دل سے ہے، وصل اس کا لاپر ہے۔ اس کو صاحبِ حقیت کی کامل غالب بنفس کہتے ہیں یعنی نفس اُس کا غلام ہے۔ ان مراتب کو حق الیقین کہتے ہیں۔ ظاہر اُس کا اگرچہ حال درست اور باطن صحیح ہے۔ بہر حال احوال معرفتِ الہی سے متفرق نہ ہو سکتے۔ اگرچہ صغیر اور کبیرا گناہ اُس سے واقع ہووے۔ اُس کے وجود میں گناہ ناظر نہ کیڑے۔ اُس اُسے کہ ہر دم توبہ کرنے والا ہے کہ ایسے حال کو شدت، رضا، منع عطا، جفا، قدر اور قضا برابر ہے۔ کھانا اُس کا دوم ریاضت ہے اور خواب اس کی بیداری مشاہدہ نور سے اللہ کے نور کے ساتھ ہمیشہ بیدار ہے۔ اول اُس کی لذت خدائے نفس اور حقیقت معرفتِ الہی کی اس کو ہمیشہ وحدانیت کے مراتب کی رتی میں ناپا ہر خلق میں اور باطن خالق میں۔ ان معنی سے اکٹھا کرنا نفس کی جڑ کا ہوا سے ریا۔ سے اور لینا ہمیشہ خدائے کے ساتھ ایسا دائم میر ہے ۔

مصنف کہتا ہے کہ مرشد کامل کے نزدیک مبتدی اور منتہی برابر ہے۔ کہ معرفت اور شریعت ایک ہے جو معرفت کا دریا نوش کرے عارف باللہ لباس شریعت کا پہنے چنانچہ مقام علم الیقین آفتاب دکھلائے۔ اور تاریکی ظلمات شب کی آفتاب کے نکلنے سے ابود ہو جاتی ہے۔ اور مقام عین الیقین پر جب پہنچا۔ حق الیقین کا امیدوار ہوا۔ اس کے وجود سے باطل کٹھ جاتا ہے۔ علم الیقین اور عین الیقین حق الیقین کہہ سکتا ہے۔ اُس کے یقین سے یقین حق ہوا۔ اور حق پہچانا۔ اور حق مانا۔ اس کو مطلق عارف ختم الفقرا کہتے ہیں۔ کہ مقام رضا اور قضا سے برابر ہے۔ خدائی اللہ بقا باللہ۔ اور مرشد کامل کے طالب کو ریاضت درکار نہیں ہے اس واسطے کہ وہ مثل دریا کے ہے۔ اور وجود کشتی اور طالب مشاہدہ بین ہر دوسرا کا، ایسا مرید اور طالب راہِ خدا میں چاہئے۔ اور مردہ دل کو ریاضت لازمہ ہے۔ اور یہ سب مراتب دولت اور برکت شریعت شریف سے لازمہ ضروری ہے۔ اور زندہ دل صاحب راہ کو کوئی ریاضت درکار نہیں ہے کہ ہمیشہ باحضور ہے۔

پاک روشن راکن از فاقہ عیب گنج الہی نگین ادرا بحیب

ہاں آدمی کو وہ احوال چاہئے کہ وصال کے ساتھ ہو

شیخ گجا دانہ ذوق کیا ب شیشہ چہ آگاہ تر بوبے گلاب

ذکر قلبی کے جلنے سے اور ذکر غیر سے کچھ فائدہ نہیں ہے، سوائے مشاہدہ اُس شخص کے

کہ آپ غرق مشاہدہ میں ہو۔ جیسا کہ شیشہ گلاب کی خوشبو سے کچھ فائدہ نہیں کھتا ہے یہاں تک کہ دوسرے کو بلا کسب اور بلا محنت کے خوشبو سے محط کرے۔ اور عارف کامل اور علمائے عامل کو دونوں آنکھ ایک چشمہ ہیں۔ ایک آزل کی دوسری ابکی۔ دونوں کے درمیان میں دنیا کیا دیکھتا ہے کہ سوائے ماسوائے اللہ کے اور نہ دیکھے بحیثیت میں بندہ جائے ورنہ یقین ہو جائے۔

جان کہ رازِ مُتنت انبیاء کی ہے۔ اور صاحب راز مجلس میں انبیاء کے پہنچتا ہے۔ اور ریاضتِ مُتنت اولیاء کی ہے اور صاحب ریاضت کے ساتھ مجلس میں اولیاء کے پہنچتا ہے۔

گویا میں داوراں باور نے داندوے  
بکس ہمہ قلب و دغل در کارِ دادرے کند

## اہل دل کی صفت

جوابِ مصنف

اہل باطل کے شود باقی شناس  
گر دلائل صد سیاری باقیاس  
دلِ دغا تر مردہ انصاف پسند  
حرفِ حیرت بخش اللہ سو مند

جان کہ خواب اور صاحب خواب نہیں قسم کے ہیں۔ اول، دل مُردہ ہیں اہل دنیا اور اہل ظلم اور اہل جہل، ان کو خواب خیال ہے یعنی غنبات سیاہی دل اور گہرا ہی سے اور سیاہ دل اللہ کی نظرِ جنت سے محروم ہے۔ دوم خوابِ صاحب خواب عالمِ علم تفسیر اور احادیث کا خواب۔ علم سے خوب احوالِ قالِ اعمالِ کمال ہے۔ سوم خوابِ صاحب خواب کو بھی صرح خواب کی جو کہ مجلسِ جہم کے ساتھ صورتِ صورتِ جوان لباس سفید دیکھے۔ مراتبِ ابتدا کی ہے۔ اور جو کہ مجلسِ روحانی لباسِ سُرخ اور صورتِ دو موئے دیکھے۔ مراتبِ متوسط ہیں۔ اور جو کہ مجلسِ صورتِ نوریش سفید اور لباسِ سُرخ شہادت دیکھے مُنتہا ہے۔

اور ذکرِ جہر و دشم ہے بعض ذکر کو جلالت پیدا ہوتی ہے، اور اس کی جلالتِ خالی دماغ سے ہے لکن جلالت سے اس کے مُتہ سے کلمہ جہل اور کفر اور شرک کا لکھتا ہے۔ حکمت یہ ہے کہ ذکرِ جہر سرود کے ساتھ جو نام اللہ کو سرود کے ساتھ کہے اپنے آپ کو رسوا کرنا

ہے اور بےب شرک اور کفر کا ہے نعوذ باللہ منها ۔  
اور بعض کو ذکر جبر سے جو ہر جمعیت کا پیدا ہوتا ہے اور جو ہر محبت ہو یہاں ہے کہ وہ  
جھاڑو دل اور زبان کی ہے ۔

ذکر خفیہ خلوت رحمان ہے ۔ اور ذکر خفیہ کا مکان لامکان ہے یہ ذکر نہیں ہے کہ ذکر  
کے ساتھ واسطے دنیا کے پریشان ہو نہ بنا کر میں اور شعور نہیں کہتے ہیں ذکر حضور سے ۔  
اور نیز شرح خواب اس شخص کی کہ واسطے زیارت بزرگ کے اور تحقیقات مراتب کے  
یا واسطے اپنے نصیب کے یا واسطے اجازت رخصت کے یا واسطے کاروباری اور دنیوی  
کے نماز استخارہ پڑھے اور خواب میں جائے ۔ اور خواب میں کوئی شخص خوبصورت دیکھے  
کہ اس کو کسی کام کے واسطے حکم رخصت کا کرتا ہے اور یا کسی کام سے مانع ہوئے پس  
کس طور سے معلوم ہوئے کہ وہ شخص شیطان ہے یا بزرگ ولی اللہ اس سے تحقیق کرنا  
چاہئے کہ اگر وقت اجازت اور رخصت کرے یا مانع ہوئے، اس وقت قلعہ خیر پڑھے  
یا اس وقت اللہ کا نام انشاء اللہ کے یا درود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے یا ذکر  
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے یا دعا کو ہاتھ اٹھائے اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ دُعَاءَ الْخَيْرِ ۔  
جاننا چاہئے ۔ کہ شاہ بشارت کے ساتھ انبیاء اور اولیاء سے ہے عین مجلس خاص حقیقی  
سے ہے اور جو بشارت اس صفت سے موصوف نہ ہو ۔ خواب اور خیال ہے یا اشارہ شیطان  
سے ہے پریشان ۔ اور ذکر فقیر کی خواب نہیں ہے ۔ اس واسطے کہ غفلت نہ کی، بلکہ اللہ عام  
حق سے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتا ہے کہ جواب باصواب ہے  
اور خواب اس فقیر کا کہ جو برابر باطن سے بے خبر ہے ۔ اور درویش زندہ دل و شفیق  
کو خواب اللہ کے ذکر اور اللہ کے نام سے وصال اور لازوال مشاہدہ کے ساتھ غرق  
حال اللہ کے نور کے ساتھ عین بعین ہے ۔

مطلب یہ ہے کہ شرح خواب کی موافق صاحب خواب کے تعبیر طلب کر عالم صاحب  
تفسیر سے یا طلب کر فقیر و درویش صاحب معرفت الہی روشن دل سے ۔  
خواب طالب دنیا کا اور طالب حق کے کا اور طالب مولے کا، جو کہ خواب میں حیوانات  
شیر اور وحش مثل سانپ اور چھو کے دیکھے، دل اس کا سیاہ حب دنیا سے بھرا ہوا ہے  
اور جو کہ خواب میں بلخ اور بوستان اور بام بلند خانہ مثل قصور اور حور و بیوہ و زنت وغیرہ دیکھے

معلوم ہوا کہ اس کا دل طلب عشق کا ہے۔ اور جو کہ خواب میں ذکر اللہ اور نماز کعبۃ اللہ یا حرم میں مدینہ کے، اور آفتاب ماہتاب دیکھے، اور دریا آب رواں اور مجلس انبیاء اذیاء ذوق شوق نور اللہ کے ساتھ تجلیات دیکھے طالب سوائے اسے اور سب سے بہتر ہے پس خواب مثل عبادت معاملات اور غرق فی اللہ اسم ذات ہوا۔ خواب موافق صحیح بیان کے اور خواب جیوان اور خواب انسان اور خواب پریشان اور خواب نادان اُس کی تعبیر مثل کے ساتھ ملوث نقل کے ہے۔

اسم اللہ سمجھو در دل آفتاب      ظلمت از انوار او گرد خراب  
نام اللہ گشت آساں بربال      کنبہ اللہ مشکو است ستر نہال

اللہ کے نام پر آدمی کو اس قدر صدق اور یقین اور اعتبار اور عمل چاہئے کہ خج اللہ ھو اللہ کہاہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر حد سے زیادہ اخلاص اور محبت اور یقین تھا۔ کہ شرح اللہ کے نام کی دفتر کے دفتر کتابوں میں پاسکتے ہیں۔ جو کوئی اللہ کے حام پر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر یقین نہ کرے منافق ہے اگرچہ معمولی طرح کلمہ طیب پڑھے۔ مگر خداوند کی قدر اور کلمہ کی تصدیق نہیں جانتا ہے۔ اور اللہ کے نام میں اُم اعظم ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں صراط مستقیم ہے۔

جہاں کہ تمامیت فقر اور معرفت الہی بہتہ چیز سے تخلیق رکھتی ہے کہ پانچ باتیں ابتدائی ہیں۔ چنانچہ طلب باطاعت اور ذکر با فکر اور حیرت با مطالعہ مرگ۔ اور پانچ متوسط ہیں چنانچہ صحبت مردانگی کے ساتھ اور استقامت مکاشفہ کے ساتھ اور محاسبہ نفس کے ساتھ اور محاسبہ کشف قبور کے ساتھ اور پانچ منتہی ہیں معرفت یقین کے ساتھ اور یقین ذنابی اللہ کے ساتھ اور فنا فی اللہ بقا باللہ کے ساتھ اور بقا باللہ تفکر کے ساتھ۔

اور تفکر چار سیر ہیں۔ اور ان کا مشاہدہ علیحدہ علیحدہ ہے۔ اول سیر نفس جس نے نفس کو پہچان لیا۔ دوسری سیر قلب جس نے نفس کو پہچان لیا کشف القلوب ہوا۔ تیسری سیر روح جس نے روح کو پہچان لیا محسوس حاکمیت میں کشف القیود ہوا۔ چوتھی سیر ستر جس نے سر کو پہچان لیا، مقام مشاہدہ میں اسرار الہی دریافت کیا۔ اس مقام میں انسان کامل ہوا۔ اور لائق طلب و ارشاد کے ہوتا ہے جس نے ان چار ولایت کو کہ ولایت نفس اور ولایت قلب اور ولایت روح اور ولایت ستر ہے۔ طیر اور سیر سے طے نہ کرے۔ لائق یقین طالب

کے نہ ہووے۔ اور تفکر میں پختگی وجود کے برتن کی نصیحت کے ساتھ ہے نہ نزدیک عارف باللہ صاحب باطن حق پسند کے ۔

میں اُس قوم سے عجب کھتا ہوں۔ کہ قلب کے پارہ گوشت کو تفکر کے ساتھ ہم باندھ کر ہاتھ میں اور پھرتے ہیں۔ احمق اور نادان ہیں اور کچے جیوان ہیں۔ یہ راہ نہیں ہے۔ بلکہ اس راہ ہم اور رسوم کو نفس کی زندگی گواہ ہے اور ابھی ضلالت کے جنگل میں دنیا کی عزت اور جاہ میں گنہ ہے اَلْعَاقِلُ مَنَكْفِيهِ اِلَّا شَارَةً بِعَيْنِ عَقْلِهِ كَوَ اِيك اِشَارَه كَافِي هِيَ۔ عیال را چربیاں ۔

راہ بے باہر راہ رسول	ہر دمے عارف شود با حق قبول
اقتیابے نیست دم بستن ہوا	یک دم معراج حاضر مصطفیٰ
صد ہزاراں شکر باہو یا ز شد	ابتدا و انتہا نش را ز شد

اللہ بس ماسوے اللہ ہوں ۔

جان کہ نفس کو دنیا کی ولایت سے اور قلب کو ولایت عقیلہ کی اور حب بہشت کی اور روح کو ازل کی۔ اور سر کو مولا کی توحید مطلق نور کی چپہ سچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ +	اللہ تعالیٰ مومنوں کا ولی ہے اُن کو
	ظلمات سے نور کی طرف لے جاتا ہے ۔

ذکر اور فکر نور ہے اور ذکر صاحب حضور ہے۔ ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ الہی کی عوام حضور میں ہے۔ جو ذکر حضور نہ ہو اس کو ذکر نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ خدا سے دور ہے اور معمولی ذکر اور فکر کا نزدور ہے ۔

بہان کہ فقیر لایحیاج منتہی ہے۔ جیسا کہ عارف منتہی اور صاحب ذکر اور فکر منتہی اور صاحب ذکر حضور منتہی اور صاحب دعوت کامل کمال۔ دعوت میں تمام وہ ہے۔ کہ مشکل فرشتہ اور جن کل اور جہنم رات گرد صاحب دعوت کے طرح طرح کے کھانے پانے پر رکھے کھڑے رہیں۔ اور لیٹنے پانی اور بعض نقد سیم و زرا اور بعض زیور اور بعض نقش لکھ کر اسطے مسخرات خلق کے اور بعض ہتھیار رکھیں یا نہ کہ کرواتے لڑائی کے اُس کے حکم کے تمام منتظر اور اُس کی قید میں ہستے ہیں۔ اور وہ کچھ نہیں لیتا کہ اُس کی فطر خدا پر ہے۔ اور یہ سب راہزن گمراہ ہیں۔ فقیر کا قدم بیشتر آپ سے جدا ہے ۔

جان کہ مرشد مبتدی سے مقام بتدریج حاصل ہوتا ہے کہ خام ہے اور متوسط سے مقام متوسط حاصل ہوتا ہے کہ ناقص ناقص ہے۔ اور نشتی سے مقام منشی پر مشرف ہوتا ہے کہ عازم تمام ہے۔

جان کہ طالب صاحب دانش وہ ہے کہ مرشد سے کوئی مقام مبتدی اور متوسط اور نشتی طلب نہ کرے، سوائے کہ کن کے، جو وہانیت کی کنہ کو پہنچتا ہے۔ اس کی زبان پر کن کامل ہوتا ہے۔

کن مرازاں کن شود زان روز کن

جاودانی درہ کن از کن سخن

جان کہ تفکر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ جب عارف باللہ تفکر میں آتا ہے تماشا اٹھارہ ہزار عالم کا دیکھتا ہے۔ اس وقت فکر میں آوے کہ اللہ تعالیٰ بہتر ہے، دونوں جہان کے مشاہدہ سے جو دونوں جہان کو چھوٹا جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہتر جانتا ہے اس فکر میں۔ اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دونوں جہان کی عبادت سے زیادہ بخشتا ہے جیسا کہ حدیث ہے :-

تفکر ایک ساعت کی بہتر ہے دونوں

التفکر ساعة خير من عبادۃ

جہان کی عبادت سے ۔

التفکیر

جس کسی کو کہ ستر نہاں ہے ہمیشہ ہر زمان میں حاضر ہے اور اس کو اس سے حیرت ہے۔ اور حیرت میں ترک دنیا پیدا ہوتی ہے۔ ترک دنیا سراسر عبادت ہے۔

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

زہر زہر چہرہ اکر دی خوشی

## زہر زرد چہرہ علم و فضیلت زہر زرد چہرہ ادب و اہلیت

باننا چاہئے۔ کہ پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج قایم تو سین کو پہنچے۔  
کس راہ سے اور اس راہ کا کون گواہ ہے۔ راہ و رسم اللہ فنا فی اللہ کی ہے۔ کہ پیغمبر صاحب  
کو ظاہر و باطن اذ کی صورت تھی ابتدا اور انتہا حضور۔ اور حضرت پیغمبر صاحب صلے اللہ علیہ  
وسلم کو جلد معراج حاصل ہوئی۔ چشم زدن میں دونوں جہان سے مثل برق کے دل کو اٹھایا اور  
طرفۃ العین میں ہاں تک پہنچا ناکیا تھا کہ ایک وجود واجب الوجود لا الہ الا اللہ محمد  
سُورۃ اللہ۔ پس ذکر اللہ کا معراج ہے۔ جو اللہ کے ذکر سے منکر ہوئے کافر ہوئے \*  
طالب دنیا صاحب ہند راج۔ اور ذکر موت دل پر اس سے زیادہ ترکوں ریاضت

اور عبادت ہے کہ متوجہ ہو صدق اور خوف سے۔ اور ریاضت محبت دارغ مولانا کا دل  
پر۔ کہ اس کی محبت اصل سے دل چاک چاک اور تن پڑ مرده خاک خاک۔ اور ظاہری  
ریاضت کچھ کام نہیں دیتی۔ جو خلق کہ رجوعات کے لئے ہووے نعوذ باللہ منہا۔ اللہم اِنِّی  
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ دَعَاءٍ لَا یَسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا  
تَشْبَعُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلَاءِ کُلِّهَا \*  
رات دن جاسوزی کرے اور پُردہ دیکھے اس سے کوئی ریاضت بہتر نہیں ہے۔

اور ریاضت دو چیز ہے ایک عاجزی دوسری محنت حاجی فقر محمدی سے بعید ہے کہ اصل راہ  
فقر کی جمعیت سے تعلق رکھتی ہے۔ پس جمعیت کیا ہے۔ اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے \*  
جان کہ جمعیت چار چیز سے تعلق رکھتی ہے۔ ذکر اور فکر کی تمامیت اور باطن کی صفائی  
اور تمامیت تصور کے ساتھ۔ اور تصرف کہ نتیجہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ جو یہ چار مرتبہ ہیں۔  
اور اس فرق سے باخبر رہ کہ ظاہر آراستہ صاحب طریق اور باطن زبیدی۔ چنانچہ وہ یہ ہیں۔  
حبہ، اولیائہ، شمرانہ، اباحیہ، حلولہ، مستجابہ، مشکلیہ، الہامیہ، حورہ، وفضیہ، وجود  
میں موجود ہوتے ہیں \*  
جان کہ قلب قالب کا سببانی اسرار ربانی خدائے اللہ کو کہتے ہیں۔ ذکر قلب چار

تاثیر رکھتا ہے۔ جس کسی کو کہ ذکر قلب جاری ہے۔ اس کی جان رات دن سوز و گداز میں ہے  
مثل کیاب کے بریاں اور اُس کی آنکھ کی دوام گریاں اور تن عریاں پس معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ  
کی رحمت دل میں نہیں ماتی۔ اور دل رحمت سے وسیع ہے۔ اور خدا کے لئے کی رحمت

دل میں نہیں ساتی۔ کہ رحمت کو خدائے تعالیٰ نے نورِ دل سے پیدا کیا اور نہ دل نورِ رحمت سے چنانچہ حدیثِ قدسی ہے :-

لَا يَسْتَعِي سُبْحَانِي وَالْآلَا سَحِي  
وَلَكِنْ كَيْسَعِي قَلْبُ عَيْنِ الْمُؤْمِنِ ۞  
آسمان اور زمین میری سماعت نہیں رکھتے۔ لیکن مومن بندہ کا دل رکھتا ہے ۞

جب نورِ دل اور نورِ روح اور نورِ سر اللہ تعالیٰ کے نورِ ذات سے ایک وجود ہوئے اس دل اور روح اور سر کو رب کے ساتھ جلیں گنا چاہئے۔ اور جو ذاکر اس مقام پر نہ پہنچے ہنوز ابلیس کی قیدی میں ہے۔ ذاکر کا دل ہمیشہ مراتبِ سال میں ہے۔ اور صاحبِ قلب کا ایک ساعت کا وصال سالہا سال کی ریاضت سے بہتر ہے۔ چنانچہ بابِ تفکر میں حضرت سلطان الفقہاء فرماتے ہیں :-

تفکر باوہام وحدت دہا	رساند ہوئے کہ از خود دہد
کہ وہم است سلطانِ تفکر وزیر	تذکرہ و لشکر ت و لپزدیر
تجرہ تفکر کبس زاد راہ	بدیں قوشہ ہمت بوین شاد
چو وہمت رساند بجام وصال	تنت عین گرد و صحبت کمال
چو اوہام گرد دیقین گیر من	جہاں جملہ آید بستد بیر من
چو سلطانِ ہمت نیل بکمال	بہر ساعت آید میل صد وصال
بدیں وہم خود را چو آراستی	و صدوی حقیقت بخود دیا فتنی

## اوہام اور تجرہ و تفکر کی تعریف

جو اس مقام یعنی اوہام پر پہنچے اس کو قرار اور آرام نہیں ہوتا۔ کبھی خوف اور کبھی رجا اور کبھی صحو اور کبھی سکر کبھی حضور کبھی غیب کبھی جمال کبھی جلال کبھی استغفار کبھی افتخار کبھی مشاہدہ کبھی مجاہدہ اور حلاوت عشق اور محبت کے ابدال آباد تاکہ قلب ہے اور اس کا شمار جمال ہے۔

باوہام حالس بر آدر تو سیر

اگر وصل خواہی۔ رول شوزر غیر

جو اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تجلی عینی کہ احدیت کا نور ذات جس کی صفت غنا علی العالمین ہے بقدر استعداد کے تجلی کرتی ہے۔ اور دل میں نہیں پانا۔ خواہ ذاتی ہو یا آسمانی



تجلی ذاتی اور ہے اور اسائی اور ہے۔ لیکن ذاتی بھی تین وجہ پر ہے۔ کہ اس کو عطائے ذاتی کہتے ہیں۔ اہل ذات ہر وقت پاتے ہیں جب پاہتے ہیں۔ ایک تجلی و سئل دوسری بے مثل۔ تیسری تجلی غرق مشاہدہ جمال۔ جب جمال حق تعالیٰ کا سالک کے دل میں چمکتا ہے۔ دل کو کپڑا طہیت ہے کہ غیر کی جمال دل میں نہیں چھوڑتا۔ سب ولایت پر آپ قابض ہو جاتا ہے۔ اور دل مقابلہ گنجائش کے وسعت پاتا ہے۔ اور کوئی دل اور سعادت تجلی کے مشاہدہ سے خالی نہیں رہتا۔ اور ظاہر اور باطن حق غالب ہو جاتا ہے۔ اور جہاں کہیں کہ رخ لادے

بنیائے تو زہر ہو کہ نظر میکدم پیش چشم درو دیوار مصور باشد

جب بے نظر سالک کی نظر میں فیض پہنچتی ہے۔ اور آپ میں ہمیشہ پاتی ہے۔ نور حق کی صحبت ثابت ہوتی ہے۔ اور جس وقت چاہے تجلی اُس پر نازل ہوتی ہے۔ اور مشاہدات کے ساتھ دل میں ظاہر آتی ہے۔ اس کو ابوالوقت کہتے ہیں۔ اور دل کی تجلی کے نظارہ سے ایک دم خالی بنیں ہوتا۔ لذت بہت اور شوق نے شمار اور قوت پا ہمار اُس کے دل میں نظر آتی ہے ہر گھڑی دوسری حلاوت پاتا ہے۔ اور دوسرا نور علامت پہنچنے اول کی یہ ہے۔ کہ صورت واحد ایک ساتھ دوبار منہ دکھائے۔ اور اس میں آئینہ ایک صورت کا پیدا ہووے

جواب۔ جان کہ بہت کی کیا حاجت عارف فقط ایک کافی ہے۔ مقام یقین سے جس کو یقین حاصل ہوتا ہے۔ منتهی اول روز مرشد صاحب یقین۔ سے باعتبار صاحب نظار کے اُس کو کیا حاجت ذکر فکر تجلی اشتہار کی، جس نے فنا پائی بقا کو پہنچا اور جولقا کو پہنچا نو کے ساتھ نور ہوا۔ کہ اپنے درمیان آپ کو نہ دیکھا کہ اپنے برابر کوئی گیاہ بزرگ تر نہیں جس کو تر سے خبر ہے۔ ہمیشہ درق دل کے مطالعہ کے ساتھ اور ہر مقام پر نگاہ ہے۔ اسی طرح

إِذَا لَمَسَ الْنَفْسَ فَهَوَّ اللَّهُ شَبَاهُ زُشَاهِرَاہِ کَاہِ

جب صاحب جمعیت ذکر فکر کی تمامیت کو پہنچتا ہے، اُس کی نظر کھلیا، کبیر مطلق ہو جاتی ہے۔ اس کو بھی جمعیت لایحناج فقیر کہتے ہیں۔ اور دوسرے جو کہ جمعیت کے ساتھ دعوت پہنچے، صاحب تکمیل یعنی ہر کار دینی اور دنیوی کے لئے پڑھنا آتا ہے۔ ایک دم میں اور ایک قدم اٹھانے میں۔ یہ بھی لایحناج اور جمعیت ہے۔ اور جو کہ جمعیت کے ساتھ تصور اور تصرف کو اللہ کے نام کے پہنچے اس کو ختم الفقہ کہتے ہیں۔ جس چیز کو اللہ کے کرم سے کسے اسی وقت ہوتی ہے۔ اور ہر مرتبہ کن کا ہے یعنی کن فیکون۔ اور کن

تعلق قدم سے رکھتا ہے۔ اور قدم بھی دو قسم کا ہے ایک قدم باذن اللہ بفقر تمام دوسرے قدم باذن مطلق کفر اور ناقص خام ۛ

اس مقام میں بانبرہ کہ منصور نے انا الحق کہا۔ فقر کی تمامیت کو نہ پہنچا۔ اور اس کو دوا پرکھینچا۔ صاحب کج کو جمعیت اور لایکتاج جمعیت سے حاصل ہوتا ہے ہر دم درد اور سوز میں اور بے خبر گناہ سے ہے یہی جمعیت کی راہ ہے۔ اور نظر خدا پر رہتی ہے اور خبر دار رہ جو یہ چارہ جوہر وجود میں جمع کرے۔ مجموعہ جمعیت ہی کُل اور جزو ہو صدقاً وعدلاً جو فقیر اس مقام میں نہیں ۛ

## اَمَلْتُ لَكُمْ وَبَعِثْتُكُمْ فِي تَعْرِيفِ

اَلَيْعَمَ اَمَلْتُ لَكُمْ دَعَيْتُكُمْ  
وَاَتَمَمْتُ لَكُمْ حَلِيَةً نَعْمَتِي وَرَبَّيْتُ  
لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا ۛ

جو صاحب تمامیت ہو یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے واسطے کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔ اور دین اسلام سے تمہارے راضی ہوا۔ نفس پر غالب ہو۔ اور نفس اُس کا قیدی ہو۔ اور جب نفس قیدی ہو۔ کہ دونوں جہان پر امیر ہو۔ یہی جمعیت ہے۔ اِذَا اتَمَمْتَ الْفَقْرَ فَقَدْ وَاَلَلَهُ ۛ

جان کہ ابتدا فقر کی علم ہے۔ اور علم کی تمامیت میں جزو سے ہے۔ اور متوسط جمعیت علم اور علم کی ایک جزو ہے۔ پس جب اس جزو علم کی ایک جزو علم میں آجائیں۔ علم تعلق حلیم سے رکھتا ہے۔ اور حلیم اللہ کا نام ہے۔ علماء کلام سخن سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور صاحب شنید ہیں۔ اور فقیر معرفت کے۔ دیکھنے سے کہ دل کے دیدہ سے صاحب ید ہیں علماء کا امید طاعت اور ثواب پر اور فقر کی فضل اور ید پر اور دگار ید اگرچہ بہشت گل کا گدار مگر عارفوں کی نظر میں غار ہے۔ جو عارف سولہ کی نظر کا منظور ہے۔ اُس کو دو جزو ہے۔ اُس کو نہ دوزخ یاد ہے نہ بہشت نہ جو نہ تصور۔ جس گروہ میں حسد نہیں ہے۔ مطلق بہشت ہے۔ اور حاسدوں کا طالع دوزخ۔ سے بدتر ہے۔ جو شخص علم کو تو خیل کرتا ہے یعنی فنا فی اللہ مطلق توحید اور معرفت لیتا ہے۔ اُس کو جزو کی نجات نہیں ہے۔ جو ان مراتب پر پہنچتا ہے اُس کو صاحب حقیقت کہتے ہیں ۛ

ہر دو چشمے را بین در یک نظر ہر دو چشمے دہشتہ ہم گاہ و خیر

چشم باطن دل بود از جاں صفا      تا ترا حاصل شود در مصطفیٰ  
 علم دین فقہ است تفسیر حدیث      ہر کہ خواند غیر ازین گرد خبیث  
 پردہ را بردار عین از عین میں      راہِ خُشیاں این بود حق البقیں  
 جاننا چاہئے کہ مراقبہ کس کو کہتے ہیں۔ اور غرق کس کو کہتے ہیں۔ اور فقر کس کو کہتے ہیں۔  
 مراقبہ اور غرق اور فقر مطلق عین العیاں ہیں جو ایک کو تحقیق کرے معتقدان صاحب بیان  
 سے ہے۔ بہرہ مراقبہ کی یہ سب سے کہ نفس کو ہوا سے باز رکھے۔ اسی کو غرقِ بوجدانیت کہتے ہیں۔  
 جان کہ مراقبہ مطلوب کو کہتے ہیں، جس سے مطلب ہو باطن میں اس سے ملاقات  
 کرے اور جواب یا صواب ہے۔ اور مراقبہ مثل برق کے تیز رو ہے۔ اور صاحب مراقبہ  
 اس پر سوار ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ لائقِ دیدار کے ہے۔ یہ مراقبہ نہیں ہے۔ کہ موشِ مردار  
 کے مانے کو متوجہ ہو نا۔

صاحب مراقبہ کی حیاتِ حمات ایک ہے۔ خواہ ہمیشہ مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم  
 میں رہے۔ خواہ مجلسِ انبیاء اور اولیاء میں، خواہ ہمیشہ غرق و مدانیت میں رہ کر رب العالمین  
 کا وصال کرتا رہے۔

## سکوت کی تعریف

جب اس حضوری سے صاحب مشاہدہ کو احوال ظاہر ہوں تو بعضے سکوت میں  
 آجاتے ہیں۔ شرح مراقبہ کی حدیث ہے :-

حَقٌّ مِّنْ عَرَكَ رَبِّكَ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهُ ۖ وَ أَصْلَمَ الْإِيمَانُ مِنَ الشَّكْوَتِ  
 حَقٌّ أَتَشْكُوْنَ ۖ تَابَ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ الشَّكْوَتِ رَضَاءُ الرَّبِّ ۖ

شرح۔ مراقبہ کی یہ ہے۔ مراقبہ میں جہاز چیز ہیں۔ کہ اُس سے صاحب مراقبہ کے چارہ  
 ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ظاہر اور باطنِ انبیاء کی مجلس میں حاضر رہتا ہے حضورِ مظلہ ظاہر کون ہے  
 اور باطن کون ہے۔

جو صاحب مراقبہ اول دل مراقبہ میں بیٹھے، مریہ بیٹھے۔ اور اپنے سر کو زانو پر لیجا کر گویا  
 تروہ ہے، فکر میں مولا کے ہودے مراقبہ اس کو، عظم مرتبہ پر لیجا لے گا۔ اس مراقبہ  
 سے انبیاء اور اولیاء کی ملاقات ہوتی ہے۔ اور یہ مرتبہ مردانِ خدا کا ہے۔

اور مراقبہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔ بعض کو دل کی آنکھ درو مند سے اور بعض کو جسم ظاہر سے چٹنا پنچ خواب اور نمازیں۔ اہل مراقبہ کے مراتب لائق دیدار کے ہیں۔ اور یہ مراقبہ نہیں ہے جس میں دوسرے شیطان کا ہوش ہے۔ عالم کو مراقبہ رحمان کی راہ پر لیجاتا ہے۔ اور جاہل کو شیطان کی طرف کھینچتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ علم ظاہر اور باطن وسیلہ خدا کی معرفت کا ایمان اور دین کے ساتھ ہے پس عالم علم سے طلب کرے۔ دو چیز ایک بشرف مجاہد حسنہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسری معرفت و صابریت محض کی نماز کے ساتھ اور روزہ بٹائے، سناہ فقیر تمام ہے۔ اور ذکر فکر تسبیح۔ جو عالم کہ ان دونوں مراتب کو پہنچے، ایک مجلس صبح دوسری معرفت الہی عالم کو علم ظاہر اور باطن اور تیک کر دار ہونا چاہیئے۔ نہ یہ کہ علم بشمار پڑھ لیا۔ شیطان نے پچاس ہزار سال علم پڑھا اور عالم ہوا۔ اور پچاس ہزار برس فرشتوں کو تعلیم کرتا رہا۔ اگرچہ علم اس کو کمال مراتب پر لے گیا۔ لیکن آخر کو زوال تھا کہ انا لایا۔

## معرفت کی تعریف

سَيِّحَاتُكَ مَا عَرَفَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ تَسْبِيحٌ کرتا ہوں میں تیری اے خدا کے پاک کہ پہچان میں نے تم کو حق پہچاننے کے ساتھ وَتَسْبِيحَاتُكَ مَا عَرَفَاكَ تَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ اور تسبیح کرتا ہوں میں تیری اے پروردگار کہ نہ عبادت کی میں نے تیری حق عبادت کے ساتھ جس نے علم کو دنیا کا وسیلہ گردانا۔ اور امر اور یاد شاہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کو علم فرعون کے مراتب پر پہنچاتا ہے۔ اور دنیا اس کو قاروں کا مرتبہ دیتی ہے پس عالم بے عمل کو کیا قدرت ہے کہ دم مارے۔ اس کے دل پر شیطان غالب ہے۔ چٹنا پنچ شیطان کا قول ہے کہ جو کوئی بچپن رو پیہ نقد اپنے ملک میں کھتا ہے۔ وہ میری متلع ہے۔ اور وہ میرا مرید اور غلام ہے۔ کہ اس کا دل خدا سے نہیں نے پھیر دیا۔ اور دنیا کے خطرات کو اس کے قریب پہنچا دیا۔ وہ مجھ سے خلاص نہیں ہو سکتا دنیائے آخرت ہے۔ کہ رات دن اللہ کی راہ میں صرف کرے۔ جیسے کہ دنیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہے۔ کہ جس قدر مال جمع کیا خدا کی راہ میں دے دیا۔ جو ایسا نہ کرے شیطان ہے۔

اور جس کسی کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں علم دین کی تعلیم فرماتے ہیں وہ عالم عامل

ہوتا ہے۔ اور تبارک دُنیا ہو یا ماس ہے۔ اور صاحب توکل وہ جلتے یا نہ جانے۔ پس اہل مراقبہ کو ورد و طائف کی کیا حاجت ہے۔ صاحب استغراق کی خواب اور بیداری برابر ہے۔ اِن تینوں مرتبوں کو مَوْثِقُ الْقَبْلِ اَنْ تَمُوتُوا کہتے ہیں۔ اور غرق توحید اُس کو کہتے ہیں۔ کہ اسم اللہ اور سکر اسم اللہ کا اُس پر غالب ہو دے اور غرق ہو ویرانیت میں۔ اور اُس کے وجود میں غضب اور غصہ دنیا کا نہ رہائے اور غرور نہ آوے۔ اس واسطے کہ وہ کسی حال میں حضوری حق سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ یہی فقر محمدی ہے +

جاننا چاہئے۔ کہ فقر کے ۳ حرف ہیں ف، ق، ر۔ ف سے نفس کو فرہ نہ کرے۔ کہہ کے ساتھ کہ مقام کبریا سے محروم ہو۔ ق سے نفس کو قید کرے اور حرف ر سے سائل کو رد نہ کرے پچھا پچھا فرمایا ہے وَ اِنَّمَا الدُّنْيَا ثَلَاثُ سَائِلٍ کُوْنَتْ جَهْرًا +  
وہ بیان درویش اور فقر کے کیا فرق ہے۔ درویش راہ پیش پاتا ہے۔ نہ مریں کی طلب نہ زر کی طلب ہے

درویش یادِ دوست دائم درناک      ہلک خود چیرے نہ لاد جہنماک  
فقر دانی چیت فی اللہ باخدا      پوشیدہ چشم را نہ محم کبریا  
تیز فقر کے ۳ حرف ہیں ف، ق، ر۔ حرف ف سے فیض فضلی فیما بین حق سے اور حرف ق سے قیامتِ دل سے فراموش نہ کرے۔ اللہ کے قرب کے ساتھ اور قناعت کے ساتھ اور نفس پر قوی اور قادر ہو دے۔ اور حرف ر سے رتبہ کو اختیار نہ کرے سوائے حق کی رضا کے، اس طریق سے فقیر کو محقق صاحب حقیقت کہتے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کہ اُن کے ستر نہاں کو خلق نہیں جانتی اور نہ خود جانتے ہیں وہ ہمیشہ خدا کے در میں اور مولے کی طلب میں خاص مومن اور سلمانِ نفس سے فارغ البال ہوتے ہیں۔ اور بعض اولیاء اللہ کہ تحقیق حق کو پہنچے ہیں۔ آپ کو جلتے ہیں اور خلق نہیں جانتے +  
جان کہ چار چیز خزانہ ہے۔ ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے۔ کہ اُس کی انتہا کو پہنچا ہے۔ اور صاحب خزانہ ہوتا ہے +

اول خزانہ قرآن ہے۔ اور قرآن میں گنج بادشاہ اسم اعظم ہے۔ جو ہم اعظم کو قرآن میں پا جائے۔ دونوں جہان کا بادشاہ ہو جائے۔ اور جو نہ پاوے اس کو علم نہیں

نہیں کہہ سکتے۔ علم رسم رسوم میں مردہ دل اور معدوم ہے ۔  
دوسرا خزانہ دل کا ہے بے انتہا۔ جو اس کی انتہا کو پہنچے، مقرب حق ہونے اور عارف باللہ  
تیسرا خزانہ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ہمیشہ ہم صحبت ہوئے۔ وہ  
بھی صاحب گنج ہے ۔

چوتھا خزانہ قبر اولیاء کا۔ جس کو قبر کی دعوت عمل میں ہو وہ بھی صاحب گنج ہے ۔  
لیکن ہر ایک اسم اللہ کی تہ میں ہے ۔ چنانچہ طے کتاب اور قرآن کی جو نہ کھولے اور ورق  
ورق مطالعہ نہ کرے ۔ راز کلام سے محروم ہے ۔

## فقر کی دوستی کا بیان

حَدَّثَنَا اللَّهُ بِحَبْرٍ الْفَقْرَاءَ الْغَنَى اللَّهُ دوست رکھتا ہے بے پرواہ فقیروں کو، پس  
ایک طائفہ اہل ریاضت کا اہل سوال ہیں۔ حدیث تَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ فَقْرٍ الْمَكْتَبِ پناہ مانگتا ہوں  
فقر ملک سے اللہ کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

وَأَتَوْحَىٰ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ +  
میں سوچتا ہوں اپنا کام اللہ کی  
طرف تحقیق اللہ دیکھنے والا ہے۔ بندوں کو +

عاشقانِ وصل نے اپنا کام اللہ کے سپرد کیا ہے۔ اور اپنا قدم وحدت کی طرف لے گئے  
ہیں۔ طلب تھے وصال ہے اور طلب دنیا سوال۔ پس مجلس اہل وصال اور اہل سوال  
کی درست نہیں آتی ہے۔ طالب مولے مسرور اور طالب دنیا رنجور رہتا ہے۔ اور  
طالب عقبیٰ مزدور ہے ۔

حدیث۔ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ مُرَّةً لَمْ يَمُتْ مِنْ  
ذَنْبِهِ ذَرَّةً +  
جس نے ایک بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ کہا۔ اس کے گناہوں سے  
ایک ذرہ باقی نہیں رہتا ۔

کلمہ طیبہ کال یہ اشارہ ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہ فانی ہونے والی شے کو میں  
دوست نہیں رکھتا۔ اور سالہا سال کی ریاضت سے ایک دم کا وصال بہتر ہے۔ اور ہزار  
چلوں سے ایک روزہ راز۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے تو خدا تعالیٰ  
بے نیاز ہے۔ اگر اللہ کے ذکر کی گرمی سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے دل چاک چاک

نہ ہو، تو مجاہدہ سے اور ظاہری ریاضت سے کب پاک ہوتا ہے +  
جان مرشد لائق ارشاد وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو ہر روز خدا اُبتعالیٰ سے قوت  
باطنی نصیب کراوے۔ تاکہ اللہ کا طالب بے حمیت اور پریشان نہ ہووے۔ اگرچہ طالب  
بہت کھائے اور نوش کرے اور خوب لباس پہنے ہرگز معرفت حق تلخائے اس سے  
سلب نہ ہو +

طالب دو قسم کے ہیں ایک مثل حضرت مولیٰ کلیم اللہ کے ظاہری عالم ہے اور اس  
کو ظاہر علم کی طلب ہوتی ہے کہ یکلم ہے اور اس کی نظر گناہ پر ہے۔ دوسرے مانند حضرت  
خیر علیہ السلام کے کہ علم باطنی رکھتے تھے، اور طلب باطن اور نظر راہ پر ہے۔ پس جو علم ظاہر  
مثل حضرت مولیٰ کے اور باطن مثل حضرت خضر کے نہ رکھے۔ ہرگز معرفت الہی کو نہ لے۔  
اور جس نے نصیب جلا و دانی پایا فقر سے پایا +

مرشد ایک ہو اور ایک مرشد سے ایک طالب ہو

مرد مرشد ہے۔ مرد با مصطفیٰ

باز دارد از گناہ و از ہوا

مَنْ مَاتَ فِي حُبِّ اللَّهِ فَقَدْ مَاتَ شَيْئًا اَبْوَالَهُ كِي حُبِّتْ فِي مَرْتَابَةٍ - شہید ہوتا

ہے +

جان اے طالب صادق! کہ دنیا میں کون پھر شکل ہے۔ کافر کو کلمہ طیبہ کہنا کلام اللہ  
اَلَا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ایسے ہی اہل دنیا کو شکل ہے ترک اور توکل اور توحید کہ جان مال  
اور فرزند خدا کی راہ میں صرف کرے۔ اور جاہل کو علماء کی صحبت شکل ہے اور جاہل سے بیکنا اور  
علماء کو علم کا چھوڑنا اور معرفت میں محو کرنا آپ کو۔ لہذا العلم حجاب الاکبر مشہور ہے۔ اور کون  
مشکل ہے۔ ہر مشکل کا مشکل کشا ہے۔ جب زبان دل کی گویا اور ذکر جاری ہو اور اللہ کا  
کا نام دل کو قید میں بکڑے زبان گویا تی سے مرجاتی ہے۔ موافق اس حدیث کے مَنْ عَزَمَتْ  
رَبَّهٖ فَقَدْ كَمَلَ رِسَالَتُهُ جیسا کہ گذرا۔ اور جب زبان دل کی اللہ کے ذکر کی طرف  
مشغول ہوتی ہے۔ اور کلمہ معرفت کا مشاہدہ کرتی ہے۔ اور دل کے کان میں یگانگت کی  
آواز پہنچتی ہے۔ اور کلام اللہ کا حجاب اٹھ جاتا ہے +

## حقیقت کشف

اے طالبِ صداق! جان کہ کشف بھی دس قسم کا ہے (۱) کشفِ زمینی (۲) کشفِ آسمانی (۳) کشفِ نفسانی (۴) کشفِ شیطانی (۵) کشفِ حیرانی (۶) کشفِ روحانی (۷) کشفِ مراتبِ مطلقِ حقانی (۸) کشفِ خاصِ الخاصِ حمائی (۹) کشفِ القلوب (۱۰) کشفِ القیوم کشفِ غرقِ مع اللہ حضور۔ و ذکر کشفِ مجموعہ مراتبِ کشفات رجوعاتِ مخلوقاتِ دلف کشف مع اللہ حضور ہی بنفسِ خلوات از باطن معرفتِ الہی دل صاف مطلق زخاف۔ اور حقیقت

کشف کی علم تصوف سے تلاش کرے جس نے علم تصوف نہ پڑھا۔ خراب ہوا \*  
تصوف کے معنی توحید کے ہیں۔ اور توحید کے معنی **هُوَ اللہ** جو **هُوَ اللہ** کے مرتبہ پر پہنچا ماسوی اللہ سے نکلا۔ سوائے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے اس کے وجود میں غیر نہیں آتا۔ یہی مراتبِ مسکینِ مغفلِ فقیر کے ہیں۔ اور کشفِ حضورِ دل کی حرارت سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ذکر لازوالِ مشاہدہ غرق وصال سے تعلق رکھتا ہے \*

جان اے طالب! جب دیکھتے کہ کوئی طاعت اور بندگی میں یادِ ذکرِ معرفت سے حق کے نزدیک پہنچا، خواب میں آواز دیتا ہے۔ کہ اے فلاں کعبہ کی طرف جا اور حاجی ہو۔ اور طواف کرا اور زیارتِ حرمِ مدینہ سے مشرف ہو اور روضہ اقدس کی زیارت کر۔ جو آدمی حج کو جاتا ہے اور حاجی ہوتا ہے اور روضہ پاک کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ وہاں بھی خواب میں آتا ہے۔ اور ابلیس لعین کہتا ہے کہ اے فلاں تجھ کو اجازت ہے۔ کہ فلاں جگہ ہندوستان یا دوسرے ناک میں فلاں فقیر سے تعلیم و تلقین لے کہ تیرا حصہ وہاں ہے۔ کہ فلاں جگہ ہے وہ فقیر پریشان ہوتا ہے اور شیطان تواری میں آکر کہتا ہے۔ کہ اگر فلاں آدمی فلاں جگہ سے اجازت لیکر تیرے آگے آتا ہے۔ اس کو تعلیم تلقین مگر ہی کی ہے اور عبادت اور معرفت سے باز رکھ اور بدعت اور معصیت میں ڈال \*

اے طالب! باخبر رہ کہ اس آہ میں بدو خدا اور رسول علیہ السلام اور مرشدِ کامل قوی چاہئے۔ ورنہ شیطان بہت قوی ہے۔ اور حرمِ کعبہ اللہ کے پیچھے اور طواف کرنے اور عرفات کے حج سے حجاب ہوتا ہے \*

یہ ہے کہ کوئی حرم میں داخل ہونے اور طواف کرنے اور نہ زیارت



کرنے سے سیاہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اللہ کے نور کی تجلے دور ہو جاتی ہے۔ اور طبع اور حرص پیدا ہوتی ہے۔

حاجی وہ ہے کہ جس کی قید اور تصور میں اس میں شریفین اور نفس ہو اور شیطان زیرِ حکم ہو ایسا حاجی بے حجاب اللہ کو پاتا ہے۔

جب ان مراتب کو پہنچے تو چار کشف کھلتے ہیں۔ کشف دنیا اور کشف عقبے اور کشف ازل اور کشف مولا۔ ہر سہ کشف کو چھوڑتا ہے اور کشف مولا یکتا کرتا ہے۔ پس مرشد وہ ہے کہ بے محنت اور بے رنج ہاتھ میں ناوے۔ اور ایسا دل مولا کے ساتھ بہتر ہے۔

اور اس کو مجموعہ ذات اسم اللہ بن حق الیقین کہتے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچے۔ اُس کا قال قال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قال محمدی اللہ کا کلام ہے۔ اور حدیث اور اعمال یا اعمال محمدی ہوئے۔ اور اعمال محمدی نماز سے نیاز کے ساتھ۔ اور حال اس کا حال محمدی ہے اور حال خلیق محمدی ہے خلیق کے ساتھ۔ اور احوال یا احوال محمدی ہو۔ اور احوال محمدی اللہ کے نور میں غرق ہے اور علم حجاب اکبر ہے۔

اے طالب جان! کہ علم تین قسم کا ہے۔ علم دنیا اور علم عقبے اور علم مولے۔ پس علم دنیا وہ ہے کہ دنیا کے مرتبہ کو پہنچائے۔ کہ بادشاہ دنیا کا ہو جائے کہ اُس سے عدل کی طرف پہنچے۔ اور علم عقبے علما کا علم ہے۔ کہ اُس سے موافق علم کے عمل کی طرف پہنچ جاوے اور علم مولا سب سے بہتر ہے۔

چنانچہ علم دنیا زینت دنیا کی۔ اور علم عقبے زینت حور اور تصور کی۔ دونوں آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ملائے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز دونوں کی طرف نگاہ نہ کی۔ جیسا کہ قول اللہ برتر کا ہے مَا رَأَى الْبَصَرُ دَمَا ظَلَمَ بَعْضُ النَّاسِ نَظْرًا ہونی اور نہ اُس نے سرکشی کی۔ وَالْعِلْمُ حِجَابٌ الْاَلْبَابِ اور علم بڑا بھاری حجاب ہے۔

جان کہ درمیان بندہ اور خدا کے پردہ مثل پردوں پیار کے ہے۔ اور اُس کا پیر ناکا شکل ہے۔ لیکن مرشد کی نظر سے، اسی واسطے فقیر بے نیاز ہے کہ اُس کی آنکھ ہر تہ سے باز ہے۔ فقیر ہونا آسان نہیں ہے۔ فقیری میں عجیب اسرار ہے۔ اللہ بس

ماسوی اللہ پیوس

بایدان کم نشین کہ صحبت بد  
آفتایے بہ میں چنان بیند

گرچہ پاکی ترا پلید کند  
قطرہ ابر نا پدید کند

ہیچ نفس نیست کز آئینہ رو نہیں کند  
دل چو روشن شد کتاب فقرے در کا نیست

مصنف کہتا ہے ۔

ہر کتاب بے نقطہ از دل کتاب  
دل کتاب بے فقر حق بے حساب

میرا دیا ہے کہ اللہ کا ذکر بے حساب کرے جیسا کہ حدیث ہے، جس شخص نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول اللہ کہا، بلا حساب جنت میں داخل ہو گا۔ اور بلا عذاب۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ اگر زنا اور حوری کی ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

ہر کہ مانع نمیشود ذکر خدا  
ذکر دانی حیثیت سر یا رجم

ہست شیطان کافرو پیر ہوا  
ذکر و فکر و معرفت راہ مستقیم

اے طالب جان! کہ تیریت اور انجیل اور زبور کا ختم قرآن ہے۔ اور ایسے ہی عبادت کا ختم اللہ کا ذکر یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے۔ جیسے ختم پیغمبر کا حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللہ علیہ وسلم اور ختم وراثت فضل اللہ کا ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے۔ پس جو اللہ کے ذکر سے دوستی نہیں رکھتا۔ ذاکر اور مسلمان نہیں ہے کہ خاتمہ بالآخر ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ یہ ہے۔ جیسا کہ قرآن میں واقع ہے۔

تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان خواتین

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور نمازی مرد اور نمازی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور نیکو کلمے کہنے والے اپنے خاص مقاموں کو مرد اور عورتیں اور ذکر

اِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ  
 وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَائِلِينَ  
 وَالْقَائِلَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ  
 وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ  
 وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصِدِّقِينَ وَالْمُتَصِدِّقَاتِ  
 وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ  
 فَرَاجِهِمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّكِّرِينَ وَالذَّكِّرَاتِ  
 لَا يَخْلِفُ عَنْهُمُ اللَّهُ ذِكْرًا

مَعْمُورٌ ۚ وَآخِرُ الْعَظِيمِ ۝

مقرر کر دی ہیں انکے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم ۝

اور جو اولیاء اللہ کہ نفس پر آمیر ہے۔ تمام مخلوقات پر قدیر ہے۔ اس طریق سے

اولیاء اللہ کو مالک الملک کہتے ہیں ۝

قوله تعالى وَلَقَدْ جَعَلْنَا نُوحًا نَذِيرًا

تحقیق آئے تم ایک ایک جیسا کہ

پیدا کیا ہم نے تم کو اول مرتبہ ۝

كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۝

جاننا چاہئے کہ سب آدمی تنہا اور خالی ہاتھ ماں کے شکم سے آئے اور تنہا اور خالی ہاتھ جاوینگے۔ مگر اللہ کے عارف کہ معرفت کے ساتھ شکم مادر سے آئے اور ذکر کے ساتھ قبر میں جاوینگے ۝

علماء ہمیشہ کتاب کے حروف کے مطالعہ میں ہیں اور فقیر ہمیشہ معرفت الہی میں غرق ہے۔ جو کہ ورق سے مشاہدہ معرفت الہی کا نہیں کرتا اس کو درق نسیان ہو جاتا ہے اور جو معرفت الہی سے نکل کر درق کے مطالعہ میں آتا ہے۔ اس کو پھر معرفت الہی سے غرق نہیں کھولتا ۝

مرد غالب الادب وہ ہے کہ ہمیشہ ظاہر اور باطن معرفت الہی میں غرق رہے سرق ظاہر ورق کی ہے۔ اور باطن غرق کس کو کہتے ہیں۔ ظاہر ورق پڑھنا اور ایک دوسرے سے گفت و شنو و رسم رسوم ہے۔ اور باطن غرق مشاہدہ حق تعالیٰ حقیقی و قیومی ہے۔ پس صاحب خواندن اور صاحب دیدن میں فرق ہے صاحب درق مطالعہ میں فریاد کے ہے۔ اور صاحب معرفت آزاد ہے۔ اللہ پس اسوی اللہ ہوسے

علم رسمی سینہ صافاں رلنے آید بکار

چوں شود آئینہ روشن بے نیاز جو ہر است

علم معرفت ووجہان کا رہبر ہے ۝

گر ترا سرے زندہ سب پریش نہ

خدمت از بہر خدا رویش بہ

حمد الہیہ۔ حَسَنَاتُ الْكَافِرِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِينَ۔ ابراہیم کی نیکیاں مقرر ہیں کے

گناہ ہیں ۝

## مُرید کی تعریف

مرید صادق وہ ہے جیسا کہ حدیث ہے **الْمُرِيدُ لَا يُرِيدُ**۔ جو آدمی کہ مطلب کو پہنچا۔  
مشاہدہ ظاہر اور باطن کا دیکھا۔

جان کہ ابتدا سلوک کی یہ ہے کہ طالب اللہ اپنے حقائق التماس کرے۔ اور طرف  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیغام دے۔ جیسا کہ طالب اللہ مراقبہ کے ساتھ اسم اللہ کے  
تصور سے یا اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے یا ذکر اللہ کی تجلیات سے  
متوجہ مجلس نبی اللہ کا ہو دے۔ اور آپ سے پیچود ہو دے۔ اور حضور میں ہو مشرور  
جواب باصواب پیغام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آوے۔ اور مراقبہ بیوشی سے  
پھر پیش میں آوے۔ اور صاحب مقام کو پیغمبر اسلام خدائے تعالیٰ کی طرف درستی سے  
پہنچائے اور پیغام باطنی سے مقصود کی طرف ظاہر طور پہنچے۔ مطلب کلیہ ہوئے۔ جو اس  
طریق سے پیغامبر ہو، اُس کو طالب پیغام کہتے ہیں کہ اُس کا ظاہر اور باطن ایک ہے۔  
دوسرے یک طالب اللہ کو مرشد باطنی راہ سے اسم اللہ کے ساتھ یا اسم محمد رسول اللہ  
کے ساتھ یا اللہ کے ذکر کی تجلیات کے ساتھ نبی اللہ کا طور ہوئے۔ اور جو نبی اللہ  
سے باطن میں جواب باصواب پائے۔ خلاف ظاہر معلوم ہو کہ باطن میں بیشک حضوری  
ہے۔ لیکن طالب اللہ کے وجود کو ظاہر نہیں ہے۔

جان اے طالب! اگر کسی کا نفس سرکش ہو کہ نماز روزہ اور ذکر فکر اور شیب بیداری  
سے ہرگز طاہر نہ ہو۔ چاہیے کہ اُس کو سر سے پکڑے یعنی تصور اسم اللہ اور محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا دماغ میں رکھے تاکہ ایسی آگ مغز کی جنبش سے پیدا ہو کہ خلاف نفس  
اور خلاف ظن اور خلاف دُنیاء اور خلاف شیطان ہو۔ جب ان چاروں خلاف سے  
وجود آراستہ ہو۔ تزکیہ نفس کا تصفیہ قلب کے ساتھ اور روح کے اور سر کے ساتھ پیدا  
ہوئے۔ جو اس مقام پر پہنچے لائق ارشاد کے ہوئے۔ اور اُس کی آنکھ بند کر کے شغل اور  
مشاہدہ ربوبیت کے لائق ہے اللہ بس ماسوئے اللہ ہوئے۔

جس کسی کو دوام نظر مشاہدہ کے ساتھ ہوئے نیاز ہے۔ اور طالب کے دل میں  
قدوس حب دُنیاء کی گراہی ہے۔ یا کہ اللہ کے نام اور محمد کے نام پر اعتقاد صادق ہو۔

پیر یا پیغمبر از پیغمبری پیغمبری پیغام اُمت بہری

بعضے طالب اللہ صاحب پیغام ہیں اور بعضے صاحب الہام، بعضے صاحب ہم اور صاحب دہم وہ ہے کہ جس کو وحدانیت کا ذوق نہیں ہے۔ ان کا وہم قاتل ہے اور صاحب خیال کہ جس کا نور خالص ہے۔ اور حال قبولیت لازوال بہر حال یہ افعال سے تعلق نہیں رکھتا۔ قیل و قال سے جو اس مرتبہ پر پہنچا مؤید لایوسید ہے

الہام بھی چار قسم کا ہے (۱) الہام شہرگ سے بہت نزدیک ہے۔ اور ہر جزو اور حقیقت کے ساتھ مشروح (۲) الہام شیطانی انسانی مطلبِ نبائی راہ کا ہندراج خام نام نام ہے (۳) الہام روحانی (۴) صفائی قلب اور سر پہنہاں قدرتِ سبحانی ہے اس طریق سے صاحب الہام ہندراج سے فارغ ہے۔ اور یہ راہ باطنی اسم اللہ کے تصور اور اسم محمد رسول اللہ کے تصور سے ہے

اے طالب! علم بھی چار قسم ہے (۱) علم عاری (۲) علم قاری (۳) علم اختیاری۔ (۴) علم افتخاری

علم عاری وہ ہے۔ کہ دین کو دنیا سے بدل کرے، جیسا کہ رشوت اور ریا اور کبر و ہوا، دُور کرنا ہے خدا سے

علم قاری قرأت اور حفظ پڑھنا قرآن کا خدا کے واسطے اور ارواحِ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے

علم اختیاری فقہ اور تفسیر اور حدیث

علم افتخاری تصوف اور معرفت اور توحید اور تقویٰ اور پرہیزگاری اور ہدایت اور ولایت فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

علم باہداز عنایت خلق را ہر یکے پر سناں کر دین طبع را ہر چہ خوانی حق بخواں بہر از خدا جمل را جائے نماں چوں چرا

جہل کی بُرائی

حدیث۔ مَنِ لَمْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ  
یعنی جو علم پڑھ کر پرہیزگاری نہ کرے  
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاَنَّکَ تَعَالٰی ثَلَاثَةَ بَلٰیَاتٍ  
اِس کو تین بلاؤں میں اللہ تعالیٰ چانتا ہے

إِنَّمَا أَنْتَ بِمَوْتٍ شَابًا أَدَّ أَنْتَ لِقَعْمٍ فِي الْوَسْطَانِ | یا جوان مرگیا یا محتاج ہو گیا امیروں کے  
أَزْنِي بَابِ الْكُمَرَاءِ ۞ | دروازہ پر بھیک مانگیگا ۞

مصنف کہتا ہے کہ جو عالم دوام اللہ کی طلب میں ہے وہ عارف باللہ ہوتا ہے  
اور جو دنیا کی طلب میں ہے وہ دنیا کے درجہ کو پہنچتا ہے۔ لیکن جلد زوال پاتا ہے  
اور واسطے رزق کے منت غم کھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ | اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے واسطے  
لَيَعْبُدُنِي الْأَكْثَرُ وَلَكِنَّ مَبْعُوثٍ لِّفِتْنَةٍ | رزق کی کثائش کرتا تو یقیناً بغاوت کرتے  
مَآلِشَاءِ مَا أَنَا بِعَبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ط | زمین میں، لیکن اللہ تعالیٰ بقدر اس کے  
نازل کرتا ہے کہ چاہتا ہے تحقیق وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے ۞

اور خلقت کے طعنہ سے اے عالم عارف عاجز مت ہو اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

وَيَقُولُونَ إِنَّا لَمَرْدُودُونَ دُونَ | اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم بیشک  
فِي الْحَاضِرَةِ ۞ | پہلی خلقت کی طرف لوٹائے جائیں گے ۞

قوله تعالیٰ وَيَقُولُونَ إِنَّا | فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور وہ لوگ  
لَنَنصُرَنَّ كُودًا لَّهُنَّ لَسَاءُ عِزٍّ مَّجْمُونٌ ط | کہتے ہیں کہ کیا ہم بیشک اپنے معبودوں کو ایک  
شاعر مجنون کے کہنے سے جھوٹ دیں گے ۞

اے عالم عارف اللہ کے ذکر سے مشغول ہو :-

قوله تعالیٰ وَيَقُولُونَ لَوْ أَنَا | اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یعنی وہ لوگ کہتے  
عِندَ قَادِحِ كُودِ آمِنَ الْأَوَّلِينَ كُنَّا | ہیں کہ اگر ہم اے پاس پہلے لوگوں کا ذکر  
عِبَادًا لِّلْخَالِصِينَ ۞ | ہوتا تو ہم بیشک اللہ کے خاص بندوں سے ہوتے ۞

پس اے نام عارف شیطان دشمن سے خبردار رہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ | تحقیق شیطان تمہارا دشمن تین ہے  
فَاقْنِزْهُ وَهُوَ عَدُوٌّ لَّكُمْ بَيْنَكُمْ وَارْحَمَ | پس اس کو دشمن جانو اس کا گردہ تم کو بولانا  
لِيَكُونَ لَكُم مِّنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۞ | ہے۔ کہ تم و زخمی ہو جاؤ ۞

حدیث میں آدَا دَا عَلَمًا | جس شخص نے زیادہ علم پڑھا اور  
وَلَكُمْ يَوْمَ ذَلِكَ مِزَانٌ يُّزَوَّدُ مِنَ اللَّهِ | پر نیرکاری نہ کی تو اس کو اللہ تعالیٰ سے دہری

إِلَّا بَعْدَ أَذَىٰ فَنَنَافِي الشَّرَاحَةِ ۝

حدیث۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ  
عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ كَذَّبَ نِعْمَةَ  
اللّٰهِ بَعْلِيْهِ ۝

زیادہ ہوتی ہے شرع میں ۝

تحقیق زیادہ عذاب قیامت کے دن  
اُس شخص کو ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ علم سے  
نفع نہ دے ۝

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوال کئے کہ عالم کون شخص ہے۔ آپ نے فرمایا  
جو علم پر عمل کرے ۝ پس علم سیکھنا چاہئے تاکہ کام میں آوے اور اُس سے سُنّت کی راہ  
پا دے۔ اور جاننا چاہئے کہ جب علم حاصل ہوتا ہے۔ تو اُس کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے  
زیادہ ڈرے۔ اور جس کو علم زیادہ ہو اور بے خوف ہو تو اُس کا جہل زیادہ ہوتا ہے  
اور وہ جہل ظاہر سے باطن کی طرف پلٹ جلتے۔ عالم وہ ہے کہ خوف والا ہو۔ اور  
اگر سوہنار مسئلہ جانے اور خوف والا نہ ہو۔ اور بقول خدا تعالیٰ کے عالم نہیں ہے علم  
کا حمال ہے اور جو مسئلہ ایک جانے اور خوف والا ہو۔ اس کا حشر علماء کے ساتھ ہوگا  
امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا۔ کہ فقیہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا  
جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس کا خوف کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

وَيَخْشَى اللَّهَ وَيَنْفَعُ فَاوْلَادَهُ  
هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہی  
کامیاب ہونگے ۝

اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ درمیان عالم اور جاہل اور کفر اور اسلام کے رب العالمین  
کے نزدیک فرق نہیں ہے۔ غلط کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

قوله تعالى وَيَتَّبِعُ الَّذِينَ  
كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ فَنُفِثُوا  
إِذَا جَاءُواهَا فَتُحْتَذَرُ الْبُؤْسُ ۚ وَقَالَ  
لَهُمُ مَن لَّهُم مَّا يَكْتُمُونَ ۚ إِنَّكُمْ  
مِنكُمْ يَسْتَلُونُ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ  
وَيُسْنِدُونَ رُءُوسَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ  
هَٰذَا ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنْ حُفَّتْ مُكَلَّةُ  
الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۚ قِيلَ أَذْهَبْتُمْ

اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہیں جہنم کی  
طرف ٹولیاں بنا کر ہانکے جائیں گے یہاں تک  
کہ جہنم کے پاس پہنچیں گے تو ان کیلئے اُس  
کے دروازے کھل دئے جائیں گے۔ اور  
دورخ کے ٹوکس اُن سے کیسے۔ کہ کیا تم  
ہی میں کے رسول تمہارے پاس نہیں آئے کہ  
وہ تمہارے پروردگار کی آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر  
سناتے اور تمہارے اس روزِ بد کے پیش آنے سے

اَبْرَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوًى  
لِّلْمُتَكَبِّرِينَ هَـ وَبِئْسَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا اٰلِهَهُمْ  
اِلٰهَ الْجَنَّةِ ثُمَّ لَا يَخْرُجُوْنَ اِذَا جَاؤُوهَا وَ  
فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لِّهَٰمْ خُزْنُهَا  
سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ فَاذْكُلُوْهَا  
خَالِدِيْنَ هَـ وَقَالَ اِلٰهُ الَّذِيْنَ  
صَدَّقُوْا وَعَدُوْا وَآوَسْنَا الْاَكْرَمٰنَ  
نُكْبُوْا مِنْ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاؤُكُمْ فَنِعْمَ  
اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ هَـ وَ تَرٰى الْمَلٰٓئِكَةَ  
خٰفِيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ  
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَتَقْبَلُ مِنْهُمْ بِاَلْحَقِّ  
وَقَبِلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هَـ

تم کو ڈرتے یہ جواب دیجئے کہ ہاں رسولِ قائلے  
اور انہوں نے ڈرایا بھی) مگر ہم نے ان کی ایک  
نہی اور عذاب کا وعدہ ہم) کا فرد کے حق میں  
پورا ہو کر رہا (پھر ان سے) کہا جائیگا کہ تم کے دروازوں  
میں داخل ہوا (رہیشہ) ہمیشہ اس جہنم میں رہو (غرض  
خدا سے) اکرٹنے والوں کا (بھی کیا ہی) برا حکم نہ ہے  
اور جو لوگ (دنیا میں) اپنے پروردگار سے ڈرتے  
ہے۔ ان کو بھی (تو یہاں بنانا اگر بہشت کی طرف  
لیجا دینگے یہاں تک کہ جب (یہ لوگ) بہشت کے پس  
پہنچینگے اور ان کے دروازے (انکے لئے پہلے ہی سے)  
کھلے ہونگے (تاکہ ان کو کھلنے کا انتظار نہ کرنا پڑے  
تو ان کی بڑی آؤ بھگت ہوں گی) تو بہشت کے ٹوکھل

ان کو سلام علیک کر کے کہینگے کہ تم (بڑے) مزے میں ہے تو بہشت میں ہمیشہ (ہمیشہ) کے لئے داخل ہو  
اور یہ لوگ) کہینگے کہ خدا کا شکر ہے جس نے (پناہ وعدہ ہم کو سچ کر دکھایا۔ اور ہم کو (بہشت کی سر)  
زمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت میں جہاں چاہیں رہیں۔ تو (نیک) عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے  
اور (لے) پرغیر اس دن تم) فرشتوں کو دیکھو گے۔ کہ عرش کے گرد اگر حلقہ باندھے (کھڑے ہیں اور)  
اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ (اس کی) تسبیح و تہلیل کر رہے ہیں اور لوگوں کے درمیان  
انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور (سب کچھ ہو ہوا اگر آخر کار ہر طرف سے یہی) صدا بلند  
ہوگی کہ سب تعریفیں خدا کو سزاوار ہیں۔ جو تمام جہان کا پروردگار ہے \*

کرنا وہ تقیہ ہے کہ خدا سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے خدا واسطے کو  
اور جب نہ ڈریگا۔ تو نصیرت و ایلات میں مشغول ہوگا۔ اور حرام اور شہوات سے بچے گا۔  
اور حجب و نیاس میں کہ سرگنا ہوں کا ہے داخل ہوگا \*

اگر علم کو بلا تقولے کے شرف ہوتا،  
تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ابلیس زیادہ  
بزرگ ہوتا \*

حَدِیْثُ لَوْ كَانَ الْعِلْمُ  
دَوْنِ التَّقْوٰی شَرًّا لَّكَانَ الْاَبْلِیْسُ  
اَشْرَفَ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی \*



مصدقہ کہتا ہے کہ جب علم اور عقل اور تقویٰ اور خدائے تعالیٰ کا ڈھچا ہوں وجود میں جمع ہوں، دل بعد معرفت کے ساتھ ہو گا۔ اور اس صفت والے کو عالم عارف باشد کہتے ہیں۔

## طبقاتِ علم

جاننا چاہئے کہ طبقہ اول و ثانی تو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اجمعین کا فقہ تیسرے طبقہ میں بعد صحابہ کبار کے ایک وقت ایسا ہو گا کہ علم بہت ہو گا اور عمل نہ ہو گا۔ اور چوتھے طبقہ میں نہ علم ہو گا نہ عمل۔ اور پانچویں طبقہ میں حضرت عیسیٰ روح اللہ چہاں آسمان سے بیت المقدس میں اترینگے۔ اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم پر عمل کرینگے۔ چنانچہ علم اور عمل بہت ہو گا۔

جاننا چاہئے کہ علم تو حید اور علم شریعت اور علم فقہ مسائل فرض و واجب سنت مستحب اور علم معرفت الہی مجموعہ علم کو جمع کر۔ الغرض علم مثل دریا عمیق کے ہے۔ اور عالم مثل کشتی کے اور کشتی سوائے دریائے دوسری جگہ جاری نہیں ہوتی۔ اور عالم عامل مثل ملاح کے ہے۔ اور فقیہ عارف یا مثلاً مثل غواص کے۔ اور غواص جب دریا میں غوطہ لگاتا ہے، موتی ملتا ہے، اور اس کو نکالتا ہے۔ لیکن غواصی مثل ہے۔

غواصی کن گرت گوہر ہے باید  
سر رشته بدست جاں بر کند باید  
غواص را چہاں نہرے باید  
دم ناندن و پائے سرے باید

جان کہ اصل علم اور معرفت اور عبادت کا لقمہ ہے۔ اور وہ لقمہ دو قسم کا ہے۔ ایک شل دوزخ کی آگ کے کہ حرام اور شنیہ دار ہو کہ اُس سے حرص اور غیبت اور قبض اور عناد اور نفاق اور دیا اور بے حیثیت اور شیطنیت اور نفس پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا لقمہ حلال ہے مثل بہشت کے پلنے کے جب وہ وچود میں آتا ہے۔ دوزخ کی آگ فرو ہوتی ہے۔ اور تائب ہوتا ہے۔

اور توبہ تین قسم کی ہے اور اُس کے تین نشان ہیں۔ کہ اُس سے تین آثار پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو جیل سے توبہ کرے اور اخلاص کے ساتھ علم پڑھے۔ اُس کا علم ایک بارنگی روشن ہو کہ اجتہاد اور اتہام سے عامل ہووے۔ اور اگر غفلت سے توبہ کرے اور اخلاص کے ساتھ

زمانی عبادت میں مشغول ہووے۔ چنانچہ ذکر اور فکر اور دنیا اور اہل دنیا سے طالب ہو۔ بلکہ  
توبہ کرے فوراً اُس کو معرفت الہی مدشن ہو۔ بلکہ مجلس محمدی میں حاضر ہووے۔ اور جو خلاص  
کے ساتھ فسق اور فجور سے ناثیب ہو، وہ خاک میں جس نیت سے ہاتھ ڈالے اُسی قدر اُس کو  
زہر حاصل ہووے۔ اس طریق سے توبہ قبول ہووے اور ناثیب محتاج نینیں ہوتا ہے۔

اسے بھائی، یہ سب پرگت لقمہ حلال کی ہے۔ علمائے عامل اور فقیر کامل حرام لقمہ کو اول نظر سے پہچانی لیتا ہے۔ اور حلال کو معلوم کر لیتا ہے۔ یہ سب غذا سے نفس اور شہوہ اور رجوہات غلوہ اور ناموس خلعتی ہے۔ اور دوسرے بزرگوں کو حرام لقمہ سے سُستی۔ بندگی اور بے لذتی ذکر میں اور بے مزہ فکر میں پیدا ہوتی ہے، یہ بھی تمام مراتب ہیں۔ مردود ہے کہ اگر قندہ راقمہ حرام دجودیا، آدھے اور معلوم کیا کہ آیات اللہ کے ذکر سے ایسا اجلا ہے اور نہ اکثر کروے کہ البو ہو جائے۔ اور تاثر نہ کرے لیکن اصل حرام پانی ہے جس نے لقمہ نرم کھایا وہ اللہ کا نور نہیں دیکھتا۔ اور جو حلال کھاتا ہے۔ ترقی بخلی اور مشاہدہ کی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ہر ایک تحقیقت علم کمال سے حاصل ہوتی ہے۔

اور علم و تقسم ہے۔ ایک واسطے دین کے جیسا کہ عمل پر سہیزگاروں کا ہے۔ اور غوث خدا کا اور کلنا حرم اور حسد سے اور مشغول ہو تا عبادت میں اور سعادت اور پرہیزگاری اور مصافحہ و ای کی یہ سب خاصیت علم و زمان کی ہے۔ ان علماء کو عبد الرحمن کہتے ہیں۔ یعنی تابع المسلمین قوی دین۔ اور علم دنیا کہ علم اور ثل اور رشوت اور ریاست کہ بموجب حدیث کفر سے اشد ہے اَلْبُیَّاعَةُ فَتٰی کَفْرٍ یہ علم شیطان کا ہے۔ کہ علماء کو حرم اور نادانی کی طرف لے جاتا ہے۔ ❖

ریاضی کی ہدایت

جہاں کہ کفر کی ابتداء اکی انتہا ہے۔ اور فخر کی ابتداء اکیا ہے۔ اور علماء کی انتہا کس کہتے ہیں۔ یعنی ابتداء فخر کی اللہ کا ذکر ہے۔ کہ اُس کی تاثیر سے کہ ہم غلم ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے کہ کشت ہو تا ہے۔ اور اسمِ عظیم کی تاثیر سے تفسیر و نسخ ہوتی ہے۔ حکمت یہ ہے کہ علم ظاہری اور باطنی اور جزو کل ہر چار کتاب۔ توحیدیت۔ انجیل۔ زبور۔ فرقان اور حدیث نبوی اور حدیث قدسی اور علم معرفت اور مشاہدہ الطہارۃ

ہزار عالم کا اور طیر اور سیر سفلی اور علوی کلمہ طیب کی طے دلائلہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں ہے جو اس سے منکر ہو مترادف کا فر ہے۔ آمنا و صدقنا۔ اور کلمہ دونوں جہان کی کٹیجی ہے جب طالب با ترتیب اس کو پڑھے اس سے کوئی علم پوشیدہ نہیں رہتا۔ اور کلمہ طیبہ طے میں اسم اللہ کے ہے۔ اور اسم اللہ طے میں اسم عظیم کے ہے۔ اور اسم اللہ اور اسم عظیم نفع اور ممانعت میں دیتا سوا شے وجود عظیم کے اور دل سلیم کرم پس پیر و شنہ پیر مانتے میں لائے جو علم و عمل کے ساتھ دونوں جہان پر آمیر کرتا ہے۔ یہ نہ عالم میں نہ فاضل میں بحاشہ کی طلب میں محتاج ہیں اور خواہ ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عالم گور میں اور عالم کر ایس۔ اس اسطے کہ علم اکبر و قرین۔ انجیل۔ زبور۔ قرآن میں مرقوم ہے۔ آیات میں مشہور ہے جو عالم کہ آیات قرآنی سے اسم اللہ کا اسم اعظم اور علم اکبر نہ پاوے اور عمل میں نہ لائے اور غنی نہ ہووے۔ پس موافق امداد آیات کے وَقَبْ لَكَ مَثَلًا قَاعًا اور پایا میں نے تجھ کو مائیں پس غنی کر دیا یکمیا درست نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ اس کو حقیقت میں انہیں نہیں معلوم ہے۔ ہتھوڑ محروم ہے۔ اگرچہ حلقی کے نزدیک عالم فاضل ہے۔ اور قدوم ہے۔ بردست سیاہ دل اور بے ترس ہے۔

علم بہر دین بود دین از خدا نیست عالم آنکہ بارشوت ریا  
جو علم کہ مولا کے ڈر سے اور آخرت کے ڈر سے دنیا کو نہ کھینچے اور جس علم سے کف نفس  
درست نہ یغ وہ علم نہیں۔

## دُنیا کی مذمت

مخمس

وارا برفت حشمت و جاہ از جہاں نبرد کلان ہم فروش و کام از جہاں نبرد

جہنم جز حکایت عالم از جہاں نبرد حال عیاں جنس کہ سے از جہاں نبرد

نہ ہزار دل بند بر اسباب دنیوی

اور جس علم سے کہ دنیا کی محبت اور اجل اور شرک اور کفر نہ بکھلے اور جس علم سے کہ  
دل کے دیدہ کی صفائی نہ ہو اور حق کی معرفت نہ گھوڑے وہ علم دیال اور اس کا عالم حال  
جہاں ہے۔

## شکر کی تعریف

تو جانتا ہے کہ علم نیک اعمال کے واسطے ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے۔  
 اَعْمَلُوا لِي ذَاكُمُ الشُّكْرُ اَعْمَلُوا لِي ذَاكُمُ الشُّكْرُ اَعْمَلُوا لِي ذَاكُمُ الشُّكْرُ اَعْمَلُوا لِي ذَاكُمُ الشُّكْرُ  
 شفاعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور فضل اللہ کا ہے۔ علم خاص کر قرآن اور  
 حدیث ہے۔ اور زائد ہر علم نہیں ہے اور حدیث علم میں جہاں ہے۔ اور زائد ہر علم نہیں  
 ہے۔ علم ہادی رہبر ہے اور زائد ہر علم گمراہ علم فقہ اور علم فقر فیض الہی ہے۔ دونوں ایک ہیں۔  
 اور ہر ہیں۔ جانتے ہو کہ خدا کی طرف سے دو گواہ ہیں اور باطل سے ننگا رہ جاتے ہیں اور  
 علیہم اللہ کا نام ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین مرتبہ تعلیم علم اور تلقین معنیت  
 اور فقر کے لئے۔ اول نور کو آپ کی تعلیم کیا۔ دوسری بار روح مقدس کو کہ اُس وقت میں کوئی  
 مخلوق نہ تھی۔ تیسری بار جسم اطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم اولین اور آخرین تعلیم اور تلقین کیا  
 پس مرشد کامل تعلیم میں نور اور روح اور جسم کے چاہئے۔ نظر میں اور معرفت الہی میں اور ذکر و فکر  
 میں اور علم لدنی میں اور کشف و کرامات میں اور عقل میں سب میں کامل ہو۔ اور غرق باللہ ہو  
 مرشد کامل وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو تین راتیں پر پہنچا دے۔ اول نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 دوم روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ سوم جسم مقدس حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ چنانچہ قول  
 ہے۔ مَن شَرِبَ رُوحِي رَجَعِيَ اِلَيَّ اَصْلِي ہر چیز اپنی اصل پر رجوع کرتی ہے۔ جب اصل پر نہ  
 پہنچے اصل پر نہ پہنچے مطلق حیوان رہے۔

علم سے حروف است سہ ازہرستہ      ب د ب ا ب ک ت ن ک ل ن ک ت  
 ہر کہ خاند غیر ازیں و نیا طلب      طالب و نیا بود اہل از کلب  
 چنانچہ حدیث ہے اَللّٰهُ نِيَا حَقِّقْهُ وَ طَالِبُ الْكَلْبِ وَ نِيَا اِيَكِ مُرَدِّ اَرْجِيْہِے اور اُس کا  
 طالب لُتَا ہے +

## نور محمدی کی تعریف

شرح نور روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ جب خدا نے تعالیٰ نے اپنی  
 خداوندی کا اظہار چاہا۔ تو اپنے نور خاص سے نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جہد کیا۔

اور وہ نور مقدس آئینہ محبت میں اور معرفت میں اپنا مشاہدہ کرتا رہا۔ اور اُس نور پاک کلام نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا۔ اور حبیب اس واسطے نام ہوا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے زبان قدرت سے فرمایا کہ اے میرے حبیب مجھ سے ہر کلام جو اُس دفعہ اودھ نور پاک جنبش میں آیا اور کیا اللہ۔ پس نام اللہ تعالیٰ کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس نور پاک کو دھلا کر اور ستر ہزار اور تیس سال نگاہ رکھا۔ بعد اُس کے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارادے لطف اور کرم کے فرمایا کہ اے نور محمد، رُوح محمد ہو۔ پس وہ نور روح کی طرف منتقل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زبان قدرت سے ارشاد فرمایا کہ اے رُوح محمد مجھ سے ہم سخن ہو، پس رُوح مقدس نے عرض کیا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْکَ لَكَ۔ حق تعالیٰ نے زبان قدرت جواب دیا وَ اَشْفِیْکَ اَنْتَ مُحَمَّدُ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ اور کلمہ توحید کے نور سے نور فقر و وحدت اور معرفت پیدا ہوا اے ایک صورت پر۔ پس اُس صورت نے رُوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ السلام علیک یا رُوح محمد۔ رُوح مطہر جواب دیا وعلیکم السلام یا فقر۔ پس صورت فقر نے دلی میں رُوح پاک کے سکونت قبول کی نصیبی قلب وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مبتدل ہوئی۔ پھر حق سبحانہ و تعالیٰ نے زبان قدرت سے ارشاد فرمایا کہ رُوح محمد نجیب مجھ سے ہم سے ہم سخن ہو۔ رُوح نے عرض کی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ حق سبحانہ تعالیٰ نے زبان قدرت سے فرمایا محمد رسول اللہ چنانچہ کلمہ طیبہ کا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُکَ اللّٰہ کے نور سے صورت اسلام اور ذکر اللہ اور کلام اللہ پیدا ہوا اور صورت علم اور اسلام نے رُوح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی السلام علیکم یا رُوح محمد، رُوح پاک نے جواب دیا وعلیکم السلام یا علم کلام اللہ اور رُوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو تعلیم دی اور علم کے روبرو کھڑے ہوئے۔ اور بوسہ دیا اور آنکھ پر رکھا۔ علم نے قرار اور سکونت زبان پر کچھ اور آنکھ سے مطالعہ کیا تو قرین لاکھ تینتیس ہزار سال خدائے تعالیٰ نے رُوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم علم کی دی اور حافظ کیا کہ ہنوز وحی پیدا نہ تھی ۛ

## تعلیم انسان و تمام فقر

اَلَا اَنْ کَمَا کَانَ عَلَیْکُمُ الْاِنْسَانُ مَا لَمْ یَعْلَمْ اِذَا اُنْتَمَّ الْفَقْرُ فَهَوَّ اللّٰهُ هُنُوْز



باہوا بہر از خدا نورش نما نور حاصل مے شود از مصطفیٰ

اللہ تعالیٰ کا قول ہے اَللّٰهُ نُورٌ السَّمَوَاتِ وَ الْاَرْضِ النُّورُ اسماؤں اور زمین کا ہے دوسری جگہ فرمایا ہے نُوْرٌ عَلٰی النَّوْسِ اُس مقام میں نور مذکور ہے کہ قرآن میں ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے لِيَعْلَمَ لَكَ اللهُ مَا لَقَدْ نَمَّ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرُ الْبَتَّ نَحْسُ دُنَى اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھلے گناہ سب تیرے ۛ

جاننا چاہئے کہ ذکر فکر غفل مذکور الہام اور تخلیق جسم اور روح سے رکھتا ہے۔ اور غرق نور حضور تخلیق سر سے رکھتا ہے ۛ

### اقسام فقیر

اے طالب صادق! فقیر دو قسم کے ہیں۔ بعض صاحبِ حال اور بعض صاحبِ جمال۔ مستی حال کا وصال اگرچہ کمال ہے۔ مگر اس کو زوال ہے۔ جیسا کہ کشف و کرامات اور رجوعاً خلق اور حاضری جنوں کی۔ چنانچہ ذکر اور فکر اور سکے اور صحو اور قبض اور تسط اور سیر اور فطیر اور طے زمین دو نیم قدم مشرق سے مغرب تک۔ فقر محمدی کے نزدیک یہ سب حال کی باز گری خام خیال ہے۔ اور بعض فقیر صاحبِ احوال کہ اپنے پر لباس شریعت کا پس کر سوائے نور اللہ اور تجلیا معرفت کے اور قدم بر قدم محمدی کے دوسری راہ نہ دیکھے، اس کو صاحبِ جمال وصال کہتے ہیں مقام نور مستگاری ہے اور ماسوئے اللہ سب خواری ہے ۛ

جان کہ صاحبِ ریاست مجاہدہ خدا سے جدا ہیں۔ اور صاحبِ غرق نور اللہ با خدا ہیں۔ مجاہدہ واسطے مشاہدہ کے ہیں اور مشاہدہ شاہد حال کے ساتھ ہے۔ وہ قبیل قبیل و قال سے اور نہ مستی حال سے جدا ہے ہوا پر ہے۔ اور ریاضت کے ساتھ ٹوڑ میں ہے اور جو خدا کے ساتھ باطن معمور ہے غموش ہے مگر عَرَضٌ دَرِيَّةٌ فَتَكْ كُلُّ لَيْسَانَةٍ حدیث ہے۔ مرشد عارف سے اللہ کا طالب اول روز عارف ہوتا ہے۔ ذکر فکر مرشد عارف با اللہ اللہ کے طالب کو تعلیم نہیں دیتا ہے۔ مرشد نہیں ہے اور جو مشاہدہ عینیہ بخشنے یعنی ہم اللہ کے تصور سے وہ صاحبِ کمال ہے ۛ

## یقین کا مرتبہ

وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کر اپنے پروردگار کی یہاں تک کہ تجھ کو یقین پہنچے، مراحب ذکر اور فکر سے آدمی صاحب یقین ہوتا ہے اور مرتبہ دُنیا کے تہمت سے بیدار ہے اور دم آخر خاتمہ یا خیر ہے۔ وقت نزع کے تصدیق دل کے ساتھ زبان پر صدق کے غلبے سے نکلے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پس موت کے وقت قبر میں لَا تَحْزَنْ وَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

## حضور قلب کی تعریف

معلوم ہو کہ عبادت رسم رسوم اور یقین جز کا کل ہیں، آدھے بعض کو وقت موت کے اول کہ مومن اور مسلم ہو دیں اور جو ایمان کے ساتھ مشاہدہ میں معائنہ کرے۔ پھر یقین حاصل ہو اور موت پر راضی ہووے۔ اور یا وجود اس کے جو کوئی عبادت مثل ابلیس کے کرے۔ اور یقین معرفت کا نہ لائے۔ عبادت وہ ہے کہ یقین کو پہنچا دے۔ یعنی عبادت رکوع اور سجود میں اللہ اکبر کا جواب یا صواب لبتیک عبدی، پاسے کہ بے جواب اور المام اور تے قدرت زبان یعنی حاصل نہیں ہوتا ہے لَا يَجُودُ إِلَّا يَحْضُرُ الْقَلْبُ حدیث ہے یعنی نہیں جا رہا ہے نماز مگر حضور دل کے ساتھ۔ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ دل بیار دست بکار غلط کہتے ہیں۔ بلکہ دل بیار و دست بکار صحیح ہے۔ چونکہ دل تعلق اللہ کے ساتھ رکھتا ہے۔ پس جو اللہ کے ساتھ ہے وہ صاحب یقین ہے۔ اور جو اللہ سے پھر دُنیا کے ساتھ، یقین سے پھر اور بیدار یقین ہوا۔ یعنی بے ادب۔ اور اللہ طلب کرتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ طلب ادب کرتا ہے اور قرآن اور علی ادب طلب کرتا ہے اور فقیر اور اسم اللہ ادب چاہتا ہے

ادب تا حصیت از لطف الہی بنہ بر سر برود ہر جا کہ خواہی

اور شیطان بے ادبی اور دُنیا بے ادبی اور نفس امارہ اور کفر اور نفاق بے ادبی کی طلب چاہتا ہے۔ اور ادب کیا معنی رکھتا ہے اور بے ادبی کیا ہے۔ ادب حق یا یقین اور یقین راہ راستی ہے۔ اور بے ادبی باطل و دروغ تبلیغ شیطانی ہے پس مجلس ادب کے



ساتھ اور بے ادیب کے راست نہ آئے۔ دین کی اصل اور فقر کی اصل دب ہے اور دنیا اور فقر کی اصل بے ادبی ہے۔ کوئی بے ادیب مذا کو نہیں پہنچتا۔

یہ کہ در افتاد بسلا بکیم      بر قدم خویش منہا نہ میقیم  
ہر عبادت دور گمراہ اندر ترا      شد یقینش زانکہ حق تو اندر ترا

لا الہ عبادت ہے نقیض نفی اور لا الہ اتناات اللہ کے نور کے مشاہدہ سے ذات کی تجلی حاصل ہوتی ہے اور محمدی رسول اللہ کہنے سے اسلام کی ورستی سلامتی کے ساتھ اسلام دین اور ایمان ہے۔ جو جنہو کی عبادت کل کی طرف پہنچا دے اور جزو کل میں آئے۔ اور کل سے ہر مقامات اللہ کے نور کے کھلتے ہیں۔ یقین حاصل ہوتا ہے۔ اور اہل یقین مطلق ہوتا ہے۔ اور یقین ہی حق کی یگانگی کے مقام اور باطل کا دور کرنے والا ہے اور حق یقین کے مقام کو لیجاتا ہے۔ جیسا کہ عبادت توفیق ہے۔ اور یقین رفیق ہے۔ اور یقین جانیٹا ہے۔ اور عبادت بے یقین کا ریشہ طمان ہے۔ عبادت علم ہے۔ اور یقین امر اور ذکر لا الہ الا اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب سے مروی ہے۔ قربایا آپ نے قال

رسول اللہ ان احوک ما اختلف علی امی اثباتہم الہوی و قول الامم اما اثباتہم الہوی فیصل عن الحق و اما قول الامم فیئنی الا خیرۃ *	قربایا رسول خدا جھلتے اور بد علیہ وسلم نے کہ کوئی چیز میری امت پر وہ چیز سے زیادہ خوف دار نہیں ہے ایک نجاش نفس کہ ان کو راہ حق سے باز رکھتی ہے۔ اور دوسرے اندیشہ ورا ز کہ
---	--

قیامت کو ان سے فراموش کرتی ہے \*

جان کہ کلمہ طیبہ معرفت کا سراسر ار اور یقین معراج ہے، سوتے ہیں اور بیہوشی میں نور اللہ میں غرق کرتا ہے۔ جس کے وجود میں ذکر تمام تاثر کر تا ہے۔ اور اللہ کا نام نقش ہو کر قرار پکڑتا ہے اور زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی تلوار ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کی طرف قرار غضب سے نظر کرے اور کہے یا اللہ! اسی وقت جان سے سب جان ہو جاوے۔ کیونکہ اللہ کا نام ہم اعظم کے ساتھ ایسے ہی اثر رکھتا ہے۔ یہی مراتب یقین کے ہیں کہ اللہ کے نام سے حاصل ہوتے ہیں \*

حدیث - رِکُوا لِلّٰہِ قُرْعٰنٌ | اللہ کا ذکر ہر دُکُو سے پہلے فرض ہے کہ



اور وہ اٹھیکہ قیامت کے دن کتاب لیکر کہ  
اس کو وہ اپنی دستاویز کر لے گا۔ پڑھ تو اپنی کتاب  
کہ آج کے دن از روئے حساب کے وہ تیرے

يُخْرِجُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِكُلِّ بَاطِلٍ مَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ  
اَمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ  
حَسْبُكَ

لئے کافی ہے \*

اور جب چھٹی ضرب دل پر مارنا ہے اور فکر میں آتا ہے اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ  
عذاب قبر ہے۔ ہر طرف سے زمین غلیہ کرتی ہے۔ اور سوائے خدا کے کوئی فریاد کو نہیں  
پہنچتا \*

اور جیسا تو اس ضرب دل پر مارنا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ قیامت قائم  
ہے۔ اٹھالہ ہزار عالم استادہ ہے۔ اور ہر شخص اپنے اپنے غرق ہے اور نفسی نفسی  
کی پکار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

جس دن کو بھائی گئے آدمی اپنے بھائی اور  
ماتن اور چور اور اولاد سے ہر مردنے واسطے  
ان میں سے آج ایک شان ہے۔ کہ وہ اس

يَوْمَ يَفْعَلُ الْمَوْتُ اَمْرًا  
وَاَمَّا دَعْوَاهُمْ فَهُمْ لَكَ اَمْرًا  
يَوْمَ يَكُونُ لَكَ اَمْرٌ  
بِكُلِّ شَيْءٍ عَظِيمٍ

کو بے پروا کرتی ہے \*

جب آٹھویں ضرب مارنا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ  
میرے ہاتھ میں اعمال نامہ دیتے ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے \*

یعنی جس شخص کی سیدھی طرف سے کتاب  
دی جاوے گی۔ اس کا خفربان حساب ہوگا اور  
خوشی خوشی اپنے اہل کی طرف لوٹے گا۔ اور جس کی  
پشت کے نیچے کتاب دی جاوے گی۔ پس غریب وہ بلایا  
جائے گا۔ شور اور دوزخ کی طرف پہنچا یا جائے گا  
اور ہم سے آئے ہاتھ باتیں کریں گے۔ اور انکے پاؤں  
گواہی دیں گے انکے اعمال کی جودہ کرتے تھے  
اور جو شخص کہ خیر کا عمل ایک ذرہ بہر کرے اس کا باز  
اس کو ملے گا اور جو شخص کہ شر کا عمل ذرہ بہر کرے اس کا

فَاَمَّا مَنْ اَوْفَىٰ كِتَابًا يُمِيزُهُ  
فَسَوْفَ يَكُونُ حسابًا يَبْسُطُوهُ تَحْتِ  
اِلَىٰ اَهْلِهِ عَسَىٰ اَنْ اُولٰٓئِكَ كَانُوا  
فِى رَءْىِ الْغٰفِلِيْنَ  
يَوْمَ يَكُونُ لَكَ اَمْرٌ  
بِكُلِّ شَيْءٍ عَظِيمٍ

قَدْ كُنْتُمْ لَكُمْ اٰيٰتٌ يَوْمَ تَشْهَدُ  
اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ  
قَدْ كُنْتُمْ لَكُمْ اٰيٰتٌ يَوْمَ تَشْهَدُ  
اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُوْنَ

آجریاد گاہ

یتر ۴

اور جب نوب ضرب دل پر مارتا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت جانتا ہے کہ میری نیکی اور حق ترازو میں تولی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ

اور وزن آج کے دن حق ہے

قَٰلَ مَا مَنَعَكَ تَقَلُّتَ مَوَازِينَكَ  
تَهْلُو فِي رِبِّكَ سَامِيَةً ۚ وَآيَاتُكَ  
مَوَازِينُكَ قَامَتُهَا وَيَّةٌ وَمَا أَذْكَ  
تَاهِيَةً كَنَافَرِ حَامِيَةٍ ۚ

پس جس شخص کا وزن بھاری ہوگا۔ وہ عیش  
پستہ پرہ کرے گا۔ اور جس کا ہلکا ہوگا۔ اس کو دوزخ  
نصیب ہوگا۔ کہ جس کی ماہیت تو نہیں جانتا ہے  
وہ آگ سے بھڑک دار ہے

قَوْلُهُ تَعَالَى نَحْنُ فِي جُنُوبِهِمْ  
سَيِّئُ الْمَعْتَدِ جَمِيعٌ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا  
طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۚ

ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔  
اپنے رب کو خوف اور طمع سے پکارتے ہیں اور  
اس رزق سے جو ہم نے دیے خرچ کرتے ہیں  
اور نہیں بڑھائی جاتی کسی کی اور نہ  
گھٹائی جاتی ہے۔ مگر وہ کتاب میں

قَوْلُهُ تَعَالَى وَمَا نَعْمُهُمْ مِنْ مَّعْصِرٍ  
وَلَا يَنْفِقُونَ مِنْ عَمَلِهِمْ إِلَّا فِي

درج ہے

کتاب طہ

اور جب دوسری ضرب مارتا ہے اور فکر کرتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ  
میں سلامتی کے ساتھ پل صراط سے گزرتے ہیں اور جنت میں آتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي  
إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ سَٰئِرَ صَفَٰةٍ تَذَكَّرِي  
فَإِذَا بَدَأْتُ خَلْقَ جَنَّتِي

اے نفس مطمئنہ تو اپنے رب کی طرف راضی  
مرضی کے ساتھ ہو تو میرے بندوں میں اہل ہو۔  
اور میری جنت میں رہ

اور جب تیسری ضرب دل پر مارتا ہے اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت معلوم کرتا ہے  
کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے اللہ کے نور کا پیالہ اور  
خوش کوثر سے شراب طہور و دمنوں اور سلما لونی، در عارفوں اور عاشقوں کو دیتے ہیں۔ اور  
وہ شوق سے نوش کرتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ کے حضور میں تمام اُمت کے ساتھ دیدار الہی کے  
واسطے جاتے ہیں۔ اور مشرف بہ دیدار ہوتے ہیں

جب بارہویں ضرب مارتا ہے اور فکر کرتا ہے کہ اس مقام منشی کو پہنچا اور کلمہ طیبہ کو

ختم کیا۔ وہ آدمی صاحبِ زبان اور سیف الرحمن ہوتا ہے۔ اور یہ مقام قبولیت کا ہے۔ جس کو حضور ہی پہنچا۔ اور توراۃ میں غرق ہوا۔ تو ان میں سے بعض کو نیکہ ہوتا ہے بعض تو یہ ہیں۔ کہ ہر دم توبہ توبہ جاری ہو جاتی ہے۔ اور بعض ظاہری عبادت میں کہ کسی وقت اور کسی حال میں سرسجدہ سے نہیں اٹھاتے۔

## فوائد کلمہ طیبہ

جان کہ کلمہ طیبہ کے چار گواہ ہیں۔ آؤں اقرار زبان سے۔ دوم تصدیقِ دل سے۔ سوم لام نفی کہ ہر گناہ کو اُس کی تلواریں سے قتل کرے مثل ذوالفقار سیدنا علی مرتضیٰ۔ کرم اللہ وجہہ۔ چہارم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس جو کلمہ طیبہ کو ان گواہوں کے ساتھ پڑھے امید قوی ہے کہ وقتِ جان کہ نہی کے اسی طرح پڑھیں گے۔ اور وقتِ حشر کے جب سے اٹھیں گے اور کہیں گے لا الہ الا اللہ۔ عجلتہ۔ رسول اللہ تو اُس کے دوبارہ پیدا ہونگے۔ کہ اُن سے اُن کے بہشت میں داخل ہو گا۔ اور ایہ کہ جب قبور میں۔ سے اٹھیں گے اور کہیں گے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تو نو ذی شمع اُس کے آئے ظاہر ہو گی۔ کہ وہ اس پر عاشق ہو گا۔ اور اُس کے ساتھ بہشت میں داخل ہو گا۔

اور کلمہ چار چیز سے تعین رکھتا ہے۔ کہ وہ فرض ہیں۔ چنانچہ اول کلمہ کہنا فرض ہے دوسرے جو کوئی کلمہ کہنے نہ کہے اُس سے منکر نہ ہو جس کے زبردست نہ دے تیسرے کہ تحقیق کرنا اس کے فرض ہیں۔ چوتھے ہمیشہ کلمہ پڑھنا فرض ہے۔

جاننا چاہئے۔ کہ کلمہ چار چیز سے قبولیت کھتا ہے۔ جیسا کہ اسلام کی بنیاد چار چیز سے ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کہ بغیر اس کے کلمہ نفع نہیں دیتا۔ اور تاثیر نہیں کرتا۔ اگرچہ تمام عمر پڑھو۔ جو اس ترتیب سے کلمہ پڑھو۔ اور بخود ہر روز۔ یا بیٹھ کر مجلس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جاوے۔ اور باطن میں جو حکم مودودہ ظاہر میں آئے۔ رَاَمَّا بِمَعْمَدٍ رَبَّكَ فَحَدِّثْ پس اللہ کی نعمت سے مشرف ہونا اور حضرت رب العالمین کے دیدار سے خواب میں مشرف ہونا اس سے کیا بہتر ہے۔

علم۔ آموزہ اول آخر اینجا بیا۔ جاہلان پیش حضرت حق تعالیٰ تبت یا

۵ علم حق نور است روشن مثل اواز تربیت  
 قوله تعالى من كل الذين  
 حملوا الثور لانه كمثل الحمار يحمل اسفارا  
 اور حدیث ہے یحیٰ بنی اخطا و افقہ  
 العیلة الطمعة  
 علم باید باعلیٰ علم کے بر خریار نسبت  
 اللہ تعالیٰ فرمانا ہے۔ توریت کے علموں  
 کی مثال کہ علم نہیں کرتے مثل گدھے بار بردار کی ہے  
 ہر ایک شے کی آفت ہے اور علم کی  
 طمع ہے \*

۶ گر بخوانی صرف و نحو ثقہ خوانی یا مہول  
 از دصال قرب و حدت و درانی لے جہول

تو جانتا ہے کہ شیطان کو آدم علیہ السلام کے سجدہ سے علم نے باز رکھا۔ کہ وہ تجاہل  
 ہو گیا۔ اور فرمان خداست تعالیٰ کا بجا نہ لایا۔ چنانچہ حدیث ہے، العیلة سعیاہ الا کبر  
 موجود ہے یعنی جس علم سے کبر پیدا ہو۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
 کہ کبر کے ۲ حرف ہیں ک، ب، ر، حرف کاف سے کرامت دور ہوتی ہے۔ اور  
 ب سے برکت، اور ر سے رحمت \*

قوله تعالى: قُلْ رَّبِّكُمْ دَعُونِي  
 اسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْكُرُونَ  
 عَنْ عِبَادَتِيْ سَيُعَذِّبُهُمْ اَجْمَعِيْنَ  
 فرمایا خدا ہے۔ تم نے ان کے مجھ سے  
 دعائیں کی تھیں قبول کر دوں گا۔ تھتین جو لوگ غرور  
 کرتے ہیں۔ وہ عنقریب جہنم میں داخل  
 ہونگے \*

اور حدیث ہے وَمَنْ كَانَ فِيْ  
 قَلْبِهِ ذَرَّةٌ مِّنَ الْكِبْرِ اَبَدًا حَلَّ  
 الْجَنَّةِ  
 جس کے دل میں ایک ذرہ بھی کبر ہے وہ  
 جہنم میں داخل نہ ہوگا \* وہ صاحب شیطان ہے  
 جیسا کہ شیطان علم میں فاضل جہان کا ہے \*

جان لے کہ علم کو کبھی دیر سے دئے گئے ہیں۔ وعدہ وعید، انبیاء کے قصے اور آیات کدہ حق  
 کے پانے کے اور ترک دنیا سے اور اہل دنیا سے، بیع ہیں۔ چنانچہ حدیث ہے \*  
 اَلَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ دُرَّةً اَوْ ذَرَّةً لَّا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَّيُنَادُوْنَ فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ  
 قوله تعالى: وَابْتَغُوا هُوْنًا مِّنْ  
 الَّذِيْنَ اَلَعَنَ وَّيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِّنْ  
 الْمَقْتُوْرِيْنَ  
 ہم نے اُن پر لعنت کا اتباع کر دیا ہے  
 دنیا میں اور قیامت کے دن وہ خراب  
 ہوں گے \*

اور اس دنیا میں بھی لعنت اُن کے پیچھے

لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی دیکھو (قوم) غاد  
نے اپنے پروردگار کی ناشکری کی جس کی اُن کو

نظامی دیکھو عادی جو ہر دو کی قوم کے لوگ تھے دیکھو خدا کے ہاں سے دھڑکنا لے گئے + سورہ بقرہ

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو کسی

طرح کی (ایداہتے ہیں۔ اُن پر دنیا اور آخرت

دونوں میں) خدا کی پشکار ہے۔ اور خدا نے اُن

وَاتَّبِعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةُ وَا

تَوْمِ الْآخِرَةِ طَالَمَا تَعَادَلْتُمْ اَرْبَابَكُمْ

اَلَا لَعْنَةُ الْعَادِلِ تَوْمِ لَعْنَةُ وَا

اِنَّ السَّيِّئِينَ يَوْمَ ذُوْنِ اللّٰهِ وَا

سَهْوُهُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

وَاَعْلَلْ لَّهُمْ عَذَابًا مَّهِينًا

کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے + سورہ احزاب رکوع ۷ +

پس معلوم ہوا کہ دنیا پر یقین نہ کرنا بہت بُرا ہے۔ اور اُس کی باری سے حرص پیدا

ہوتی ہے۔ اور حرص مطلق مصیبت کا شیطانی ہے۔ اور نفس کی تازگی کہ دوزخ میں لپیٹتی

اور مومن پر یقین کرنا۔ وہ باریہ ہے کہ عقبہ پر باری دیتا ہے۔ اور فقرائے پیدا کرنا ہے اور

محبت خدا لئے نکلنے کی حاصل ہوتی ہے۔ ارجب عام نے دنیا کا لباس لیا دین دور ہوا

کیونکہ دنیا میں نہ ہر قاتل ہے۔ تھوڑا ہوا یا بہت دنیا شیطانی کی متاع ہے۔ جو اس پر ہوتا

ہو وہ دل شیطانی کا گھر ہے اس کو علم سے کچھ نفع نہیں ہوتا کہ اُس میں لذت ہوائے نفسانی

کی ہے۔ اور کلمہ طیبہ دل کی صیقل ہے۔ اور روشنی کرنے والا ہے۔ اور اللہ کا ذکر وہ ہے

کہ شروع ذکر سے دل پر ضرب لے اور اس کے منہ سے دھواں نکلے اور اُس کے بہ

دوسری ضرب دھکا ہے اور اس کے غلبہ سے منہ سے آگ نکلے۔ بعدہ تیسری ضرب

دکائے اور منہ سے چنگاریاں نکلیں تو یہ صحیح ذکر ہے +

بعدہ کے خفی ذکر میں آدھے۔ اس سے گشت۔ پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور خون

آٹکھ سے نکلتا ہے +

مصنف کہتا ہے کہ میری والدہ کو ایسا ذکر خفی حاصل تھا کہ اکھوں سے خون نکلتا تھا۔

اور مجھ کو بھی ایسا ہی ہوا۔ اس کو حصہ حق کہتے ہیں۔ جس کا ایسا ذکر ہے اور خفی نہ ہو اُس کو

ذکر نہیں کہہ سکتے۔ معلوم ہوا کہ ذکر رسم رسوم نہ ذکر ہے اور قیوم سے

ذکر ان ذکر یا شد ان اللہ ذکر دانی حیثیت حدیث میں آہ

اور جس وجود سے حجاب کی مثل ہو سکتی ہے یہ بھی ذکر خفیہ کی تاثیر ہے جیسا کہ تلواریں ذکر

کرنے والی صفتیں ہیں۔ ایسے ہی دل کا روشن کرنے والا کلمہ طیبہ ہے۔ اور جیسا کہ سچا ست کو پانی اور اندھیرے کو آفتاب و تہ تاب روشن کرتا ہے۔ ایسا ہی دل کو ذکر جو چلے کہ میرا دل مثل آئینہ کے صاف ہو اور دونوں جہان روشن ہوں۔ اول محبت اور طلب پیدا کرے۔ اور کفر و فحشاء سے دل کو پاک کرے۔ وہ رات دن سوتے، جاگتے ذکر کرے۔ جیسا کہ ظاہر کپڑے کی پائی نما کو شہ طے، ایسے ہی دل کو کلمہ طیبہ سے ہے اور تاثیر ذکر آفتاب کی کلمہ سے یہ ہے کہ خراب صفت اور قہمات اور خطرات دل سے دور ہوں۔ اور خرابی نہیں اور ہر ساعت مشاہدہ علیحدہ علیحدہ دیکھے۔ جب یوں دل پاک و صاف ہو جائے اس کو ذکر دوم کہتے ہیں۔ جان کہ آدمی کا وجود مثل چاہ۔ کے ہے اور دل مثل پانی کے اور غفلت اور خطرات اور بے ذکر ہونا اس میں مردہ چڑھا۔ پس اول مردار چاہ سے نکالا جاتا ہے۔ بعد اس کے میں یا تین ڈول پانی کے نکالے۔ اور وہ ڈول دیل غیر سوئے اللہ کی ہے۔ پھر پاک پانی کو محاسبہ سے کیا خوف ہے۔ جب فلاح روشن ہو گیا اور رنگ اور سیاہی دور ہو گئی۔ تو مثل زر کے قیمت دار ہو گیا۔ حالانکہ جو کام فلاح سے نکلتا ہے رے سے نہیں نکلتا۔ مثل زر کے علم ہے اور تیغ فلاح کی اللہ کا ذکر کہ ایک بار میں نفس کو قتل کرے۔ ہاں علم کا پھٹنا ثواب ہے بغیر ذکر اللہ کے نفس کا مارنا دشوار ہے۔

جان کہ جب کلمہ عمل میں آتا ہے۔ دل کو پاک کرتا ہے۔ حالانکہ خلق اس کو حق کہتی ہے اور گھروالے دیوانہ اور مجنون جانتے ہیں۔ کہ اس قدر یہ کلمہ طیبہ کیوں پڑھتا ہے حالانکہ بہت پڑھنا کلمہ طیبہ کا سنت ہے۔

جاننا چاہئے۔ کہ آدمی کے وجود میں خطرات مثل درخت کے اور کلمہ طیبہ مانند تیر کے ہے جس طرح تیر سے خار و خش دور کرتے ہیں اور زمین قابلِ تخم برتری کے ہوتی ہے۔ اسی طرح کلمہ طیبہ سے دل پاک صاف اور قابلِ تخم معرفت کے ہوتا ہے۔ ورنہ عمر برباد ہے آدمی اگر تمام علم نماز، روزہ جانے ہرگز مسلمان نہیں ہوتا۔ سوائے ذکر لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ کے۔ جو اس تک پہنچتا ہے۔ کسی سے نہیں دڑتا ہے۔

در عشق چوں پیر و اندہ شوار جان خود پیگانہ شو

شادی کنان مردانہ شو۔ مگر سر رود رفتن یدہ



## مذہبِ اہلسنت و الجماعت

اے برادرِ مذہبِ اہلسنت و الجماعت! مولائی راہ ہے اور غافل اُس سے گمراہ ہے۔ راہِ اہم کون ہے اور گمراہ کون ہے۔ جس راہ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے۔ وہ سنت و الجماعت کی راہ ہے اور خلافت اُس کے گمراہ ہے۔ جس سے حق ملا وہ راہ پر ہے اور باطل گمراہ ہے اَلَا مَسْلَامٌ حَقٌّ وَالْمَقْرُوءُ بِاطْلَاقٍ مِّنْ دِينِ اِسْلَامٍ كَوَقُولِ كَيْفَا۔ اور جو اس میں ہے اور کفر سے بیزار ہو اور جو اس میں ہے

زمرہ ہوس تما فتق پیشہ دین پروری است

نترک ہو یا فتق قوتِ پیمبری است

قَوْلُهُ تَعَالَى وَخَيَّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوَىٰ | جس نے نفس کو خواہش سے روکا اس کا  
فَاتِ الْجَنَّةِ هِيَ الْمَأْوَىٰ + مقام جنت ہے +

عام واسطے ترک دنیا کے ہے اور محصیت سے بچنے کے واسطے اور ہوائے نفس سے باز رہنے کو ہے

گر بخواہی خوش حیا تی نفس را گردن زن

یا ضلّے دوست بگرتی یا ہوائے خویشیت

جو شخص کہ حرفِ نفسِ کفر اَلَّذِينَ قَالُوا | یعنی البدن گذر کیا ان لوگوں نے کہ کہا اللہ  
إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثُ ثَلَاثَةٍ + تیسرا تین کا ہے، کا پڑھے اور حقیقت و کما

مِنْ إِلَهٍ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے حق تعالیٰ کے نہ جانے بصدق  
اس حدیث کے اَنَّ اَنْشَأَ النَّاسَ عَلٰۤاٰبَا | تحقیق اشد آدمیوں کا قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَن لَّمْ يَنْفَعَهُ اللَّهُ فَلَاحٍ | وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے علم سے نفع نہ دے  
سوال گئے گئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عالم سے، یعنی عالم کون ہے۔ آپ

نے فرمایا اَلَّذِي عَمِلَ بِعِلْمِهِ یعنی وہ شخص جو اپنے علم پر عمل کرے۔ حدیث میں وارد ہے۔  
مَنْ ارْتَدَّ عِلْمًا وَلَمْ يَزِدْ + یعنی جو شخص کہ علم زیادہ پڑھے اور

وَدَعَا لَمْ يَزِدْ مِنَ اللَّهِ اِلَّا الْعَدَا + پرہیز گدھی زیادہ نہ کرے وہ نہیں بڑھاتا  
اللہ تعالیٰ سے مکر دوری +

مصدق حدیث اَلْعِلْمَاءُ وَارِثُ الْاَنْبِيَاءِ کا وہ ہے کہ دوستی امر بالمعروف کی جس کو دل و جان سے ہے۔ نہ وہ شخص نسل قاضی اور مفتی کے یا حاکم ظالم اہل غلازادہ کے روادار بدعت کا کہ شرع محمدی سے برگشتہ ہوئے یا روادار نبوی اور منکر کما کہ اہل شرع سے ہو اور جو کوئی شرع شریف سے پھر وہ دین محمدی سے پھر گیا۔ اور دین سے وہ شخص چور اور بیدین لیں ہے \*

جان کہ وارث پیغمبروں کی دو چیزیں ہیں۔ ایک جہاد نفس کے ساتھ، دوسرا جہاد دار الحرب کے ساتھ۔ چنانچہ حدیث ہے :-

اَلْفَقْرُ عَظِيْمٌ مِّنَ الْفَقْرِ وَلَا يَنْفَقُ جِهَادُ النَّفْسِ وَالْجِهَادُ مَعَ الْكُفَّارِ جِهَادٌ صَغِيرٌ رَّجَعًا مِّنَ الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ \*

فقیر بڑا غرہ ہے اس واسطے کہ نفس کا جہاد ہے، اور جہاد کفار کے ساتھ جہاد صغیر ہے۔ رجوع کیا ہم نے جہاد صغیر سے طرف جہاد اکبر کے \*

اور حدیث ہے :-

لَيْكُنْ اَبْرَحَ جُرْحَةٍ وَحِرْفَتِي اِثْنَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِهَادُ مِمَّنْ اَحْبَبَهُمَا فَقَدْ اَحْيَى وَمِمَّنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْعَثَ

واسطے ہر ایک کے ایک پیشہ ہے اور میرے دو پیشے ہیں، فقر اور جہاد جس نے ان دونوں کو دوست رکھا اچھے کو دوست رکھا اور جس نے ان دونوں سے بغض کیا۔ پس تحقیق مجھ سے غضب کیا \*

## رات کا جاگنا عبادت ہے

قوله تعالى لَا يَكْلِفُ اللهُ نَفْسًا وَلَا دَسْمًا \*

اور يَا أَيُّهَا الْمَرْسَلُ هُمُ الْمَلَكُ الْبَلَدِ اَلَا قَلِيلٌ ذُنُوبُهُمْ أَوْ الْقَصْرِ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ دَرْدِ عَلَيْهِ وَرَقْلُ النُّرَاتِ تَرْبِيْلًا \*

نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ کسی نفس کو مگر اس کی گنجائش کے موافق \*

اے میرے پیارے مکی پوش رات کو اٹھ کر تھوڑا اس کا نصف یا اس سے کم یا اس پر زیادہ کر اور قرآن کو عمدہ پڑھ \*

طالب علم کے فقیر کا وجود باجمعیّت ہے اور طالب دنیا فقیر کا وجود جہل کے ساتھ یعنی طبع اور حرص۔ عہد علم کی عاقبت بالآخر طلب سے اور حج سے حیل کی حلالی خدا کا

غضب ہے۔ اور طالبِ حقیقی کو اگر مرشد سے ایک ہفتہ میں باطنِ کلیہ کے ساتھ طلبِ مولے کا مقصود نہ پہنچے، چاہئے کہ اُس سے رخصت ہو۔ کیونکہ غرضِ اُلح نہ کرے اور برباد نہ ہو۔ اس واسطے کہا ہے کہ ایک ہفتہ خدمتِ کاملِ فقیر کی بہتر سے عبادتِ ستر برس سے مرشداں یا شد کہ در راہِ خدا طالبان را باز دار دار ہوا

اور طالب وہ ہے کہ اول روز خدمت میں مرشد پر جان و مال تصرف کرے اور مرشد وہ ہے کہ اس کا جو رہ مال اور ملک دوامِ کلے۔ اور دلایت جاودائی بخٹے۔ اور جو رہ جان کا جمعیتِ دل کی عطا کرے۔ اگر اس صفت کا مرشد ہو۔ جان و مال طالبِ فقر صرف کرے ورنہ تو جانتا ہے کہ آدمی کو آواز کہاں سے چاہئے اور آواز آدمی کی کیا ہے۔ آواز زندہ دل کی اور صاحبِ شغل کی رحمان کی حضور سے ہے۔ اور مردہ دل کی شیطان سے ہے۔ عارفوں کی آواز اسرار سے ہے اور مردہ دلوں کی خوارِ فقر نعمت ہے اور نبیعت ہر کسی کو نہیں ملتی۔ سوائے دوستانِ خدا مثلِ انبیاء اور اولیاء کے۔ جو سوائے انبیاء اور اولیاء کے دعوئے کفر کا کب کا دہ ہے۔

## فقر کی تعریف

فقر مری را ز وحدت با خدا	زیر پایے فقر با شد سر ہوا
فقر را بمعلم کُن از گو سخن	نہ گدایاں اہلِ بدعت لہزن
فقر نیچے اکبر و کانِ کرم	از دلش طواحق کعبہ در رحم
باہو از گرانی فقر پس گریا کند	با عشق از قش سوز جاں مہیا کند

ظاہر علم سے ظاہرِ عمل اور باطن سے جگہ نفسِ قاہرہ درست ہونا۔ ہے۔ علم ظاہر سے عمل ظاہر اور باطن سے نفسِ پاک کرے اور خدا اور رسول اُس سے رضا مند ہوں اور جھوٹ سے نیرا اور حق پسند ہو، انہیں کو علمائے عامل اور فقیرِ کامل اور درویشِ صابر اور بادشاہِ عادل اور جوانِ تاب نہ بان یا جیا اور یمن یا صفا اور اہلِ سخاوت اور طالبِ خدا اور صاحبِ خوف اور بقولے اور سعادت مند صاحبِ شرع محمدی اور پرہیزگارِ دلہن کی خدا کی نعمت کا داغِ درویش کے دل پر ہوا۔ اور دوسری حقیقت اُمت کی یہ۔ ہے کہ تجربہ آلمانی سے نقل ہے

اَنْ يَوْجَمَ الْفَقْرُ الْمَنْفَعِلَ سَكَتَ مَيْقَا حَا | تحقیق قیامت کے روز کہ حق باطل ہے

یَمُتُفَعْمُ فِي الصُّورِ فَمَنْ لَوْ أَنَّ أَحَدًا  
فَحَسِبْتُ السَّمَاءَ مَكَانَتِ الْجَوَاكِجِ وَسَيِّدَتِ  
الْجِيَالِ فَكَانَتْ نَمْرًا يَكْبَهُ سَوْسُ هَمِّ  
عبد ہوتے اور نیک بد سے یعنی قیامت کے دن  
ہے اولین و آخرین کے وعدہ کا واسطے ثواب  
اور عذاب اُس دن کے کہ چھوڑا جائے صورت میں،  
پس تم اُدھاب گاہ میں فوج فوج اور گروہ گروہ

حضرت ساد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی  
قیامت کے روز کیونکر اٹھینگے ؟

آپ نے فرمایا اے محاذ فتنے بڑا کام پوچھا۔ بعد کہ دوڑوں اکھیں آپ کی جاری ہوں۔ اور  
فرمایا اے محاذ قیامت کے دن میری امت دس گروہ میں اٹھائی جاوے گی۔ بعض بندر کی صورت  
اور بعض سوری صورت اور بعض اس طرح کہ اُن کے پاؤں اُپر اور سر نیچے اور بعض اندھے  
اور بعض بہرے اور گونگے اور بعض اس صفت سے کہ اُن کی زبانوں سے خون جاری ہوگا۔  
اور سب اُن کے سینہ پر گرہنا ہوگا۔ اور بعض ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے اور بعض آگ کی سڑی  
پر کھینچے ہوئے اور بعض سخت گندہ بُو دار مردار سے زیادہ اور بعض آگ کی چادریں اوڑھے  
ہوئے کہ اُن کا پوست ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہوگی۔ پس جو بصورت بندر کے ہونگے۔ وہ  
وہ شخص ہونگے۔ کہ آدمیوں میں سخن چینی کرتے ہیں۔ اور جو بصورت سُر کے ہونگے وہ  
رشوت خوار ہیں اور جو اُوندھے ہونگے وہ سود خوار ہیں۔ اور جو اندھے ہونگے۔ وہ  
ظالم ہیں۔ اور برے اور گونگے وہ لوگ ہونگے کہ جو عجیب میں مبتلا ہیں۔ اور جن کے  
زبان ادمہ سے یم جاری ہوگی وہ عالم اور فاضل ہیں کہ عمل اُن کا خلاف ہے۔ اُن  
کی گفتار کے۔ اور ہاتھ پاؤں بریدہ وہ لوگ ہیں۔ کہ اپنے پڑوسیوں کو ستاتے ہیں۔ اور سولی  
پر کھنچے وہ لوگ ہونگے۔ کہ بادشاہوں کے آگے نکایت کرتے رہتے ہیں۔ اور جو بُو دار  
مردار سے زیادہ وہ لوگ ہونگے کہ نفع اور لذات دنیاوی اٹھاتے رہتے ہیں۔ اس سے  
مل سے اور دنیا میں خدا کی راہ میں نہیں دیتے۔ اور آگ کی چادر والے وہ ہونگے کہ غرور  
اور غر کرتے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت وہ ہے کہ جس کا عمل نص اور حدیث  
سے اس واسطے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کے لئے اللہ کی رحمت سے مقدم ہیں۔ اور جو امت کے صاحب شک اور

صاحب تکلیف اور صاحب نفاق ہے۔ اُس سے حضرت پیغمبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
بیزاری میں اُمت ہونا آسان نہیں ہے، دُشوار ہے۔ اُمت مومن مسلمان ہے نہ نصیب  
صاحب بغض اور نفاق اور تابع شیطان ۛ

اُمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا علامت ہے۔ کہ جس پر ستر نظر اللہ تعالیٰ کی ہے  
اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی نظر رحمت کی جُدا نہیں کرتے، مثل آب کے ذرہ سے ۛ  
خدا اور رسول خدا سے ایک ساعت غافل رہ۔ معصیت سے۔ تا ثب ہونا اور طاعت  
سے بے نیازی نہ کرنا اور آپ کو بندوں میں شمار کرنا یہ بہتر اُمت۔ یعنی ہمارا  
خیر اُمتی ۛ

نیست اُمت ظلم دنیا سیم و زر حق پرستی اُمتی برحق نظر

ہر کہ از خود باز گردد بر ہوا کے شود اُمت یفرمان خدا

دوسرے سمجھنا چاہئے ۛ

دم ازل دم دنیا دم مش رو ہر دم قدم ثابت بود در پیش کو

راہ این دآن جان دم در میان دریاں دیگر مٹیں مجر عین آبن

حل بیث من عرف نفسه فقد عرف ربه جس نے اپنے نفس کو پہچانا پس اُس نے اپنے  
رب کو پہچانا۔ اُمت حمی کے یہی خطاب ہیں اور یہی حالات ہر ایک بشر دیکھتا ہے پھر  
نفس ہوا سے اوردل گناہ سے ہر دہو جاتا ہے۔ بندہ بندگی کے واسطے ہے۔ اور بے  
بندگی شرمندگی ہے۔ جیسا کہ وصیت حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ  
نے فرمایا کہ اے میرے فرزندو! پانچ چیزیں مجھ سے سیکھو۔ کہ تمہارے کام آویں۔  
اول یہ کہ سوائے خدا کے فعل کے کسی پر دل مت ڈالو۔ کیونکہ میں نے بہشت میں دل ڈالا۔  
آخر اس سے جُدا رہا۔ دوم عورتوں کے کتے پر کام مت کرو نہ میں نے حوا کا کنا کیا اس نہ آیا۔  
سوم جس کو تمہارا دل چاہے اُس کو نہ دو۔ کیونکہ میں نے اُس درخت سے کھایا۔ کہ  
جس کو دل نے چاہا۔ پس بہتر نہ ہوا۔ چہا دم۔ جو کام کو وہ اُس میں مشورہ بندوں سے کرلو۔  
کیونکہ میں اگر فرشتوں سے مشورہ کر لیتا میرا یہ حال نہ ہوتا۔ پنجم۔ اگر کوئی مادہ قدیم کھائے  
اُس پر اقتیارت مت کرو۔ اس واسطے کہ اہلین بعین نے میرے آگے خود قسم کھاں اور میں نے  
اُس پر اعتقاد کیا۔ پس جو مجھ کو پہنچا معلوم ہے ۛ

مُصَنَّف کہتا ہے کہ فقیر کو اللہ کافی ہے باقی ہوس ہے۔ اور نہ دنیا میں شیطان کی طرف  
مُنہ لائے اور نہ کسی سے اُمید رکھے اور نہ کسی کو شمار میں لادے \*

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! بشت کے بادشاہ  
کون ہونگے۔ آپ نے فرمایا مطلق مسکین۔ چنانچہ اگر ان کے سر کے بال دراز ہو جائیں۔ اور  
ان کے پاس ایک درم تک نہ ہو کہ حجام کہ دیکر منڈہائیں۔ اور اگر بیمار ہوں کوئی نہ ان کو پوچھے  
اور اگر نکاح کرنا چاہیں۔ کوئی ان کو دیکر نہ دے۔ اور اگر بات کریں۔ کوئی خلاص سے انکی بات  
نہ سمئے۔ جہاں سٹھیں قرش ان کا خاک ہو۔ اور اللہ کے شغل میں ان کی روح فرحت کے  
ساتھ پاک ہو اور نفس اس کا پاک۔ اللہ کے نزدیک ہوں صاحبِ بشت۔ بلکہ یہ مرتبہ  
اہلِ شکر کافی اللہ کا ہے۔ اگر تو سوتلواریں مائے دم نہ ماریں۔ گو سرتن سے جدا ہو۔  
اس واسطے کہ ازل کے روزے انکی یقین اور تعلیم رسا کے ساتھ ہے

بہتر ہزار صوف و طلس ندم غیر از ندم بہر دو عالم تادم

روزے کہ حساب این دانی مسطینہ غیر از ندم بہر دو عالم تادم

جو علم ظاہری سے ظاہر پر عمل کرے اور علم باطنی سے نفس کے ساتھ جنگ کرے اور دل  
اس کا پاک ہو۔ جان کہ وہ موافق العلماء و ارث الانبیاء کے نبی علیہ السلام کا وارث ہے  
انہوں نے کافروں سے رشوت نہ لی اور نہ ریاکی۔ اور اپنا دین کثرتِ روپہ کے ساتھ نہ بچا  
تو جانتا ہے کہ غمخیزوں نے اپنے سر کو زر کی بسیاری سے نہ بچا ہے اور فی سبیل اللہ تصرف  
کیا ہے۔ اور اصحابِ کرام نے دینِ محمدی پر شہادت پائی اور دنیا اور اہل دنیا کو نہ اٹھا لیا اللہ  
الْقَصْرُ مِنْ قَصْرٍ دِیْنٌ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ عامل اور فقیر کامل قوی دین اور  
تاصر دین ہیں۔ اللہ بَرَّاءُ حَذَّاءُ مَنْ حَذَّاءِ دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اور علم  
بے عمل طامع دنیا۔ اور فقیر اہلِ برکت اہلِ دونوں جہان میں خوار ہے اور بے دین \*

اے طالبِ ایمان کہ مومن کو تین قسم کی چھوڑیں ہیں۔ تن اور مال اور دین۔ پس اگر  
مومن دیکھے کہ دین ہاتھ سے جاتا ہے۔ تن اور مال دین پر تصدق کرے۔ اور دین ہاتھ  
سے نہ دے۔ علم اور تعلم اور تصدق واسطے دین کے ہے۔ اور جو دین کی پروا نہ کرے  
لعین اور بے یقین ہے \*

حدیث۔ (لَا) أَخَافُ عَلَى أَمْتِي خَشَعَتِ الْيَقِیْنُ ہ آپ نے فرمایا۔ کہ میں اپنی

اُمّت پر ضعف یقین کا خوف کرتا ہے۔ اور منافق بن اور دین، مال پر فدا کرتا ہے اور دین سے بیدین ہو کر مریا تا ہے۔ اور مال دوسرے کھاتے ہیں۔ اور منافق خوار و رک اسفل میں روزخ کے خوار ہوتا ہے ۛ

جان کہ دین حسبہ یثد حسب مولیٰ علم علوم سے اولے ہے اور دوستی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور روح اور جمادی اور عقل کلّی اور صبر اور سہر اور توکل اور فقر اور ہدایت اور معرفت اور قرب خدا اور فنا فی اللہ اور قلب صفا اور شہ نصیری یہ پندرہ علم خاص الخاص رحمانی مجموعہ بتنا بعت شریعت محمدی ایک طرف۔ اور نفس اور شیطان اور بخل اور طمع اور دنیا اور حرص اور کذب اور کینہ اور حسد اور انانیہ میں علم مجموعہ شیطانی ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی آدمی کے دجو میں قرار پکڑ جائے، علم رحمانی اس کو نفع نہیں دیتا اور دل اس کا سیاہ ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے ۛ

## بیوان اور انسان کا فرق

اور عالم عامل اُس کو کہتے ہیں۔ کہ ان علوم شیطانی کو پس پشت ڈالے اور علم کلام اللہ اور تلاوت قرآن کو آگے کرے۔ اور جو سر پر آئے قضا و قدر سے۔ راضی اور صابر ہوئے اور اس کو صاحب رضا عالم انسان کہتے ہیں حدیث لا فرق بین الخیۃ و الا انسان الا بالعلم۔ نہیں فرق ہے درمیان بیوان اور انسان کے مگر علم سے۔ قولہ تعالیٰ وَ غَنِمَ الْاِنْسَانُ مَا لَمْ يَعْلَمْ اور اللہ تعالیٰ کا قول یہ سکھائی انسان کو وہ چیز کہ نہیں جانتا تھا۔ علم وہ ہے۔ جس سے حق معلوم اور باطل معدوم ہو اور وہ علم باعمل ہے نہ جانے ناداں پریشان روزگار بہ زوال شدہ ناچر ہینرگار

قیامت کے روز شیطان عالم بے عمل اور فقیر اہل بدعت اور سرود مٹنے والے کو اپنے ہمراہ دوزخ میں لیجاوے گا ۛ

علم کو تو ترانہ بستاند جمل زراں علم بہ بود بسیار جو شخص کہ اللہ کے پاکہ کلام کو جمل بلید کی طوف کھینچے سمجھنا چاہئے۔ کہ وہ کیسا ہی عالم ہو، علم کو بلیدی میں ڈالتا ہے۔ اور علم پاک عالم عامل کو حق کی جانب ہتھیاتا ہے۔ عالم بے عمل کے علم سے اگرچہ صاحب تفسیر ہو تعلیم نہ دیتا چاہئے۔ کیونکہ بے عمل بے تاثیر ہے۔ خدا سے نہیں ڈرتا

ہے۔ مردہ دل دنیا کی حرص میں پڑا ہے۔ صاحبِ نذیر علمِ رُوح پر مارتا ہے یا نہ ہوتا ہے۔ اور نفس پر مارتا ہے یا نہ ہوتا ہے۔

علمِ گہرِ تن زنی مارے بود علمِ گہرِ دل زنی یا بسے بود  
کہ رُوح اور قلم اور قلم اور معرفت اور نوکل اور توحید اور توفیق ترک تو لا۔ اللہ ایک اتفاق کے ساتھ۔ اس طریق سے رُوح اور دل دلائل مولے کی طرف کرتا ہے کہ موت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ آج کا کام کل پر رست چھوڑو مبادا موت جان لے نے پس فقیر ہونا اس واسطے ہے کہ مصیبتِ رُوح سے پہنچتا ہے اور دنیا زشت کو فانی دیکھنا ہے۔ دل سرد ہونا ہے۔ دنیا سے ایک مرتبہ میں فانی ہو جاتا ہے۔ کہ یہی راہِ خاص حضرت محمد رسول اللہ علیہ السلام کی ہے۔ لیکن عالمِ قاتل۔ غوث۔ قطب و رئیس کو ترک دنیا سے بہت دشوار ہے کہ توفیق نفس سے ہیں۔ اور نفسِ شقاق شیطان سے رکھتا ہے۔ اور شیطان دنیا سے۔ پس نفس اور شیطان اور دنیا برسرہ کہ فقر محمدی سے شرم نہیں آتی ہے کہ خدا کی طرف رجوع نہیں لانے دیتے اور مانع ہوتے ہیں یعنی کہاں سے اور کہاں سے کھائے، جیلہ اور حجت سے رزق لاتے ہیں۔

ترک دنیا کے توانا ہر شے یا بالوں شیر مرے یا مدت دریا دیہ مردانہ

جان کہ عارف پانچ قسم کے ہیں (۱) عارفِ ازل (۲) عارفِ ابد (۳) عارفِ دنیا۔ (۴) عارفِ عجب۔ یہ چاروں خام ہیں اور (۵) عارفِ بانڈ کہ فقر تمام ہے۔  
اسے عالمِ نادان کہ تو در علمِ مغوری نزدیک تو معبود نہ بلکہ تو دوری کشاف ہدایہ اگر چہ تو نے خونی۔ تا خدمتِ قاتل کئی بیچ ندانی

## سید القوم خادم

فقیر دن کا حاد دم قوم کا سرکار

ہے \*

حدیث۔ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ

الْفُقَرَاءُ \*

دوسری حدیث ہے :-

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْجِدَالِ فَهُوَ جَاهِلٌ وَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ خَاصًّا فَلَهُ

فِي الْقَوْمِ مَوْزِعٌ

جس نے علمِ مناظرہ کے واسطے سیکھا وہ جہل ہے۔ اور جس نے خاصہ کے واسطے وہ مومن ہے \*



اور حدیث ہے :-

النَّفْسُ الْفَاسِقَةُ مُكْتَنِبَةٌ

یعنی صحبت اس اثر کرتی ہے \*

یعنی تقدیر بد پر مستحکم ہے \*

النَّفْسُ يَوْمَئِذٍ كَالْقَدَرِ عَلَى الشَّيْءِ بَازٍ \*

تمام وجود آدمی کا جبل کی طلمت سے سیاہ ہے \*

اگر علم رحمانی نہ ہو کہ مثل آفتاب کے طلوع کرے اور روشنی جاودانی دکھلا دے۔ اور کوئی تائیدی نہ ہے۔ یعنی نیک اعمال سے نفسانیت اور مصیبت شیطانی دل سے اٹھ جاتی ہے۔ اور یہ کہ عمل کرنے والوں عالموں اور عارفوں اور دواۓ حق کو ہوتی ہے۔ جو علمائے عالیشان ہی ہوتا ہے فقیر کامل ہوتا ہے۔ دل سلیم میں ہے۔ اور راہ مستقیمہ پر ہوتی ہے اَلْعَمَلُ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (جن پر تو نے غضب کیا کہ غیر ان لوگوں کے ہیں جن پر غضب کیا گیا ہے اور غیر گمراہوں کے) کے مقامِ بندگی کو پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ کا قول ہے قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزَّوَجَلَّ کہہ دے تو اسے نظر نہ آئے اللہ ایک ہے اور اللہ پاک ہے اللہ بن ماسوئے اللہ نہیں \*

## شرح معراج

حضرت سرور کائنات کہ معراج کی رات براق پر سوار اور حضرت جبرائیل پیادہ پا جلو دار تھے۔ چونکہ حضرت جبریل پیچھے رہ گئے اور عرش سے فرش تک دونوں جہان اٹھا رہا ہزار عالم آراستہ و ہیراستہ آگے آئے۔ آنجناب عالی حضرت نے چشم مبارک حق سے نہ اٹھائی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى اور منہ توجہ کا عالم اشیا و غیرہ کی طرف نہ کیا۔ جب بمقام سدہ پہنچے فقر کی صورت دیکھی اور لذت سلطان القہر کی چکھی کہ فقرے اللہ کا نور اور نور باطنی نمودار تھا۔ قربت میں حضرت کلیم اللہ گند گئے اور فنا فی اللہ میں آئے۔ اور فقر کے ساتھ ملاقات اور فنا فی اللہ میں عرق ہوئے۔ اور فقر کو اپنا رفیق کیا۔ محبت اور معرفت اور عشق اور شوق اور ذوق اور علم اور حکم اور کرم اور جود اور خلق تمامیت فقر وجود محمدی میں آیا اور زبان گوہر بار سے اظہار فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مَحَبَّتِي جب صحابہ کرام کی مجلس میں آئے فقر کی حقیقت نے فقر کے دریا سے موج باری فقر کے احوال سننے سے معرفت الہی کی آواز آئی حق سبحانہ و تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے محمد و صلی اللہ علیہ وسلم رات دن فقر کا

دیا روکھ اور نظر عبادت کر، وہ فقیر جو رات دن خدا کے ساتھ غرق رہتے ہیں شکر خدا کا کہ اللہ شہد کہ ہم کو کام کے ساتھ ہوا۔ کہ خدمت سے باہر نہیں ہے۔

۱۔ طالب صدق! جان کہ ایک روز حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دواڑہ پر دُشک دی۔ اندر سے اشارہ ہوا کہ کون ہے حضرت نے فرمایا، میں محمد ہوں۔ فاطمہ، فاطمہ رضی اللہ عنہا نے التماس کیا کہ یا رسول اللہ یاہر میں، میں شنگی بیٹھی ہوں اور میرے پاس پینٹے کو کپڑا نہیں ہے۔ آپ نے روئے مبارک تن سے جد آکر کے حضرت بی بی فاطمہؑ کی طرف پھینکی۔ اور آپ کے پاس کپڑا ستر عورت کا اس قدر باقی رہ گیا کہ اگر سر کی جانب کھینچتے تو زانو کھل جاتے اور اگر ناف کی طرف کھینچتے تو سر کھل جاتا۔ پس حضرت اُسی پارچہ میں آکر سکرٹے ہوئے آکر بیٹھے اور حضرت بی بی صاحبہ کے فقر اور فاقہ کا حال دیکھ کر استغراق میں ہوئے اور فرمایا۔ اے خاتونِ جنت! مجھ کو خدا نے اپنی قدرت سے اس قدر قوت بخشی ہے۔ کہ اگر ایک نظر کروں تو تمام درود یار سونے اور چاندی کے ہو جائیں اور ڈھیلے لعل اور موتی اور باقوت بن جاویں۔ اگر کو تو نظر کروں۔ اور تمام دنیا کی چیزوں کو لے لوں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے قبول نہ کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! فقر محمدی اور فاقہ میں ہم کو نہ ملتا ہے۔ یہ فقر فیض اور خیرانہ خدا ہے، کسی کو نہیں ملتا۔ سوائے مقررہ لوں اور دوستوں خدا تعالیٰ کے۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ توجہ کی نظر سے حضرت خاتونِ جنت سے فرمایا کہ اے خاتونِ جنت تو فقیر ہے، اور فقر میرا فقر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

انتہائے معرفت کی اور اسرار کی اللہ کے نور ذات سے دیکھے۔ اور جب نور ذات سے مشاہدہ اور دل کی صفائی آنکھ سے دیکھا، پوشیدہ راز کائنات سے سنا۔ اور جب ستر ہتھکان سے سنا، لامکان پہنچے اور معرفت میں محو ہوئے اور وجود اللہ کے ذکر کے جوش سے اللہ کے شعل میں مغمور اور پوست ہو گیا۔ جو اس لامکان پر پہنچے۔ اس کے وجود میں کوئی حُب دُنیا اور شرک اور یہعت نہیں رہتا، سوائے مشاہدہ ذات کے اور ذوق و شوق وحدانیت کے ماسوائے اللہ کی طرف متوجہ اور مشغول نہیں ہوتا۔ قید فی اللہ میں آجاتا ہے اور خدا سے جدا نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ مشاہدہ اللہ کے نور کا اور حق کی تجلیات جاگیر ہیں۔

گر کلمہ صاف میرے دگر جاں رود چون بگم حیران دیر کا شے شدم یا بگم یا جاں ہم

ہاں یہ مقام اتنا الحق کا ہے منصور و مصلح و مسیح نہیں رکھتا تھا، اقرار تصدیق قلبیٰ انا الحق کا زبان پر لایا۔ اور انا الحق ستر ہے۔ اور ستر کے فاش کرنے سے سر اس کا دار پر کھینچا اسی واسطے انتہائے فقر کو نہ پہنچا تا کہ انا الحق زبان پر لانا مقام فنا فی الشیخ میں شہرت پدید آئے ہے اور انا الحق دل سے کہنا دشمن ضمیر، یہ مقام فنا فی اللہ بقا یا اللہ کا ہے۔  
اگر گویہ انا الحق دلم عجب بنود کہ روح خویش میلہ مست و قلبا  
انا الحق دل سے کہنا اسرار ہے اور زبان سے کہنا سربردار ہے۔ دقائق باطنی کا کوئلے  
تقلیل کے پہچاننا بہت مشکل ہے۔ عالم اس راہ کو گم جاتا ہے، معرفت سے بے خبر  
ہے اگرچہ تمام عمر پڑھائے مگر بے عملی کے مثل سیل اور گم ہوں کے ہیں +  
جاننا چاہئے۔ کہ مراقبہ فنا فی اللہ میں غرق ہونا۔ اور ذکر فکر اور تصور اسم اللہ کا مشاہدہ  
کہنا اور معرفت الہی مشکل ہے +

## شرح مراقبہ

مراقبہ چند قسم ہے مراقبہ مبتدی اور متوسط اور منتهی۔ پس مراقبہ مبتدی ذکر اور فکر کے ساتھ ایسا غرق ہو کہ اگر کوئی تلوار مارے حرکت نہ کرے اور نہ ہے۔ ایسا غرق اللہ کے شغل کا مقام ابتدا کا خام ہے +

دوسرا متوسط، جب صاحب مراقبہ کو ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ الہی میں بارہ برس ایک مراقبہ کے ساتھ گزریں کہ نہ گزری کی خبر نہ جاڑے کی۔ اور بعد بارہ برس کے جب اٹھ تو کسے طرۃ العین بھی نہ گذرا۔ ایسا مراقبہ متوسط بھی غم ہے +

تیسرا منتهی جب بے ذکر اور فکر کے اسم اللہ کے تصور سے اور اسم اللہ کا ہر حرف مثل آب نور اللہ کے وحدت کا دریا ہو دے۔ اور اس میں توحید کا دریا اس میں اللہ کا نور اللہ کے نور میں صاحب مراقبہ غوط کھائے اور غرق ہو دے۔ اگر کوئی اس طریق سے غرق ہو دے۔ تو اس کے تن پر بربویش لگیں کوئی زخم نہ ہو اور جسم سے خون نہ نکلے۔ اور اپنے حال پر سلامت ہے۔ اور باوجود اس کے کہ صاحب مراقبہ منتهی مراقبہ کے ساتھ غرق ہو جہ نفی ساقبت سے نکلے اور نبیاء اور اولیاء کی مجلس میں ہم مجلس ہوئے۔ اور ذکر قلبی وجود میں جاری ہووے خلق کے نزدیک مردہ اور قبر میں دفن ہو۔ اور خدا کے نزدیک زندہ حدیث اَلْمَوْتُ حَيَاتٌ

بِئْسَ مِثْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ مَوْتٌ اِيكٌ مِلْ هِيَ كِه جَنِيْب كُو جَنِيْب كِه پَنچا تہ ہے؛ قَبْرِ  
میں پوسٹ اور عرش پر رُوح اس مَوْت کو حیات ابدی کہتے ہیں مُؤَلُّوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْا نُوْا  
اور اِنْ اَدْلَيْتَ اللّٰهَ لَا يَمُوْا لَوْ كُنْ بِلَا يَنْفَلِيْوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَى الدَّارِ ۞

## مراقبہ اول

مراقبہ کی انتہا ہے جو اس مرتبہ میں آدھے مَوْت کو اختیار کرے اور قُرب الہی میں داخل  
اور جسمہ نفسا مَیِّت سے نکلے ۞

صاحب مراقبہ کی چار چیزیں دُشمن ہیں۔ ایک کُشف۔ دوسرے کرامات۔ تیسرے  
خلق کا رجوعات چوتھے سیر طیقات، جو ان چاروں سے نکلے۔ اسم اللہ کے مراقبہ میں فنا فی اللہ  
ہو دے۔ اور مراقبہ مرتبہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ مراقبہ اور مراقبہ کو مردہ دل محروم معرفت  
کیا جان سکتا ہے۔ اللہ سے ماسوئے اللہ ہوس ۞

جاننا چاہئے۔ کہ قرنی راہ اور معرفت کی راہ تمامیت علم کی راہ تصور اسم اللہ سے کھلتی  
ہے۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرات دن اسم اللہ پر تھتی۔ اس میں نہ  
ریاضت نہ ذکر نہ فکر۔ دونوں جہان کی نعمت قرآن مجید میں ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ دل ملاحظہ قرآن  
ہو کر پڑھتا ہے۔ اور ملاحظہ حقیقت کا تفسیر جاننا ہے۔ اور صاحب تفسیر وہ ہے۔ کہ علم  
اس کو لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے ذکر سے کھولے، بیشک جو شک لائے  
کا قہر ہو دے۔ اور مردہ اور مرتد لغو بانیہ نہما ۞

ابتداء اس طریقہ کی حق کی رضا اور متوسط نفس کی فنا۔ اور انتہا رُوح کی بقا اس کو قادر یوں  
نے طے کیا ہے۔ گویا حق تعالیٰ کا وصل لے گئے ہیں۔ اور جو علم سے ہمیشہ تعلیم اور تعلم  
رکھے اور مطالعہ کتاب کا درپیش رکھے تا کہ تصور اسم اللہ سے غرق ہو۔ اور لحظہ بالخطہ درد  
کے ساتھ دل کو زخمی رکھے، وہ صفا کیش ہے۔ درویش کامل کے مراتب جاننا چاہئے ۞

اے عزیز! طالب حق درویش کے پانچ حروف ہیں د، ر، و، ش۔ دال  
دل کے ذکر پر اور دم کے جس پر دلالت کرتی ہے۔ اور سر رُوح کے ذکر پر کہ جس سے پردہ  
سراسر کا گھولتا ہے۔ اس کو مطلق صاحب الحاد یعنی نفس مردہ قبر میں پَنچا ہو کہتے ہیں۔  
ایسا فقیر ماسوئے اللہ کے دیار سے بیزار ہے۔ اور حرف واد سے دھندائیت حق

دانش ہو۔ محقق حق پرست ہو۔ اور حرفی سے یگانہ یار اللہ کے ساتھ۔ اور حرف ش سے شرم رکھے دینا اور اہل دنیا سے ایسا درویش درویش ہے۔ ورنہ گد اگر خوار و تنویش ہے۔ خدا سے دور مثل دھوئی کے بیل کے ہے

درویش را درویش باید یافت  
کہ یوں درویش کشف سر ہوا  
جاننا چاہئے کہ حقیقت ماضی اور تنقیل کا کشف اس سے ہے۔ نہ درویش کے ساتھ  
کہ ہمیشہ لوح دایہ کے مطالعہ میں حجاب درمیان ہے۔ اللہ کا قول ہے :-

مُكَلِّمٌ سَتَّىٰ لَهَا رِجٌّ اِلَّا بِجَهْدٍ  
وَيَتَقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ  
وَالْاِکْرَامِ \*  
سوائے خدا کے ہر شے فنا ہو نیوالی ہے \*  
اور خدا کے ذوالجلال والاکرام باقی رہیگا \*

اور اسم اللہ کا تصور اس کی باطن میں جاتا ہے۔ کہ طلب دنیا نہ ہو۔ طلب دنیا بدعت کا سر اور حب مولا بدایت اور ولایت کا سر ہے \*

## شرح اسم اللہ

جاننا چاہئے کہ اسم اللہ کا جس کی زبان پکڑتا ہے۔ اس کی زبان بند ہو جاتی ہے کلام لافنی سے۔ اور علم کتاب اور مسائل اور تلاوت قرآن اور نماز اور ذکر لا الہ الا اللہ میں زبان دراز ہو جاتی ہے۔ کہ سوائے اس کے لب نہیں کھولتا۔ چاہے اس کی کوئی گردن مارے چنانچہ حدیث ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهٗ جِسْنِ اُفٍّ رُبَّ كُوْبُجَانَا۔ اس کی زبان دراز ہوئی۔ اور جس کا دل پکڑتا ہے۔ اس کو ذکر اور فکر دوم اور رتھ نصیری حاصل ہوتی ہے۔ اور اپنے نفس پر امیر ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ فقیر کا ہے اور زبان بند ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهٗ۔ اور جس کو روح سے پکڑتا ہے زندہ جان ہو جاتا ہے۔ اور ہرگز نہیں مرتا۔ چنانچہ اِنَّ اَوَّلِيَّاءَ اللّٰهِ لَا يَمُوتُوْنَ ہے اگرچہ اس جہان میں زندہ ہو۔ مگر اس کا کام اُسی جہان سے ہے۔ اور جس کو اسم اللہ سے پکڑتا ہے اس کو حاجت خلوت کی نہیں رہتی کیونکہ وہ خلعت اسرار الہی کا پہن لیتا ہے۔ یعنی اسم اللہ سر سے قدم تک اور ظاہر باطن میں لپٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ گھاس درخت کو حدیث قدسی ہے۔ اِنَّ اَوَّلِيَّاءِیَّ تَحْتَ قَبَائِلِیَّ مَرَاتِبٍ پہنچتا ہے کہ جس کو اسم اللہ سے فیض ہوا اور

اللہ کا فضل ہو، اور دستِ بعیت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرے اور جو قبائے اللہ کے نیچے آتا ہے۔ مرتبہ فقیری پر تمام اور کمال پہنچتا ہے اور اس کا وجود تمام تو یہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہمیشہ آدمیوں کی مجلس میں ہے۔ مثل حضرت خضر علیہ السلام کے اور وہ کھڑا ہوتا ہے اور درخت سے میوہ طلب کرے۔ اسی وقت درخت اس کو سپردہ دیتا ہے اور جو کم اللہ سے دیکھے کرامت کے ساتھ ہے۔ اس میں استہداج نہیں ہے۔ یہ راہِ رحمت سے معراج ہے جو شخص اس صفت سے موصوف ہو، اُس کی نظر میں پانی دودھ ہوتا ہے اور شہد اور شکر اور پانی روغن ہوتا ہے اس صفت کے آدمی کی نماز سنتِ جماعت کے ساتھ یا شریک تمام ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روحانیوں کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور ملائک اور جن اگر نماز میں شریک ہوتے ہیں۔ اور دو قدم میں تمام زمین طے کر لیتا ہے۔ اور خانہ کعبہ میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ اور دوامِ مدینہ طیبہ میں مجلسِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے رَاٰ اَنَّمَا الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ مصداق ہوتا ہے۔ اور اس کا سیر مثل حضرت خضرؑ کے ابدال بادشاہدہ کے ساتھ ہے اور مرتبہ حق الیقین کا حامل ہوتا ہے۔ اور ایسی جگہ اُس کو ہنغرق ہوتا ہے۔ جہاں کوئی نہ پہنچے یا پہاڑوں یا سمندر روں کے کنارہ پر وہ صاحبِ شغل اللہ میں مشغول اور مستغرق ہوتا ہے۔ اور ایک دم اُس کا ایسا گدگیا۔ کہ صورِ اسرافیل اُس کو باخبر اور سیدار کر گیا۔ یہ مراتبِ صاحبِ دم اور ثابت قدم کے ہیں۔ اسی کفولت کہتے ہیں۔ یہ لوگوں میں ہیں کہ اُس میں جمل شیطان کا خلق کے رجوعات سے بہتہ نہیں ہے جب عالم اور فقیر اور غافل اور دنیا طلب کرتا ہے۔ شیطان بہت خوش ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اب میرا مطلب کلیہ ہو گا کہ اس کو بہت دنیا دوں گا۔ اور یہ بہت سے آدمیوں کو گمراہ کرے گا اور جو دنیا اور مراتبِ دنیا پر فخر کرے، اس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ ہوتے ہیں۔ اور نیز راہِ زماتے ہیں کہ دنیا سے فرعون سے آدمی فخر کرتے ہیں۔ اور میرے علم اور میرے فقر اور دین سے بیزار ہوتے ہیں۔ میں اُن سے بیزار ہوں۔ افسوس اُس قوم پر تعجب کہ شیطان کو خوش کریں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ۔ یہ کیسے لوگ ہیں، اے عالمِ باعمل فقیر! خود متصف بن اور اپنے نفس کو انصاف دے۔ اگر کوئی کہے کہ پیغمبر اور اصحاب رکھتے تھے، کیوں رکھتے تھے۔ کہا جائے کہ محض فی سبیل اللہ رات دن کفار کی لڑائی اور سائیکس کے صرف یہ دیتے تھے اور اللہ نیا مزرعۃ الاخرۃ کے مصداق بنتے تھے۔ اور دوسرے لوگ لذتِ نفس کے لئے

رکھتے ہیں۔ چونکہ دنیا کلیہ ریاست اور ہوا ہے۔ اور حضرت پیغمبر و کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رکھتے تھے اور نہ دنیا جمع کرنے کا اشارہ فرمایا۔ اور خدا تعالیٰ نے دنیا جمع کرنے سے منع کیا۔ پس جو دنیا سے دوستی رکھے۔ خلاف پیغمبر اور قرآن مجید کے کرنا ہے دنیا کی بنیاد فتنہ اور فساد ہے اور محصیت ہے اور دل سیاہ کرتی ہے یعنی نیکی اور یدیری برابرتا ہے اور حلال اور حرام میں فرق نہیں رکھتا۔ اور غضب کے وقت باخبر نہیں ہوتا۔ اور کلمہ شریک اور کفر سے متاثر رہتا ہے۔ یہ سب آثار دنیا کے ہیں۔

ناظران را نظر باشد بر الہ لعنتہ بر مال و نبی عز و جاہ

اب جاننا چاہئے کہ نظر کیا ہے۔ اور نظر کس کو کہتے ہیں۔ پس جان کہ نظریں سات ہیں۔ نظر اللہ اور نظر محمد رسول اللہ، اور نظر اصحاب نبی اللہ، اور نظر فقیر فنا فی اللہ، اور نظر اولیاء اللہ، اور نظر فرشتگان، اور نظر نفس و شیطان اور دیو اور جن لعین اور ہر ایک نظر کو تاثیر وجود سے معلوم کرنا چاہئے۔

جان کہ نظر کیمیا کے اثر چید قسم کے ہیں۔ چنانچہ بعض صاحب نظر پتھر اور کھجور کو زر کر دیتے ہیں۔ اور بعض نظر سے بیمار کو صحت بخشتے ہیں۔ اور بعض کشف و کرامات سے نظر کرتے ہیں، پس کونہ طبق آسمان اور سات طبق زمین کے روشن ہو جاتے ہیں اور بعض عالم کی طرف نظر کرتے ہیں۔ اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور علم کسی اور سعی اس سے اٹھ جاتا ہے۔ اور علم معرفت کھلتا ہے۔ ان سب کو کیمیا نظر کہتے ہیں۔ مگر سب نام تمام اور خام ہیں۔ موصاحب نظر وہ ہے کہ ایک نظر میں غرق توحید مع اللہ اور حاضر مجلس محمد و آل صلی اللہ علیہ وسلم کرے کہ خلق کے نزدیک وہ بیگانہ فقیر اور خالق کے دو جان کا امیر ہو یہ نظر کیمیا مردان خدا فانی اللہ کی ہے۔

نظر مولے روز و شب ناظر کند با شریعت مصطفیٰ حاضر کند

حدیث ابن اللہ لا یبصر الی صور کمر ولا یبصر الی اعمالکم ولا ینظر الی قلوبکم و نیتکم +

ان اللہ لا یمید خل الجنتہ بکثرت الصلوٰۃ و بکثرت الصلوٰۃ

بندہ روزہ اور نماز کی کثرت سے جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ بلکہ چار خصلتوں سے

کہ اول غاوت دوسری صلاح دل دقیری  
اللہ کے علم کی تعلیم اور چوٹی اللہ کی مخلوق پر  
تہرانی کرنا ہے :

إِنَّمَا يَدَّبَعُ خَمَالٍ أَدْلُهَا بَسْخًا وَبَسِيتَ  
الْبَيْدَيْنِ وَتَابِعْنَا بِمَا صَلَاحِ الْقَلْبِ وَتَابِعْنَا  
بِنَحْطِئِهِ أَمْرًا لِلَّهِ تَعَالَى وَنَا لِهَمَّا بِاللَّهِ صَقَّتْ  
عَلَى خَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى :

گنہگاروں کا ندامت سے روٹنا کہ وہیوں  
کی تسبیح سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔  
جاننا چاہئے کہ علم تعلق اعمال سے رکھتا ہے نہ قبل قیام سے۔ اور فقر وصال سے نہ زور

اَنِتَّيْنِ الْمَدْنِيَّتَيْنِ مِنَ الْمَدْنِ  
اَحْبَبُ اِلَى اللَّهِ مِنْ تَسْبِيحِ الْكُرُومَيْنِ :

ال سے۔ اور علم کے تین حروف ہیں ع ل م عین سے علم اعلیٰ عین بخشے کہ سر علم کا عین  
ہے جس نے علم کو سر سے نہ پکڑا عین نہ پایا۔ بے دانش اندھا ہے۔ اور حرف ل سے  
لائیق انسان نکلیا جہل اور پریشانی سے، اور حرف ع سے عارف باللہ اور ل سے  
لائیق محتاج، اور حرف م سے محو معرفت ہو۔ جو فرمودہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم پر اپنا عمل نہ کرے۔ علم اس کو باطل میں ڈالتا ہے اور حرف ع سے عاق اور  
حرف ل سے لاوین، ریاکار اور مہرے مردار دنیا کا طالب، مردود، منافق، اور  
ہواد حرص میں مبتلا :

جاننا چاہئے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
لیکر قیامت تک سات قرن ہیں۔ اول قرن صدیقوں کا، جب وہ اس جہان سے گئے،  
صدق کو ساتھ لے گئے۔ دوسرا صاحب شفقت کا، وہ شفقت کو لے گئے۔ تیسرا صاحب  
مروت کا، وہ مروت کو لے گئے۔ چوتھا صاحب کرم کا، وہ کرم کو ساتھ لے گئے۔ پانچواں  
قرن صاحب حیاء کا، وہ حیاء لے گئے۔ چھٹا صاحب قناعت کا، وہ قناعت لے گئے  
ساتواں قرن ہل گشتگو کا جس میں اسرافیل کا صور پھونکیگا۔ اور قیامت قائم ہوگی۔  
اس واسطے عارفوں کو گفتگو دل سلیم اور دہان بستہ سے ہوتی ہے۔ صدق اور شفقت اور  
مروت اور کرم اور حیاء اور قناعت معرفت الہی ہے۔ اور معرفت الہی خموشی ہے۔ اور  
خموشی اللہ کے شغل میں غرق و محنت سے ہے :

حَدِيثٌ - مَنْ أَعْيَزَ قَدْ مَا لَاقَى سَبِيلَ اللَّهِ حَكَمَ اللَّهُ تَعَالَى أَلْنَا بَرِّقِ  
لَوْمَ الْقِيَمَةِ عَلَى جَسَدِهِ :



فقیر گنگ ریان صاحبِ فقر و کمالِ نظروہ ہے کہ بے زبانِ با نظر ذکر و فکر و مرتبِ سبب  
مشاہدہ وصالِ جمیعِ بخشے۔ اور نظر کے ساتھ مراتبِ قضا اور قدر کے اور مطالعہِ حلقِ نحو  
کا اور بصیرتِ رضا، رازِ الہی، بخشے اور نظر سے مراتبِ حجبِ لفظ اور سببِ راز اور فقر بے نیاز  
لا بحتِ ارج کرے۔ اور اگر نظر کے ساتھ صاحبِ نظر توجہ باطنی جذب کے ساتھ یہی تہ  
میں کرے تمام عالمِ فقیر کر لے +

## معراجِ الفقر

جان کہ فقر کے تین حرف ہیں ف، ق، ر۔ حرف ف سے فناء نفس اور فاقہ،  
چنانچہ حدیث ہے۔ مَرَّ رَاحٌ أُنْقِدِي نَبِيْلَةَ الْفَاقَةِ فَقِيرٌ كِي مَرَّاجِ فَاقَةٍ كِي رات ہے  
یعنی اپنی روزی دوسرے شکران کہ دیدے اور فاقہ کو ذائقہ جانے۔ اور حرف ق سے  
قوی ہو دین میں۔ اور حرف ر سے رنج کو گنج جانے۔ اور گنج نہ لے جس نے فقر میں قدم  
رکھا۔ اور پھر اس سے منہ پھیرا اور دنیا میں متوجہ ہوا۔ اور حرف و فیضیت و ازق قر  
خدا اور حرف ر سے رو دونوں سرا سے پھیرا +

شرحِ علمِ حدیث: الْإِيْمَانُ مَعْنَى بَيَانٍ وَلَيْسَ لَهُ التَّشْوِیْ رَیْبَةُ الْإِيْمَانِ وَ شَرُّهُ  
الْحَاكِمُ بِإِمَانٍ نَكَا بَعَثَ اس کا لباس تقویٰ ہے اور زینتِ حیا اور قرہ علم ہے آدمی  
کو پارسانی اور علم بہت پڑھنا فرض نہیں ہے۔ علم با علم اور گناہوں سے باز آنا،  
فرضِ عین ہے +

حضرت اُم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ ایک شخص نے  
بنی اسرائیل سے اسی تابوتِ علم کے جمع کئے اور تہِ نابوت  
سترگذا کا تھا۔ اور قطع نہ اٹھا یا اپنے علم سے پس منی کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی جانب اس سے  
کہ اگرچہ تو نے بہت علم جمع کئے، لیکن بیفائدہ۔ ہاں اگر تو تین بات پر عمل کرے، ایک یہ کہ دنیا کو دست  
نہ رکھے کیونکہ دنیا امن کا گھر نہیں ہے۔ اور ثبٹِ طمان کا مصاحب مت ہو، کیونکہ وہ مومنوں  
کا باری نہیں ہے۔ اور کسی کو آنا مت دے۔ کیونکہ آزاد مومن کا پیشہ نہیں ہے۔ ہے سے

در بیانِ باد و قبلہ میتواں توجہِ رفعت

یا زماٹے دوستہ بگریز یا مواتِ خوشن

حدیث ہے حیاتِ انسان بالروح و حیاتِ الروح بالقلب و حیاتِ العقل بالعلم و حیاتِ العلم بالقلب آدمی کی حیات چھ روح ہے اور روح کی عقل ہے اور عقل کی علم ہے اور علم کی عمل ہے۔ اور علم کے پانچ طبقے ہیں :-  
طبقہ اول میں حضرت سرور کائنات ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے علم بہت تھا اور عمل بھی بشتا تھا ۔

طبقہ دوم میں بعد حضرت ﷺ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے وقت میں بھی علم بہت تھا اور عمل بھی تھا ۔

طبقہ سوم میں بعد صحابہ اور پیاروں امام مجتہدین کے علم تھا اور عمل نہ تھا ۔  
طبقہ چہارم میں نہ علم رہا اور نہ عمل ۔  
طبقہ پنجم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرما بیٹھے۔ اور علم اور عمل کو زندہ کریں گے ۔

اور بندہ کو اول علم توحید اور معرفت چاہئے۔ جب اس کو پایا مضبوط کیا۔ اس وقت علم شریعت کی طلب میں نکلے۔ اس واسطے کہ علم توحید اور معرفت اصل ہے۔ اور علم شریعت اس کی فرع ہے۔ اور فرع کی اصل پر بنا کرتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام نے اول خلقت کو توحید کی دعوت کی ۔

رسالہ ابوالیث میں ہے کہ کسی نے شفیق بخیر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔ اور معرفت اور توحید اور شریعت اور دین کا، پس فرمایا، ایمان زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا ہے اور معرفت بلا کیفیت اور تشبیہ ہے۔ اور توحید میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ اور شریعت اللہ تعالیٰ کے امر کی تالیف اور نہی سے بچنا۔ لیکن دین پس وہ دوام اور اثبات ہے، ان پیاروں پر موت آنے تک اور یہ چاروں اللہ کے نام تالیع ہیں ۔

دادہ فقہ سپہرستانہ اسم اللہ جاوداں ماند  
اور جو علم اس کو پڑھنے اور سننے سے معلوم ہوئے ہیں، پھر پڑھنے اور پوچھنے کی حاجت نہیں ہے۔ اس کو علم کے ساتھ نزدیک کرے ۔

نہیں اس کا علم ہے اس چیز کا علم تمہمت طلب کرو جس کو نہیں جانتے ہو یہاں تک ۔

کہ جانو تم اس چیز کے ساتھ کہ تحقیق تم نے جا ما جس کو یعنی بونے کے عمل سے ۴  
 حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجْوَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرَبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجْوَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرَبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي نَجْوَى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَرَبَةَ  
 ہر نماز مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اس سے مراد علم مکاشفہ اور معرفت ہے اس واسطے  
 کہ علم توحید سر کوئی جانتا ہے کہ اور قولے ایک اور لائبریری ہے۔ ہنر والا ہے اور ہنر  
 سے ہے۔ اگر بت علم پر ہے سے فضیلت ہوتی۔ تو ہر مرتبہ عالموں اور فاضلوں کو علم و اعجاز  
 سے زیادہ ہوتا۔ اس واسطے کہ افضل اسباب علم نہیں کہتے تھے اور عمل کرتے تھے۔ جو کوئی بہت سادہ  
 علم سیکھے اور پرہیزگاری کرے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ کہ علم اور قرآن سیکھا ہے۔ جیسے کہ  
 تنزیل میں یاد کیا ہے اَنْ تَنْقُضُوْا الَّذِیْ جَعَلْ لَّکُمْ فَرْجًا ۚ اِنْ کُنْتُمْ بِرِہِزِہِیْ کَارِہِیْنَ تَعْلَمُوْنَ  
 کہ کو ایسا کر دیتے کہ حق باطل سے جدا کرتے یعنی نیکی اور بد اعمال اور نام پر۔ زنی اور نہ  
 اور تم کہ شکر گری کرنے کو نہ کما اور زیادہ علم سیکھنے کو ۵

جان کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار علم ہیں۔ چنانچہ ایک لاکھ اور چوبیس ہزار پیغمبر ہیں۔ کہ  
 ہر ایک پیغمبر کو علیہ السلام علم تھا۔ کسی کو علم کتاب، کسی کو علم صحیفہ، کسی کو علم خواب، کسی کو علم الام  
 اور سب اللہ کے نام سے ہیں ۵

ہر کہ خدا اسم اللہ را نام و فضیلت گشت اوقات نام  
 علم انبیاء کے وارث ہیں کہ ہر ایک علم انبیاء کا پر صفا ہے اور بانٹا ہے اور ختم علم کا  
 قرآن ہے اور قرآن نے ہر علم کو انبیاء کے منسوخ کر دیا ہے۔ اور قرآن بھی آیات  
 مانع و منسوخ ہیں۔ جو قرآن کے خلاف اور احادیث قدسی اور نبوی۔ کہ ثلاث اور  
 اقوال اسم اب کے خلاف کرے اس کو وارث انبیاء کا نہیں سنا چاہئے ۵

ہر علم روشن شود نظر از فقر  
 قولہ تعالیٰ - وَاعْبُدْ رَبَّکَ  
 نظر فقر مشی ناظر یہ دہر  
 اللہ تبارک کا قول ہے اے محمد رسول اللہ  
 خشی یا نیک الیقین ۶  
 علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر درد گار کی عبادت ہیں  
 وقت تک کہ عبادت سے تجھ کو یقین آ جاوے ۴

عبادت ربانی عفو مغفور اور یقین نور فتا فی اللہ فی النور  
 از عبادت نور گر ز نور شد  
 شد یقینش ز لک آن بخور شد

بنیاد عبادت کی یقین ہے اور علم یقین پر طریق کا ہے۔ علم تفسیر اور وہ وہ ہے کہ اُس نام تفسیر سے تین علم تخیل، فکر سے اور وہ نوی معنی اس کہ معلوم ہو دے۔ جیسا کہ حساب اعداد سے نقش پر کر کے دائرہ معلوم کرتا ہے۔ ایسے ہی ہر آیت کی تفسیر سے چاہئے۔ اور اس آیت سے تفسیر علم کسیر کی اور علم تاثیر اور علم روشن ضمیر سے معرفت مولا عالم فیاض اولیٰ ایک یہ یک معلوم کرے۔ کہ اُس کے آگے کوئی علم ظاہری اور باطنی۔ نہ دم نہ ماسے۔ کہ ہم صحبت بادشاہ اور امراء قاضی اور مفتی کا جس چاندی اور زر سے کہ تو مولے۔ اگر چہ بوجہ علم کا پشت پر لیجائے، ردوں کا کام نہیں ہے علم دل میں جاننا چاہئے۔ اور سینہ سے کھولے۔ کہ ہر آیت اور مکان صفا، علم کا دنیا سے بدل کرنا اور درم ہاتھ میں لانا، کام مطلق کہ اور ہوا کا ہے۔ ہر قدم اور ہر عمل نفس اور مدیث پر چاہئے۔ تو جانتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو کیا فخر معرفت اللہ تعالیٰ میں ہے۔ کہ ہر وقت غرق تو حید رہنا، پس ان سے بہتر کسی کا مرتبہ نہیں ہے کہ سردارِ ہمایاں اور سب سے بہتر ہیں، چھوٹا بڑے کو نہیں پہنچتا، کہ مثلاً ہر سے کا لطائف دارا کھرب میں اور نفس کے ساتھ۔ اور مرتبہ چھوٹے کا لڑائی بھائی مسلمانوں کے ساتھ یعنی نفاق مطلق و دام اموس کے ساتھ۔ تو جانتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں ہزار آدمی ہیں۔ کہ بے ریاہتی کے ساتھ یگانہ کہ معاملہ جہان کا جھوٹ سے ملا اور جو شخص جھوٹا ہے اُس پر اعتبار نہ لانا چاہئے کہ دروغ قیامت سے نہیں ہے۔ حدیث ہے اَلْكَذَّابُ اَبَدٌ اَلَا نَسْتَعِیْ ؟

پس کہ کتاب دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ کہ کلمہ پڑھیں اور مثل مناقبوں کے اُس پر تفسیر

تلاویں \*

دوسرے مطلق منکر کفار و ذمّی پس اس راہ میں منہ متحدی چاہئے۔ کہ شرح شریف ہے جیسا کہ حجت قرآن اور حدیث کی۔ اور حدیث کیا ہے۔ راستی اور حجت راستی کیا ہے۔ تقویٰ اور حجت تقویٰ کیا ہے، ہوا سے نکلتا، اور ہوا سے نکلتا کس طور سے معلوم ہو یعنی بے کبر اور بے ریا ہو دے۔ اور دل کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور صفائی اللہ کے ذکر سے۔ اور ذکر قلبی تین چیز سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک مراقبہ دوسرا فکر تیسرا محاسبہ نفس کا \*

پس مراقبہ کس کو کہتے ہیں۔ اور محاسبہ نفس کا کیا ہے \*

بیان کرنا مقبرہ سے اور تاثیر مراقبہ سے مردود نفس تابع اور مسلمان حقیقی اور تحقیق مومن کو پہنچتا ہے۔ اور فکر کے نفس کی فنا ہوتی ہے۔ اور فیض اور نسل اللہ کا ازلی لازوال اور رب وصال مانع دیتا ہے اور محاسبہ نفس کا حساب کرنا نفس کا ہے روز ازل سے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اَوْفُوا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ سَكِينَةٌ مِّمَّا كَفَرْتُمْ طاعت اور بندگی کی طلب میں نماہر اور باطن نہایت رہ نہایت خلاصہ نفس کے ایک لحظہ نفس کے حساب سے روح کے صوبہ کے ساتھ فارغ نہ ہو۔ یہ نہ راہ ہے کہ آدمیوں کو نصیحت اور آپ کی نصیحت۔ یہ نہ راہ ہے کہ بے راہ ہر گزہ ہے۔ اور ہر برفیق مرشد کامل ہے۔ اگرچہ معرفت میں کمال باطن دیکھنا چاہئے

تاناہ بینی تو بچشم خویش را  
اعتبارے نیست کس درویش را  
راہ کسب کی دوسری ہے اور راہ کثرت کی دوسری اور راہ کراہت کی دوسری اور راہ نجات کی دوسری اور راہ صفات کی دوسری اور غرق وحدانیت ذات کی دوسری ہے یا فروشی کے ساتھ سلام یعنی حق اور خود فروشی کفر تمام۔ اگر کوئی آئے درگاہ ہے شاہباز سونہ جان عاشق حجت معرفت کے ساتھ اہل راہ اور اگر نہ آئے حق بے نیاز ہے۔ خدا بندہ کے ساتھ ہے اگر بندگی کرے۔ فقر اور بندگی اور دنیا بخش گندگی۔ پس محبس اہل فقر کی بندگی اور اہل دنیا کی بخش اور گندگی ہے۔ وہ نہ چاہتے

باہوا بر خیز از خود شو جہا  
تا نرا حاصل شود دست خدا  
حدیث تجلّی عن ترا فی تجرّد و شکر بھونکارہ تاکہ مجھ کو دیکھتے اور تمنا ہو سب سے قطع کر \*

## معرفت الہی کا طریقہ

کسے از معرفت محروم مانند  
بود عاقل اگر سد سالہ خوانند  
حدیث ہے اَلْمُؤْمِنُ رَيْنْتُ الْاَنْبِيَاءَ بِمَنِيْنِ كِي زینت بھونک ہے چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے اَلْمُؤْمِنُ رَيْنْتُ الْاَنْبِيَاءَ بِمَنِيْنِ كِي زینت بھونک میں کھانے کو دیا۔ یہ بھونک بھونک نہیں ہے، قلب کی تصدیق حق کے ساتھ رجوع ہے۔ فقر اختیار نہ منظر ارہی حدیث عَدَّ اَبَ الْجَمْعِ اَنْتَ اَبَ اَبِ الْقَبْرِ۔ بھونک قبر کے عذاب سے

زیادہ سخت ہے \*

جھونک تین قسم ہے۔ ایک مونے کے واسطے کہ حجرت اور مشاہدہ ربوبیت کا دل سے اٹھنا ہے۔ دوسری عقبے کی اُس کے واسطے کہ پریشان خاطر دو جہان کا ہے۔ مونے کی طلب کر کہ تجھ کو کون کی کنہ حاصل ہو۔ دے اور جب کنہ اکرنہ کو پیش کیا لا یتناج ہنگام تیسری جھونک دوام روزہ دار خلیق میں شہتہ روینا۔ دنیا مردار کے واسطے معاذ اللہ۔ جان کہ عارف یا اللہ کو دنیا اور عقبے دونوں خواب میں یا مراقبہ میں ازیت تہاجر ساتھ اسکے آدیں فقیر صفا کیش دنیا کے سر پر پالوش راستے ہیں اور عقبہ پر نگاہ نہیں کرتے۔ گمیدار کے فراق میں اور سوائے اللہ کے دوسرے پر نظر نہیں لاتے۔ کیونکہ مستحق حدیث کے ساتھ جان سوچتے ہیں۔

بے جواب اللہ چشم و راز را	نہایت مشکل دینش ہمارا
پشیم را کے او پوشد و از شد	در حقیقت معرفت ہمارا شد
در تار دل گنج بود اسرار دل	غرق راغم غیت اندر غار دل
عارفان معرفت ترا شد تمام	دل کہ بام غرق گرد و برد و دم
آن نباشد برق باشد دل درق	قلب دل سری بود ہم چوب برق
در مطالعہ ورق غرقش گشت نور	برق غرق ورق دل رخنہ خد
کے تواند کرد وصف دل بیان	دل لایت ملک احسن لاسکان

جو اس مقام پر پہنچے اُس کو ہمیشہ انبیاء اور اولیاء کی ملاقات ہوتی ہے۔ اگرچہ خلق میں شہرت پذیر صاحب تاثیر نہ مراتب فنا فی اللہ کے ساتھ فقیر انبیاء کے وارث ہیں۔ مگر انبیاء کے ساتھ ملاقات رکھتے ہیں۔ اور ہر شکل اور علم کے ذائقہ انبیاء سے معلوم کرتے ہیں۔ اور ہر شکل کھولتے ہیں۔ یہی اولیاء اللہ وارث حق ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم دین کے زندہ کرنے والے حق الیقین کے مخزن اسرار اور علماء وارث انبیاء کے ہیں کہ منتفی ہیں اور ان سے جھڑٹ اور جھونک اٹھ گئی ہے \*

جان کہ طاعت عقبے خواب میں دیکھ بہشت اور اُس سے اکل و شرب کرے دنیا کی جھونک سے اور شرب نعمت دنیا کا ایک روز تمام گنا سے۔ اور جان کہ فقیر بے باطن حق اور طبع اور روح حیات خلق اور شہرت ناموس کے ساتھ اپنی چاہتا ہے۔ اور خدا سے

دُور ہے اور فقیر بے باطن مردہ دل جو خواب میں دیکھے سب خواب اور خیال ہے اور صاحب کی خواب وصال ہے ۔

قوله تعالى - وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجْعَلْ فِيهِ مَخْرَجًا  
كَثِيرًا وَسَعَةً وَمَنْ يُخِجْ مِنْ بَيْتِهِ  
مُحْتَاكًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ يُدْرِكْهُ  
الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ  
اللَّهُ خَفِيفًا رَحِيمًا

اور جو شخص خدا کی راہ میں ہجرت کرے  
وہ زمین میں بہت سے فائدے میں رہے گا۔  
اور جو اپنے گھر سے خدا اور رسول کی طرف  
ہجرت کرنے کے ارادہ سے نکلے ہر اس کو  
موت آجائے تو خدا سے اجر پانے کا مستحق  
ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔

فقیر اہل ہجرت سے ہے کہ جان و مال اور تن اور دن و فرزند فی سبیل اللہ اور نہ ارہ  
محمد رسول اللہ نذر کرتے تھے ۔ اور دوسرا یہ کہ اکثر کافر اور منافق اور کاذب اور حاسد اور  
ساحر ازراہ دشمنی کہتے تھے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فقیر ہے ۔ یسین کر آپ  
فرماتے تھے کہ فقر محمد فخر محمد ہے ۔

## شرح الفقر فقری

یہ ہے، حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو فقر فقری فرمایا ہے  
بوجوب اس آیت کریمہ کے فرمایا ہے :-

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ  
يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَالْكَرْهِي  
يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ  
عَنْهُمْ تَرْجِعُ رِجْلَكَ إِلَى الدُّنْيَا  
وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا  
وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا

اور صبر کرو تم ان لوگوں کے ساتھ کہ ملتے  
ہیں رب اپنے کو صبح اور شام اور سراسر اس کا قصہ  
رکھتے ہیں اور دست ملا تو ان کا اپنی ان سے کہ  
ارادہ دنیا کی زندگی کی زینت کا رکھتے ہیں ۔ اور  
مت اطاعت کر ان لوگوں کی کہ جن کا دل، ہم  
نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور نہ ان  
کی خواہش کے تابع ہو اور نہ ہے امر ان کا ۔

اور فقیر اولیاء اللہ کو کہتے ہیں ۔ اولیا تین قسم کے ہیں ۔ ایک صاحبِ صال ۔ دوسرے  
غرقِ جہاں ۔ مشاہدہ کمال ۔ تیسرے اہل سوال ۔ اور بعض اولیا خدا صاحبِ صال اور غرقِ جہاں اپنے

کو خود نہیں جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے وجود میں نہیں ہوتے۔ مولائے پاک بھی سرفراز فقیر اولیاء اللہ بہت ہے۔ اور جنس اہل سوال آپ کو اپنے میں جانتے ہیں کہ رجحانات سے خلق کے ان کو اولیاء کہتے ہیں، خلق میں مشہور ہیں اور باطن میں وصل اور جمال سے دود تر ہیں تم کو جانتا چاہئے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ علیہ وسلم نے الفقی فقیر ہی سادات اور اہل قریش اور علماء راہ نام اور۔ پیچیدگی کو نہ فرمایا۔ اور الفقی معنی متتام فی مع اللہ میں کہا۔ کیونکہ اس مقام میں فقر فنا فی اللہ کو۔ نے یہ ایک ہے۔ اور بحرِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام میں کوئی نہ پڑتا ہے۔

### شرح فقر محمدی

اور شرع فقر محمدی کی یہ ہے کہ فقر۔ کہ سرفراز اللہ کا نام ہے یعنی فقر کو اس سے فقر ہے اور نام اللہ کا فقر محمدی ہے۔ کہ اللہ کا نام محمدی کے نام کے ساتھ سید ہووے چنانچہ پیش قدمی سے یا محمد کانت انا وانا انت یعنی میں اور تو ایک ہوں یعنی دونوں نام برابر ہیں +  
الْفَقْرُ خَيْرٌ مِّنْ الْفَقْرِ مِثْلِي لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ +  
جاننا چاہئے کہ سب آدمی ملک ایک۔ دار اور اہل فقر کا ملک ایک نہیں ہے۔ اور ملک اللہ کا نام ہے کہ ملک دنیا کو چھوڑنا ہے۔ اور منہ اللہ کی جانب اٹھنا ہے۔ کیونکہ ملک ملک ترک ہے۔ اللہ کا قول ہے لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ملک ملک سے ہے، فقیر کو جو دے وہ دے

فقر طالع بیت دنیا سیم وزر  
دنیا بادشاہوں اور کافروں کے  
واسطے ہے۔ اور آخرت متبتوں کے واسطے  
اور سکینوں کے واسطے +

فقر واقعی گروہ از فقر  
حدیث۔ اَلْمَدْنِيَّةُ لِلْمَدْنِيَّةِ  
وَالْمَدْنِيَّةُ لِلْمَدْنِيَّةِ  
الْمَدْنِيَّةُ +

اللہ تعالیٰ کا قول ہے +

جو اللہ اور رسول کی تابعداری کر لیا  
پس وہ اُردہ لوگوں کے ساتھ ہے کہ بہن یاد تعلق  
نے اپنی نعمت دالی ہے۔ کہ نبی اور سدیق

وَمَنْ يَطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ  
يَأْتِ بِكَ الْفَتْحِ مِمَّا أَلَيْمٌ اللَّهُ  
فَالْمَدْنِيَّةُ لِلْمَدْنِيَّةِ  
وَالْمَدْنِيَّةُ لِلْمَدْنِيَّةِ



وَالشَّهَادَةُ وَالصَّالِحِينَ وَحَسْبُ أَوْلَافِكَ  
 رَفِيقًا ۝ اور شہید اور صالحین ہیں۔ اور یہ اچھے  
 رفیق ہیں ۝

یہ رفیق حق کی توفیق ہے۔ اور طاعت توفیق فقرا محمدی کو کہتے ہیں۔ اور وہ  
 محض عطا ہے، جس کو چاہے اللہ تعالیٰ بخشے۔ اور مہربانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ وَكَأَنَّهُ تَوَفَّقِي إِلَّا اللَّهُ ۝

فقر فخرے انبیاء اولیاء ۝ فقر فخری را چہ داند بگرہا  
 ترجمہ شعر بہ شعر ۝

فخر نبیوں اور ولیوں کا ہے فقر ۝ پُر ہوا کیا جانتا ہے اس کی قدر  
 جب تک تو اپنا قدم ہو سے اٹھاوے گا ہو ایسا نہ رکھیگا  
 اے طالب ترا اگر بہشت آرزو است ۝ مرود رہے آرزوئے ہوا

ترجمہ شعر بہ شعر ۝

اگر جنت کی تجھ کو آرزو ہے ۝ نہ چل ہرگز تو اب پیچھے نہ بولے  
 اے مردِ فہیم! جاننا چاہئے ترک دینا سنتِ غلیظہ ہے۔ خدا سے ڈر۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ  
 مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۝

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰ بَنِي اٰدَمَ  
 اَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ اِنَّهُ لَكُمْ  
 عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَ اَنْ اَعْبُدُوْنِيْ  
 هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ ۝  
 کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا۔ کہ  
 شیطان کو مت پوجو، اے اولادِ آدم تحقیق  
 وہ تمہارا دشمن ہے، اور مجھ کو پوجو کہ یہ سیدھا  
 راستہ ہے ۝

ہاں جو شخص اللہ پاک کو اعتقاد سے جانتا ہے۔ اُس پر شیطان غالب نہیں ہے۔  
 اللہ کے طالب اللہ کے ساتھ ہیں۔ فقیر کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ بعض فقیر صاحبِ توفیق  
 اور بعض حق کے رفیق اور بعض خاصِ انخاص طریق اور بعض ہر دم موجِ مارتے میں جیسا کہ  
 دریائے عمیق اور بعض اللہ میں مشغول ہمیشہ غریق اور بعض خلق سے دور اور بعض ہندراج  
 رکھتے ہیں۔ وہ اہلِ زہدیت ہیں اور بعض محققِ حقیقت اور معرفتِ الہی میں بالتحقیق۔ فقیر  
 تحقیق عینہ بعینہ غفوعیاً ذَا بِاللّٰهِ ۝

اور فقیر عینِ پانچ اہلین سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اول عبادت اللہ سے

دوسرے مع عنایت اللہ سے تیسرے مع عفو عیاذ باللہ سے چوتھے مع عارف باللہ پانچویں  
مع ساقیت باخیر حق میں ڈوبنا ہوا ہے

میرا دل بہار یا بیکار

شد تکی از حقیقت مر دم انوار شد  
جلوہ زان نور ذاتی عارفان اشرف شد  
کور چشم اہل ظلمت مست کرا نور خدا  
مردہ نفس زندہ دل در خواب بیدار شد  
باہو آں را کہ تواند بست صورت بشال  
عارف نخاص حدت طالب دیدار شد

ترجمہ اشعار سے

دل میرا نور تکی سے پُر انوار ہوا  
جلوہ نور ہوا مجھ کو جو قسمت سے نصیب  
کور باطن ہے ہوا نور سے حق کے جو عید  
مردہ دل وہ ہے جو ہے زندہ نفس ہے ہلیم

باہو آں کو ملے صورت جاناکا مہر

جبکہ وحدت میں ہو غرق تو دیار ہوا

طالب دیدار صدق ارادہ سے ہوتا ہے اور طالب دنیا دنیا مردار کی طلب کرتا ہے۔  
اور مردار ہے پس مجلس اہل بیدار اور اہل مردار کی درست نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے  
وَهُوَ مَعَكُمْ أَلَا بُدَّ لَهُمْ أَنْ يَرَوْا اللَّهَ مُدْهِرًا فَلْيَسْأَلُوا سُبْحَانَ اللَّهِ مُدْهِرًا فَمَا لَهُمْ حُلِيمٌ

حق کے خاص ہمیشہ حافظہ کی حفاظت میں رہتے ہیں اور وہ ہم صحبت میں۔ اللہ تعالیٰ  
کا قول ہے اَلَا تُذَكِّرُونَ اَکْذَرُ کُمْ ہمیشہ حق سے ہم سخن اور ہم مجلس نفس آمادہ اور شیطاں  
سے بے خبر اسے الحمد للہ حدیث قدسی ہے۔

اَنَا جَلِيسُ مَنْ ذَكَرَنِي كَلَامِي  
اَلَا اَللهُمَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اَللهِ

میں جلس ہوں اس کا جو میرا ذکر کر گیا ہے۔  
اَلَا اَللهُمَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اَللهِ

کمال فقر محمدی کی راہ سجا کر کعبہ کو عطا ہوتی۔ اور مرتبہ مساویگی اور فقر کا سہارا ہے۔ سے معلوم  
ہوتا ہے چار پیر یہ ہیں۔

صداق صدق عثمان بود  
گوشت فقرش از محمد شاہ مودائی یافت زود

ترجمہ شریف حدیق صدق عدل عمر پر سیا عثمان تھے

نقر محمد کے ماکا حضرت شاہ مردان تھے

جاننا چاہئے کہ اسحاب کے بعد ولایت نقر محمدی کی دو کو پہنچی۔ ایک حضرت شاہ مردان (رحمۃ اللہ علیہ) غوث الثقلین۔ دوسرے حضرت امام عظیم ابو حنیفہ کوئی کہ دنیا سے فارغ تھے۔ چنانچہ امام صاحب نے تیر سال ہنماؤ تضاہر کی اور ہوا کو پاؤں کے نیچے ڈال دیا اور اللہ کی رضا پر رہے۔ حدیث ہے :-

عقرب میری اُمت میرے بعد  
تتر فرقہ پر ہوگی، بہتر ماری اور ایک  
ماہی ہوگا +

سَتَمُزُّ اُمَّتِي مِنْ بَعْدِي عَلَى  
ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فَرَسَةً اِشْتَاكِ وَ  
سَبْعُونَ مِثْقَلًا كَلْبَةً وَوَاحِدَةً  
يَنْهَانَا جِي :-

اور تائید نقر محمدی کی حضرت ماتون جنت اور صالحہ ساجدہ ولایت اور بی بی داہدہ بصری کو پہنچی۔ اور سوائے آپ کے دوسرے کو نہ ملی۔ اور نقر کی بوسے نقر ست اور حیران اور برقرار اور پے جمیئت ہوتے ہیں۔ اور اہل نقر کی پتیرادی سے خلق کی جمیئت اور آرام ہے۔ اور زمین ان کے قدم کی برکت سے قائم ہے۔ اور جس کو فقیر باطن میں صودت دکھاتا ہے۔ دو جہان اس پر مبتلا ہوتے ہیں۔ اور جس پر حقیر باطن میں سایہ والے اس کی برکت سے بادشاہ کو تخت ملتا ہے۔ اور جس سے فقیر باطن میں ملاقات کرے۔ وہ اللہ کی ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔ فقیر کی نظر میں خاک اور نہ برابر ہے۔ اور جس کا نصیب نقر کا ہو، وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پایا جاتا ہے۔ اور برکت شرع محمدی کی پاتا ہے۔ اور طالب دنیا پیغمبر کے خلاف ہے :-

خلاف پیغمبر کے راہ گزید کہ ہرگز نینزل نخواستہ رسید

یعنی اگر کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیحدہ ہو کر خدا کے حامل ہونے کی راہ پر چلے تو اس کو خدا نہیں مل سکتا ہے +

نقر میرا فخر آدمی سے میں نام نبیوں

پر بندگی رکھتا ہوں +

حدیث :- اَلْفَقْرُ خَيْرٌ مِنْ رِيَا  
اَفْتَحْ عَلٰى سَائِلِ الْاِيْمَانِ :-

فقیر دریا نوش بکے دل کے اند کا دریا جوش ماہے لیکن دل کے باہر کا شور نہ جاوے گا

اور جو جوش میں حوصلہ وسیع نہ سکھے وہ خود فروش ہے ۔

حدیث کو لا اَنْفَقَا اِنَّ لَهْلَكَا اَلَا غُلِيَاءُ اگر فقیر نہ ہوتے تو غنی ہلاک ہو جاتے اور جو فقیر خلاف شرع کرے ہستہ راج ہے اور لا اَنْفَقَا سَوَادُ الْوَحْيِ فِي الدَّارَيْنِ اس کے معنی یوں ہوتے ہیں نہ علم ہے نہ عقل ہے نہ تقویٰ ہے نہ دین ہے مثل کافر فقیر کے کہ نہ دنیا ہے نہ دین ۔

حدیث مَنْ تَرَكَكَ يَغْيِرْ عَلَيْهِ فَهُوَ يُجِيئُ فِي الْاُخْرَى اَوْ مَا تَرَكَهُ جَانِ كَحِبَادِ جَدِّهِ اِنَّهُ كَانَتْ يَسْبَبُ ذِكْرُكَ قِيَامُ كَرِيكَ۔ کبر اور علم ظاہر اور باطن اسم اللہ کی برکت سے واضح ہوتا ہے ۔ اور وجود میں روح قاضی صاحب کی تلاش کرے اور دل یعنی مفتی صاحب فتوے اور نفس چور کو قید میں کریں اور توفیق الہی نفس کے ساتھ مدعا علیہ ہو ۔ اور اعضا ایک دوسرے کے ساتھ واسطہ محاسبہ کے بلکہ تگواہ ہمراہ نفس کے وجود سے پیدا ہوں ۔ چنانچہ وہ انھیں عِبْنَانِ تَزْيِيْنَانِ اور دو کان لَا يَسْمَعُونَ فِيمَا لَوْ اَوْ لَا كَذَّابًا نَبِيْسُ مَسْنَعُو اور جھوٹ ، اور ایک زبان لَا يَكْفِيكَ لَوْ اَلَا مَنْ اَذَنَ کہ صالحوں کو

وَقَالَ صَوَابًا بَحْرُكُمْ صَدَا كَے وہ بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں صواب ، اور دو ہاتھ اور دو پاؤں وَ مَكْلَبًا اَبْدِيْهِمْ وَ تَشْمِدُ اَرْجُلُهُمْ بِنَا كَا كُوْا يَكْسِبُوْنَ اور کلام کریں گے دو ہاتھ اور گواہی دینگے پاؤں جو وہ کرتے تھے ساور اس حساب میں نفس امارہ مسلمان ہوتا ہے اور گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور باذنا ہے بِمَا اَيَّهَا الْاَذِيْنَ اَمُوْا اَوْ بُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اے ایمان والو اللہ کی طرف دل سے سچی توبہ کرو ۔

علم باطن مثل مسک علم ظاہر مثل شیر  
کے بود بے شیر مسک کے بود بے پیر پیر

دنیا اور اہل دنیا اظلم الناس ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :-

قوله تعالیٰ - وَ لَا تَرْكُؤْا اِلَى الْاَذِيْنَ ظَلَمُوْا اَكْمِسْكُمُ التَّارُۥ

فَلَمَّا نَسُوْا ذِكْرُوْا بِهٖ فَتَحْنٰ عَلِيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ عَشٰۤا اِذَا فِرْجُوْا

ظالموں کی طرف مت جاؤ پس اچک  
یگی تم کو آگ  
پس جبکہ بھول جائیگے وہ اس چیز کو کہ یاد  
دلائی جاو گی کھولیں گے ہم ان بے دروازے

لِمَا أَوْتُوا أَخَذَ لَهُمْ بَعْتَهُ قِيَادَاهُمْ  
مُبِلَسُونَ \* ہر شے کے یہاں تک کہ خوش ہوئے وہ  
اُس چیز سے کہوئے گئے وہ \*

اور نعمت دُنیا کے کھانے سے وہ پوچھے جاویں گے۔ چنانچہ قول ہے۔ لَنْ تَسْكُنُوا  
يَوْمَئِذٍ عَيْنَ النَّعِيمِ البتہ سوال کئے جاویں گے وہ آج کے دن نعمتوں سے چنانچہ  
نہیں سے مغر تخرم سے درخت نکلتا ہے اور پتا بھی جان درخت سے نکلتا ہے اور  
شاخ بھی نکلتی ہے اور پھل بھی نکلتا ہے۔ ایسے ہی ولی اللہ کو ہر علم اور ہر معرفت اور  
ہر مقام اور کشف کرامات ذاتی صفاتی اسم اللہ کی برکت سے اور ذکر اللہ سے دل کھلتا ہے \*  
اور ولی بھی دو قسم کے ہیں ایک اور زاد چنانچہ حدیث ہے :-

الْشَّيْبِيُّ مَنْ شَيْبَتْ فِي بَطْنِ أُمِّهِ  
وَالشَّقِيَّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ \* شقی ماں کے پیٹ میں شقی ہوتا ہے اور  
نیک بخت ماں کے پیٹ ہی میں نیک بخت ہوتا ہے \*  
اس واسطے کسی ولی اللہ کو جاہل نہیں کہہ سکتے مَا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلِيًّا جَاهِلًا نَحْنُ قَبْلُ  
کرتا از روئے ولایت کے جاہل کو \*

دوسرا۔ ولی دست بیعت کو سکھایا پڑھایا جاوے۔ مجاہدہ اور مشاہدہ کے ساتھ  
اور طالب کی تین قسمیں ہیں۔ طالب دُنیا، طالب عقبیٰ، طالب مولے، ہر ایک کو مرشد  
طریقیت سے پہچانتا ہے۔ جو مرشد اول روز اللہ کے طالب کو اللہ کے ذکر میں اللہ کے نام  
کے ساتھ مشغول کر دے \*

اگر طالب اللہ خواب یا مراقبہ میں حیوانات دیکھے، معلوم کرنا چاہے کہ اُس کے نصیب  
میں مراتب دُنیا کے ہیں کہ حیوانات مطلق ناسوت ہے۔ اور جو باغ و بہار اور صورت و نور تصور  
دیکھے اور ملاقات کرے، یہ طالب مولے ہے۔ اُس کے نصیب میں مولائے ہے۔ آخر اُس کے  
نصیب میں مولائی طلب دُنیا اور عقبیٰ سے ہوگی۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوس \*

جان کہ عارف باللہ اگرچہ فقر اور فاقد سے جاں بلب ہوں، اور جان سے بیجان ہوں،  
مردہ ہیں۔ مگر قدم اہل دُنیا کے دروازہ پر نہیں لیجاتے۔ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہے اگر  
اہل دُنیا کے دروازہ پر بھی گئے ہیں۔ تو اُس کو اللہ کی طرف لائے ہیں جس نے ادلیا اللہ کو  
پہچاننا لَاحِقَاتِ الدُّنْيَا کو پہچانا۔ اور جس نے شیطان کو پہچانا حُب دُنیا کے ساتھ۔ جیسا کہ دُنیا  
کی بادشاہی حضرت آبراہیم احم نے ترک کی اور اللہ کی طرف آئے۔ عنایت اللہ ہے

اور دلایت مرشد سے کامل ہدایت پائی۔ یہ لایت نہ محتاج درویش فقیر کی ہے نہ گذر بطور طمع اور رشوت سے ہے

ترجمہ: بڑا خوش قسمت و خوش رویش بہ بدینہ ہر خدائے در نظر خویش  
الْفَقْرُ لَا يَحْتَجُّ إِلَى اللَّهِ - فقیر سوائے اللہ کے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ رنج کو فقیر گلچ عزیز جانتے ہیں۔ اور گلچ دنیا نہیں لیتے

### شرح علم الہام و پیغام

جان کہ قلم ایک لفظ ہے جیسا کہ جاننا گیا ہے جدائی حروف و آلی۔ وحی حق جانہ تعالیٰ نرا دال مثنیٰ۔ اور سورہ کائنات کو پیغام دال پہنچایا ہے۔ اور دال کلام اللہ کی دلالت کی ہوئی ہے۔ اور کلام اللہ غیر مخلوق اور بے صورت اور بے آواز ہے۔ اور نیز دال لالت کرنے والی وعدہ و وعید اور قصص الانبیاء۔ المعروف۔ اور نیز دال لالت کرنے والی علم کی۔ بہر حال اور بہر حال اور بہر حال پوشیدہ اور ظاہر اور رات اور دن و صفت الہی کے مراتب، انبیاء اور اولیاء کی کیفیت اللہ کے وصال کی۔ پس علم دال بغیال اور پیغام وحی پیغمبروں میں پراچانا ہے۔ اور اولیاء اللہ کا الہام ہے۔ اور الہام چھ قسم ہے یعنی اس کے پیچھے، سیدھے، اُلٹے، اوپر، نیچے۔ پس جو الہام پس پشت سے ہوتی ہے۔ پس وہ الہام نفس کی چھلستی سے ہے کہ جانی چور ہے۔ اور جو الٹی طرف سے آواز آتی ہے وہ عالم غیب جنوئیت سے ہے یعنی جن اور دیو اور پری۔ اور جو سیدھے ہاتھ سے آدے اوپر سے پیدا ہو، یہ مکمل فرشتہ ہے یا اولیاء اللہ کی ارواح۔ اور جو رو برو سے ہو ایضاً اور اصفیا اور صحاب نبی اللہ سے ہے۔ اور جو دونوں کیف سے آدے دل سے ہے مثلاً ہم یا خیال کے یا دلیل سے آواز اور بصورت دل سے چمکتی ہے۔ اور صورت کی صورت بستہ نہیں ہوتی اور بات ہاتھ میں دل تحقیقی سے پاتا ہے۔ اور یاد رہے جیسا کہ باطن میں معلوم ہوتا ہے ظاہر ہو۔ یہ الہام معرفت قدرت علم اور ارادہ غیبی اور متوحات لاریبی عطا ہوئے حق سبحانہ تعالیٰ سے۔ اور اس آہ باطنی سے ناقص الہل حجاب بے معرفت الہی کو آگاہی نہیں ہے۔ کو ظاہر کے ساتھ آدمیوں کو وعظ نصیحت ہے اور اپنے نفس کے ساتھ خطرات اور قضیوت میں ہے۔ پس مجلس اہل فیض فضل اللہ فضیلت اور اہل حیض فیضیت راسخ آئے۔ اور یہ تمام

مقام فقیری ہے۔ اس پر مغرور مت ہو کہ مقام اللہ کے قربِ حمال کا آگے ہے جنسور خاص و خاص خود بلکہ اہل سنت سے قید است۔ اس کا مقام ہر دم زیادہ ہے۔ اس واسطے کہ جس نے مقام الدام میں اور کشف کرامات میں سکون اور قرار کپڑا اور رجوعات خلق میں بحیثیت پکڑی اور کونسلر سلسلہ عزت اور عظمت اور حرمت اور کرامت جانتے ہیں اور محض دم کہتے ہیں۔ وہ ملت کے تہذیب کشف و کرامات کے ساتھ بند ہو گیا۔ صاحبِ معرفت مولانا سے یازہا اور دیان کشف اور کرامات اور عزت مقام فنا فی اللہ کے ایسا مترنہ مرتبہ ہیں۔ سولہ تفرقہ درمہ اور کرامت اور خلق کی قید سے اور مقامات کو طے بند کرنا اس لئے کہ مقامات محبت اور طلب مطلوب معرفت الہی نامتناہی ہے پایاں ہے۔ کہ حیات اور محبت میں ہزاروں مقامات ایک ہیں طے کرتا ہے اور ہر مقام ہلے ساتھ نہ نامتہ حرق درجہ جاتی القیوم ہوتے ہیں محبت اور طلب مطلوب کے ساتھ خاص و عام دوم ارباب رب جلیل کے ساتھ مثل خلق قبیل کے قرآن میان اور قرآن قرآن و تہ است اور محبت کی آگ کی گلزار میں جاتا ہے اور وہ برکت سے کلمہ طیبہ کے گلزار ہوتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف نہ ہووے۔ اس کی محبت اور طاب کا دعوت نکرت کہ کاغذ ہے اور یہ مراتب خاصوں کے ہیں۔

جو ثناء اِلَّا اللہ تبارک و تعالیٰ  
انہ اص کے ساتھ ہمہ گاہ حیات میں بلا حساب  
و غدا یہ داخل ہو گا۔ پوچھا کہ خلاص کیا ہے  
فرمایا کہ حرمت کو چھوڑ دینا \*

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِكَ  
وَعَلٰى اٰلِكَ وَطَلَبِ خَالِصًا  
مَخْلَصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِصَابٍ وَلَا  
مَنْعٍ قَبْلَ رَمَا خَلَا صَهَا قَالَ اَنَّا نَمُحُّ  
عَنِ الْمَخِيْمِ \*

نقل۔ تفسیر پرخی سے ہے۔ بجا و دنیا کے خطرات رنج جانتا ہے۔ اسی واسطے  
دینا کو فقیر نہیں لیتے ہیں \*

تحقیق اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر ایک  
علم قیامت کا ہے اور بارش کا اور رحم میں جو ہوتا  
ہے وہ جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کیا  
کے گا۔ وہ کل اور نہ یہ کہ کہاں مرے گا

قَوْلُهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَ كِتَابِهِ  
السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي  
الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ  
عَلَىٰ اَوْ مَا تَدْرِي نَفْسٌ بِمَا تَأْتِي اَرْضٌ مِّمَّنْ

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ \*

حدیث۔ اَللّٰهُ عَلِمَانٌ عَلِمٌ  
اَلْمُكَاشِفَةُ وَعَلِمٌ اَلْمُعَامِلَةُ \*

سوائے اللہ کے کہ وہ خبردار ہے \*  
علم دو علم ہیں، علم مکاشفہ اور  
علم معاملہ \*

لیکن بہتر یہ ہے کہ مکاشفہ کو چھپا دیں اور شریعت میں کوشش کریں کہ یہ بھی منہ را  
ابتدا کے خام ہیں نہ کشف انقصر تمام کہ واسطے مکاشفہ باطنی کے اس آیت مذکور کو باقرب ترتیب  
اسم اللہ شامل کر کے تصور میں پڑے۔ اور نظر اللہ کے اسم پر رکھے کہ کشف کلیہ ظاہر ہوئے  
اور ظاہر و باطن کی آنکھ ایک ہوئے یا الہام پیدا ہوئے یا حقیقت ماضی اور مستقبل کی  
خواب یا مراقبہ میں مشرور و جا پا گئے۔ یہ غیب نہیں ہے اور نہ اس غیب پر یہ کہ طالب ہونے لگوں  
کہ یہ حصہ خدائے تعالیٰ کا ہے۔ کہ دل کا آئینہ صفا ہے پس جو خدا کے حصہ پر تجل  
ہوئے اور باز رکھے وہ مشرک ہے اور کافر اور دشمن اللہ کا ہے پادیت ہے ۵

ہر کہ را مرشد نباشد بدینوا

در مطالعہ باش اتم صبح و شام

اگر باطن کی راہ میں ذکر و فکر اور اللہ کے نور حضور اور مراقبہ اور محاسبہ اور محبت

اور معرفت مثل الہم اور ویل اور وہم اور مکاشفہ و تفسیر کشف القلوب، کشف القیور،  
اور کعبہ فرشتوں بعیت المعمور، اور قرب خدا اور وصال حضرت محمد رسول اللہ و تجلیات  
ایم الہی اور برکت قرآن مجید اور آیات یُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کی ایمان۔ جو کوئی غیب پر ایمان نہ  
لاوے۔ اور اس کے خلاف کرے مطلقاً کافر ہوئے۔ اللہ کا قول ہے وَعَلَّمَ آدَمَ  
الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ہم نے آدم کو تمام علوم تعلیم کر دیئے ۵

گر بنو دے وجود اصل خدا

کے سیدے بنام وصل خدا

ہر انبیاء اور اولیاء کو ابتداء علم لدنی ظاہر باطن روشن ہے تعلیم و علم بحکم فعل الحکیم انعم ہوتا  
ہے ہر اے نبی امی سلم اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا  
مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَالْإِلَهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمْ جو کوئی دونوں جہان کا شاہد کرے  
اُس کو لکھنے پڑھنے کی کیا حاجت ہے \*

قرایا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے

قَوْلَهُ تَعَالَى وَآتَيْنَاكَ دَلِيلًا

مِنْ يَحْدِيكَ نَا دَعَلْنَا بِرَبِّكَ نَا عَلَمًا \*

ہم نے اُن کو علم دیا اپنے پاس سے \*



وہ بہت مہربان ہے کہ قرآن کو تعلیم

کیا۔ انسان کو پیدا کیا اور بیان سکھایا۔

جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں

عیب کے ساتھ ان کو مغفرت ہے اور اجر اجر ہے۔

اگر اللہ کی راہ میں باطنی محبت قرآن اور حدیث اور قولی مشائخ اور مشاہدہ اور الہام

نہ ہوتا۔ سب اس راہ کے آدمی کا فر ہو جاتے۔

جس نے فخر کی طرف نظر کی اور اس کا

کلام سنا اس کا حشر اللہ تعالیٰ ایسا اور مہلین

کے ساتھ کرے گا۔

الَّذِينَ مَعَهُمُ الْقُرْآنُ هُمْ خَلَقَ

الْإِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمُ

يَا لَعَنَ كُفْرًا مَغْفِرًا ذَا جَزَاءٍ كَثِيرًا

وَالْمُسْلِمِينَ

ح. مَن نَّظَرَ إِلَى الْفَقِيرِ كَيْسَمٍ

كَلَامُهُ يَكْفُرُ ۝ اللَّهُ تَعَالَى مَعَ الْأَنْبِيَاءِ

وَالْمُسْلِمِينَ

سے

آپنا خاک را بنظر کیسا کند

نظر کیسا اس کہتے ہیں کہ نظر کے ساتھ طالب کو کھینچ لے، کشف و کرات اور مسک

اور مستی میں سر دہی طرف اللہ کا طالب میں کرے۔ اور حزن اور خط و خیال پر نہ دیکھے اور

علم کسی اور رسمی سے گذر جاوے اور تجلیات وصال میں ڈوب جاوے۔

## شرح الہام اور الہام کی تعریف

الہام کیا ہے اور اس کی کیا حقیقت ہے اور الہام کس کو کہتے ہیں۔ حدیث اَلْأَلْهَامُ

إِلْقَاءُ الْخَيْرِ فِي قَلْبٍ الْغَيْرِ بِإِلَاسِ الْهَامِ دوسرے کے دل میں خیر ڈالنا ہے بلا منت

کے اور الہام چند قسم ہے۔ الہام از خدا، والہام از پیغمبر مصطفیٰ، والہام از اصحاب

کرام، والہام از ارواح انبیاء و اولیاء، والہام از صفائی دل۔ جیسا کہ الہام نفس کا

اور الہام روح والہام سر از ذکر خفیہ اور الہام شیطان اور الہام اجتہاد اور الہام ملائکہ

اب ہر ایک تاثیر اور نعت وجود میں معلوم کرنا چاہئے۔ الہام وحدت الہی کا نشان

ہے کہ اول الہام سے روز بروز اس کا دل محبت موسیٰ کی زیادہ کرتا ہے۔ اور دین میں

قوی ہوتا ہے۔ خلق سے اس میں پکڑ آتا اور صحبت غیر ترک کرتا ہے۔

ہر کہ را از حق چل الہام شد

راز حمت معرفت پیغام شد

الہام کو اس حلق کہتے ہیں کہ نبوت سے پہلے پیغمبروں کو ہوتا ہے اور اس حلق پر نبوت

کا مقام ہے کہ حق سے نزولِ رحمت ہوتا ہے اور صاحبِ الہام کو اہل غنائے اکبر کہتے ہیں ۔  
 ہر دل کہ بانسے ہویتِ جمال یافت      غنائے ہفتش در جہانِ نیرِ مال یافت  
 ہر حیاں کہ بانسہ آلائش گرفت اُنس      از نعتِ یقیم دو عالم طاس یافت  
 ہر اتب بھی دل کی صفائی کے ہیں ۔

جان کہ شخص کو ظاہری آنکھ سے اپنا جسم نہکا ہوا دے غیرت کھاتا ہے ۔ اور کہا کہ توجھ  
 سے ہمہ یابیں ۔ توجہ لطیف نے جسہ کشف سے ۔ جواب دیا کہ میں تیرا نفس ہوں پھر یہ  
 آدمی چاہتا ہے کہ نفس کو کھینچوں یا ماروں ، نفس کہتا ہے کہ توجھ کو مار نہیں سکتا ۔ بلکہ  
 میرا مارنا میرے خلاف ہے اخلاص مع اللہ کے ساتھ ۔

جب فقیر صاحبِ الہام اس مقام پر پہنچتا ہے ۔ تو اس کا خطاب قبال ہوتا ہے ۔  
 یعنی قاتل نفس تَقْتُلُونَ اَنْفُسَكُمْ اس مقام پر صاحبِ کشف ہوتا ہے ۔ اور کشف چار  
 قسم ہے ۔ ایک قلبی دل سے تعلق رکھتا ہے اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰی دِيْنِكَ اے اللہ  
 میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ ۔

دوم روحانی غرق اور فنا سے نفس رکھتا ہے ۔ یعنی مَوْتُوْ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُ ا یعنی  
 مرنے سے پہلے مرو ۔

سوم کشف نفسانی ذائقہ اور خواہشات سے تعلق رکھتا ہے یعنی بہشتِ یا صفت ۔  
 چہارم کشف شیطانی ، بصیرت اور طمع سے تعلق رکھتا ہے ۔ اور زیادتیِ عزت اور  
 جاہ کی ۔ آگاہ رہو کہ اگر تو اسے تو دروازہ کھلا ہے ورنہ حق بے نیاز ہے ۔

مَشُوق و عشق و عاشق ہر سہ کلیت اینجا  
 چوں وصل در گنجِ ہجر ال چہ شے است اینجا  
 ہاں راز کی راہ صاحب راز اختیار کرتا ہے ۔ اور جس کو راز قبول کرتا ہے ۔ صاحبِ راز  
 ہوتا ہے ۔ سبیل بے رہبر بدریائے رساند خویش را  
 شوق در ہر دل کہ باشد بہر درکار نیست  
 جو خلق کی نظر میں دیوانہ ہے حق کے ساتھ یگانہ ہے ۔

ہر چہ اندویدمانہ آمد در وجود      عفو فرماید از اہل دیوانہ زود  
 حقیتِ حضرت محمد کی ہے کہ تین مرتبہ انا کہا خدا نے تعالیٰ نے عفو فرمایا اور شیطان

ایک انسان سے مردود ہوا۔ عارف باللہ اہل کلید ہیں۔ اہل تقلید۔ اسے صاحب حال مردہ  
دل غافل سب جمال، بے باطن اور صاحب نفس انکارہ بد خصال۔ اور کیمیا نظر میں کونوانے  
ایک نظر میں اس کا مرتبہ اپنے برابر کرے۔

آنست نظر تہ کہ بحق غرق میکند      دل بجز پمچو دریا در موج میر زند  
اس کو ریاضت اور چنگ کشی کی کیا حاجت ہے۔ اور برسوں کی خلوت نشینی سے ایک  
ساعت کا غرق مع اللہ بہتر ہے۔ ریاضت راز کے واسطے ہے اور طالب اللہ باطن معذور  
قرب مع اللہ کے ساتھ غرق حضور ہے \*

صاحب راز وہ ہے کہ اس سے کسی وقت قضا اور فوت نہیں ہوتا۔ ہر وقت  
نماز باراز اور راز با نماز ہے۔ صاحب مولائے نیاز ہے۔ جب اُس کو وقت با نماز  
آتا ہے حضور باطن سے رخصت ہوتا ہے کہ جانا نماز پڑھ ورنہ حق کی معرفت سے  
سلب ہو گا۔ پس صاحب راز نماز با جماعت پڑھتا ہے۔ اور مرشد کامل صاحب راز  
وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو بے ذکر اور فکر اور بے مجاہدہ اور ریاضت یا تصور ہم اللہ  
کا برزخ یا توحید باطنی سے عارف باللہ اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ میں شامل کرے اور  
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت کر دے اور مرتبہ دلاوے۔ جو مرشد  
صاحب حضور اللہ کے طالب کو حضور میں سرور عالم کے پہنچا دے کیا مشکل ہے \*

### شرح مجلس صحیح اور ذکر اللہ اور تسبیح حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام

جان کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمایہ وسلم دونوں جہان کے ہادی اور  
رہبر ہیں اور انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خوش وقتی اور شادی ایمان ہے \*  
جاننا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے واسطے ہدایت کے  
پتہ کیا۔ پس شیطان کی قدرت ہے کہ اپنے آپ کو ہادی کہے۔ اور ہادی کی صورت میں  
متشکل ہو شیطان سے کسی مسلمان کو ہدایت نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ کی ہدایت اور  
اللہ کے نام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے ایسا ڈرتا ہے جیسا کافر  
کلمہ طیبہ سے \*

بیشک حضور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سات نشان ہیں۔ اول یہ کہ



پس مرشد کامل وہ ہے۔ کہ اس کا اللہ کا طالب اللہ کے نام کو دل پر درست دکھاؤ اور یکے اور چشم ظاہری معائنہ کرے۔ اور اسم اللہ کے درمیان میں پردہ تناس اور دوسوسہ اور توہمات اور خطرات شیطانی اور نفسانی تجلیات کے غلبہ سے بل جاویں۔ اور ذات الہی اور مجلس محمدی جلد صورت دکھاوے۔

جاننا چاہیے۔ کہ علما ہرگز نابل نہیں ہوتے۔ جب تک حضور سے لے کر نبیہ و ساجدین یسین نبیہ و نبیین اور ذوہ متقی ہو تا ہے۔ تمام عمر اگر پر یا نصرت کہتے اور فقیر کامل ہو۔ جب تک حضور دست بیعت نہ کریں۔ اور ہم ذات ناقین نہ فرماویں اگر یہ تمام عمر ذکر کرے اور ملائے نابل از فقرائے کامل کو حصہ حضور سے ہی ہوتا ہے۔ اور شاہد احضور کی کاہ ہے جو حضور میں پہنچا وے۔ اور جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریا سے وحدت میں طایں کو غوث اور قطب اس سے دست بیعت کرتے ہیں اور اس کو فقیر عارف باللہ کہتے ہیں۔

جان کہ اگر کوئی باطن میں از روئے مشاہدہ کے عرش پر نماز پڑھے یا لوح محفوظ اس کی چشم ظاہر سے مطالعہ میں رہتی ہو یا حقیقت نامنی اور حال اوقات قبل کی مشرک گاہے اور ارواح انبیاء اور اولیاء سے دست مصافحہ کرے۔ اور ہر ایک کا نام جانے اور پہچانے یا ایک جہت سے ہزاروں جہت نکلیں۔ اور روئے زمین کے سجدوں میں پانچوں وقت جماعت سے نماز ادا کرے اور پھر ایک بیٹہ میں آوے یا وقت بارش کے ہر قطرہ بینہ کا مسح قرشتہ کے کہ جو زمین پر لاتے ہیں اس کی شمایں ہوں ہرگز معرفت کو نہیں پہنچتا اور عارف باللہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ عارف باللہ دوام مجلس محمدی میں غرق نور ہے۔ اور ان کرامات سے غیور ہے۔ اللہ بس ماسوئے اللہ ہوں۔

جان کہ ہر مقام شریعت سے کھلتا ہے۔ اور ہر طریق شریعت میں آتی ہے پس فقیر عارف باللہ صاحب شریعت کو کوئی مقام اللہ کے نام سے بہتر نہیں ہوتا۔ اگر تمام زمین اور برگ اور ریگ بیابان اور تمام آسمان کا عذین جاویں اور آب دریا اور چاہ سیاہی بن جاویں۔ ثواب یا اللہ ایک بار کہنے کا نہیں لکھ سکتا۔ اگرچہ قلم سرگرداں ہوں۔ پس اللہ کے نام کو تو کیا جانتا ہے کہ مژدے قبریں ہمیشہ کھتے ہیں۔ اے اللہ! ہم کو زندہ کرنا کہ دنیا میں جا کر پھر ایک بار یا اللہ کہیں۔

جان کہ قد نام اللہ کا ہے اور قد تلاوت کلام اللہ اور فقیر عارف باللہ مجلس محمدی صلی اللہ

کی مرنے کے بعد معلوم ہوگی

مَنْ دَآءِيْ كُفْتُ اٰخِرُ مُصْطَفٰى  
چند باشی در حجاب اسے پڑھا  
مِرْكَشْت كُفْتُ لَمْتُ اٰخِرَاكِيْنَ  
اِس سخن لعل است میدانی یقین

مَنْ عَرَفَتْ نَفْسَهُ كَوْنُ اُس كِي نِيكَ تُوْا اور پَرْصَلْتُ سَے پِچھا نا جانا ہے فَقَدْ عَرَفَتْ رُبَّكَ  
رب پِچھا نا جاتا ہے، حُبَّتْ حَمِيَّتْ معرفت اور اُس كے وصال سَے، جس نے اپنے  
نفس كو پِچھا نا مَنظُورِ نظر مجلس حضور سرورِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہوا۔ پس اپنے رب كو پِچھا نا  
اور جس نے رب كو پِچھا نا وحدانیت میں غرق ہوا +

حَدِيثُ مَنْ دَآءِيْ فَقَدْ رَآءِ  
اَلْحَقَّ كَانَتِ الشَّيْطَانُ لَا يَهْتَلِيْ وَ لَا  
يَالْكُفْبَةَ اَيُّ مُؤْمِنٍ تَدَاوِيْ فِي الْاَمَامَةِ  
فَقَدْ رَآءِيْ حَقِيْقَةً كَانَتِ الشَّيْطَانُ لَا يَهْتَلِيْ  
عَلَى مَوَدَّةِ النَّبِيِّ يَحْيِيْنِمْ كَرَامَتِ لَعَنُوْا  
عَلَى هَيْئَةِ شَيْخٍ كَامِلٍ وَلَا يَغِيْبُوْا حَتَّى  
صُوْرَتِ كَعْبَةِ اللّٰهِ فَمَنْ اَنَا كَرُومِيَّةِ  
النَّبِيِّ يَوْمَافِ اَلْهَيْئَةِ فَقَدْ اَنَا كَرُومِيَّةِ  
النَّبِيِّ عَنْ وَجْهِ الْاَمَامَةِ فَقَدْ اَنَا كَرُومِيَّةِ  
النَّبِيِّ وَمَنْ اَنَا كَرُومِيَّةِ النَّبِيِّ فَقَدْ كَرُومِيَّةِ +

جس نے مجھ كو دِکھا پس تحقیق حق كو دِکھا  
اِس واسطے کہ شیطان میرے ساتھ منتقل نہیں  
ہو سکتا ہے اور نہ کعبہ کے ساتھ۔ اے مومن جس نے  
مجھ كو خواب میں دِکھا۔ پس گویا حق تعالیٰ كو دِکھا  
اِس واسطے کہ شیطان بعینہ صورت نبی پر رہنے کی  
قدرت نہیں رکھتا۔ اور اگرچہ صورت شیخ کامل پر  
متصور ہو جاوے اور نہ کعبہ کی صورت پر پس  
جس نے رویت نبی کا انکار کیا حدیث کا انکار کیا۔  
پس نبی کا انکار کیا اور جس نے نبی کا انکار کیا  
کافر ہوا +

مجلس نبی میں داخل ہونا آسان کام ہے۔ لیکن خلق محمدی یہ ہے۔ کہ اُس کے بغیر  
مجلس محمدی میں پہنچنا دشوار +

- تیسرا سان مجلس محمدی میں تلاوت قرآن ہے +
- چوتھے یہ نشان ہے کہ مرتبت دیکھے +
- پانچویں ہم کعبۃ اللہ میں ہووے +
- چھٹے ملازمت حرم مدینہ میں کرے +

ساتویں جس پر حضور مہربان ہوں خدایہی فرماتے ہیں۔ جیسا کہ اس فقیر پر عنایت ہوئی اور  
پھر فرماتے ہیں کہ تم کو اجازت ہے، امداد کو خلق خدا کے ساتھ۔ جیسا کہ اس غریب کو اجازت ہوئی +

پس جو کوئی ان سات مجلس میں توازشِ نبی کریم سے شک لائے اور پریشان ہو، اشک  
میں پڑے۔ کافر ہوئے نعوذ باللہ منہا۔

ہر کہ بیند یا طے رو مصطفیٰ	واقف اسرارِ گردِ ازلہ
اعتقادِ صدق باید بر تہی	اَلْکَیْمِ وَاَلْشَّفِیْعِ وَاَلْوَاسِجِ
انبیاء کے شناسد چرخِ خدا	یا شناسد آنکہ باشد اولیا
انبیاء کے شناسد چرخِ ذول	یا شناسد آنکہ باشد حقِ قبول
اولیاء اے شناسد اولیاء	کوہِ چشمے کے شناسد پرموا

ترجمہ شعاری

جو دیکھے باطنِ ائمہ مصطفیٰ کا	وہ واقف ہوئے ہر اہلِ خدا کا
نبی پر چاہئے تم کو عقیدہ	سنحایت اور کرامت پر رسیدہ
بجز حق کون پہچانے نبی کو	مگر قدرت ہے یہ بیشک فی کو
ولی کا چرخِ نبی کب ہے شناسا	مگر جو ہو پندیرا اُس حسد کا
اولیاء کو اولیاء پہچان لے	جو کہ اندھا ہے پہچانے کب لے

اور سات آدمی مجلس حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم ہیں اول  
تارک الصلوٰۃ وجماعت۔ دوم فقیر اہل بدعت۔ سوم اہل شرب۔ چہارم علمائے بے باطن  
پنجم اہل فتنہ اور دوستدار اہل دنیا اگرچہ خلق کی نظر میں مثلِ غوث اور قطب کے  
ہوں بيشتم اہل سر و حسن پرست۔ ہفتم اہل غیبت اور کافر، اور جن کو مجلسِ نصیب  
اسکی نہ حصلت نیک حصلت سے بدبختی ہے اور اُس کی خلق خلقِ محمدی سے موافق  
ہو جاتی ہے۔ حدیث ہے اَلْخَلْقُ یُحِبُّ اَکْثَرُ اَیْمَانِ عِلْقِ اَدھالِ اِیْمَانِ ہے +

اسم اللہ مثلِ آئینہ کے ہے اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا اُس میں دیکھ اور ہر مقام کو  
تحقیق کر۔ اسم اللہ کا معائنہ ایک راہ ہے لازوال اُس سے وصال ہوتا ہے مرشد  
کامل صاحبِ کمال سے ۔

نگاہِ جلوۂ ذاتی بکنِ بانی پر  
کہ در مشاہدہ دوشمِ زدنِ عکاس  
اور اللہ کا نام پاک ہے۔ جو وہ جس قرار پکڑتا ہے اُس کی تاثیر ہوتی ہے اور اُس کے بھی جو  
کو پاک کر دیتی ہے اور عظم ہوتا ہے اور اس کی برکت سے اولیاء ہو جاتا ہے ۔

بغضے شیطان شدہ ہم سب ترا  
نہیں در آلودگی آلودگی  
جس نے اللہ کو پہچانا اُس کو مزہ خلق  
کے ساتھ نہیں ہے \*  
جس کو اللہ کے ساتھ محبت ہوتی ہے  
وہ خلق سے بھاگتا ہے \*  
اس زمانہ کے آدمی عیبوں کے  
تلاش کرنے والے ہیں \*  
دنیا کمان ہے اور اُس کے حوادث  
تیر میں \* اللہ کی طرف بھاگو آدمیوں سے  
نجات ہوگی \*

ورنہ باشد پسند خلق چہ پاک  
جو بلا اللہ کے نام ذبح کیا گیا اُس  
کو مت کھاؤ البتہ وہ قتل ہے \*  
نہیں شغل کرتی اُن کو کوئی شے  
سوائے اللہ کے ذکر کے تاکہ مارتے ہیں \*

یہ ذکر غیر مخلوق خفیہ ذکر سلطانی مستغرق نور اللہ کے ساتھ وصال ہے۔ یہ ذکر خفیہ  
نہ زبان سے تعلق رکھتی ہے نہ دل نہ روح نہ سر سے یہ ذکر اللہ تعالیٰ کا نور ہے۔ اور  
حضرت رسول اللہ کے طالب اس سے مسرور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُدْعُوا  
رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً اللہ کو رو کر اور خفیہ پکارو۔

قلب رفت و روح رفت و نفس رفت و باہوا  
درو جو ذکر و دردت غرق فی اللہ یا خدا

اس مقام کو عارف باللہ غرق کہتے ہیں۔

معرفت حق را بود باہفت کام ہر یکے بگزار و بگنجد از مقام  
مقام طالب مصل اور مصلہ مصل کا دونوں بے محل چونکہ فی اللہ سے جہا بے حقیقت

جہا باشد صورت آدم ترا  
وہن جاں برکش از آلودگی  
حدایشہ۔ مَعْنٰ عَرَفَ حَقَّ اللّٰہِ  
ذَمَّ یَکُنْ لَّہٗ لَدُنَّکَ مَعَّ الْمُتَعَانِیْنَ \*  
قَالَ مُحَمَّدٌ ابْنُ یَسْبِیْنَ اَلَا لَیْسَ بِاللّٰہِ  
وَالْمُسَوَّجَشْ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ \*  
قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِخْوَانُ  
لَہٗ فِی الدُّنْیَا بَسْمُ اللّٰہِ یُؤَدِّی \*  
حدایشہ۔ اَللّٰہُ نِیَا فِی سَوْءٍ وَّ  
حَوَادِثُہَا مِمَّا کُمْ \* فِیضًا وَّ اِلٰی اللّٰہِ حَتّٰی  
تُجِیءُ اَمَّتِ النَّاسِ \*

ہر چہ باشد پسند خالق پاک  
قی ولا تکتا کلوا مِمَّا لَمْ یُکُنْ لَکُمْ  
اِسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِسْمُہٗ لَیْسَتْ  
ح لَا یَشْعَلُہُمْ شَیْءٌ عَنْ غَیْرِ  
ذِکْرِ اللّٰہِ طَوْفًا اَلْغَیْبِ \*



معرفة خدا سے۔ حدیث ہے۔ اَللّٰمَ تَنِي الْوَحْدَةَ وَالْاَفَاتِ فِي الْاَشْيَيْنِ  
وحدت میں سامتی ہے اور دوئی میں آفتیں ہیں۔

پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہے، سلامتی لازوال اللہ کی وحدت  
میں ہے۔ اور سوائے اللہ کے جو دیکھے تو آسمان سات زمین اور رجوعات خلق کی اور  
طلب طالب مرید کی واسطے طبع دنیا کی ہے، یہ سب راہزن اور آفات ہیں۔ اور  
کشف و کرامات ندامت ہے۔ اور اولیاء کی کرامت برحق ہے۔ کہ حق کی طرف لیجاتی  
ہے اور باطل سے کھینچتی ہے۔ اے مردک کو شمش کر کہ مرتبہ مُردگی سے گزرے اور مرتبہ  
مرد کو پہنچے۔ مردک وہ ہے کہ رات دن لڑائی کرے اللہ کے دشمن نفس شیطان کے  
ساتھ۔ اور مرد غازی وہ ہے۔ کہ ایک یا میں سرغیار کا محبت سے کاٹ ڈالے  
اور پیشانی سے تڈھک ہو یعنی استقامت کرامت سے بہتر ہے۔

### شرح فقر محمدی

فقر اللہ کے نام سے بہت میں۔ اگر فقر میں ثابت قدم رہے۔ صاحب راز ہوئے  
اور جو فقر سے اور اللہ کے نام سے پھلا وہ استقامت کی طاقت نہ لایا۔ اور دنیا کی طرف  
رجوع کیا۔ مرتبہ راز سے پھر گیا۔ گویا مثل چیل کے مردار پر نظر رکھتا ہے۔ اور وہ دونوں جہان  
میں خواہے۔ اس کی آنکھ مرتبہ فقر اور سلطان الفقر پر نہیں پہنچتی کہ وہ دنیا کا طالب  
ہے بلکہ زندق ہے۔

قَوْلُ تَالِي فَادَّارْفَمُ فِي الْقُصُورِ  
فَلَا نَسَابَ يَنْتَهَهُ

وَلَا تَنَابُؤُا يَا الْاَلْفَابِ  
بِئْسَ الْاَسْمُ الْقُسُوقُ بَعْدَ الْاَيْكَاثِ  
حدیث۔ من ابطاء عملہ فلا  
یتفعہ نسبہ

حدیث۔ لبس فخر المال انما  
الفخر بالعلم والاکتب

جب حضور چھوٹا تھا دیکھا۔ ہاں کونسا  
نفع نہ کرے گا۔

بڑے لقب نہ رکھو ایمان کے بعد  
فاسق نام برا ہے۔

جس نے اپنے عمل کو گرا دیا اس کو  
شب فائدہ نہ دیگا۔

فخر مال کے ساتھ نہیں ہے علم  
اور ادب کے ساتھ ہے۔

درکیش جان فروشان فضل ادب بر ندیست

ایجا نمب نگنجد آسجا حسب نباشد

مصنف کہتا ہے، آدمیوں میں وہ بزرگ ہے جس کو خدا اور رسول نے عزت دی ہے۔ پس صاحب عزت وہ ہے کہ مولا کی طرف منہ لائے ہیں اور معرفت کے دریا میں غوطے کھائے ہیں اور اپنے آپ کو خدا کو سوتا ہے۔ یہ گروہ اہل ایمان کا عزت اور جہاد اور زمان کی طلب میں نہیں ہے +

ق۔ اَذَلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
أَعَزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ \*

دُتیا میں مومنوں کیلئے خواری ہے  
اور کافروں کے لئے عزت \*

مومن پوری عقل کا دائم القلم کہنے  
والا زیادہ رونے والا اللہ تعالیٰ کے ڈر سے  
تھوڑا کھانے والا۔ نیک عادت۔ پاک بن چھوڑنے  
والا خواہشوں نفس کا قتل کرنے والا ہوا ہوس  
کا مخالف شیطان کا موافق رحمان کا طالب علم  
پد ہیر گار دنیا میں رغبت رکھنے والا عقب کا۔  
دیکھنے والا ادارت کا ہے \*

حَدِيثُ الْمُؤْمِنِ تَمَامُ الْحَقْلِ  
دَائِمَةُ الْفِكْرِ قَلِيلُ الْفِتْرِ كَثِيرُ الْبَكَاءِ  
مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى قَلِيلُ الْأَكْلِ  
حَسْبُ الْخَلْقِ لَطِيفُ اللِّسَانِ تَارِكُ  
السَّهْوَاتِ قَاتِلُ الْهَوَا عِجْلُ الْفِ  
الشَّيْطَانِ مُوَافِقُ الرَّحْمَنِ حَالِي الْعِلْمِ  
زَاهِدٌ فِي الدُّنْيَا رَاغِبٌ فِي الْآخِرَةِ  
نَاجٍ مِنَ الْغَرَابِ \*

جان کہ حضرت شیخ ابراہیم اہم فرماتے ہیں۔ کہ جب تک اپنے خیال کو مثل بیڑوں  
کے تونہ کر لیا۔ اور اپنے فرزندوں کو مثل یتیموں کے اور رات کو مثل کتوں کے خاک پر  
نہ سو لگیا امید مت کر کہ تجھ کو مردوں کی صف میں راہ دیں

اے فقی و فجور کار ہر روزہ ما  
وے پر ز حرام کاسہ و کوزہ ما  
مے خند و روزگار میگر میدہم  
بر طاعت و بر نماز و روزہ ما

حَدِيثُ اشْغَلْ قَلْبَكَ يَا اللَّهُ  
بِالْكَلِمَةِ وَلَا تَشْغَلْ قَلْبَكَ يَا اللَّهُ  
بِالْشَّغْلِ يَا لَعْنَتِ الْغُيُومِ وَالْغُيُومِ الدُّنْيَا  
اے اپنے دل کو مشغول کھدائے تعالیٰ  
کے فکر کے ساتھ اور اگر مذمتے تعالیٰ کی طرف دل  
اپنا مشغول نہ کر لیا۔ تیرا دل دنیا کے غموں اور  
اندیشوں سے مشغول ہوگا۔ اور جو دل دنیا کے غموں کی طرف مشغول ہوا، حق تعالیٰ سے

دور ہو گیا۔ اور جس کو غم زدن، فرزند اور کھانے اور پینے کا دل میں ہوا سے شغل باطن نہیں ہوتا کہ وہ خراب ہے اور خراب دل سے شغل باطن نہیں ہوتا :-

قوله تعالى - وَمَنْ أَحْرَأَ عَنْ  
ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مُعِيشَةً مَّنْكَ ۖ | جو میرے ذکر سے پہلو تہی کرتا ہے  
اس کا عیش تنگ ہوتا ہے ۖ

اور عیش تنگ کیا ہے۔ کہ دل ہمیشہ مشغول دنیا کے ساتھ ہووے۔ جب دل میں غم و اندوہ دنیا کا ہو، دیکھ کا گھر میں گیا ۖ

مُصَنَّف کہنا ہے اللہ کے ذکر میں وہ غرق ہوتا ہے۔ کہ سوائے مولا کے دنیا کے کسی مراتب پر خوش نہ ہووے۔ اور ذکر دل، ہر گناہ سے باز رکھتا ہے۔ جیسا کہ ناشائستہ اور خدا کا نافرودہ۔ پس مردہ دل اللہ کے ذکر کو کیا جانے۔ نو نے نہیں سنا ہے کہ قرشتے ہر رات کو نذر کرتے ہیں :-

لَا مَلَائِكَةَ يَتَنَادَوْنَ كُلَّ يَوْمٍ لِّدَعْوِ الْمَوْتِ وَأَبْوَالِ الْحَبَابِ

اور ذکر اور زندگی دل کی بغیر حضوری سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں ہوتی ۖ جان کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور توفیق کی راہ سے اُس کے دل میں محبت اور اخلاص اور توحید اور اپنی بیگمئی ڈالی اور اپنی طرف کھینچا جِدَّ يَكُ مِنْ جَدِّ بَابِ الْحَقِّ تَوَازِي عَمَلِ التَّقَاتِي ۖ ایک جذبہ اللہ کے جذبوں سے ایسا ہوتا ہے کہ دونوں جہاں کے عمل کے برابر ہوتا ہے وہ آدمی رحمن کا شاگرد ہوا۔ اور جو کچھ کہ ظاہر مال دنیا کا اور جس رکھتا تھا سب اللہ کی راہ میں صرف کیا اور گھر ویرا نہ کر دیا اور سُنَّتِ عَظِيمِ اور فرض مستقیم بحال لایا ۖ حدیث - تَرَكَ الْمُنِيَّ رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحَبِطَ الْمُنِيَّ رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ ۖ

ہے اللہ دنیا کی محبت سر ہر خطا کا ۖ جان کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار ایک دم و زیادہ بغیر حضرت آدم سے تا قیام التیسین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سوئے ہیں۔ سب نے دنیا ترک فرمائی ہے۔ پس تو ان کے خلاف کیوں کرتا ہے ۖ

دنیا کے چار حرف ہیں د، ن، ی، ا، ح و دال سے دنیا دین نہیں کہتے۔ اور حرف ن سے نافرمان ترعون کر دیتی ہے۔ اور حرف ی سے شیطان کا یار اور حرف الف سے ظلم اور آدم کش مینا قی ہے۔ اے احق دنیا کے وہ شخص علیحدہ ہوتا ہے۔

کہ دین ہاتھ میں لائے۔ اور دین کے تین حرف ہیں د، ی، ن، حرف د سے معرفت الہی کا دیدہ کھلتا ہے۔ اور مولانا پر دیوانہ ہوتا ہے۔ اور طالب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوتا ہے۔ اور حرف ی سے اللہ تعالیٰ کی یاری طلب کرتا ہے۔ یمن بھائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ۔ اور حرف ن سے نہایت صفا خیر اندیش ہر امیر اور فقیہ کا جو دین کو ہاتھ میں لایا دنیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دنیا کے خطرات سے فارغ ہوتا ہے اور منہ مولا کی طرف لاکر فقر کا لباس پہنے ن پرہیز کر اور صدق اعتقاد خدا پر رکھ کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اسی روز حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! ایک شخص میری ہستی کی غرض سے دنیا بلیہ اور مردار علیحدہ ہوا۔ اور ادراج انبیاء اور اولیاء اور اٹھارہ ہزار عالم کو حکم ہوتا ہے کہ سب میرے دوست کی زیارت کو آویں اور سب آخرین کہیں اور کج جو دلق اور کپڑا خاکساری کا اُس نے پہنا ہے سب اُس کا لباس پہنو، یہ مراتب اول روز اس کو بخشے ہیں۔

خاکسارانِ جہاں را بختا رت منگہ  
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

خاکسارم جہاں سپارم جان بشار حق نگارم غرق وحدت اعتبار  
حدیث الکھض لا یتکلم فی الاَحْسان۔ (ترجمہ آدمی کی عقل نہیں سوئی) \*  
جاننا چاہئے کہ خلق کی روحیات اور خلق میں غوغا اور مرید ہوتا۔ یہ مرتبہ گس اور مور ہے اس پر ضرورت ہو کہ قرب وصال اس سے دُور ہے۔

از خلق حق صہل نہ وصل کجا خلق دنیا رہن راست با مہر ہوا  
تفسیر کو چار چیز چاہئے۔ اول تکرار قرآن۔ دوم غرق بتوحید۔ سوم رات دن محافضیس کا۔ چہام ہم سخن حق کے ساتھ اور مرشد لائق ارشاد وہ ہے کہ اُس کے آگے قرآن تفسیر اور حدیث کے ساتھ ہو۔ اور فقیر کامل اور فیض بخش خاص و عام ہو۔ اور اس کے سید سے ہاتھ میں علم فقہ اور کتب فقہ ہوں اور اُن میں حفاظ کلام ربانی اور عارف باللہ جمیع فقہا باطن صفا و مشغول اللہ صاحب متغراق ہوں اور پس پشت اہل دُتیا ہوں جو اس ضعیف کے ساتھ ہوں۔ تو اول طالب جب نظر کرتا ہے تمام راہ دیکھتا ہے اور ایسے مرشد صاحب نظر کرتے ہیں اور وجود میں اثر تمام ہوتا ہے اور طالب باطل نے حکم حق کی طرف

آتا ہے۔ پھر چاہئے کہ طالب بالیقین مرشد سے تلقین طلب کرے۔ جب تلقین حاصل ہو بعد اُس کے تسلی مجھو بخاطر ہو بعد تعلیم تعلم دل سلیم باہم حلیم حق تسلیم ہو، بعد مرشد دست بیعت کرے۔ اور تلقین کرے اور تلقین سے چھت وصل ہوں۔ اول ت نرک دوم ت توکل سوم ت توحید۔ چہارم ت ترجم۔ پنجم ت تواضع۔ ششم ت تولا بر خدا تاملیت فقر اور معرفت الہی اُس کو فقر مطلق کہتے ہیں۔

حدیث اَلْفَقِيرُ قَوْلُهُ مَا وَجَدَ | فقیہ کا رذق وہ ہے جو بجاوے اور  
وَلِبَاسُهُ مَا سَنَّ وَشِدَّتُهُ مَا جَلَسَ | لباس وہ ہے جو ڈھانک لے اور سکن اس کا  
وہ ہے جہاں بیٹھ جائے، جو ان مراتب پر پہنچے انہاں حکیم ہو۔

## انسان حکمت الہی ہے

حدیث اَلْاِنْسَانُ حَكْمَةٌ اَلْبَيَانِ حدیث اَلْاِنْسَانُ حَكْمَةٌ اَلْحَقِيقَةِ  
تلقین بے یقین کچھ کام نہیں آتی۔ اور یقین بے تلقین سے پردہ باطنی نہیں کھلتا ہے۔  
بیچ علمے بہتر از تفسیر نیست | بیچ تفسیرے باز تفسیر نیست  
مرشد صاحب تفسیر اور نازن از روشن ضمیر کیسا نظر کامل فقیہ صاحب شریعہ کامل انسان صاحب احسان ہے  
اَلْاِنْسَانُ عَيْدُ الْاِحْسَانِ | انسان احسان کا بندہ ہے  
قَوْلُهُ تَعَالٰی هَلْ جَزَاؤُ  
اَلْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ | بلکہ احسان ہے

اور جب تو دیکھے کہ دست راست میں مطربان با نغمہ و سرود اور دست چپ میں شراب آمہ انجناٹ اہل دنیا کی مجلس کے ساتھ اور حسن پرستی کے واسطے مرد اور عورت اور پس پشت فقر ہے تو وہ شیطان ہے۔ اور جو تم کو دکھاوے اسند راج ہے۔ ایسے فقیہ کے طالب خاص دو گھرے ہوتا ہے۔ نیمہ صَوِّغُوا قَبْلَ اَنْ تَكُوْنُوْا فَنَاءُ نفس اور نیمہ اِنَّ اَوَّلِيَّاءَ اللّٰهِ لَا يَكُوْنُوْنَ بَقَا بِاللّٰهِ بروح۔ اور دو نیمہ سے طالب اللہ کے ساتھ الگ ہوتا ہے۔ جاہل کو اس حال سے خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْاِجَاهِلِيْنَ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے کہ جاہل ہوں۔ جاہل شل ابو جہل کے ہے۔ اُس سے بات مت کہو۔

اچھے از حق بازدار و جہل رشتہ دانکہ با حق ہے برد علمے بہشت طالب علم سوائے امتحان کے نہیں ہوتا۔ جو طالب مولے کا ذکر ہے، سب سے بہتر ہے۔ طالب فیضیت آثار قید میں لانا بہت دشوار ہے، ورنہ ہزاروں جاہل ایک نظر میں دیوانہ کرنا کیا مشکل کام ہے۔ آدمی کو تزکیہ روح اور تصفیہ قلب علم سے نہیں ہوتا۔ کوئی راہ وسیلہ کی طلب کرنا چاہئے۔

مرد مرشد را طلب کن رہبر مادہ از حق ترا گلی خبیر  
اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهُ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ طَرًّا وَّارْزُقْنَا اِجْتِنَاءَهُ

حدیث طَلِبُ الْخَيْرِ طَلَبُ اللّٰهِ (ترجمہ) عہدہ جستجو خدا کی جستجو ہے +  
حدیث ذِكْرُ الْخَيْرِ ذِكْرُ اللّٰهِ (ترجمہ) عہدہ ذکر خدا کا ذکر ہے +  
قول مصنف کا ہے ذِكْرُ اللّٰهِ الْكَبْرُ مِنْ كُلِّ ذِكْرٍ (ترجمہ) خدا کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے +  
اور ذکر کی چار قسمیں ہیں اول ذکر وہ کہ جس ذکر میں سے آیات روشن ہوں۔  
دوم ذکر اللہ کہ اُس سے مکاشفہ ہو، سوم ذکر اللہ کہ اُس سے طبقات اور درجات کاٹے حاصل ہووے۔ چہارم ذکر اللہ کہ اُس سے وحدت میں غرق ہووے  
ہر یکے ذکر سے گشتا بد ذکر ذات ذکر دست ذکر سرور کائنات

جس کے وجود میں ذکر سروری قرار کر رکھو وہ ظاہر اور باطن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرے اور حضور میں پہنچا دے۔ اور جو شخص آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر قدم نہ پہنچا دے۔ اُس کی پیروی کیونکر ہو۔ اور جو کلاس صفت کے ہیں۔ اُن سے حاسد دیدہ حسد کا نہیں بند کر سکتے۔ پیروی حضرت کے دوراہ ہیں جو ذکر سے وہ گمراہ ہے +

حدیث کَوْكَبُ الْحَسَدِ فِي الْعُلَمَاءِ لَصَارُوا بِمَنْزِلَةِ الْاَنْبِيَاءِ اِذَا عَمِلُوا فِي حَسَدِهِ هُوَ مَا تَوْبَنَزَلُ الْاَنْبِيَاءُ كَيْهَوْتِهِ +

عالم کے وجود میں تین چیز نہ ہوں۔ ایک حرص۔ دوسرے حسد۔ تیسرے کبر۔ وہ وارث انبیاء کا ہے +

مے تر سر عاشقانِ دائم لَا تَخَافُوْا لَوْعَةَ الْكَافِرِ

فَقَسِّرُوا إِلَى اللَّهِ كَوْنًا يَفْقَرُوا وَمِنَ اللَّهِ سَمِعْتُمْ هِيَ اور لذت لوگ نیکو الیہ حق تفتقروا  
مِنَ الْجَنَّةِ کی نہ چکھی ہے وَفِي الْقُسْطِ أَفْلًا تَبْصُرُونَ بچشم باطنی نہ دیکھا ہے ۔ اور  
مراتب حق اقرب علیہ من جبل اورید کے نہ دیکھے ہیں ۔ اور طرف کھلوا  
وَأَشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ دنیا کی حب کی طرف دوڑے میں نہ  
ہنا کھلو پر مشوکہ دیگ نہ اب چنداں محور کہ رب

حدیث من جلس مع ثمانية أصناف نأدھا اللہ تعالیٰ ثمانية أشياء من جلس  
مع الأمرأة زادھا اللہ تعالیٰ الخمر ومن جلس مع الفقراء زادھا اللہ تعالیٰ  
الرزق ومن جلس مع الصبيان زادھا اللہ تعالیٰ اللغو واللعب ومن جلس مع النساء زادھا اللہ تعالیٰ الجمال  
والنہوت ومن جلس مع الصالحين زادھا اللہ تعالیٰ الرغب في الطاعات  
ومن جلس مع العلماء زادھا اللہ تعالیٰ الورع والتقوى ومن جلس مع الفاسق  
نكسھا اللہ تعالیٰ الذنوب وسبب التوبة ومن جلس مع السكوت زادھا اللہ تعالیٰ  
الرجاء آٹھ قسم کے آدمیوں میں بیٹھے سے آٹھ چیزیں حاصل ہوتی ہیں ۔ امرائے کے ساتھ  
میں حرص فقر کے ساتھ میں رضا اس رزق کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے اس کی قیمت میں  
لکھا ہے ۔ لوط کوں کے ساتھ کھیل کود عورتوں کے ساتھ بھالت اور شہوت ۔ صالحین کے  
ساتھ رغبت فی الطاعات ۔ علما کے ساتھ پرہیز کاری اور تقویٰ ۔ فاسق کے ساتھ  
گناہ ۔ اور توبہ سے نسیان اور رکات کے ساتھ رحمت ۱۰

حدیث یخوذاً تعین من قسوة القلب وقسوة القلب من أكل الحرام  
وأكل الحرام من كثرة الذنوب وكثرة الذنوب من نسيان الموت و  
نسيان الموت من طول الأمل وطول الأمل من حب الدنيا وحب الدنيا  
زاسی محلی خطیبتہ

جان کہ قرآن مجید میں دنیا اور اہل دنیا کی کوئی عزت نہیں ہے ۔ دنیا اور اہل دنیا  
کا تعلق تہک من تشاء سے ہے ۔ فقر اور اہل فقر کا تعلق تعسر من تشاء سے ہے ۔

قوله تعالى وعقبة ما في الغيب لا يعلمها إلا هو ويعلم ما في الغيب ما في الغيب

وَمَا تَسْطُ مِنْ ذَرْقَةٍ إِلَّا بِغِلْمِهَا وَلَا حَيَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ

وَلَا يَأْسُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ \*

اس آیت کریمہ کو جو محض اسم اعظم کے ساتھ ملا کر پڑھے تمام بر اور بحر میں جسے اس سے پوشیدہ نہیں رہے گا۔ مگر فقیر صاحب شریعت دیکھ کر چھپاتا ہے \*

اللہ تعالیٰ کا قول ہے واسطے

قَوْلَ تَعَالَى - لِّلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ

فَقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ كَمَا لَمْ يَكُنْ لَهُمْ

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ

شہروں اور مالوں سے وہ حاصل کرتے ہیں ضامنہ

يَنْتَعُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَ

افضل اللہ تعالیٰ سے امدد دیتے ہیں وہ اللہ

يَتَصَرَّفُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ

اور اس کے رسول کی، یہ لوگ صادقوں میں

هُمْ الْمَتَادُونَ \*

سے ہیں \*

فقیر اصحاب دست بعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دوسرے سے

اس روز سے ہیں پس جو گلہ فقیر کا کرتا ہے۔ گویا خدا کا وہ گلہ کرتا ہے اور جو خدا کا

کا گلہ کرتا ہے اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیزار ہیں \*

اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں فقیر ولی اللہ صاحب ولایت روئے زمین پر

کوئی نہیں رہا ہے۔ اور جو کہ علم فقہ اور مسائل پکڑ لیتے ہیں۔ وہ خبر ظاہر اور باطن سے

ولی اللہ اور مرشد ہادی سے نہیں کہتے \*

جو دنیا میں اندھا ہے۔ پس وہ آخرت

قَوْلَ تَعَالَى وَمَنْ كَانَ فِي لَهْدٍ

میں بھی اندھا ہے۔ اور نہ یادہ گمراہ

أَنَّهُمْ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَكْبَرُ وَ

راہ کا ہے \*

أَصْلُهُ سَبِيلُهُ \*

سن اے مادرِ ادا اندھے تفسیر منیر کے لُیُومُ فَهُوَ فِي شَأْنٍ میں بیان کیا گیا

ہے کہ رات دن کی ۲۴ ساعت ہیں اور ہر ساعت میں انیس ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں۔

اور ہر سال میں ۶۹ کروڑ ۸۰ لاکھ ۶۰ ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں \*

اور ایک روایت میں ہے ۱۹ ہزار عاشق ذات اللہ کے وجود میں آتے ہیں۔

اور دنیا ان کی برکت سے قائم ہے \*

اور نقل ہے جیسا کہ منافع میں حضرت اش بن مالک سے روایت ہے



قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ  
أَبَدًا لَمْ أَمْسِ أَرْبَعُونَ أَتْنَانِ وَخَمْسُونَ  
يَا لَشَامٍ وَلِثَانِيَةِ عَشَرَ بِأَعْرَاقٍ مَا مَاتَ  
وَاحِدٌ هُمْ إِلَّا كَيْدَلٌ اللَّهُ يَمَكِّنُ لَهُ الْآخِرُ  
فَيَأْتِي الْأَوَّلَ مَا تَأْكُلُ ۞

قرمیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
کہ میری امت کے ابدال چالیس تن ہیں۔ کہ  
ہمیشہ رہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۲ شام میں اور ۱  
عراق میں۔ جب ان میں سے ایک مر جاتا  
ہے خدا امتحان لے اس کی جگہ دوسرے کو اپنی

مخلوق سے قائم کر دیتا ہے۔ پس جب قیامت آئیگی۔ سب یکبارگی عالم سے باہر جائیگے۔  
پس دوسرے اولیاء اللہ کی تین سو پچاس آدمی اولیائے روزگار سے ہمیشہ ہیں۔  
اس عدد سے خالی نہیں ہوتے۔ چنانچہ تین سو باطل اور چالیس ابدال اور سات سیاحت  
سے اور پانچ اوتاد سے اور تین اقطاب اور ایک غوث، پس یہ مراتب اولیا کے کہ  
معلوم ہوئے، کسی وقت میں ۳۵۶ تن سے جدا نہیں ہوتے اور نہ کم ہوتے ہیں۔  
ہر وقت اور ہر زمانہ میں زیادہ ہوتے ہیں ۞

اول مرتبہ کے ۳۰۰ تن ہیں کہ ارباب سلوک کی اصطلاح میں ان کو باطل کہتے ہیں۔  
کہ سواد ہوس کا طریقہ انہوں نے باطل کیا ہے ۞  
دوم مرتبہ کے ۴۰ تن ہیں۔ کہ ان کو ابدال کہتے ہیں۔ کیونکہ اخلاق ذمیرہ اخلاق حمیدہ  
سے تبدیل کرتے ہیں ۞

سوم مرتبہ کے سات تن سیاحت کے ہیں کہ یہ سیر اور سیاحت میں رہتے ہیں۔  
اور خلق کی کار سازی میں حسب ارادہ حق مشغول ہیں۔ اور ان ۳۴۴ تن سے کہ ذکر  
کیا گیا کسی کو درجہ ارشاد میں مقام نہیں ہے۔ اور پھر دوسرے تن ہیں۔ کہ اہل  
ارشاد ہیں۔ کہ ان کی حقیقت تجلیات ذاتیہ اور اسمائے صفائیہ کے تحت میں مضمحل  
اور ناجائز ہوئے اور حضرت واجب الوجود نے واسطے مکمل ناقصوں کے بارہا ان کو  
تمنزل دیا اور ان کے مراتب بھی فرق سے ہیں ۞

اول پانچ تن ہیں۔ کہ وہ اوتاد ہیں۔ اور ۴ تن اقطاب اور ایک قطب اقطاب  
چنانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے ۞

## شرح مروان خدا صاحب باطن صفا

حضرت عباس اور عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ :-

فرمایا حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ زمین میں تین سو آدمی ہیں کہ ان کے دل مثل دل حضرت آدم علیہ السلام کے ہیں اور چالیس آدمی ہیں کہ ان کے دل مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہیں اور سات آدمی ہیں کہ ان کے دل مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہیں۔ اور پانچ آدمی ہیں کہ ان کے دل مثل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہیں۔ اور تین آدمی ہیں کہ ان کے دل مثل دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہیں۔ اور ایک ہے کہ اس کا دل مثل دل سراہیل کے ہے پس جب ایک مرتا ہے ان میں سے اُس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور ان تین سے مرتا ہے تو ان پانچ میں سے ایک کو اُس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ اور جب ان پانچ سے مرتا ہے تو سات میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور جب سات میں سے ایک مرتا ہے تو چالیس سے اُس کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ اور جب چالیس سے ایک مرتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ قیامت تک ہرگز ان تین سو سے کم نہ ہوے گا۔ اور ان کی برکت سے بلائیں اُمت سے یازدہتی ہیں :-

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَلَاثُ مِائَةٍ تَقَرَّبُوا قُلُوبُهُمْ عَلَى قَائِمِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَارَبَعُونَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَبْعَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَخَمْسَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ جِبْرَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَثَلَاثَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مِيكَائِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَاحِلٌ قَلْبُهُ عَلَى قَلْبِ سَرَّاهِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ ثَلَاثَةِ فَإِذَا مَاتَ مِنْ ثَلَاثَةِ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ خَمْسَةِ فَإِذَا مَاتَ مِنْ خَمْسَةِ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ سَبْعَةٍ فَإِذَا مَاتَ مِنْ سَبْعَةٍ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ ثَلَاثَةِ مِائَةٍ فَإِذَا مَاتَ مِنْ ثَلَاثَةِ مِائَةٍ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ أَرْبَعِينَ فَإِذَا مَاتَ مِنْ أَرْبَعِينَ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ ثَلَاثَةِ مِائَةٍ فَإِذَا مَاتَ مِنْ ثَلَاثَةِ مِائَةٍ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ عَامَّةٍ بِهِمْ يَرْفَعُ اللَّهُ الْبَلَاءَ وَالْوَبَاءَ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

اور تمام عمر پڑھنے علم فضیلت سے اُس سے بہتر ہے سات روزہ شہ صاحب شاد کی خدمت میں کہ اُس کی برکت سے سعادت ابدی خفیروں اور درویشوں کو پہنچتی ہے ۔

روایت کیا ہے کہ آدمی روزی میں پانچ مرتبہ کے ہیں۔ اول جو روزی کسب سے دیکھے اور جانیں وہ آدمی کافر ہیں ۛ

دوسرے روزی کو خدا سے جانیں اور نہ جانیں کہ دے یا نہ دے یہ منافق ہیں۔ اور شک کریں ۛ

تیسرے روزی خدائے تعالیٰ سے دیکھیں۔ اور کسب سے جانیں۔ یہ مشرک ہیں ۛ

چوتھے روزی زکوٰۃ سے دیں۔ اور واسطے کسب روزی کے معصیت ہیں تہ پڑیں۔ یہ آدمی مخلص ہیں ۛ

پانچویں روزی خدائے تعالیٰ سے جانیں۔ اور روزی کے واسطے خدائے تعالیٰ سے عاصی ہوں اور حق خدائے تعالیٰ کا جس کا حکم کیلئے ادا نہ کریں یا سب سے ۛ اور تنبیہ الغافلین ۛ مصنف کہتا ہے کہ کافر کو روح کافر اور دل کافر اور نفس کافر اور عقل کافر اور علم کفر سے لیتا ہے۔ اور اس کا رزق کفر حرام ہے۔ منافق کی روح منافق دل منافق نفس منافق اور عقل منافق اور علم بھی اس کا واسطے منافقت کے ہے۔ اور اس کا رزق بھی نفاق یعنی علم کو دنیا کے واسطے پڑتا ہے۔ اور اس کو خصلت بد حرص اور حسد میں ڈالتی ہے اور مومن کی روح مومن اور دل مومن اور نفس مومن اور عقل مومن اور علم بھی اس کا اسلام کے ساتھ امان اللہ تعالیٰ میں اللہ کی معرفت کی طرف لیجاتا ہے۔ اور جو رزق کھا تا ہے شکر خدا کا کرتا ہے اور انصاف نفس سے دیتا ہے ۛ

حیف بود صورت آدم ترا مغضی شیطان شدہ ہم ترا  
مومن وہ ہے کہ سینہ کی صفائی سے اور آنکھ کی بینائی سے حق کو دیکھے ۛ

خندہ پارسینہ صفاں میکنی ہشیار باش

برکہ برآئینہ خندہ ریش خندہ خود شود

کلیات متقیوں درویشوں کو چاہئے کہ وقت لقمہ کھانے کے قبل انسانی لقمہ ہے کو ذکر کے ساتھ اس سے تمام اعمال کا زمین پاک میں ہوتا ہے۔ اور اگرچہ لقمہ حلال ہوئے بالوں کی دنیا راحت مثل برقی کی روشنی کے بے ثبات ہے اور اس کی محبت مانند تار مکی ابر کے بے بقا۔ پس اس کی نعمت کے فائدوں کے ساتھ اُلفت نہ کرنا چاہئے اور نہ

اس کے لم کی سیاہی سے دردیا ہٹے

## شرح فضیلت علم تعلیم و ولایت ذکر اللہ صاحب تلمیقین

جان کہ ایک شخص نے گناہ کرتے وقت اپنے نفس سے کہا کہ اے نفس خدائے تعالیٰ حاضر اور ناظر ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفیع لایا۔ اور نفس اور حدیث اور مسائل پڑھے اور کہا کہ اے نفس عذاب جان کتنی کی تلخی اور نیکوکار سوال جواب اور سزا بقتل اور اعمال نامہ دست راست اور چپ میں لینا اور وزن نیکی اور بدی کا میزان قیامت میں درپیش ہے۔ پس اے نفس امارہ ہزار عالم میں شرمندہ ہو گا اور پھر اطکا گذر اور دوزخ کی آگ میں جلنا اور بہشت کی نعمتوں سے محروم رہنا یاد کر۔ اور اے نفس شراب طہور کا دست مبارک جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے پینا۔ اور رب العالمین کے دیدار سے مشرقت ہونا، کوئی نعمت اس کے برابر نہیں ہے۔ یہ تمامی شرح خوف اور رجا اور وعظ اور پند نفس سے کہا اور نفس گناہ پر غالب ہوگا۔ اور وسیلہ مرشد کامل کا دیان گناہ اور طالب کے حائل ہوگا۔ اور طالب کو اُس گناہ سے کھینچا۔ مرشد کامل ہرگز گناہ کرنے نہیں دیتا۔ صورت ظاہر اور باطن میں موجود ہوتا ہے۔ اس واسطے وسیلہ بہتر ہے فضیلت سے اور فضیلت واسطے وسیلہ کے ہے یعنی علم واسطے معرفت کے حق ہے

مرشد کی باشد قوی در راہ الہ  
طالبان را باز دار واز کناہ  
تو نہ میدانی کہ آن با تو قریب  
نفس رہزن را بود با تو قریب

علمائے انتہا علم منطق اور معانی اور فقر کی ابتدا یہ سبق خوانی روز اول سے ہے۔ یعنی آلف اللہ میں اور ما سوئے اللہ ہو س۔ اور انتہا فقر کی یہ ہے کہ جانے تو میں دریں آیا میں تمام قرآن ہے۔ چنانچہ ابتدا قرآن کی ب ب بسم اللہ السَّحْمِیْنَ الرَّحْمِیَّةِ اور انتہا قرآن میں ہے۔ مِنْ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ پس اگر علم کو جمع کرے پس ہو یعنی سمجھ کو اللہ میں ہے

فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مَنْ عَلَّمَنِي حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَايَ جس نے مجھ کو ایک حرف سکھایا وہ میرا مولا ہے

حرف یہ ہے مَنْ لَمْ يَلْمُ الْوَلِيَّ فَلَهِ الْكُلُّ، جب حرف کل اور عقل کل اور علم کل

سوائے اس کے سب چیز جزو کل میں آئے۔ عبودیت واسطے ربوبیت کہے۔  
اور ربوبیت خاص راز رب کو کہتے ہیں۔ اور وہ فقیر عارف باللہ کے نصیب میں  
ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مجھ کو پانا اور پہنچانا چاہے، فقیر عارف باللہ سے  
پائے اور پہنچانے۔ پس عارف باللہ معرفت ملائی راہ میں نا دیدہ نہیں ہے۔ اور  
کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔ عارف جو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں، حکم خدا  
اور رسول سے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے وَمَا يَدْرِي عَيْنُ الْغَوَايِ (وہ نہیں بات  
کرتے اور بولتے اپنی خواہش سے) حدیث ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَا يَخْفَى  
عَلَيْهِ شَيْءٌ (جس نے اللہ کو پہچانا اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے) اور جو اس  
آیہ کو اسم اعظم سے ملا کر با ترتیب پڑھے :-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ  
وَالشَّهَادَةِ ۝ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ  
السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمُ الْعَزِيزُ الْحَبِيرُ الْمُتَكَبِّرُ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝  
هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ ۝ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ اور یہ آیہ اسم اعظم پر نظر کرے۔ ہر مطلب دینی  
اور دنیوی کا ناظر ہو اور سب کچھ اس پر مشروط حاضر ہو :-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ  
وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۝  
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (تحقیق اللہ تعالیٰ پر کوئی شے پوشیدہ نہیں  
ہے نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ وہ ایسا ہے۔ کہ تمہاری رحموں میں صورت  
کھینچتا ہے جیسی چاہے، کوئی معبود نہیں سوائے اُس غالب اور حکیم کے) \*  
اللہ کا کلام اللہ کا خزانہ ہے نامحرم اُس کو نہیں پہچانتا۔ قرآن خدائے تعالیٰ  
کا ترجمہ اور دونوں جہان کا ہادی ہے اور رہنما ہے۔ جو اس پر نرسک لاسے  
کافر ہے ۝

غیبِ داں گر غیبِ بخشہ غیبِ نیست  
غیبِ الٰہ با شد کہ کوئی سر ہوا  
ہرچہ بینی چشم خود آں غیبِ نیست  
دلِ ضمیرش آئینہ با حقِ صفا

جو اس حالت پر پہنچے مقامات سے ہے۔ جس کو باطن سے کشائش کشف ہو۔ راہ  
رستی محمدی پر ہے کہ اللہ کے ذکر سے یا لا الہ الا اللہ کے ذکر  
سے ایک مرتبہ مقام پر پہنچتا ہے۔ اور اللہ کے طالب پر غالب آتا ہے۔ حوصلہ  
وسیع چاہئے۔ کہ تجلی رحمانی اور تجلی بنوہا روحانی اور تجلی مقام نفسانی اور تجلی  
مقام شیطانی اور تجلی مقام ذکر قلبی اور تجلی مقام ذکر روحی اور تجلی مقام ملائک  
اور تجلی مقام جنونیت، سب طریقت میں ہیں کہ طالب پر صادق ہوتی ہیں۔ اور  
تجلی دو قسم کی ہے ایک نوری اللہ کے نور اور نظر رحمت سے اور دوسری اللہ  
کے نور سے اور قلب کے نور سے اور روح کے نور سے اور فرشتوں کے  
نور سے اور خاکیں اسلام کے نور سے۔ جب یہ نور جمع ہوتے ہیں جمعیت  
اور ترک اور توکل اور صبر اور سرور و شوق اور غنادل کی اور توفیق طاعت کی  
اور ذکر اور فکر کی اور محبت اور فنا اور بقا اور غرق معرفت الہی اور علم شریعت  
کی پاتا ہے۔ اور دوسری تجلی ناری ہے کہ نفس کی آگ سے غصہ اور غضب اور  
کینہ اور حرص اور طمع اور طلب دنیا اور مصیبت اور جنونیت کی آگ سے  
کہ اس سے خلق کی رجوعات اور ترقی درجات اور اہل دنیا کے تالچ ہونے اور  
عالم جن اور دیو اور شراب اور بدعت اور نماز ترک کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے اور  
جج نہ جانے اور کافروں سے اخلاص، یہ آگ جب وجود میں آتی ہے مرتبہ  
انافرعون کا منہ دکھاتا ہے۔ دل سیاہ ہوتا ہے۔ نیکی اور بدی برابر جانتا  
ہے۔ یہ استدرار کے مقام ہیں۔ اور جو تم کو دکھاتا ہے۔ اس پر اعتبار نہ لانا  
چاہئے۔ کہ خلاف شرع مردود ہے \*

جان کہ سب مقام عرش سے فرش تک واسطے امتحان کے ہیں جو حق  
سے باز رکھے رہن اور شیطان ہے۔ کیونکہ فرشتوں کا مکان انسان کے تالچ  
کرتے کا ہے۔ اور انسان واسطے ذکر رحمانی کے ہے۔ اور یہ مقامات  
ناری اور نوری دس لاکھ ستر ہزار سینتیس طریقت میں ہیں۔ حق سے بہت دور  
اور اہل طریقت آپ کو جانتا ہے۔ کہ جو ان مقامات سے نکلے ولایت پر پہنچتا  
ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

اِلَى الدُّوْرِ (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے ظلمت سے نور کی طرف اُن کو نکالنا ہے) اور اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کا نور ہے۔ یہ ایک نور ہے سرورِ آگ کہ یہ آگ معطر سرخ رنگ زیادتی آب سے ہے کہ دل کی تبدیل میں آتی ہے مثل گلاب کے دل کا شیشہ وسیع کاس میں درختِ محبت الہی کا کہ اس سے روشن معرفت ٹپکتا ہے۔ فنیہ دماغ کے چراغ میں روشنی مارتا ہے۔ اور تمام اسرار ربانی ظاہر ہوتے ہیں اور ہر دل تاریک منور ہوتا ہے۔ جان کہ طرقت میں ہزاروں دیوانے رحمت کھا کر خودی سے سنجود ہو کر جنونیت میں مرد پڑے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک لامنی کی گیند نے گیا ہے۔ پس مرشد کو چاہئے کہ اول طالب کو مقامِ طرقت دکھائے۔ اور اگر دکھاوے ایک رات دن دکھا کر طرقت سے کھینچ لے اور حقیقت کو پہنچائے۔ ورنہ طالب طرقت میں اکتائیں سال مکر اور صحو اور حسرت اور عبرت میں جلیگا اور خراب ہوگا اور حجب نکلیگا۔ ورنہ طرقت سرسریوگی اور دیوانگی حق سے بیگانگی اور ہوشیاری حق سے بیگانگی۔ یہ فقر بہت مشکل ہے۔ اس کی مشکل مرشد کھولتا ہے۔ حدیث ہے۔ يَمْشِي عَنِ النَّاسِ يَلُوتُ الْاَقْدَامُ سر سے چلتا ہے بلا پاؤں کے۔

اے صاحبِ مجاہدہ آنکھ کھول کہ صاحبِ مشاہدہ دل بیدار ہوتا ہے۔ وہ کام میں آتا ہے۔ يَتَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي حدیث ہے یعنی آنکھ سوتی ہے۔ دل جاگتا ہے۔ آدم کے تین حرف ہیں ا ح د الف سے ادب، احیا، الش، الفت، احسان، ارادہ صادق اور دال سے دوم عبادت، دم ذکر میں رواں، دل زندہ اور دال آدم کے دل پر دلالت کرتی ہے بصورتِ الہام الہی، موافق نص اور حدیث کے گو اسی دیتی ہے کہ اُس سے علم غیب، علم فتوحات، ارادت خاص الخاص، اسم اللہ سے اور ظاہر و باطن سے علم کے ذال خبر دیتی ہے۔ جب آدمی اس مقام میں پہنچتا ہے تو چاہئے کہ اس امر کا ورد کرے لَمِنَ الْمَلِكِ الْمَيِّمَةِ لِلّٰهِ الْوَاحِدُ الْقَهَّارِ بعد اس کے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی ضرب مارے کہ اس سے خوف اور رجائیدہ ہو۔ اور فقر حقیقی اور محبت اللہ تعالیٰ کی منہ دکھاوے۔ اور ہر دم آہ اور سوز تریا دہ ہووے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ۔ اضر دیتے ہیں ہم تم کو کہ وہ خوف اور جھونک اور نقصان مال کا ہے، اور خرفیم

سے مرگت اور مردانگی میدان شجاعت میں کہ نفس کے ساتھ لڑائی ہے۔ اور مردار کو ترک کرنا اور مردود دنیا اور غضوبہ الہی سے باز رہنا۔ مرد وہ ہے کہ مولے کا طالب دل اور جان سے ہو اور دنیا پر پشت ہو۔ جو ایسا ہے وہ آدم صاحب جودیت کہیم ہے ورنہ نبیہم۔ اور ایسے آدم جیوان صیرت بشر کے اور سیرت کاوثر کے مردہ دل بے خبریت ہیں اَوَلَيْسَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ مِنْ بَدَنِهِمْ وَهِيَ كَبِدُهُمْ كَيْفَ يَتَذَكَّرُونَ

رہے۔ تو زحمہ حکم و پیغام مانے سے

آدم آنست آنکہ باقی شد حضور	نیت آدم آنکہ با عقل دشور
نیت آدم آنکہ از حق بے خبر	گرچہ آدم صورتے سیرت بخور
آدمی بودست کم اندر خلق	آدمی سرست با اسرار حق
کے شناسد آدمی را از لباس	مشکل آدم شناسی از قیاس
خے شناسد عارفان مرد خدا	چشم بے بایست شناسی دل صفا
تو را با نورش رسد صدق یقین	آدمی از نور نور از نور میں

ترجمہ اشعار

جس کو اپنے حق سے ہو جمل حضور	آدمی کہتے اسے اے دی شعور
مہتر ہو تو حق سے اپنے بے خبر	آدمی صورت ہے تو سیرت بھی کر
خلق میں کم سبکیاں ہیں آدمی	سر مولا ہے جہاں میں آدمی
کچھ پتہ دیتا نہیں اس کا لباس	وہ ہے آدم شناسی از قیاس
منا کہ بچانے اسے مرد خدا	چشم دل کا چاہئے ہو ناصفا
نور کو بس نور سے لے دیکھ تو	نور سے پہچان تو بس نور کو

قول مصنف صِدْقُ الْيَقِينِ صِفَاتُ الْقَلْبِ وَالْكَذِبُ ظُلُمَاتُ الْقَلْبِ

دل کی صفات صدق یقین ہے اور کذب دل کی ظلمت ہے

آدمی آنست سجدہ بانماز	با آدمی بادل زبان و روح دراز
از نگاہ دید تو نوک خراست	بے نماز اسے کب بند آدم کجاست
کے شناسد آدمی از روی رنگ	آدمی آنست نہ بر عرش چنگ
خاک خاکستر شود از ہمدی	ہر کہ از خود بے بر آید آدمی



رہے خندان غیر طلبش یا رفا  
طلب مولے پرار داز ہوا  
آدمی رائے شناسد یا نموش  
ڈنڈ فکر و تروت و نول جگر نوش  
آدمی رائے شناسد با آواز  
معرفت معلوم گرد ہر زراز  
آدمی آنست ہم صحبت نبی  
آدم نبی شائع بود بائے شنیع

آدمی دو قسم کے ہیں ایک صاحب الفاظ دوسرے صاحب راز۔ صاحب الفاظ ہمیشہ سوا لہ  
میں کتب کے اور علم خوانی نے ہے اور صاحب راز ہمیشہ غرق توجید صاحب الفاظ  
عالم صاحب راز، جان معرفت، اسم اللہ ذکر اللہ نعمت اللہ، تفصیل اللہ ہاں یقین  
ہے کہ معرفت کی نعمت بھل کے طرف میں قرار نہیں پچھتی۔ یقین ہے کہ کوئی جاہل عارف  
باللہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ صاحب تاثیر ہو۔ اور کوئی فاضل عارف باللہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ  
صاحب تفسیر ہو۔ عارف باللہ وہ ہے کہ مقبول دو جہان ہے۔ عالم بھی ہے اور  
عارف بھی ہے تو گویا شیر و شکر و شکر و شیر ہے۔ عارف باللہ وہ ہے کہ مردہ دل  
کو زندہ کرے۔ جو شخص ہمیشہ گناہوں میں ہے۔ حق کو کب پہچانے کو چشم اور دیو سیرت ہے۔  
دو چشم خویش را بر بند چوں باز درونت تا بدگم گشتہ آواز

صاحب مشاہدہ کی خواب اور بیداری اور مستی اور ہوش بیداری اور بھوت تک اور بیری اور  
خموشی اور گویائی ایک ہے \*

چنانچہ سلطان یا زید فرماتے ہیں کہ تیس برس خدا سے ہم سخن رہا۔ اور خلق جانتی  
تھی کہ ہم سے ہم سخن ہے \*

مصطفیٰ کتا ہے کہ فقیر صاحب ہدایت خدا سے تھائے کے سر ہیں۔ ان کے  
حال قال سے سوائے خدا کے کوئی واقف نہیں ہے سوائے صاحب مال کے۔

کعبہ را در دل بہ نیم چاہ کنم برے خدا در مدینہ دلم بہ صحنہ با مصطفیٰ

خفق لہر خویش ماند و من باطن با برول عارف را راہ این است شش و اہل و صول

رشتہ شریف کا ہاتھ سے سمت چھوڑ اور جو مقام تھچہ بر آوے امتحان ہے۔ مرد وہ ہے  
کہ اس جہان کی روتی کھائے اور اس جہان کا کام کرے \*

جاننا چاہئے کہ خدا سے تھائے تخت، فوق مفرق مغرب جنوب شمال میں نہیں ہے  
بلکہ وہ انسان کے دل میں ہے۔ اور دل انسان کا دو قسم کا ہے۔ ایک کامل۔ دوم ناقص۔

کامل ہے ہمہ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اَلَا اِنْسَانٌ مَّرِيٌّ وَ اَحْاِسْتُمْ اَلَا اِنْسَانٌ مِرْسِيٌّ  
اور میں اس کا ایماء اور اولیاء ہمیشہ خدا میں غرق رہتے ہیں۔ حدیث ہے اَلَا يَكُنْ لَّكَ دَلِيْلًا  
يَصْلُوْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ نَبِيٌّ اور ولی اپنے دلوں میں نماز پڑھتے ہیں۔ لَا صَلَوةَ اِلَّا بِحَضْرِ الْقَلْبِ  
بلا حضور نماز نہیں بلکہ یَصْلُوْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ اِنْ کی نشان ہے۔ اور انسان ناقص وہ ہے کہ  
ہزار شیعہ طمان سے ایک نفس امارہ بدتر رکھے۔ اور ہزار نفس امارہ سے ایک ناقص مردہ دل کی گھنٹہ  
بدتر ہے اور خواہے کہ وہ نفس ہو او ہوس میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اِنَّمَا مَوَالِكُ  
وَاَوْدَالِكُمْ فِي دِيْنِكُمْ وَاللّٰهُ عِنْدَكُمْ اَعْزَمُ عَظِيْمُهُ مال اور اولاد فتنہ ہے اور اللہ کے نزدیک  
اس کا اجر بڑا ہے اِنَّ شَانِئَكَ هُمْ اِلَّا بُكْرًا اشارہ ہے۔ حدیث اِنَّ اللّٰهَ عَبْدُودٌ اَسْتَجِبْ رَفِیْ  
ہر کہ سخن پر سخن ضم کند پارہ از خونِ جگر گو کند

وَ اِنَّ سَبِيْحَكَ وَ لَشَيْءٌ اَجْرٌ عَظِيْمٌ کا اشارہ ہے کلمہ طیبہ سے کہو اَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ  
اور اجر عظیم اس بات کا قیصر ہے اعتقاد کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کا کُنْتُمْ حَیْرًا اُمَّةٌ اُخْرِجَتْ  
لِلنَّاسِ مَّا مَرُوْنَ بِالْمَصْرُوْبِ وَ بَنُوْا عَوْتَ الْمُعْكَرِ اور قول یُخْفِیْ لَكَ اللّٰهُ مَا لَعَلَّكُمْ  
وَمَا تَأْخُرُ بِرُغْمَا اَمْتِ اور نہ خطرات وجود محمدی کہ خطرات دنیا سے تعلق  
رکھتے ہیں اور وجود مبارک پر نور۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اِنَّا فَخْمْنَا لَكَ فَخْمًا مُّبْدِیًّا  
لِیَعْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقْنَطُ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأْخُرُ تَرْکِ اَوَّلِ دِیْنِ اللّٰهِ سے ذات شریف  
خود اولے ہیں۔ اور نیز معراج کہ معراج سے پہلے گناہ کی جدائی تھی اور یحییٰ معراج کے ساتھ  
پھر گناہ کی جدائی اس احوالی فقر محمدی کو کوئی کیا جانے گراہ حدیث خَلَقْتَ الْعُلَمَاءَ مِنْ  
صَدْرِيْ وَ خَلَقْتَ السَّادَاتِ مِنْ صُلْبِيْ وَ خَلَقْتَ الْفُقَرَاءَ مِنْ قُرْبِ اللّٰهِ تَعَالٰی ہاں  
میرے سینہ سے پیدا کئے گئے ہیں اور سادات پشت سے اور فقر اللہ کے نور سے

اکثر فقر کہتے ہیں کہ فقر میں ایک مقام ہے کہ اس کو اللہ کے نور کا دریابکتے ہیں جو  
اس دریا میں پہنچتا ہے۔ اور غوطہ کھاتا ہے۔ نماز۔ روزہ اور حلال اور حرام اس پر عافیت  
ہے لِیَعْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقْنَطُ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأْخُرُ

مصنف کہتا ہے کہ جب میں اس دریا میں پہنچا اور اللہ کے نور کو تحقیق کیا یہ ما سے  
سوشے طریقت کے ہیں کہ وہ میان حلال اور حرام کے فرق نہ کیا اور نماز کو قضا بے ضائے خدا  
اللہ کے لاکھ مقامات پر مشتمل۔ اور یہ شیطان کی آگ کے مقام میں پریشان اہل بدعت بہن ہیں۔

جو شریعت کے خلاف کسے طریقت میں خراب اور پریشان ہوئے۔ اور اللہ کے قرب کی حقیقت کو نہیں پہنچے اور معرفت مولا سے محروم رہے۔ اور جو اللہ کے نور کے دربار میں پہنچے۔ ہر بات اس کی زیادہ ہوئے۔ پس عارفان طریقت اور حقیقت اور معرفت اور تمامیت فقر شریعت میں پائی ہے اور شریعت کو اپنا پیشوا بنایا ہے۔ حدیث اَللّٰہُ اَتَتْ الرَّجُلَ اِلَى الْبَدَاۃِ اَتَتْ انتہا رجوع ہے طرف ابتدا کے

ہاتوا فی خویش را با شرع پوش عارفان ایک پسند و شرب نوش  
حدیث اَلْعَالَمِ الطَّامِعِ کَالْفَطٰی وَالْمُسْتَمِ مِیْہ کَالْعَقِیْمِ فَلَا یُؤَدُّوْنَہُ نَفْعٌ وَلَا  
کُنْ دَلالچی عالم مثل غبی کے ہے اور اس سے سُننے والا مثل بائجہ عورت کے ہے پس اس  
سے کوئی نفع اور حذر پیدا نہیں ہوتا

حدیث کُنْ مُبَاشِرًا وَ مَعْدِنَ الْاَخْلَاقِ وَلَا تَمُنْ بِمِنْ فِرَاقِہ کَاذِبِیْنَ  
ہو اخلاق حسہ کی کان اور فرقہ کا ذہین سے مت ہو

حدیث اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَنْوَاعٍ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَقَلْبٌ مُّنِیْبٌ وَقَلْبٌ  
شَہِیْدٌ اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِیْمُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سِوَى اللّٰہِ اَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِیْبُ الَّذِیْ  
فِیْہِ مَعْرِفَةُ اللّٰہِ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الشَّہِیْدُ الَّذِیْ یُکُوْنُ فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ اَبَدًا  
دل تین قسم کے ہیں سلیم، منیب، شہید۔ دل سلیم وہ ہے جس میں سوائے اللہ کے کچھ نہ ہو۔  
اور منیب وہ ہے جس میں اللہ کی معرفت ہو۔ اور شہید وہ ہے۔ کہ ہمیشہ اللہ کی بندگی میں  
رہے۔ فی اسرار العارفین

شریعت طریقت و حقیقت معرفت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ، اللّٰہُ اللّٰہُ ،  
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ میں ہے

چوں تشریف شناس این نفس را بے پروبال تہ پد در ہوا  
میں اُس دل کے قربان ہوں کہ اُنک میں تمام عمر جلتا ہے محبت سے اور آہ نہیں کھینچتا  
جان کہ آدمی کے وجود میں تین بادشاہ ہیں اور تین وزیر ہیں  
اول بادشاہ دوح، اسکی وزیر عقل، موح راہ راستی چاہتی ہے خدا کی اور عقل دُنیا  
چاہتی ہے

دوسرا بادشاہ دل، اُس کا وزیر زبان ہے۔ دل خدا کی یاد چاہتا ہے اور زبان کلام

لا یعنی چاہتی ہے +

تیسرا بادشاہ نفس، اُس کا وزیر شیطان ہے۔ نفس لذت چاہتا ہے اور شیطان معصیت۔ پس جس وقت کہ نفس اور شیطان جدا ہو، بشرح توحید اور مراتب اَللّٰہِ اَللّٰہِ واحد آپ پر اثبات کرتا ہے۔ اور خطرات نفس کی نفی خطرے دل میں محو کرتا ہے۔ اور دل کی مستقل تصدیق سے کرتا ہے۔ بعد ازاں آپ پر ثابت کرتا ہے اور یقین لاتا ہے بمقابلہ صاحب روایت کے۔ اور فقر سے ایک ساعت حرف الف سے اللہ کا نور اپنے پر توحید ثابت کرتا ہے اور یقین لاتا ہے بمقاید صاحب روایت اور بت کے کہ چشم دل سے کھولتا ہے۔ مشاہدہ ظاہر اور باطنی کا قَائِمًا تَوَكُّوْا وَتُشْرَوْا جَدِّہ اللّٰہِ دکھاتا ہے۔ یعنی ایسا ہووے۔

برگ و خزان سبز در برگ ہوشیار ہر وقتے و قریب معرفت کر و کار

سب حق سے سنتے ہیں اور حق سے کہتے ہیں، اور حق سے دیکھتے ہیں۔ حدیث تَمُکَّرُوْا فِی الْاَلْبَیْتِہِ وَلَا تَمُکَّرُوْا فِیْ ذَا اَتَمِہِ نِعْمَتِ غُطّی اء رد حدانیت سے نکلنا روئی سے طرف یحتمائی خدا کے یہ نعمت عظیم ہے، ربوبیت میں ڈوبنا اور مقام فنا فی اللہ اور فنا فی اللہ اور فنا فی الشیخ، بیراتہ نفس پر امیر ہے ورنہ اسیر۔ یاں نفس پرست بہت میں اور خدا پرست کم میں ہے

خلق را طاعت بود از کسب تن عارفان را ترک تن طاعت بود  
اللہ کا نام شکل فرمان کے ہے جو اللہ کے نام سے تافران ہے وہ فرعون ہے  
اسم اللہ بس گراں ست ہے یہاں اس حقیقت را بداند مصطفیٰ  
مزار پر طریقت نصیحتے یادوست کہ غیر یاد خدا ہر چہ بہت یادوست

دولت بہ سگای دادند و نعمت بہ خراں

من امن اما تم تناشا مگر اس

جاننا چاہئے کہ اگر ہر بلا اور رنج اور طرح طرح کی آفتوں اور شرّوں شیطان اور ضرر ایماں اور خطروں اور فتن اور فحور اور قسوں کو ایک جگہ جمع کریں اُس گھر کی کنجی دیکھئے جیسا کہ مولوی برومی فرماتے ہیں

اہل دنیا چون سگے دیواندہ روز شوز ایشان کہ بس بگایانہ  
اہل دنیا کا خرابی و غلطی اند روز و شب رزق تقی و در بقی اند

اَللّٰهُمَّ يَا اَكْبَرَ الْاَيْمَانِ كَمَا اَتَانَا كُلُّ النَّاسِ اَخْلَبُ دُنْيَا اِيْمَانِ كُوْهُنَ هِيَ جِيسَا كِه اَكْ

کا دنی کو دنیا وہ ہاتھ میں لاتا ہے کہ ایمان ہاتھ سے چھوڑ دینا ہے

گما چرانہ زندان سلطنت امروز کہ چترسایا راست تخت گاہ گشت

دنیا کی بادشاہی فانی اور فقر کی بادشاہی جاوداتی ہے۔ دنیا کی بادشاہی ہوا اور فقر کی بادشاہی

مستعلق بخدا۔ پس مجلس اہل خدا اور اہل ہوا کی راست نہیں آتی ہے \*

دنیا کی بادشاہی کیسا ہے اور دنیا کا حکم اور علم کیا ہے؟ جانتا اور نگاہ رکھنا اور بشریت کا

یعنی علما صاحب ادیب ہیں اور ادیب علما کو نگاہ رکھنے والا ہے صورت علماء کی نقش بردیوار۔

اور فقر اصحاب میں قدر کے امر سے اور مرضد کا غالب سے ادیب پر خدا اللہ غالب علیٰ امّیرہ

اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے \* حدیث اکابر مرفوعہ اکابر ادیب امر ادیب کے اوپر ہے \*

حُبُّ الْفَقْرِ اَوْضِيَاءُ الدِّيْنِ فقر کی محبت دین کی روشنی ہے۔ الْفَقْرُ اَوْضِيَاءُ التَّقْلِيْنِ

فقر دونوں جہان کی روشنی ہیں \*

اَمْرُ کِیَا ہے؟ امر حق ہے کہ طلب حق کی ہدایت ہیں جو خدا جانتا ہے کوئی نہیں جانتا۔

قَوْلُهُ تَعَالَى لَكُنْتُ عَلَيْهِمُ الْقَتَالُ وَهُوَ كَوْنُهُ لَكُمْ وَعَسَى اَنْ تَكُوْنُوْهُ سَيِّئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ

وَعَسَى اَنْ تَكُوْنُوْهُ سَيِّئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ تم پر قتال

فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تم پر ناگوار ہے اور مختصر یہ کہ ناگوار کرو گے تم ایک شے کو

حالانکہ وہ بہتر ہے تم کو اور مختصر یہ ہے کہ دوست جانو گے تم ایک شے حالانکہ وہ شہر

ہے تمہارے واسطے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے ہو \*

آیت ہدایت کے باب میں :-

مَنْ هَلَكَ مِنْ شَرِّ مَا تَكْفُرُ مَنْ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِمَنْ يَّهْدِيْ

يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يَّهْدِيْ اَمْ مَنْ لَا يَهْدِيْ اِلَا اَنْ يَّهْدِيْ فَمَا لَكُمْ كَيْفَ

يَهْدِيْكُمْ كَلِمَاتُ تَوَاصِيْ نَبِيْ اَيَا تَهْتَمُّوْنَ مُشْرِكِيْنَ مِنْ بَعْدِ كُوْنِ هِيَ كِه خُنْ كِي طَرَف

ہدایت کرے وہ زیادہ حق والا اتہار کے لئے ہے یا نہیں اس شخص سے کہ یہ ہدایت

کرے مگر یہ کہ ہدایت کیا جاوے پھر کیونکر حکم کرتے ہو \*

حدیث اَلْفُلْسُفِيْ اَمَّا بِنِ الْاَللّٰهِ مَعْلَسِ اللّٰهِ كِه اَمَانِ مِیْنِ ہے۔ دنیا دونوں ہاتھ سے

چاہے خواجہ بوجہ حلال یا حرام وہ حلال کو حرام پر تصرف کرے حلال تھا حرام

وَحَرَّاهُ عَقَابُ اس کا حلال شمار میں ہے اور جسم نذاب میں۔ جو نہیں کھتا ہے شامزنیں کرتا ہے اور زوجہ حساب پر نہیں لانا۔

فَيَمَّا بَيْنَ الْعِيدِ وَبَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى الدُّنْيَا حِجَابٌ وَظَلَمَتْ بِنْدَةُ كُفْرٍ اور اللہ کے

دربان میں دنیا حجاب اور ظلمت ہے۔

لِكُلِّ هَيْئَةٍ مِّمَّنَّاهُمْ وَمِمَّنَّاهُ الْجَنَّةِ حَبِطَ الْفُقَرَاءُ ہر شے کے واسطے گنجی

ہے اور جنت کی گنجی محبت فقیروں کی ہے۔

فقیر کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہے یا منافق یا جاسد یا کافر۔

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ اخْلَاقِ الْاَنْبِيَاءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَاءِ مِنْ اخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ

محبت فقیروں کی انبیاء کے اخلاق سے ہے اور بغض فقیروں کا فرعون کے اخلاق سے ہے۔

حُبُّ الْفُقَرَاءِ حُبُّ الرَّحْمَنِ محبت فقر کی محبت رحمان کی ہے۔

اللَّهُ نِيَامًا وَالْعَيْنُ فِيهَا اخْتِلَامٌ دُنْيَا خواب ہے اور عین اس میں اختلام ہے۔

پس دنیا کی طلب وہ کرتا ہے کہ خلامی فرعون کا وارث ہو۔ اور فقر کی طلب وہ کرے

کہ صاحب معرفت حلال طلب زندہ دل وارث محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔

پس دنیا کا طالب فرعون کا وارث ہے اور فقر کا طالب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا

وارث ہے۔ پس مجلس فرعونی اور محمدی کی درست نہیں آتی۔

حدیث۔ مَنْ لَوَّاهُمُ الْغَنَى لَيَحْتَاثِلْ ذَهَبٌ ثَلَاثَ دِيْنِيَّہِ جس نے امیر کی تواضع

کی نسبت اس کی امیری کے اس کا ثلث دین جاتا رہا۔

اہل دنیا کی صحبت ترک کر اور حق شناسی آگے لے کر وہ کو زرمو لے سے بہتر نہیں ہے۔

زرد دنیا دار محال کرتے ہیں جس نے راز حق حاصل کیا اور غیر حق کو قبول کیا، اس مرد پر

سو آفرین۔ مرد وہ ہے کہ دنیا کی محبت پر بیخ گاروے۔ اور دل سے نکال دینا کو دل سے

دور کرنا بہت مشکل ہے یعنی فارغ ہونا شر شیطان سے اور اختیار کرنا راہ محمدی کا۔

جان کہ اگر اصل قائم مقام دنیا کی جڑ کے تو دیکھتا ہے۔ تو دونوں کے درمیان میں شیطان

کائنات قاز ہے جو دنیا کی طلب کرتا ہے شیطان اس کا سردو توں۔ خافوں میں تلبے اور دونوں

خانہ اس کی دونوں آنکھوں پر مل تلبے ہے۔ پردہ حق کو اور حق شناسی کو اور عارف حق پرستوں کو

نہیں پہچانتا۔ اور کور چشم اور شیطان میں ہو جاتا ہے ایسا مریا اور طالب شیطان یعنی کسے ساتھ ہوتا ہے

کہ جس سے دنیا کو عزیز رکھتا ہے۔ وہ عَصَمٌ لَّکُمْ عَمَّیْ فَہُمْ کَاۤیِبٌ جُنُوۡنٌ کا مصداق ہے کہ نہیں پڑتا ہے اور اُس کے دل میں کہ کثرت دُنیا سے مرض پیدا ہو جاتا ہے وَقَالُوۡا اَقْلُوۡہُمْ مَّرَمٰیۡ فَاَذٰہُمْ اللّٰہُ مَرَمًاۤیۡ جِس دِل میں کہ مرض ہو وہ خون اور پیسے غلیظ ہوتا ہے وَقَالُوۡا اَقْلُوۡہُمْ مَّا غُلِفَ جِس دِل پر پردہ ہو جیسا کہ منافقوں کا اُس کا فائدہ شُرک کے ساتھ ہوتا ہے خَنَمَ اللّٰہُ عَلٰی اَقْلُوۡہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ خَشَاۡوًا وَلَہُمْ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر کر دی ہے اور اُن کے واسطے بڑا سخت عذاب ہے +

پس صاحبِ عظمت فقیر عارف باللہ ہے اور وہ ہی حکیم طیب ہے۔ کہ اس کی دوا ہر طور سے جانتا ہے کہ اُس کی آنکھ روشن کرے تو معرفت سے اور دل صفا کرے ذکر سے اور زبان جاری کر دے کلمہ طیبہ سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور کلمہ طیبہ دُنیا کی پلیدی سے کھینچتا ہے اور تلاوتِ قرآن سے پاک کرتا ہے۔ اور قال اللہ اور رسول کا کان پر اشباع پہنچاتا ہے امر بالمعروف اور خوف اور رجا ہر ایک کو بیان کرتا ہے +  
ایسا فقیر صاحبِ قوت ہم صحبت بنی علیہ السلام کا دُنیا کے رویہ و قدم نہیں لیجاتا اگر لیجاوے تو لائق ہے کہ اُس کو دُنیا سے کھینچے۔ کہ اہل دُنیا کو بھی منفعت حاصل ہووے۔ اور اگر روٹی کی اُمید پر گیا ہے تو جان اور ایمان کا خوف ہے۔ کہ اہل فقر کو دُنیا سے ضرر ہے۔ چنانچہ مولوی روم فرماتے ہیں

اہلِ دُنیا چوں سُرگ دیوانہ اند - دور شو زینشاں کہ بس بیگانہ اند

انہیں کہ عمر گراں مایہ کینہی دُنیا میں ضائع کریں۔ اور مولائی راہ میں قدم نہ مائیں کہینہ پرست اور اپنی خواہش میں مست ہیں +

حدیث ہے۔ اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ وَقْتُ کَاسِطِنِیۡ وَالِی تَاوَارَہِے۔ اسی واسطے عارفوں نے مراقبہ سے دونوں آنکھیں چھپائی ہیں۔ اور تولا کا مزہ دونوں جہان سے بہتر ہے نہ دیکھا اور نہ سنا۔ اگرچہ خلق کے نزدیک فقیر دیوانہ اور بُرے ہیں، لیکن خدا میں غرق اور مزہ حقیقت اور شوق کا بہشت سے بہتر ہے +

عاشقوں کی پیدائش نورِ الٰہی سے ہے۔ جان کہ آدمی کے وجود میں خدا سے نکلنے نے چار دریا عینِ حج کئے ہیں۔ چنانچہ ایک دریائے شہوت۔ دوسرا دریائے حرص و بخل اور تیسرا دریائے طمع چوتھا دریائے دُنیا کی زینت۔ اور اُس سجانہ و نعلی نے فرمایا ہے۔ کہ اے سعید بن ہرے چاہوں

دربار کو اپنے وجود میں نگاہ رکھے کہ اُس دریا سے پانی وجود سے یا ہر پتھر سے اُسے اللہ سے تیرے نفیق  
نفیق کے ان دریاؤں سے کب قطرہ عقل سے نگاہ رکھ سکتا ہے۔ اور آدمی کے چار عقل چار جسم  
ہیں اور اس میں چار نفس چار اسم کے ساتھ اور دو روح۔ ایک ثنائی یعنی عام۔ دوسری جمادی  
چنانچہ انسان کامل ہر چار طریق سے علماء کو طریق علم سے تحقیق عقل کی کمال اور ہر کمال کو زوال  
ہے اور عقل فقر طریق شغل اللہ سے وحدانیت کے ساتھ وصال اگر شریعت میں مضبوط رہے  
صاحبِ وصال ہے ورنہ نوال ہے منافقوں اور کاذبوں اور جاہلوں اور بدخصال کے ساتھ بہشت اور  
دیدار پروردگار کو نہیں جانتے اور دین دیکھ دینا لیتے ہیں۔ اللہ کا قول ہے **وَأَسْتَغْفِرُكَ عَلٰی مَا كَفَرْتُمْ**  
میرا شکر کرو اور گرفت کر دو عقل ٹکلی انبیاء اور اولیاء کی ہے اور حیزوی عام لوگوں کی کہ عقل سے معقل  
ہیں۔ دلیل عقلی اور عقلی دلالت کرتی ہے جو باطل کی طلب کرتا ہے۔ حق کی طرف نہیں آتا عقل وہ  
ہے کہ موافق نص اور حدیث کے ہووے جو اس سے باہر ہے۔ پیشہ ابلیس ہے کہ ابلیس بہت  
علم اور حکمت رکھتا تھا اور آپ کو حکیم جانتا تھا **أَلْعَلَّمَهُ حَيَّاهُ** الا کہ جو علم کہ امر بجانہ لائے اور  
حق کی طرف نہ لجاوے وہ حجاب ہے سے

باہو یا شریعت یا رشوب یا رشو لائق دیدار رشو و لدار شو

حدیث حبیب الدین **وَالدِّينَ لَا يَسْتَعْمَلُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ كَمَا كَانَتْ وَاللَّائِي رَأَى رَأَاءِ**  
**وَأَحَدِ مَجْتَمِعِ** اور دین کی سون کے دل میں نہیں سماتی شل آگ اور پانی کے ایک برتن میں  
حدیث الدین **وَاللَّائِي رَأَى رَأَاءِ** **وَاللَّائِي رَأَى رَأَاءِ** دین اور دنیا دونوں میں  
ہیں۔ اور دونوں سہنوں میں نکاح نہیں کیا جاتا \*

اور تیز فرمایا ہے صاحبِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ دنیا تصرف شینہ کا ہے روئے  
کے ساتھ اور روزینہ کا شینہ کے ساتھ **اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى** دنیا آخرت کی جیتی ہے  
اے کو چہنم اگر کوئی کہے کہ دین اور دنیا دونوں مجھ پر عطا ہے۔ حضرت سرور کائنات  
سے بہنہ نہ ہو غلط کتاب ہے اور خطا ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کیا آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بعض  
دنیا دوسطے رجوعات کے ترک کرتے ہیں **لَا تَمْنَحْ وَلَا تَطْمَحْ** یعنی اگر کوئی دے  
منہ مت کر۔ اور اگر دے تو قطع مت کر اور اگر رکھے جمع مت کر \*

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنے ملک میں جو درم و دینار اور جنس اور املاک دنیا رکھتا ہوں۔  
مجھ کو نفس سہم کی طرح سے نہیں ہے بلکہ اسطے بیویوں اور فقیر اور مسکینوں اور مستحقوں اور عاجزوں



اور بھوکوں اور تنہوں کی ہے۔ تو جاننا چاہئے کہ یہ سب بکر اور فریب اور شیطان حیلہ ہے کیونکہ وہ کیوں دنیا کی بسیاری چاہتا ہے۔ اس کے طالبوں کو دیر سے اور خود مولائی طرف متوجہ ہو یہیرت واسطے نام اور ناموس کے ہے یہ مرتبہ فقیر کا نہیں ہے۔

**شرح اسم اللہ** جب روح اعظم وجود میں آئے اور مشہد وع کیا اور کہا یا اللہ قیامت تک اٹھے۔ ہنوز اللہ کے نام کی اٹھائی گند تک نہ پہنچے ہو گے۔ ہر علم اور ہر صحیفہ اور ہر الہام اور ہر کتاب اور نوریت، انجیل، زبور، قرآن اللہ کے نام کی شرح ہیں اور ہر انبیا اور اولیا جو علم ظاہر اور باطن پڑھے اسم اللہ کی ماہیت دریافت کرنے کو۔ اور اسم اللہ کی معرفت سے الوہیت ہویت مرتبہ فنا فی اللہ کہہ سکتے۔ پس کون علم اللہ کے نام سے فائق زیادہ ہے کہ اس سے توبہ پھیرنا ہے اور نہیں پڑھتا۔ اسی واسطے مردہ اور سیاہ دل ہے۔

آنچه خوانی از اسم اللہ تجوّل اسم اللہ با تو ماند جاوہاں  
جس کو علم کلی زیادہ ہے اور جس کو عقل کلی رہبر ہے۔ اللہ کے نام کی برکت سے توحید اور صفائی دل کی اور معرفت اور کشف اور حیرت اور خوف اور رجا اور توکل مجموعہ اوصاف جمیدہ کا جمیعت اور طاعت اور امان اللہ کے تصور اسم اللہ کے ساتھ زیادہ ہے اور غرق ہے۔ اور غرق خاص الخاص وہ ہے کہ جب تصور اسم اللہ میں غرق ہووے اور چشمہ ذکر نور اللہ سے کہ اس کو روح الفروغ فیض اللہ کہتے ہیں اور وہ چشمہ نور اللہ کا روح فتوح قنیل میں آتی ہے اور وہ قنیل پر نور اللہ کے نام کے ساتھ کشتل جہات سے باہر اور اس کا نشان بے نشان ہے۔ اور اس کی صورت باندھنا کار پریشان۔ جو اس مقام میں پہنچتا ہے مطبق صاحب آخراق ہوتا ہے +

اس مقام میں اولیاء اللہ کو موت اور زندگی ایک ہوتی ہے۔ اگر اس کا جسم خاک پر ہے تو روح عرش پر متفرق ہوتی ہے۔ قیامت کے دن صاحب متفرق قبر میں آدھکا اور قبر سے اٹھیکا اور کہیگا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ایسا مست ہوگا۔ کہ سر عرش پر مارے گا۔ اس کا نام کمالیت ہے۔ اس کو فقیر صاحب خزانہ کہتے ہیں یا سارشد چاہئے اور مرشد ناقص کچھ کام نہیں آتا۔ مرشد ہوتا سان نہیں ہے۔ مرشدی اور ہدایت اللہ کا بڑا خزانہ ہے الکفہر کذوم کسور اللہ تعالیٰ فقیر ایک خزانہ ہے اللہ کے خزانوں میں ہے۔ اللہ میں اس کے اللہ ہوش اور یہ آیت بھی غرق توحید اور متفرق دل اور قنیل پر نور اللہ پر ملامت کرتی ہے۔

قَوْلَهُ تَعَالَى اللَّهُ نُورٌ نُورٌ السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ مِثْلُ نَوْرٍ كَمُتَقَوِّ لَا فِيهِ  
مُضِيحٌ مِثْلُ مَصْبَاحٍ رُجَا جِدَّةٍ وَالنَّجَاجَةُ  
كَأَنَّهُمْ كَوَكَبٌ ذَرِيَّةٌ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ  
مُبَارَكَةٍ رَبُّهُمْ سَعِيدٌ لَا تَمُوتُ فِيهِ تِلْكَ الْأَشْرَافُ  
يُبَادِلُهُمْ أَبْصَارُهُمْ وَلَوْ لَمْ تَمُوتْ نَارُكَ  
نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ  
يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ  
وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ طَيِّبُ مَوْتٍ أَذِنَ  
اللَّهُ أَنْ تَوْفَعَ وَيَسُدَّ كُرْسِيِّهَا اسْمُهُ  
يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْعُدَدِ وَالْأَصَالِ \*

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اُس  
کے نور کی مثل مثل ڈیپٹ کے ہے کہ اس میں چراغ  
ہے۔ اور چراغ فانوس میں اور فانوس گویا ایک  
سنا رہ روشن ہے کہ چلتا ہے درخت مبارک زیتون  
سے نہ شرفی ہے اور نہ غری قریب ہے کہ اتنا اس  
کا روشن ہو۔ اگرچہ نہ مس کرے اُس کو الہ نور  
نور پر ہے، ہدایت کرتا ہے اللہ تعالیٰ سب  
اپنے نور کے جس کو چاہتا ہے اور آدمیوں کے واسطے  
اللہ تعالیٰ نے ایک مثل بیان کی ہے۔ اور اللہ  
ہر شے کا علم رکھتا ہے، اُن گھروں میں کہ اُن کے  
بلند کرنے کا حکم کیا ہے۔ اور یہ کہ اُن میں اس  
کا نام ذکر کیا جاوے صبح اور شام ۔

تو جانتا ہے کہ کچھ نہ تھا اللہ تعالیٰ کہاں تھا، ہمارے ساتھ تھا۔ اور ہم کہاں تھے۔  
اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھے۔ اُس کا قول ہے وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ وَهُوَ مَعَكُمْ  
ہے جہاں تم ہو \*

پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں دوسرا نہیں سماتا۔ کہ سوائے اللہ کے نام کے اللہ سے  
کون کلام تر یا وہ قائل ہے۔ اللہ تعالیٰ صانع غیر مخلوق ہے اور سب مخلوق ہیں \*  
حدیث ہے لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ نہیں طاعت ہے واسطے  
مخلوق کے خالق کی معصیت میں \*

اللہ تعالیٰ کا قول ہے لَا تَشْرِكْ بِي شَيْئًا مت شرک کرو میرے ساتھ کسی شے کا،  
پس اللہ کے طالب اللہ کے ساتھ ایسے بیکانہ ہیں کہ نہ خدا اُن سے جدا ہے نہ وہ  
خدا سے ۵

ہر کہ را قدرت نماید یا ظہور

غرق فی اللہ گشتِ صحت با حضور

بارہ دن آیت کریمہ واسطے بیکانہ حق کے اور وہ ذکر کرتے حجاب کے استخارہ کے ساتھ پڑھے

لَا تَدْرِيكَ إِلَّا بِصَدْرِهِ وَهُوَ لَا يَدْرِيكَ إِلَّا بِصَدْرِهِ اللَّهُ كَيْفَ تَعْلَمُ كَيْفَ تَعْلَمُ  
روحِ زندہ ہو اور نفسِ مردہ

دیدہ از دل سے کشتِ بدر از تن روز و شب یا حق جنسِ ہم سخن  
ہر کہ را شد از مرئی التفات بے حجاب غرق فی اللہ شد نجات  
مشحون دل کی اور دل کے ذاکر کی۔ قلب ذکر قلبی کو کہتے ہیں۔ اور ذکر قلبی کس چیز  
سے پہچانا جاتا ہے ؟

جان کہ قلب کیا چیز ہے۔ جودل کی صفت سے موصوف ہو اس کو ذکر قلبی کہتے ہیں  
اول قلب مثل آفتاب کے چاہئے روشنی آفتاب سے چراغ اور تاریک شب کو کیا قدر مت  
ہے کہ شعلہ شجاع مائے بلکہ عام اور خاص دائرہ کی مانند آفتاب سے بہرہ ور ہیں ۔  
دوسری قلب مثل آب حیات کے ہو۔ جس نے کہ انجیاء کے چشمہ سے ساغر معرفت  
الہی کا پیا درست ہوا دنیا اور عقبے دونوں کو فراموش کیا مَا ذَاغَ الْغَيْصُ وَمَا ظَلَمَ السَّيْرُ  
سفر باطنی حضر کہتے ہیں کہ ظاہر حضرت خضر طلب ہیں اس کی مجلس کے ہے۔ اور وہ دستیں  
غرق اس صاحبِ قلب کو مَحْيِ الْقَلْبِ وَيُمِيتُ النَّفْسَ اولیاء اللہ کہتے ہیں ۔  
حدیث ہے اِنَّ اَوْلِيَانِي قَاتِلِي قَاتِلِي لَا يَكْفُرُ فِتْنَةً غَيْرِي  
تیسرا قلب مثل پتھر کے کہ ہمیشہ اُس میں مثل لعل کے اللہ کا نور پیدا ہووے۔ اور اُس سے  
معرفت ظاہر ہووے ۔

چوتھا مثل آئین کے کہ سوائے محبتِ عشقِ الہی کے غیر کو ہٹا دوے ۔  
پانچویں قلب مثل گنجِ بر شدِ کامل مثل طلسمات کے کہ نظر سے توڑ دے سوائے محبت اور رنج  
کے صاحبِ قلب اللہ کا خزانہ ہے ۔  
چھٹے قلب مثل آئینہ کے کہ اللہ کے نام کے تصور کے ساتھ دونوں جہان کو دیکھے اور ہر ایک  
کی تحقیق راہ محمدی سے کرے ۔  
ساتواں قلب مثل دلالتِ ہدایت اللہ کے ماکِ عظیمِ بعظمتِ کریم جو اس دارالامانت میں  
آوے اُس کو غصہ نہ چاہئے ۔

اٹھواں قلب مثل کانِ کرم کے کہ اُس سے علم اور ارادہ فتوحاتِ فیضی کہ اس کو عالمِ الہام علم  
لدنی معرفتِ مولا کہتے ہیں۔ اشتغالِ الہی میں غرق اور ہم قلب قل ہو اللہ کا

نفس شیطان اور دنیا اور اہل دنیا سے دور حق میں مستغرق اور مسرور یہ حقیقت صاحب باطن صاف قلب کی ہے۔ زاہد باریا مغرور، خود فروش کیا جانے۔ الغرض جو علم اور ریاضت زبان سے تعلق رکھتے ہیں وہ بے خبر ذکر فکر باطنی معرفت الہی سے ہیں۔ علم زبان کا اقرار ہے اور ذکر دل تصدیق قلب کی ہے۔ نفاق دل سے تعلق رکھتا ہے ۛ

جس شخص کو کہ تصدیق قلب اور صفائی معرفت ذکر اللہ کے ساتھ ہے۔ دل ہاتھ میں نہیں آتا۔ نفاق سے باہر ہے۔ ظاہر اور باطن اقرار باللسان العلم حجاب الکبر ۛ

قلب ایک نور ہے اسرار الہی کا کہ ظاہر اور باطن سے خبر دیتا ہے۔ کامل اور دانا وہ ہے کہ ظاہر و روق کے مطالعہ میں اور باطن اللہ کے شغل میں غرق ہو ۛ

اکثر آدمی کہتے ہیں۔ کہ ذکر دل سرود سے زیادہ حرکت کرتا ہے، غلط ہے۔ یہ جنبش شیطانی ہے ۛ

دل کہ جنبہ مبتلا ند عرش را دل بجنبہ با سرود و سر ہوا

جو ان دس صفتوں کو نہ جانے صاحب کلب ہے کہ دنیا جمیع کی طلب ہے۔ پس مجلس اہل قلب اور اہل قلب کی درست نہیں آتی۔ کہ قلب ظاہر اور باطن اس کو مشر و کھا دکھاتا ہے۔ پس جس کا ظاہر باطن ایک ہو غیب نہیں ہے۔ کہ یہ فیض خدا سے عطا ہو ۛ

جاننا چاہئے کہ دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کل اور جزو اللہ کے نام میں لپٹے ہیں۔ اور اللہ کا نام قلب میں جب اللہ کا نام اللہ کے ذکر سے جوش مائے اور زبان کھلے اللہ اللہ اللہ کی ضرب سخت دل پر مائے خروش اسم اللہ سے بیہوش اور بخود ہو۔ پردہ ظلماتی اور نفس شیطانی سب پارہ پارہ ہو اور مشاہدہ حقیقی اور راہ محمدی منہ دکھائے ۛ

چنان کن اسم را در جسم پنهان  
کہ مگر دالغ در لیس پنهان

جب اس مقام پر اللہ کا طالب پہنچتا ہے تو ظاہر ہر حرام کھاتا ہے۔ باطن میں مجلس متحدی میں باطل ہے۔ وہ حرام غضب اور غصہ اور حرص اور حسد ہے۔ ان مراتب کو خلیق شریف لطیف کہتے ہیں یعنی صاحب التفات۔ فقیروں کی راہ صفت اللہ کے نام سے ہے کہ ذاکر اور شاغل کو ہر طاعت میں خالی دوسرا اور حال دوسرا ہے اور ہم خیال دوسرا اور ہر خطہ جہان بیک دیگر اور زبان دیگر اور لسان دیگر رات دن خون جگر کھاتے ہیں۔ مجاہدہ اور خواب

اُن کا وحدت ہے۔ اور تن پر لباسِ شرع محمدی کا پہننے پر الیہ معرفت کاپی ہے ہیں \*  
جب فقیرانِ مراتب پر پہنچے اُس کو ایک وجود کہتے ہیں یعنی حق سے مُنتسب ہے اور  
حق سے کہتا ہے اور حق ڈھونڈھتا ہے اور حق دیکھتا ہے۔ اور اس مقام کو حق البقین  
کہتے ہیں وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ اور نیز مقام ایک وجود وَدَلَّكَ بِكُلِّ بَيْعَةٍ مَّجِيبَةً  
بے یعنی محققِ عارفِ باللہ جو آواز سنتے ہیں اللہ کے نام سے سنتے ہیں۔ اور جو اُن کی زبان  
سے نکلتا ہے اللہ کے نام سے نکلتا ہے۔ حلا بیٹ ہے کُلِّ اَمَّا عَزَّ يَتَرْتَمِشُ لِمَا فِيهِ عِ  
برتن میں ہوتا ہے وہی پکلتا ہے \*

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے وَ اَيَّتَ شَيْئًا ذَا اَيْتَ اللّٰهُ یعنی دیکھا میں صفات  
سرِ قدرت میں کہ اللہ ہے۔ اہل ذات کی نظرِ صفات پر مقامِ ناسوت کا تماشا اور نظرِ ذات  
کی ذات پر لاہوت کا تماشا \*

اور کلاہوت دو قسم ہے دائرِ نہایت ۲۱ لامکان۔ اس حقیقتِ اہل ذات کو کیا جانے  
تاسوت پر خطرات پریشان جائے کہ ذاتِ قدرت ہے ہمہ ازوست و مرغز و پوست  
روشاید بہرِ مستتاتی رفت فانی چو با فستم باقی

جان کہ اول اسم ذاتِ نوریں اور آسمان اور پہاڑ پر انت بھیجا۔ اس کی برکت اور بزرگی  
اور عظمت کا بار نہ اٹھا سکے۔ سب بنیادی لائے۔ جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے :-

ہم نے پیش کیا انسانیت کو آسمانوں اور	اِقَاعَ فَنشَا الْاَكَامَا نَتَ عَلَی
زمین اور پہاڑوں پر۔ پس مانتوں نے انکار کیا۔	السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ قَا یٰبَیْنَ
اور روگردانی کی اور انسان نے اٹھایا تحقیق	اَنۡ یَّحْمِلُهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ
وہ ظالم اور جاہل تھا *	اِنَّهٗ كَانَ ظَلُومًا جَاهِلًا

خوش آن بے گئے کہ از چشمِ بد اندیشاں باشد

خوش آن فلکے کہ چوں غمراہِ بحیب استخوان باشد

یہ رود بود مر شعلہ چو اگلہ گشتہ خوش نشینم یہ سرا پر دہ فاکتر خوش

جودِ نیکیا کی محبت سے افسردہ ہو گیا ہے اس پر غلط اور نصیحت کی نفع دے۔ کیونکہ وہ انتہائے  
حُبِ دُنیا اور اوصافِ غیمہ سے مُردہ ہو گیا ہے۔ قولہ تعالیٰ وَ اِلٰی رَبِّكَ  
فَاَرْجَبْ لے محمد طرف پروردگار کے محبت کر \*

مصنف کہتا ہے کہ اگر تجھ کو یاد شاہی ملک سلیمانی کی دس اُس سے بہتر ہے کہ ایک مرتبہ جمعیت کے ساتھ یا اللہ کے کہ حشر کے روز اُس کا پتہ بمقابلہ یدہ کے بھاری ہو پس روز اللہ کے نام کی قدر معلوم ہوگی۔ دنیا فانی ہے اور اسم اللہ باقی جیسا کہ خاقانی کہتا ہے۔  
پس اسی سال میں جتنی محقق شد بخاقانی  
کہ یک دم با خدا بودن یا از ملک سلیمانی

جواب مصنف سے

بہ از ملک سلیمانی برآید از دم فانی در اخلاص آدمی نے گنج مقام اللہ سلیمانی  
جان کہ آدمی افضل ہے کوئی شے اُس کے مرتبہ کو نہیں پہنچتی اور جو کچھ پیدا ہے آدمی کے واسطے ہے اور آدمی واسطے پہچانتے حق کے۔ پس جو معرفت حق کی طلب نہیں کرتا اُس کے اوقات پر لعنت ہے کہ آدمی ہو کر گناہ خر ہو جاوے۔ اور بروقی امت دیدار حق کی امید نہ رکھے۔

مورم اما غرض گوشہ بے توشہ خویش نہ پذیریم اگر ملک سلیمانی بخشند  
از عمر یک دو روزہ تنگ اندھا فلان  
اے بے شعور طالب عمر دو بارہ

عمر بہار عارف ہم بود خدا عمر خزاں آنکہ بود از خدا پیدا  
ملک سلیمانی کی کیا فک ہے کہ عارف باللہ ملک کو نین اختیار نہ کرے وہ آدمی مردہ کی نفس پرورد  
ہیں۔ اَللّٰهُ تَبَّاهُ وَاَلْاِھْسَانُ حَوتُ وَاَلْمَوْضُنُّ شَبَّكَةُ وَاَلْمَوْتُ صَيَّكَا۔ دُنیا دریا ہے۔ اور  
انسان چھلی اور مرض جہاں اور موت شکاری ہے۔ قیامت کے دن امید رکھتے ہیں۔  
اور نہیں جانتے کہ جو یہاں اندھا ہے وہاں بھی اندھا ہے۔

یہ کہ اینجانہ دید محرم است در قیامت زلزلت دیدار  
اور ولی مادر زاد حق تعالیٰ کو کسی وقت آپ سے جدا نہیں دیکھتا۔ ہر حال اور اقوال اور  
احوال اور افعال اور اعمال میں اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔

کور مادر زاد کے ہمینہ صفا

رفو شب یا خود پرستی سر ہوا

اندھا مادر زاد کب صاف دیکھتا ہے رات دن خود پرستی اور ہوا میں ہے

قَوْلُهُ تَعَالَى - وَالْجَنَّةُ إِذَا هُوَ مَا  
صَلَ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ وَمَا يَنْطِقُ  
عَنِ النَّهْوَىٰ إِنَّ هُوَ إِلَّا نُجْحٌ يُّوْحَىٰ ۖ  
عَلَيْهِمْ شَرَّ النَّفَسِ الْأَعْقَىٰ ۚ وَذُوقُوا نَارَ سَعْتِكُمْ  
وَأَسْمَاءُ فَتَحَ الْوَعْدَ لَكُمْ فِي قَسَدٍ لِّطَىٰ ۖ  
فَكَانَ غَايَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ ۚ فَأَوْحَىٰ  
إِلَىٰ يُسُفٍ مَا وَحَىٰ ۖ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ  
مَا رَأَىٰ مَا فَتَنَ وَهُوَ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ  
وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ ۚ هُوَ عِنْدَ  
رَبِّ الْمُنْتَهَىٰ ۚ عِنْدَ هَآئِهِ الْمَادَىٰ  
إِذْ يُغَشَّى الشَّيْرَةَ مَا يُغَشَّى ۖ مَا ذَاغَ الْبَصَرُ  
وَمَا طَغَىٰ ۖ

دلوگوں ہم کو نہاب، مثال کے قلم حیب وہ  
(آسمان سے) ٹوٹا ہے کہ تمہارے رفیق (خمس) نہ تو  
(راہ راست سے) بھٹکے اور نہ یکے اور نہ اپنی خواہش  
نفسانی سے باتیں بناتے ہیں (بلکہ) یہ (قرآن جو پڑھ  
کر سکتے ہیں) وہی (آسانی) ہے جو ان پر نازل ہوئی  
ہے (اور) ان کو (جبریل فرشتہ) تبلیغ کرنا ہے جسکی  
(روحانی) طاقتیں (طری) زبردست ہیں (اور) انکی  
(جانی) قوت بھی (طری) زبردست ہے یہی وقت وہ  
آسمان کی ایک طرف اچھی اونچی جگہ تھا اپنی صلی صورت  
میں (سائے کا سارا پیغمبر کے سامنے) آکھٹا ہوا پھر ان  
سے نزدیک تھا اور انہماں کی طرف کو جھکا کہ (دو لوگ  
میں) دوکان کی قدر کا فائدہ رہ گیا بلکہ (اس سے بھی) کم

اس وقت خدا نے اپنے بندے (محمد) کی طرف جو حق کرنی تھی سو کی پیغمبر نے جو کچھ دیکھا تھا انکے دل سے  
اُس میں کچھ چھوٹ نہیں ملایا پیغمبر جو جبریل کو دیکھا کرتے ہیں تو کیا تم لوگ ان سے اس بات پر جھگڑتے  
ہو جالاکہ جھگڑنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ انہوں نے تو (معراج کے وقت) سدرۃ المنتہی کے پاس  
جہاں (نیک بندوں کے) رہنے کی جگہ ہشت ہے جبریل کو ایک دفعہ اُور بھی (صلی صورت پر اپنے  
پاس آیا ہوا) دیکھا ہوا تھا جب کہ اس (سدرہ پر چھا رہا تھا) یعنی نور اس وقت بھی پیغمبر کی نظر نہ  
کسی طرف کو بکی اور نہ (جگہ سے) اُپٹی ۖ

۱۔ میل نیم کہ لغزہ زخم درو سر کم  
۲۔ پروانہ نیستم کہ بیک شعلہ جاں وہم  
۳۔ اشد لعل کا قول ہے یا تار کوئی یزدگ  
۴۔ سلا ما علی ایہ اھیکہ لے گ تو تھنڈی  
ہو جا اور سلا متی ابرہ ایم پر ۖ

زندہ دل سب خلیل ہیں اور مردہ دل بخیل ۖ

جان کہ تقر ایک صورت ہے سلع اور اس کا وجود غرق مع اللہ بذر اللہ تیج اور فقر و قیامت  
اور مرض و نوک و جہان میں پریشان اور حیران ہیں اور غلین اور پریشان ہیں اور جو باطن

میں منہ سلطان الفقر کا دیکھتا ہے لاجتہاد صاحب لفظ ہوتا ہے۔ لِسَانِ الْفَقْرِ اِعْسَیْفُ  
الْحَقِیْقِیْنَ حَرِیْثُ ہے یعنی فقروں کی زبان اللہ کی تلوار ہے۔ شَلْ کُنْ فِیکُوْن کے ازل کی  
سیاہی اُس کی زبان پر باقی رہی۔ اس کا ظلم اور نظروں محفوظ کے مطالعہ میں ہے یعنی جو کہ  
اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہو جائے۔ تیرہ ہے کہ صدقہ فقر کو دے اور اللہ کی رضا ہاتھ میں  
الْمَصَدَّقَةُ نَظْفِیْ غَضَبِ الْمَوْتِ حَرِیْثُ ہے صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ بجھا دیتا  
ہے۔ اگر تو فقیر کو رات دن گریباں دیکھے۔ تو جان لے کہ فقر کی گرائی سے باریں اٹھا سکتا اور  
اگر ہنسنا دیکھے خدا اُس پر ناخوش شود۔ فقیر درمیان میں ہے نہ مست ہے نہ روتا ہے \*  
جب فقیر صاحب باطن کو دلیل اور وہم اور توہم اور نظر اور گرائی دل کی ہوتی ہے  
خراب ہوتا ہے اور چونکہ صاحب باطن کو ذکر حضوری ہے۔ اس کو کیا حاجت خرابی اور  
دوری کی ہے \*  
شرح جسمانی ولایت کا شہر خدا کے شہر دل سے مشاہدہ کیا کہ سو ہزار لطیفوں

اور حکمت سے آراستہ اور قدرت کے طرائف سے سیراستہ ہے۔ اس کو بدیتہ القلب  
کہتے ہیں۔ اور اُس شہر کے گرد ایک گنبد ہے کہ اس کا نام دماغ ہے اُس پر چھ کھڑکیاں  
ہیں۔ کہ ہر ایک حکمت کے طلعات سے بھری ہوئی ہے۔ دو کھڑکیاں دوا نکھیں ہیں اور  
وہ دونوں کان اور دو سوراخ ناک کے۔ اور اس شہر میں ایک بادشاہ ہے کہ اس کو شاہ عقل  
کہتے ہیں۔ جب شاہ عقل جس سر کی آرزو کرتا سو اُسے اُس کھڑکی کے کہ اس سے مدد ہو سکے ممکن نہ  
ہوتا چونکہ سر رہنمائی کا دیکھنا چاہتا بقصد بھیرنے کے آنکھ کی کھڑکی پر آتا۔ اور اگر خواہش  
اکوڑا اور حرف کے دریافت کرنے کی ہوتی ہے آنکھ کی کھڑکی پر جاتا ہے اور اگر خوشبوؤں  
کے سونگھنے کا ارادہ ہوتا ہے ناک کی کھڑکی پر۔ اور جب شاہ عقل سن صغیر میں تھکاسات آجی  
امرائے دولت اور ارکان مملکت سے بطریق تغلب طاعی اور باغی کے ہو کر عقل کو دماغ  
کے گنبد میں بند کئے ہے اور بدیتہ القلب کے منصرف ہوئے۔ ایک نفس مارہ کہ وہی مطلق ہے  
دوسرا شہوت میر غرض۔ تیسرا عقلیت کہ عشر یعنی خراج یاد اور شدت کا تفصیل کہنے والی ہے  
چوتھے لعب نیم مجلس۔ پانچویں غرور سلاح داد۔ چھٹے حرص میر سامان۔ ساتویں طمع فوط دار  
القصب جب شاہ عقل سن بلوغ ورشد کو پہنچا، فطر ہو اور امید رکھے کہ عالم غیب سے  
مدد پہنچے اور یا عیوں کی ادیت سے خلاصی پادے اور سلطنت کے احکام اپنی مراد کے موافق



کرے۔ ایک روز دریاغ کے گہر میں منتظر اور تامل تھا کہ ناگاہ ایک نورانی جوان مثل دلی زبانی کے دروازے سے آیا شاہ عقل نے بعد اکرام اور احترام کے اور تحیۃ اور سلام کے اس جوان کی حقیقت دریافت کی۔ جوان نے کہا میں توفیق الہی ہوں۔ کہ نعمت نامتناہی سے مقرون اور مستحون ہوں، مجھ کو تیرے آگے بھیجا ہے۔ میرے ساتھ سچے ارادہ سے بیعت کرنا کہ امر سلطنت تیری مراد کے موافق ہو دے۔ اور باغی اور دشمن مقمور ہوں۔ بعد ازاں جس جگہ کہ مجھ کو حاضر کرے گا۔ حاضر الوقت ہوں گا۔

جوان کہ سات آدمی بدکش اور دشمن لکھتا ہے۔ چاہئے۔ کہ سات خیر اندیش ان پر مقرر کر کہ وہ ہیں۔ اول علم توحید۔ دوسرے شریعت۔ تیسرے حکمت۔ چوتھے دیانت۔ پانچویں ادب۔ چھٹے راستی۔ ساتویں یقین۔ جب ان کی طرف التفات کرے گا۔ تو ان کی معرفت اور صحبت سے باغی بھاگیں گے اور بھاگنا غنیمت جانیں گے۔ شیخ توفیق نے یہ کہا کہ اس کی خاطر خطیر صورتوں کا آئینہ اور ارادت کا گنجینہ ہے اور مجلس شریف سے غائب ہوا اُس وقت شاہ عقل نے بمقتضائے ذات اور امداد توفیق نفس بارہ سے رخصت چاہی۔ کہ راستی کو اُس کی ہمدی سے چھوڑ دے۔ نفس بارہ نے ہر چند دیکھا گردن نہ کھینچ سکا۔ دیکھا کہ راستی کو زوال نہیں ہے اور منع کی اُس کو مجال نہیں، رخصت دی، بادشاہ عقل نے تیرم اور رفیق اور بشارت تحقیق اُس صدیق کی بھر کی۔ راستی نے زمین خدمت چوم کر عرض کیا ہے

شہا ہفت اختر غلام تو باد  
نہیں وزمانہ یکام تو باد

مجھ کو کیا قابلیت ہے۔ کہ تیرے مقابلہ میں بات کروں۔ لیکن یہ سب حکم جہاں مطاع کے نثار شرف میں پہنچا تا ہوں کہ آفت اب رُوح کی سلطنت کے سات تسلسلے ہیں کہ نوارہ طائر  
سر پر پہرہ نظیر کے ہیں اور ہمیشہ جاں سپاری میں ثابت قدم اور صاحبِ سیم ہیں اور یہ سب خیر اندیشی کے کہ لازمہ خدمت نگاری کا ہے مقدمہ موقوف عرض میں پہنچاتے ہیں۔ اگر عادت آفتاب شمع صادر ہو عرض میں بادشاہ کے پہنچاؤں۔ شاہ عقل نے فرمایا کہ، راستی نے جبیں تیار زمین پر رکھ کر قبیل آستان ملک اشیاں کے عرض میں پہنچا تا مصلحت وہ ہے کہ نہ حضرت بادشاہ کا ایمان کے باغات کے طواف کی طوط اور عرفان کی ہنروں کے مشاہدہ کی طرف آئے اور خود معائنہ فرمادیں کہ ایمان کا باغ اہل طغیان کے تغلب سے ممتہ طرف خرابی کے لایا اور متاع اصول بند ہو کر واجب طاعت کے اور کمال کے بار سے باز ہے اور مرغ فکر اندہن

کے بند ہو گئے۔ اور ادراک بے پرو بال ہوا۔

زبا و خزاں بوستان شد خراب      بنقص آمدہ در چمن سبیل آب

ز قمری و بلبل شدہ سادہ باغ      ترغم سران شدہ بجا بشن کلاغ

اور بعد مشاہدہ کے نفس آثارہ کی طرف عتاب کے ساتھ خطاب ہووے کہ ایسا لطیف باغ اور دلکش اور گلستان شریف تمہارے عہد وزارت میں کیوں اس خرابی کو پہنچا، ظاہر ہوا کہ سلیقہ تعمیر کا نہیں رکھتے ہو۔ بلکہ اس کی بریادی میں متوجہ رہتے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تدبیر نگہبانی ممالک معمرہ کی عہد اور اہتمام علم اور شریعت کی طرف چھوڑ دو۔ اس بات کے سننے سے یاس لیاقت کے عوارض پر اور ناامیدی طبقات کے رخصتوں پر ظاہر ہوگی۔ اور ان مقاموں کی امثال سے سر پھیر کر جو اب سخن کا موافق سوال کے نہ کیگا۔ پھر جو کم کر کے تھیں وکالت اور وزارت عمدہ دلائل اور تحقیق نہیں قائم کروں گا۔ اور مجلس حست صفت میں مدعا کا اثبات اگر اہل طغیان کو ملے یا کہ تمام ارکان دولت کے محضر میں شرمندہ کروں گا۔ جب لشکر اور رعیت اس کی کم دانشی پر واقف ہوگی۔ اُس سے روگرداں ہوگی اور وکالت اور وزارت ہمارے تصرف میں آویگا۔ اور بادشاہ بھی مقصود پر فائز ہوگا۔ شاہ نے موافق تعلیم کے یلغ ایمان کو مشاہدہ کیا۔ اور نصیحت کے مضمون اور شریعت اور علم پر عمل کیا۔ ہرگز کہ ان کلمات کے کہنے سے دیوانہ کہیں گے۔ مگر وہ سردار اہل بہشت ہوگا۔ اور قیامت کے دن سب پیغمبر اس کا استقبال کریں گے۔

حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو بعد نماز صبح آفتاب نکلنے تک اور بعد نماز عصر غروب تک کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اور میان میں کلام نہ کرے خدا تعالیٰ پر حق ہے کہ اُس کو بہشت میں داخل کرے اور اس سے کچھ نہ پوچھے اور وہ ستر آدمی کی شفاعت کرے کہ جن پر دوزخ واجب ہوا ہو۔

حضرت پیغمبر مقرر موجودات نے فرمایا ہے۔ کہ جو درمیان وضو کرنے کے کلمہ طیبہ پڑھے تو جو قطرہ کہ پانی کا ٹپکے حق سبحانہ و تعالیٰ اس سے ایک فرشتہ پیدا کرے کہ وہ قیامت تک اس کلمہ کو کہیں گے اور اس کا ثواب پڑھنے والوں کو دیں گے۔

حضرت پیغمبر صاحب المعجزات نے فرمایا ہے۔ کہ سوتے وقت دس بار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ایسا ہو کہ اُس نے ایک غلام آزاد کیا۔

اور فرمایا ہے کہ میں جاتا ہوں اور تم کو کلمہ کی پناہ میں چھوڑتا ہوں۔ پس خود آپ کو اس کی پناہ میں رکھے دوزخ سے نجات پائے پس تم پر لازم ہے۔ کہ اس کلمہ کو بہت پڑھو تاکہ بہشت میں بلند درجے پاؤ۔

اور فرمایا ہے کہ مرتے وقت جس کا آخری کلام یہ کلمہ ہو اس کو بہشت ہے۔

اور فرمایا ہے جو تنہائی میں دوسو بار پڑھے۔ اس کو ثواب حج اکبر کا ملے۔

اور فرمایا ہے کہ اس پر رضوان اکبر واجب ہووے۔

حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عمران پر وحی کی کہ اے موسیٰ اُمّت محمد رسول اللہ سے ایک قوم ہوگی کہ بابت آواز پر بہادر ہوگی اور چل کر کیسی لایزالہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ ہمارے دوست ہیں۔ اول اپنا دیدار ہم ان کو دکھائیں گے۔ اور قیامت کے دن پیغمبروں کے برابر ثواب دیں گے۔

اور فرمایا ہے جو بعد نماز صبح کے ۱۰ بار اور بعد نماز ظہر ۲۰ بار۔ اور بعد نماز عصر ۳۰ بار

اور بعد نماز مغرب ۴۰ بار۔ اور بعد نماز عشا ۵۰ بار اور بعد نماز وتر ۶۰ بار کلمہ طیبہ پڑھے

اس کے واسطے ۶۰ پیغمبروں کا ثواب لکھا جائے اور بہشت میں ۶۰ نثار اور ہر شہر میں

۶۰ محل اور ہر محل میں ۶۰ گھر اور ہر گھر میں ۶۰ تخت اور تخت پر ایک جو بیٹھی ہوئی ہوئے ہوں گے۔

اور فرمایا جو سب روز لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قیامت کے دن

اُس کا منہ مثل چودھویں کی چاند کے روشن ہو۔

اور فرمایا ہے تنہا خود زکوٰۃ ادا کر د کلمہ طیبہ کہنے سے لا الہ الا اللہ محمد

رسول اللہ۔

اور فرمایا ہے جو روز سب بار کلمہ طیبہ پڑھے تو راہ بہشت کا پسندیدہ توشہ اُس کو ہو۔

اور فرمایا ہے جب بندہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے۔ تو

اُس کی سالس سے ایک سیر پرندہ پیدا کیا جاتا ہے۔ کہ اس کے پر صرغ موتی اور بقوت

سے ہوتے ہیں اور وہ عرش کے نیچے جاتا ہے اور کانپتا ہے۔ ہدائے حق کے فرمان

ہوتا ہے کہ اے پرندہ ساکن ہو۔ وہ کہتا ہے خداوند اکیونکر ساکن ہوں کہ اس کلمہ کے پڑھنے

والے کو تو نہیں بخشا ہے فرمان ہوتا ہے کہ ہم نے بخش دیا اُس کو خا علمہ اَنَّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاَسْتَعِظُ لَنْ تِلْكَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلِّبِكُمْ وَاَعْتَدُ لَكُمْ

اہل معنی کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام پر خطاب ہے اور مراد اُن کا غیر ہے۔ اس واسطے کہ حضرت علیہ السلام دانا تھے۔ کہ سوائے اس کے اور خدا نہیں ہے جیسا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے فَإِنْ كُنْتَ فِي شَيْءٍ مِّمَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسْئَلُكَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ الْكُتُبِ مِنَ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ مِنَ الْخَطِّ فَلَا يَكُونُ مِنْ الْمُنْتَرِينَ یہ دلیل ہے کہ خطاب آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور مراد غیر ہے \*

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ فضل الذکر لا لہ الا اللہ ہے۔ چنانچہ پیغمبر سرور کائنات نے فرمایا ہے۔ افضل الذکر لا لہ الا اللہ ہے \* اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ نقصان اور نفع اور عزیز کرنے والا اور خوار کرنے والا نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ \*

اور سہل رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے یہ معنی ہیں کہ لا ضماؤ ولا کافؤ ولا مانع الا اللہ اور وہ اہل توحید اور توکل ہے \*

فرمان اس جملہ پر ہے کہ اس بخشش مومنوں کی ہے اور تمہاری جگہ اور جانے کا جاننے والا نہیں ہے مگر خدائے تعالیٰ \*

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اپنے اور مومنوں کے واسطے بخشش چاہے تو دل حاضر رکھ۔ جیسا کہ خبر میں ہے مَنِ اسْتَعْفَرَ وَلَهُ يَحْفَظْ قَلْبُهُ مَعَ لِسَانِهِ لَمْ يَعْطَ جَسَ نِے مغفرت چاہی اور حضور دل نہ کیا زبان کے ساتھ نہیں بخشا جاوے گا۔ اے عزیز دل کا اختیار ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے اُس کو بخش دیا ہے۔ کہ اِنَّا فَخَّرْنَا لَكَ شَاهِدٌ ہے \*

پس جب حضرت عزت بخشش چاہتے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ لہذا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہئے کہ مومنین کی بخشش چاہیں۔ جیسا کہ متر غلیل نے ربیع سے سوال کیا کہ کسی گنہگار کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایا کہ بخشش چاہئے والے گنہگار کو۔ خداوند تمہارے جانے اور رہنے کی میگہ جانتا ہے کہ جہاں تم گناہ کرتے ہو اگرچہ پوشیدہ کرو پس چاہئے۔ کہ بخشش چاہو۔ اگر کمزور کو میں خیر رکھ دوں گا تمہاری جگہ بہشت ہے اور اگر توفیق نہ دوں دوزخ ہے \* آجے مومن ایک نماز ہے کہ اُس کو صلوة الذاکرین کہتے ہیں اُس کو پڑھ کہ ہشر کے روز سے اٹھایا جاوے۔ اور جو حاجت خدائے تعالیٰ سے چاہے روا ہو تو اس کا تحریر ہو

تقریب سے باہر ہے۔ اور وہ چار رکعت ہیں۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ پندرہ بار سورۃ اخلاص اور بعد کہ قیام میں نین سو بار لا اِلهَ اِلَّا اللہ اور ہر رکوع اور ہر سجود اور ہر قوسہ اور جلسہ میں چالیس بار اور بعد سلام ۳۶۰ بار \*

شیخ بایزید بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک باریہ نماز فوت ہو گئی۔ چالیس روز تک ماتم میں اُس کے رہے \*

اور انہیں سے منقول ہے۔ کہ میں نے ایک رات حضرت پیغمبر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ اے بایزید اچھی نماز اختیار کی ہے جو اپنی عمر میں ایک بار چڑھ لے بہشت اس پر حلال ہووے اور دوزخ حرام۔ پس اے مؤمن تو بھی گاہے گاہے یہ نماز گذار تاکہ اس سعادت کو پہنچے \*

## کلمہ شہادت کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِکَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ کما۔ اللہ تعالیٰ اُس پر آٹھ دروازے جنت کے کھول دیگا۔ جس سے چاہے داخل ہووے \*

جان کہ یہ کلمہ خداے تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی ہے اور توحید کی جڑ ہے اور کلمہ شہادت کے کہنے والے کو بیت ثواب ہے چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو خداے تعالیٰ کی بیگانگی کی گواہی دے اور میری پیغمبری کی بہشت اُس پر واجب ہے \*

اور فرمایا کہ جو گواہی دے بیگانگی خداے تعالیٰ اور میری پیغمبری اور دوسرے پیغمبروں کی پیغمبری کی جو میرے سوا ہیں تو سب پیغمبر اُس کے واسطے بہشت کے ضامن ہیں اور میں بھی اُس کی شفاعت کروں گا \*

اور فرمایا ہے کہ جو باعتقاد درست اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِکَ لَہٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ کہے لقا اور نفاق اس سے بیزار ہو تلے اور ہر کلمہ ہر کار اور منافق کے اُس کے نامہ اعمال میں نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کی جگہ بہشت ہے \*

اور فرمایا ہے کہ جو باخلاص دل اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ  
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کہے۔ خدائے تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کرے گا۔  
اور فرمایا کہ کلمہ شہادت بہت کم کو کہ وہ تمہارے لئے دوزخ سے سپر ہو جائیگا۔  
اور فرمایا کہ جو وقت مرنے کے کلمہ شہادت پڑھے ناپدید ہوں اُس سے گناہ۔  
اور فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ کا ایک نور کاستون ہے جب بندہ کلمہ شہادت  
پڑھتا ہے وہ ہلتا ہے۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ بیٹھ۔ وہ کہتا ہے کہ کیونکر بیٹھوں کہ  
تو نے کلمہ شہادت کہنے والے کو نہیں بخشا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں نے بخش دیا۔  
پس ستون ساکن ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْغَنَمُ  
وَالْحَيٰۤیۃُ وَیَمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ دن میں سو بار کہے اس کو ثواب دس غلام آزاد  
کرنے کا ہوتا ہے اور سونکیاں لکھی جاتی ہیں اور سو بدی اُس کے اعمال نامہ سے دیکھی جاتی  
ہے اور شیطان سے امان ہوتی ہے۔ اُس دن اور رات میں۔ اور اس قدر ثواب کوئی نہیں پاتا۔  
مگر جو اُس کی مانند کلمہ توجید کہے۔

اور آپ نے فرمایا ہے کہ گو اہی دو اور کھوا شَہَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ  
لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ اَنَّ عَلِیًّا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ  
وَ اَبْنُ اُمِّیْہِ وَ کَلِمَتُہُ اَلْقَہَا اِلٰی مُوْسٰی وَ دُوْرُحٌ مِّنْہُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ اَلْحَقَّ وَ  
اَلْکَرَامَ حَقُّ خدائے تعالیٰ تم کو بہشت میں داخل کرے گا۔ جس عمل سے کہ ہو۔

اور فرمایا ہے کہ مہتر جبریلؑ نے مجھ سے کہا کہ خوشی ہو تم کو اُمت کی خوشی کے ساتھ  
کہ جو بعد ہر فریقہ کے ۳ بار لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ  
الْغَنَمُ وَالْحَيٰۤیۃُ وَیَمِیْتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی نماز قبول کرتا  
ہے۔ اور ہر رکعت کا ثواب انبی برس کی عبادت کا اُس کو لکھتا ہے۔ اور جو بعد نماز صبح کہے  
خدا تعالیٰ اُس کے گناہ بخشتا ہے اگرچہ مثل کف دریا کے ہوں۔

اور فرمایا ہے کہ جب مومن مقابلہ پر گزرے اور یہ کلمہ پڑھے۔ خدائے تعالیٰ اُس  
گورستان کو منور کرنا ہے اور کہنے والے کو بخشا ہے۔ اور ہزار ہزار نیکی اس کے نام  
لکھتا ہے۔ اور بدی مُعَات کرتا ہے۔

اور فرمایا ہے کہ جو کہ اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ اِلَہًا وَ اَحَدًا اَحَدًا صَمَدًا اَلَمْ یَلِدْہٗ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَہُ کُفُوًا اَحَدًا کہے۔ خدا تعالیٰ وٹل ہزار نیکیاں اُس کے نام لکھتا ہے \*

اور فرمایا ہے کہ جو کہ اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ اِلَہًا وَ اَحَدًا وَحْدَہُ لَہُ مُحَمَّدٌ صَوْنٌ کہے اُس کے واسطے خدا تعالیٰ بہشت لکھتا ہے اگرچہ وہ دورخی ہوئے \* اور فرمایا ہے کہ جو بازار میں آوے اور کہے لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ مِیْثُ وَ مِیْثُ وَہُوَ حَیُّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرِ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ تعالیٰ چالیس ہزار نیکیاں اُس کو عطا کرتا ہے۔ اور چالیس ہزار بدی دور کرتا ہے \*

اور فرمایا ہے کہ جو با وضو ایک مجلس میں سو بار کہے لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ مِیْثُ وَ مِیْثُ وَہُوَ حَیُّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرِ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کہے کہ تو ہر تین مولے شمار سے ہزار ہزار نیکی اُس کے اعمال نامہ میں لکھی جاویں اور بدی دور کر دی جاویں اور اُس کا درجہ بلند ہووے \*

اور فرمایا ہے کہ جو چار بار کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْہَدُکَ وَکَفٰی بِکَ شَہِیْدًا اَشْہَدُکَ حَمْدَہُ عَزَّ شَکَّ وَ مَلَا یُکَلِّکَ وَحَیِّعَ خَلْقَکَ اِنِّیْ اَشْہَدُ اَنْکَ لَا اِلَہَ اِلَّا اَنْتَ وَحَدَّکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَ اَشْہَدُ اَنْکَ مُحَمَّدٌ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ خدا تعالیٰ اُس کی آزادی دوزخ سے لکھتا ہے \*

اور فرمایا ہے کہ جو کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْہَدُ اَنْکَ لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ وَ اَشْہَدُ اَنْکَ مُحَمَّدٌ عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ انگشت سبابہ کھڑا کرے۔ جب گور سے اٹھے سب نیکیاں اس کی کہیں کلمہ نہ گور۔ پس حق تعالیٰ اُس کے واسطے براق بھیجے کہ اس پر سوار ہووے اور میدان حشر میں حاضر ہو۔ اور وقت کہنے کلمہ شہادت کے انگلی کھڑی کرنا مستحب ہے اور التَّحِیَّاتِ میں جب کلمہ شہادت پڑھے۔ تو بعض علما کے نزدیک برف سبابہ نہت ہے اور بعض کے نزدیک بدعت ہے \*

اور فرمایا کہ جو جمعہ کی رات کو کہے لَا اِلَہَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہُ لَا شَرِیْکَ لَہُ

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخَيْرُ كُلُّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَهُوَ يَكْلِي لَيْبُوتُ بَيْدٍ وَ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ خدائے تعالیٰ اس کو اپنے دوستوں میں لکھے ۞

اور فرمایا ہے جو غریب آفتاب کے وقت دس بار کہے خدائے تعالیٰ اُس کی طرف فرشتہ بھیجے کہ اُس کی حفاظت کریں اور اس غلام کی آزادی کا ثواب ملے ۞

اور فرمایا کہ بعد ہر نماز کے جو کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٍ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ دَابْدًا وَلَا نَجْدًا إِلَّا حُجَّتُكَ أُولَئِكَ اس کو ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملے ۞

اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمیوں کو بشارت دے کہ جو کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخَيْرُ كُلُّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَهُوَ يَكْلِي لَيْبُوتُ بَيْدٍ وَ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اُس کو بہشت ملے ۞ اور فرمایا کہ جو اپنے بچپن کی طرف آوے اور کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْخَيْرُ كُلُّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اُس کے گناہ دور ہوں۔ اگر چہ مثل دریا کے ہوں ۞

اور فرمایا جو پہلو پھیرے اور کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اُس تک۔ اُس کے اعمال نامہ میں ثواب رات دن کی عبادت کرنے والوں اور دن کے روزہ رکھنے والوں کا لکھا جاوے ۞

اور فرمایا جو بیدار ہو کر پڑھے اس کو ثواب ستر سال کی عبادت کا ملے ۞ اور فرمایا جو آفتاب نکلنے وقت دس بار کہے اس کو اس قدر نیکیاں ملیں کہ جس قدر چیزیں آفتاب سے چمکیں ۞

اور خداوند تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی گواہی دی ہے۔ اور فرمایا ہے شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَالُوا لِمَا لَمْ يَتَّبِعْهُ إِلَّا هُوَ الْكَافِرُونَ اُنہوں نے گواہی دی ہے اللہ تعالیٰ اس امر کی یہ تحقیق وہی ہے خدائے تعالیٰ نہ دوسرا۔ اور گواہی دیتے ہیں فرشتے اور صاحبانِ علم قائم ہیں عدل کے ساتھ، نہیں ہے خدا۔ مگر وہ غالب نکمت والا ۞

جان کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی وحدانیت بہت جگہ بیان کی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے





جس کسی کو کلمہ تابش کرے وہ آدمی کلمہ سے ناخیر نہ کرے اور کلمہ جس کی زبان کھلے ایک دم وہ اس کے ذکر سے باز نہ رہے جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ محمد رسول الله کہا بلا حساب اور عذاب جہنم میں داخل ہوگا۔ سچا یہ کلام نے عرض کی یا رسول الله اگر زنا کرے اور چوری کرے۔  
 فرمایا۔ اگر زنا کرے اور چوری کرے ۞

مطلب اس کا یہ ہے کہ حرام کھائے۔ اور نفس کو انصاف سے زنا اور شرک اور کفر اور غرور سے اور تقصیر کے ساتھ کلمہ پڑھے۔ خفی اور چہرے سے اور کوچہ و بازار اور دروچہ میں وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور کلمہ سے منافق اور کافر مانع ہے۔ اگر کوئی کہے کہ جائے نفس کلمہ سنت کہ روا ہے۔ بہ طریق کلمہ پڑھنا روا ہے ۞

حدیث ہے (مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَّةً لَمْ يَبْقَ مِنْ ذَلُولِهِ ذَرَّةٌ) جس شخص نے ایک مرتبہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا اس کے گناہ میں سے ایک ذرہ نہیں رہتا۔ تو کلمہ طیبہ کو کیا پہنچتا ہے۔ جب تو نے خدا تعالیٰ کے موجود ہونے کا اقرار کیا۔ پھر دوسرے کے پاس التجا کیا ضرور ہے۔ اور دوسرے سے ڈرنا سب اکفر اور شرک ہے ۞

حدیث ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَثِيرٌ وَالْمُخْلِصُونَ قَلِيلٌ اور کلمہ کہنے والا مخلص خاص ہے لہٰذا ہمیشہ اللہ کے ساتھ اور سیف زبان ہے ۞

جان کہ مصنف کہتا ہے بعد نفس کے مرنے کے جو گناہ واقع روح کے ذمہ ہے۔ نفس کہتا ہے مجھ کو اطلاع نہیں ہے کہ نعل بد روح کی زندگانی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو بعد مرنے کے گناہ ہو وہ میرے ذمہ ہے۔ پس روح کو نفس یوں ملزم کرتا ہے۔ اور روح نفس کے ہاتھ سے حیران اور پریشان ہے۔ نفس دروغ گو اور فریب دہندہ ہے پہنچنا پھر جس وقت کہ آدمی کے وجود میں تپ ہووے چاروں چلتے ہیں اور مغرب ہوتے ہیں سخت عذاب کے ساتھ۔ یعنی قلب اور قلوب اور روح اور نفس۔ پس کافر کے چاروں کافر اور منافق کے چاروں منافق اور مومن اور مسلمان کے چاروں مومن اور مسلمان ہیں ۞  
 اگر نفس وجود میں بادشاہ ہووے اس کا دل وزیر ہے۔ جان کہ گویا ہے فقر کے غلط اور پند سے اور خاموشی فقر کی راز۔ اگر آئے دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر نہ آئے خدا تعالیٰ بے نیاز ہے ۞

حدیث ہے مَنْ طَلِبَ شَيْئًا وَجَدَ وَجَدَ وَجَدَ فَقِيرٌ مَرْتَبَةٌ كَوْنِهَا شَيْءٌ بِأَسْفَلِ

اور سرود خوش نہیں آتا اگرچہ مثل خلق داؤد کے ہو \*  
جان کہ سرود اسے سجود کے ہے اور تن واسطے طاعت کے اور زبان واسطے ثناء کے  
اور دل واسطے ذکر کے اور روح واسطے فکر کے اور ہاتھ واسطے سخاوت کے اور کان واسطے  
دیچنے سنی کے اور قدم واسطے کھڑے ہونے عبادت کے اور گمراہ واسطے باندھنے امر بالمعروف  
کے اور کن واسطے کلام اللہ سننے کے۔ پس سرود ملعون کی جگہ کہاں ہے۔ مولائی راہ کے  
سب راہزن ہیں نہ نرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ایسا الناس ہمار چلئے تن آسانی نیست  
مرد دانا بجاں شوق از زانی نیست  
بچہ دیو بازی دریا نہایت بشکن  
کیس بسر نیچئے ظاہر جسمانی نیست  
صدرا ز پر دئے نفس کہ در راہ خدا  
ردا فلک ترازیں غول بیابانی نیست  
طاعت آئی نیست کہ بسہ پتی و پیشانی  
صدق پیش آر کہ اخلاص بہ پیشانی نیست  
مدد بیا کہ چہ سخندانی مصالح گوئی  
بہ عمل کار بر آید بہ سخندانی نیست

صدقہ فعل وہ ہے کہ قلب کی صفائی سے ہو۔ اور مطلب سوائے خدا کے نہیں ہے  
اور شریعت راہ ہے اور بے شریعت گمراہ۔ مَنْ تَتَّكَيْ عَنِ الْبَيْتِ عَتِ مَلَأَ اللَّهُ  
قَابُوقَ إِلَيْهَا جَابِغَت سے انکار کرنا ہے خدائے تعالیٰ اس کا دل ایمان سے بھرتا ہے \*  
اکثر آدمی باعدت میں رزق کے واسطے پڑتے ہیں۔ چت پنچہ شرح طبقات نے کہا  
ہے۔ کہ رزق چار قسم کے ہیں \*

اول رزق مقسوم کہا ہے۔ دوم رزق مضمون۔ سوم رزق مملوک۔ چھام رزق  
موجود بعد اس کے تمثیل کی ہے کہ رزق مقسوم وہ ہے جو ازل میں تقسیم ہو گیا۔ اور لور محظوظ  
میں لکھا ہے جو قیمت میں ہے بیشک پہنچے گا \*

دوسرا رزق مضمون کہ جو چاہئے اُس کو پہنچے اس کی روزی سے یعنی حق تعالیٰ رزق  
دینے کا ناسم ہے جیسا کہ کلام اللہ میں ہے وَمَا مِنْ دَآئِمَةٍ فِي الْآلَامِينَ إِلَّا عِنْدَ اللَّهِ  
رِزْقُهَا جَزِين کے رہنے والے ہیں اللہ تعالیٰ پر ان کا رزق ہے \*

تیسرا رزق مملوک یہ ہے کہ اس کا ذخیرہ ہووے۔ دم اور جامہ اور اسباب دیگر  
سے کہ تجارت کرے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس سے کوئی چیز پیدا ہووے۔ اور

روزِ پُنجے

چوتھا رزق موعود یہ ہے کہ جو ہر وقت پہنچتا ہے۔

مصطفیٰ کتنا ہے کہ رزق کی تمامیت دو قسم کی ہے۔ ایک حلال خاص فیہ عارفوں کا خدا نے تعالیٰ کے خواستہ کے مطابق۔ یہ اور خاص ہمیشہ توکل اور تمسک میں رہنے سے  
يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَكَ فَرْجًا وَيَرْزُقْكَ مِنْ حَيْثُ لَا تَحْتَسِبُ لَا يَسْلُكُ مَعَكَ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ مِنْ حَيْثُ تَحْتَسِبُ عَلَىٰ إِلَهِهِ  
كَهُوَ حَسْبُهُ اِنَّ اللَّهَ يَالْمُؤْمِنِينَ كَلَّا جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَاللَّهِ بَٰرًا وَقَدْ رَآهُ لَوْ أَنَّكَ رَأَيْتَ  
وہ اس کو ایک فخر پیدا کرتا ہے اور بے حساب رزق دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ  
اُس کو کافی ہے تحقیق اللہ تعالیٰ پہنچانے والا اس کے امر کا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر شے  
کے واسطے ایک مقدار پیدا کی ہے۔

اور رزق عام کا حرام ہے جیسا کہ ظلم مردہ دل اہل نفاق کا ذب رزق کی طلب میں ہوا  
کے تابع تھا مگر آواز سرود کی آواز شیطان کی ہے۔ اور حقیقت اہل سرود کی یہ ہے کہ  
وہ ہوا سے نفس میں مبتلا اور بیدین ہے۔

آہی سرودے و بگڑست سرت رسول قتل ساز و نفس را اہل وصول  
عارفان بے نغمہ طرب مست حال مستے او خاص از و درت صال

آئے مرد معلوم کر لے آواز دو قسم کی ہے۔ ایک آواز را زرجانی سے جیسے قرآن کی تلاوت  
اور ذکر سبحانی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مشفق قدرت اللہ سے ہے جو اس پر اعتبار نہ لائے کہ آواز ہے  
دوسری آواز ماسوائے اللہ کہ اُس سے ہوائے شیطانی پیدا ہووے۔

آئے خام سن۔ عارفوں کی حقیقت یہ ہے رنجوشی اور غرق بامولا بلا مکر خدا نے تعالیٰ  
کی صفو ہے۔ اور گویائی بلاحق کے لہو۔ جو اپنے نفس پر مالک ہو وہ سعید ہے اور نفس پر وہ  
مالک ہو تا ہے کہ صاحب دل ہو۔ اور صاحب دل وہ ہے کہ جب مرشد صاحب دل اللہ  
دل پر اسم اللہ کا نقش کرے۔ اُس کی برکت سے تمام اُس کا دل روشن ہو جاوے۔  
جان کہ بتا قرآن کی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کی ب سے ہے اور اننا قرآن  
کی مِتِ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ مَکَس سے تمامیت ختم قرآن کی رُوح دل پر صحیح پڑھے۔  
بعد ازاں لوح محفوظ سے تکرار کرے۔ حادیث۔ مِنْ طَلَبْتَنِيْ وَحَدَّثَنِيْ وَ مَتَّ  
حَدَّثَنِيْ عَنِّيْ وَمَنْ عَمَّ فَنِيْ اَجَلَنِيْ وَمَنْ اَعْتَبَنِيْ وَ مَتَّ عَشَقَنِيْ

قَتَلْتَهُ وَمَنْ قَتَلْتَهُ لَعْنَىٰ دِينِهِ ۖ وَأَنَا ذِيئَتُهُ ۖ لِيُوْجِسَ لِيْ جَهَنَّمَ كَمَا قَتَلْتَهُ ۖ  
جس نے پایا اُس نے مجھ کو پہچان لیا۔ اور جس نے پہچان لیا اُس نے مجھ کو دوست رکھا  
اور جس نے دوست رکھا وہ عاشق ہوا۔ اور جس نے مجھ سے عشق کیا، میں اُس کو قتل  
کرنا ہوں۔ اور جس کو میں قتل کرنا یہ دل اُس کا بدلا مجھ پر واجب ہے۔ پس وہ بدلا  
میں خود ہوں۔

شد مزوری کشن آن خویش داد شوقِ حضرت نوش را درویش داد  
گشت فایغ آئینہ از ہر مقام نام اللہ ختم شد بر سن تمام  
سندایت ہے اَلْعَاقِبَةُ خَيْرٌ اَوْ اَجْرًا ۖ تَسْعَةُ فِي السَّكُوْتِ وَوَاحِدٌ فِي الْوَحْدَانِ  
عاقبت کے دس خیر ہیں، نو خاموشی میں اور ایک وحدت میں۔

جان کہ ان کی جان کنفی کے۔۔۔ حضرت عزرائیل کے اوپر تجلی ہوتی ہے پس  
جب عاشق اُس کی تجلی کو دیکھتا ہے پست ہو جاتا ہے اور اپنی جان سے قدرتِ الہی کے  
زکریا آتا ہے اور حضرت عزرائیل اس کو مثل آئینہ کے تجلے کا روصفا دکھاتے ہیں  
اور ہاتھ اس کی جان کو نہیں لگاتے اور منہ دیکھنے سے آئینہ میں خوش وقتی ہے۔  
اور عزرائیل اہل دنیا کی جان یوں قبض کرتے ہیں جیسے مرغ زندہ کو سنج میں کر دیں۔  
اور آگ پر رکھ دیں اور جان کباب ہو جائے۔ نعوذ باللہ منہا۔

پس سن لے اے دنیا والے دنیا خراب ہے اور اُس کے رکھنے والے بھی خراب  
جو دنیا کا نام ایک بار محبت سے لینا ہے ستر روز اس کے دل کی سیاہی دور نہیں ہوتی  
اگرچہ ستر روز روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے۔

حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو اختیار نہ کیا کیونکہ وہ رسم کفار کی ہے  
اور ابوجہل کی۔ اور ابوجہل فقرِ محمدی کے خلاف ہے۔ مجھ کو اُس قوم سے تعجب ہے کہ فقر  
محمدی سے ذلت لیاویں اور شرمندہ ہوں۔ اور مراتبِ ابوجہل سے خوش ہوں اور غر  
کریں اُمتِ محمدی سے۔ یہ کیونکر ہو سکا۔ مَنْ أَحْبَبَ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُمْ جو جس قوم کو دوست  
رکھتا ہے وہ اُسی سے ہے۔

قیامت کے دن کسی دُنیادار کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہو گا۔ چنانچہ قبر سے اٹھیں گے تو  
پشت بہ قبلہ ہونگے۔

اول اللہ کے طالب کو نفس کی آفتیں پہچاننا چاہیئے۔ کہ نفس شہوت کے وقت کور اور بے صبر اور بے عقل اور دیوانہ ہوتا ہے چار پائے کی مانند اور سیری کے وقت فرعون ہے۔ اور بھوک کے وقت درندہ سگ دیوانہ حرام خوار۔ اور حکومت کے صاحب غضب اور ظلم فی النار۔ اور سردی کے وقت ترنا کا طالب اور مونس شیطان ہے نفس غصہ کے وقت دیود دیوانہ مجنون جن ہے۔ اور نفس وقت تلاوت قرآنی ذکر رحمانی اور فیض اور حدیث اور تفسیر کے اور مسائل اور اقوال مشائخ اور روایت اور ہدایت اور تغراق فی اللہ کے نفس صاحب توفیق رفیق قوی دین مسلمانی پر محرم اسرار حق بار جابر ہے با خدا سے ایک قدم برفس خود نہ واں و گرنہ برہوا یا رضا سے دوست باید یا رضا سے خوشی جان کہ وقت آراستہ کرنے آدم علیہ السلام کے حق تعالیٰ وسیعاً نے فرشتوں سے فرمایا کہ ہمارے اور آدم کے درمیان چالیس ہزار پردہ نفسانیت ظلمانی کے حجاب دور کردو۔ اسی واسطے آدمی کے وجود میں سے قدم تک نفسانیت اور لذت اور کبر اور اسی باب سے خدائے تعالیٰ سے بعید ہے اور حرام کھاتا ہے اور غیبت کہتا ہے اور جھوٹ اور افعال ناشائستہ اس کے وجود میں اور ہر ہوشے بدن میں اور رگ پے میں ہیں۔ اور دل پر سیلابی اور بیگانگی اور بدی ہے۔ اور حلال اور حرام میں فرق نہیں کرنا اور جز بان پر آتا ہے کہتا ہے۔ اور قیامت کا دن اور موت بھلا ہے \* جان کہ آدمی کے دل پر ایسا لاکھ ستر ہزار پردے ہیں جب مرشد کامل کی نظر طہی ہے اور ذکر لا الہ الا اللہ کی آگ جلتی ہے تو مثل شبنم کے خراب پانی اُس سے رواں ہوتا ہے۔ اور وہ نفس سرکش تابع اور ہوتا ہے۔ اس واسطے مرشد کا وسیلہ بہتر ہے کہ اس کے سبب سے حق کی معرفت کو پہنچے

دست مرے گیر نامرے شوی

میر بردار نیست راہ رہبری

اور آدمیوں سے جو تم کو آزار پہنچے رنجیدہ مت ہو کہ میرا تیب ہیں وَ کَذَّابًا جَعَلْنَا رِجْلَ نَبِيِّ عَدُوٍّ وَ اسْتَبَا طَلِیْنِ الْاِلَاسِ وَ الْحَقَّ بَرَنی کے واسطے ہم نے جن آدمیوں کے شیاطین بنادئے ہیں \*

اے عزیز جاننا چاہئے کہ نفس کیا چیز ہے اور کس سے پیدا ہے۔ جان کہ جب

دیود حضرت آدم علیہ السلام کا اللہ سبحانہ نے پیدا کیا۔ روح اللہ نوالے کے طور سے اس میں داخل ہوئی۔ اور حضرت آدم علیہ السلام پر علم واضح ہوا۔ اور عرس پر نظر پڑی اور کلمہ طیبہ لکھا دیکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے بی بی سے پوچھا کہ اللہ کے نام کے برابر دوسرا نام مجھ کیا ہے؟ اللہ نوالے کی طرف سے حکم ہوا کہ اے آدم تیرے فرزندوں سے محمد رسول اللہ نامہ الباقیین روز قیامت تیرے شفیع ہونگے حضرت آدم علیہ السلام نے کہ بیٹا باپ کی کیونکر شفاعت کر سکتا ہے۔ اس غیبت سے نفس آدم نے وجود میں پایا اور حرص اور طمع ظاہر ہونے کے حضرت آدم علیہ السلام نے دانہ گندم کھا یا اور بہشت میں نکلے گئے جیسا کہ مذکور ہے +

جان کہ تھوڑی سی سرفی کی تھ متوقف کہتا ہے کہ کیا حاجت ہے۔ ہر روز تلاش بارغ کی بلکہ ایک مرتبہ نفس زرغ کو مائے سے۔ دل پر حثیت مولا پیدا ہووے۔ ہر کہ طالب عقل و نقل و رسم زر معرفت مولانا بیند یک نظر

أَلْعَلَّ قَبِيْهِ بِالْعَالِيْنَ

دل کعبہ غظم است بجن خالی از بتاں  
بیت المقدس است مکن جائے دیگران

نفس بن القلب ہے طلب مولے خاتمہ بالخیر سے تعلق رکھتی ہے۔ اور دنیا کی طلب خاتمہ بایشر ذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکفین

علم دین چاہئے۔ جان کہ اولیاء اللہ کی قبر کی ہم نشینی کے ساتھ پڑھنا بھی خاصیت رکھتا ہے۔ ہر چند کہ پڑھے روحانی خوش ہوتا ہے۔ کہ اس کو کلام اللہ نعمت اللہ ولایت علی پہنچتی ہے اور روز بروز رتبہ ترقی کرتے ہیں اور روحانی نہیں چاہتا کہ کام پڑھنے والے کا جہاد مقصود کو پہنچے +

گر کوئی چاہے۔ کہ کام ایک یا ایک ہفتہ میں پورا ہو، چاہئے کہ پڑھنے والا قبر پر سوار ہوش سواری، سپ کے اور قبر پر ایک تنکا مثل کوڑے کے مارے۔ وہ روحانی اس کے صدمہ سے اسی وقت روبرو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دی جاتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے۔ پس حضور اسی وقت روحانی کو مقصد پورا کر خلاص کر اترے ہیں۔ موافق اس حدیث کے اِذَا تَخَيَّرْتُمُوْا فَاَسْبَغُوْا مِنْ اَھْلِ السُّوْرِ

جب تم کسی امر میں متحیر ہو پس اہل قیصر سے مدد چاہو۔ ظاہر اور باطن مہرت فقیر کی بقوت  
ہونا چاہئے۔ اَلْمَلِكُ يَمُنْ غَلِيْبُ مَلِكِ اُس شخص کا ہے جو غالب ہووے۔  
تا زنی تیغ دو دستی سے مَلِكِ بَمِیْرَاثِ نِیَا بد کسے

جان کہ جب صاحب دعوت، دعوت محمدی میں انتہا کو پہنچے۔ تو اُس کے اُس پاس  
چار لشکر غیبی ہوتے ہیں۔ ایک شہید دل کا۔ دوسرا جلال الغیب ابدال کا۔ تیسرا ارواح انبیا  
اور اولیاء کا۔ چوتھا فرشتوں کوکلوں کا۔ ان چاروں کو حضرات اولیاء اللہ کی قبر سے  
ہوتی ہے کہ اہل قبر کی فریاد سے سب آتے ہیں اور عامل کے تہننا دیتے ہیں اور مدد دیتے ہیں  
اور ہر جا عند اللہ اور بدوستی محمد رسول اللہ مدد کرتے ہیں۔ اور بوقت عاجزی کے اس  
طریق سے طلب کرے۔ اُحْصِیْ وَلِیْسَتْ حَیْ اَتِیْ اور ہر ایک کا نام لے بیشک حاضر ہونگے۔  
دوسری دعوت محمدی یہ ہے، جس کا مرتبہ حق الیقین کا ہے۔ بحکم خدا اور رسول  
اُس کی نظر میں لڑائی کے ہتھیار مثل سلاح غیب الغیب کے ہوتے ہیں۔ اگر کسی پرخصہ ہو وہ  
شخص غیب سے رخم کھاتا ہے اور حکم خدا مرنے والے اَلْحَبِیْبُ لِلّٰہِ وَالْبَعْضُ لِلّٰہِ اللہ کے واسطے  
حُب اور بغض کرے۔ اَقْبِلْ اَلْمَوْذِیَاتِ قَبْلَ الْاٰیٰتِ مَوْذِیُوں کو قبل آید ا کے مار ڈالو  
اُت کی توجہ اور نظر قاتل ہے صراحہ راز کا دشمن بیشک بخواب اور بے حمت ہوتا  
ہے۔ اس واسطے فقیر خدا نہیں ارنہ خدا سے جدا ہیں

مردان خدا خدا بنا شد لیکن زندا خدا بنا شد  
ہر کہ دارد خیر از باطن فقر فقر ش قسم حق زبرد زبرد  
جب فقیر آرد ہوتا ہے ماہ سے ماہی تاک بلکہ عرش اکبر مل جاتا ہے  
سادہ بودا خوں از بیم محشر غافل اند بیم رسوائی نباشد نامہ نوشتہ را  
راز حق اندر جہاں برزد آواز خود صدائے کے نگہ دارد ز راز

راز کی حقیقت کم حوصلہ کیا جانے۔ اصل راز کی رضا خدا سے ہے اور راز ایک حرف ہے  
کہ وہ حرف عظم ہے اور دل سے تعلق رکھتا ہے اُس کی برکت سے ہر مکان کو پہنچتا ہے  
ازاں حرف بشر نے مصطفیٰ ہست کہ بیوں از کتب ستر الہ ہست  
نہ آنجا قطرہ باشد از سیاہی سراسر وحدت است سراسر الہی  
وحی نامحرم ہست زان دل نوشتہ مقفول کے رسد بادل غرشتہ



جو اس مقام پر پہنچتا ہے علم غیبی فتوحات موافق نص اور حدیث کے منہ دکھاتے ہیں۔ اللہ  
بس ماسوئے اللہ ہو جس

## شرح نفس امارہ

عقل اور علم شریعت نے کہا، اے نفس امارہ تو جانتا ہے کہ تیری خلقت کس چیز  
سے ہے کہ شاہدان بیان ذی وقار اور تافلان آثاریوں روایت کرتے ہیں کہ آدمؑ  
نے جب نظریہ محفوظ پر کی لا ائله الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا۔  
آدمؑ کے دل میں غیرت آئی۔ حضرت آدمؑ نے از روئے غیرت بزبان فصیح عرض کیا کہ  
مَنْ الَّذِي اسْمُهُ مَقْرُونٌ يَا صَبْدَكَ خداوند ایہ کس کا نام ہے جو تیرے نام کے برابر  
لکھا ہے حکم ہوا کہ یہ نبیؐ ہے میرے انبیاء میں سے اور نیز فرزند ہے تیری اولاد سے  
اور تیرے گناہ کا شفیع ہے۔ یہ سن کر آدمؑ کے دل میں دوسو سو پیدا ہوا۔ کہ باپ بیٹے کی  
شفاعت کرتا ہے نہ یہ کہ بیٹا باپ کی شفاعت کرے \*

اس وقت خطاب ہوا کہ اے جبریلؑ جا اور دوسوہ کے آدمؑ کے پیٹ میں دھنست  
کر۔ ناموس اکبر بارگاہ جلال سے اترے اور دوسوہ کے دو حصے کے نصف کو نکال کر  
بہشت میں دھنست کیا کہ درخت گندم اس سے پیدا ہوا۔ اور سب نذمت آدمؑ کا ہوا  
اور نصف دوسرا آدمؑ کے جوف میں رہا۔ اس سے نفس امارہ موجود ہوا \*

علم نے کہا اے خدا تیری خلقت اس دوسوہ سے ہے اس بے ہنر سے  
پر ہنر کیونکہ ہووے ہیں وہ صفت ہوں کہ جس میں ذرہ مجھ سے ثابت ہوا حیات ابدی  
اور دولت سرمدی پائی۔ نفس نے کہا اے علم اگر تیری تحقیق سے حیات ابدی حاصل ہوئی  
ہے تو ابلیس بیچارہ کہ علم رکھتا تھا لعنت ابدی میں کیوں گرفتار ہوا \*

شریعت نے علم سے کہا اے مکار تیری مصاحبت سے اس حال کو پہنچا۔ در نہ پیشوا  
فرشتوں کا تھا۔ پس وکالت اور وزارت تمہاری سب خرابی ملک کی ہے۔ اور یہ  
اصل میں ہمارا حق تھا۔ اب بھی چاہتا ہوں کہ اپنے مرکز پر قرار پکڑے۔ اس وقت نفس  
امارہ نے تو سن تیر کو اس طرح مطلق العنان کیا کہ تمام عالم پر نظر من الشمس ہے۔ پھر علم  
اور شریعت نے اس طرح محنت قاطع پیش کی کہ ولایت اور وزارت صلی حق ہمارا ہے۔ مگر نامبر

مقتضائے ضروریات کے کہ صغیر میں شاہ عقل کو تکلیف رعیت پروری کی اگر سمجھتے تو  
تکلیف ملاطاف تھی کیونکہ شیرخوار بچے کو سوائے مشتمات نفسانیت کے ملائت نہ تھی  
اس واسطے اس کا یہ سوچ دیا۔ اب ہماری دکالت کا وقت آیا کہ دو گواہ بھیجے ہیں۔  
ایک افغانی شہر محمدی نے ولد کو نزع کیا اور بعد جدائی والدین کے والدہ کے سپرد کیا۔  
کہ واجب طور پر تربیت کرے۔ اور جب ولد حد شرعی کو پہنچے ولد کو والدہ سے نزع  
کر کے والد کے سپرد کرے اور بلا واسطہ حلول مدت تربیت کے والد کا حق اصلی رائل نہ  
ہو وے۔ اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ رجوع ولد کا والدہ کی طرف بواسطہ اسباب  
لفظہ کے ہے کیونکہ حق اصلی یہ معنی ثابت کرتا ہے۔ اس صورت میں کوئی وجہ شرت حق اصلی  
کے نہیں ہے۔ اس وقت علم شریعت نے کہا کہ باجماع ابویں شریفین ملک بنا برزق  
حق سبحانہ و تعالیٰ کے ہے فَأَنْكَحُوا امَّا طَابَ لَكُمْ مِنْ التَّسَاءُلِ پس نکاح کہہ دیں۔  
اُن عورتوں سے جو تم کو اچھی معلوم ہوں \*

پس کون حق زیادہ اور مناسب تر وجود کا ہے ؟  
دوسری شاہدہ ہے کہ جانب ملک اطراف اور سلاطین اکناف سے رسل رائل  
آگے بادشاہ عقل کے آئے اور ان کا رد جواب تمہارے امرا سے امکان پذیر نہیں ہے  
اور جو نہیں ہمارے اصحاب سے کہ نزدیک دانش اور پیش اور ادراک حقائق آفرینش  
میں متجہ ہیں۔ اور اب محتاج اور مقرر تمہارے نہیں ہیں۔ یہ بھی دلیل اس کی ہے کہ  
محتاج المیہ سلطنت کے ہم ہیں \*

اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ حضرت، شاہ عقل کو اوامر اور نواہی میں مقتید کرتے  
ہیں۔ اور قید بادشاہوں کو نہیں ہوتی ہے۔ مگر طاعی اور باغی سے اور گوش ہوش سے  
نہ سنہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَنَاقِبِ الْاَرْضِ جَمِيعًا  
وہ ایسا پروردگار ہے جس نے تم کو اور تمام زمین کی چیزوں کو پیدا کیا، تمام مزے جسم کے  
اور نعمتیں شہوت کی ہمارے ملک میں مباح ہیں۔ پس ہم بادشاہ کو مطلق العنان کرتے  
ہیں۔ اور جب بادشاہ موافق مطلوب کے بے قیلتوں میں مشغول تھا۔ دروازے ذوق اور  
غوشی کے اُس کے چہرہ پر واضح ہوئے۔ اس وقت تمام رعایا ناز و نعمت میں بسر لگی۔ پھر علم  
اور شریعت نے کہا کہ مراد آیت بالا کی یہ نہیں ہے کہ کو نے ارادہ کیا بلکہ یہ مراد ہے کہ پروردگار

نے منائے واسطے ہر چیز کو سپرد کیا۔ اچھے اچھے کھانے اور مزہ دار کہ شرع شریف نے اُن کے کھانے کی اجازت دی نہ بیکہ مثل حیوان کے جو سامنے آجائے بلا تامل اور فکر کھایا جائے اور کچھ فرق نہ کرے۔ لہذا بعض اشرف نے کہ حکم شرع شریف سے انحراف کیا اور منہیات کی طرف شغول ہیں حق تعالیٰ نے عین کی نسبت ایسا فرمایا ہے کہ اَرَأَيْتَ کَآلَا نَعَامٍ بَلْ هُمْ مُدْأَجِلٌ وہ مثل چوپائوں کے ہیں بیکہ زیادہ گمراہ ہیں مردہ اگرچہ بصورت انسان ہیں۔ لیکن سیرت میں حیوان ہیں۔

اور کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے کہ جب بادشاہ فعل ناشائستہ کا مرتکب اور مقرر ہو۔ سپاہ اور رعیت ضرور اس کی اقتداء کرتی ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی اَدْبٰنٍ مُّکْوَلٌ کعبہ قول صحیح ہے۔ اس معنی سے زیادتی مواد کی اور کثرت مال یعنی ہوگی۔ اور اس کے سبب سے بدل کی بادشاہت میں طرح طرح کے تقیم اور مرض ظاہر ہونگے اور اس مرتبہ کو پہنچینگے کہ حکمائے زمانہ اُس کی صحبت سے ہاتھ دھوئینگے۔ پس اس بادشاہت میں خرابی واقع ہوگی اور برکت اور خیر نہ رہیگی۔ پس امور ناشائستہ سے بچنا واجب ہے۔

اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ زنا تمام لذتوں میں بشر کے اعلیٰ ہے۔ اور بشر اشرف المخلوقات ہے۔ پس اگر کوئی اشرف المخلوقات موجودات کی شرف لذات سے استحال کرے اور اپنی اقامت تلذذ پر عرض کرے۔ روانہ ہو کہ وہ انصاف کے قانون سے باہر ہو۔

اس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ زنا دلیل اور طبیعت سے ممنوع ہے اور مردود ہے بلکہ کلام مجید میں زنا کرنے والے کو حد قائم ہوئی ہے۔ چنانچہ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي وَارَد ہے۔ اور حدیث نبوی سے بھی صحت ثابت ہوئی۔ اَلزَّانِيَةُ اَلْكَبْرٰی اَلْکَاۤبِرُ یعنی زنا سب کبیر گناہوں سے بڑھ کر ہے۔ اور دلیل عقلی سے بھی واضح ہے کہ انتظام امور عالم کا غیرت اور حمیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ چنانچہ کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے اور عدم غیرت آدمی کو زجر کرتی ہے۔ اور عدم غیرت عدم عقل سے ہے۔

اس وقت نفس امارہ نے کہا تَخْرُجُ کَاسَاتِ شَرَابٍ اَرَهَوٰۤاۤی ذٰلِکَ شَرَابٌ جَامَاۤتٍ سَرَاجٌ رَّیْحَانٰتِی شَرَابِ اَرَعُوٰاۤی تَحْوَثُ اَدَمَ اَرَعُوٰاۤی کی تشریح اگرچہ ناشروع اور حرام ہیں۔ نزد اطباء اور حکما بڑے علما حوں اور مدارات سے ہے کہ زنا کا رغوانی

محض فری سے تبدیل کرتی ہے۔ اور ضرورتی وہ امر ہے مطلوب اور ایک شے ہے مرغوب اور باوجود منفعت خاص کے نفع عام بھی ہے یعنی دلالت اور شجاعت حساب پر کرتی ہے اور دروازے سخاوت اور سماحت کے کھولتی ہے۔ اور جب بادشاہ اس صفت سے موصوف ہو، نفع عظیم اور فائدہ کثیر کا فہ رعایا کو پہنچتا ہے۔ پس امتناع ان امور شریف سے اور طریق ہوا خواہی سے نہ ہو گا کہ ثمرہ صلاح سے ڈرا ہوتا ہے نیز ذکیا ہل معنی کے منطقی ہے بلکہ جو ہے بے بود اور ایک دوا خراب ہے۔ اس اسلے کہ نشہ کو شجاعت ضمیری اکثر عقل پر بلا حقوق شرعی کے ترغیب کرتی ہے اور سخاوت اور سماحت نشہ کو مال کی تحریص فرماتی ہے۔ اور کسی عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ اس عمارت کی بنیاد و ست اور کام نخل کا خلاف ہے اور انسان کی عقل ایک جوہر ہے کہ اندر صفا سے حق کی شعرت کی طرف راہ پاتی ہے اور مادہ احوالت شرف نفس بشری کا اور جوہر نورانی عقل کا علم کے ساتھ ہے۔ چنانچہ حدیث ہے لَا قَرَّةَ بَيْنَ الْإِنْسَانِ وَالْأَحْيَوَاتِ إِلَّا بِالْعِلْمِ انسان اور حیوان میں کچھ فرق نہیں ہے مگر علم کا۔ اور شراب کے ساتھ مشغول ہونا اصلی شرف کو دور کر دیتا ہے۔ پس کہ لائق نہیں ہے کہ اُمّ الجائز شرب ابوالفضائل کا ہو +

اُس وقت نفس آمارہ نے کہا کہ دنیا مثل نقد کے ہے صرفات کے ہاتھ میں اور آخرت اُدھار ہے، پس نقد کو اُدھار کے ساتھ بیچنا عقلمند کا کام نہیں ہے +

اُس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ دنیا کی بقا اور دُوح کو ایک ساعت ماننا ہو پس اگر دنیا نقد بے بقا کو عقیدے اُدھار کے ساتھ کہ دوئی ہے اور بقاء ابدی کے ساتھ بیچے محض حکمت اور کمال و انائی ہے +

پس جب سخن اس جگہ پہنچا، نفس آمارہ اُس کے صحاب کے ساتھ ملزم (اور منفعل ہوا۔ اور اہل مجلس نے کہا کہ اے نفس آمارہ سائنس مت نکال اور آگے مت چل کہ حکایت نہ بیا تار و سودائے بیع و تقار و درست نہ آوے +

بادشاہ عقل نے اُس کی معزولی کا حکم دے کر اور تامل اور انصاف کو کہ متعلق بیا رگاہ جلالت بادشاہ کے ہے۔ واسطے تشخیص معاملات نفس آمارہ کے متعلق کیا کہ تمام رعایا کے اس کا حال کھول کر صورت واقعات کی عرض کریں +

تامل اور انصاف نے بیا بر حکم بادشاہ کے ممتہ بادشاہیت پر دھکے اس ظاہری

کہ بصرہ اور سامعہ اور ذائقہ اور شائسہ اور لائسہ ہے۔ اور حواس باطنی کہ متفکرہ اور مذکرہ اور محافظہ اور تحلیہ اور حش اور ہضم اور واقعہ اور مولدہ اور متصورہ ہیں۔ اور یہ سب مدینۃ القلب میں تھے طلبہ کے باحوال اعمال نفسانہ کا استفسار کیا ہوا ایک نے اُس کے ظلم اور خیانت پر گواہی دی۔ تامل اور انصاف نے محض اس باب میں درست کر کے بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ بادشاہ نے بعد سننے افعال اور احوال کے اُس کے اخراج پر ارشاد فرمایا۔ علم اور شریعت نے از روئے حکمت اور دانائی کے بادشاہ کے عرض میں پہنچا کہ مدت مدید اور عہد مزید ہوا کہ نفسانہ اور اُس کے اصحاب بادشاہ کی مملکت میں تھے یہاں تک کہ اب تک مملکت اُس کے متعلقوں کے تصرف میں ہے۔ حضرت کو معلوم ہے کہ عمل دیرینہ اس حکم سے رعایا خائف کی جماعت کے ساتھ ان کی خیانت میں حصہ لیا۔ اور عمل نصف فی نصف کلمہ پر کیا ہے۔ یہ دستور العمل سب کہتے ہیں اُس کا قلع قمع کیا جاوے، اور امر ہاتھ میں لانا چاہئے کہ اُن کے فساد کی مینہ دود ہو۔ اور اگر ایک ہی مرتبہ میں اخراج کیا جاوے گا خلل ممالک محروسہ میں واقع ہوگا۔ پس اس کا اندفاع حکمت کے ساتھ کرنا دئے ہے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ وکالت دوزارت تمہارے تعلق میں ہے۔ جو امر کہ مشتمل صلاح دولت پر ہووے اُس پر عمل کرو۔

اُس وقت علم اور شریعت نے ریاضت کو فوجداری کے ساتھ سر قرار کیا۔ اور حامش کربیات کا اس کے ہمراہ کیا اور پوشیدہ اُس کے کان میں کہا کہ جہاں نفس کے متعلقان پاؤنا دستور العمل کا کہ قید کر لو۔ پس ریاضت نے حسب فرمان علم اور شریعت کے جس جگہ اس کے متعلقوں کو پایا قید کیا اور ان کے ہاتھ اور گردن میں زنجیر اور پیریاں لیں پس نفس نے جب خیالی دیکھا، شیطان دیکھ کہ قیدی اس کا مرنے تھا پناہ میں ڈھونڈا۔ اور رجوع کر کے کہا کہ وقوع امر مخاصمہ اور شروع مشاعت علم اور شریعت سے ہمارے کام میں خلل اور ہماری دولت کی بنیادیں ہدم پیدا ہوا۔ اور رعیت دگر دواں ہوئی ہے۔

درختے کہ اکٹوں گرفت است یا بیروے مرے بر آید زجا

اب سائے تمہارے پناہ نہیں دیکھتا۔ کوئی تدبیر کرو کہ آب رقتہ نہ رہیں پھر آئے اور کام درست ہو شیطان نے کہا کہ ایک فراق دوسرے سونہ تیسرے لکیر چوتھے درد۔ پانچویں قہقاری اور چھٹے جیون اور ساتویں صبر سوجل حد سے لیجاتے ہیں۔ ان کلمات کے سننے سے عقل حیران

ہوئی۔ اس وقت طلب نے کہا کہ اس راہ کی صعوبت اور اس بادیہ کی کیفیت سے اندیشہ نہ  
مست ہو۔ مصنف کہتا ہے ۔

ہر کہ شد گناہم باحق نام شد ترک غوغا غیر تش آرام شد  
اگر آفتاب گم ہو عالم خراب ہے۔ فقر فیض آفتاب ہے پس اللہ کے نور کی تجلیات کا  
مشاہدہ مثل آفتاب کے دل کے اندر سے شعلہ مارتا ہے۔ اور ظلمات نفسانی سب  
اٹھ جاتے ہیں۔ ایسا مستغرق اور صاحب تنفراق ہو دے کہ نفس یاد رہے عقل نہ علم  
نہ شیطان نہ مصیبت نہ ہوا۔ پیراتب ہم صحبت حضرت محمد مصطفیٰ اور فقیر فنا فی اللہ کے ہیں ۔  
چوں آب شیر و یک شود آل آب و شیر  
ایں چنین غرقش بود فی اللہ امیر

چنانچہ چنگاری آگ میں اور نمک طعام میں ۔  
مردان خدا خدا نباشند لیکن زخما جہد انباشد

یہ شریعت کی بدولت پہنچتا ہے ۔

حدیث ہے اَلْبَعَثَةُ بَعْدَ اَہْرِ فِي نَفْسِ بَنِي اٰدَمَ وَبَيْنَیْہَا اَلْبَعَثَةُ اَنْشَاءُ اَمَّا  
اَلْبَعَثَةُ فَالْعَقْلُ وَالْاَبْنَاءُ وَالْحَيَاءُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ فَالْغَضَبُ بِزَيْلِ الْعَقْلِ وَالْوَقَارُ  
بِزَيْلِ الْاَبْنَاءِ وَالظُّمْعُ بِزَيْلِ الْحَيَاءِ وَالْفُسُوقُ بِزَيْلِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ یعنی آدم کے نفس  
میں چار جوہر ہیں اور چار چیزیں ان کو دور کر دیتی ہیں۔ وہ جوہر عقل اور دین اور عمل صالح  
ہے پس غصہ عقل کو دور کر دیتا ہے اور زنا دین کو اور طمع حیا کو اور فسق عمل صالح کو ۔

دوسری حدیث ہے النَّاسُ اَرْبَعَةٌ اَمَنَاتٍ كَرِيمٌ وَسَخِيٌّ وَلَمِيْظٌ وَبَخِيْلٌ  
اَلْكَرِيْمُ الَّذِي لَا يَأْكُلُ وَيُعْطِي وَلَسَخِيٌّ الَّذِي يَأْكُلُ وَيُعْطِي وَاللَّمِيْظُ الَّذِي لَا يَعْطِي  
وَالْبَخِيْلُ الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَعْطِي اَمَّا الَّذِي يَأْكُلُ وَيُعْطِي اُوْمِي چار قسم کے ہیں۔  
کریم اور سخی اور لیٹیم اور بخیل۔ کریم وہ ہے کہ آپ نہ کھاوے اور دوسروں کو دے  
اور سخی وہ ہے کہ کھاوے اور دیوے۔ اور لیٹیم وہ ہے کہ نہ کھاوے اور نہ دیوے  
اور بخیل وہ ہے کہ نہ کھاوے اور دوسروں کو نہ دیوے ۔

اور حدیث ہے خَلَقَ الْاِيْمَانَ وَخَقَّهٗ بِالْمُسَخَاوَةِ وَالْحَيَاءِ وَخَلَقَ الْكُفْرَ  
وَخَقَّهٗ بِالْبُخْلِ وَالْحَفَاۤءِ کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا اور اس کی نگہبانی سخاوت  
و خفہٗ یا بخل و الحفاۃ سے کی

اور جیسے کی اور کفر کو پیدا کیا اور اس کی حفاظت نخل اور جھامسے کی :-  
 اگر فقیر چاہے کہ خدائے تعالیٰ نے تمہیں بانی کرے یعنی مد نظر اللہ کی رحمت کے، اور اگر فقیر  
 بھوکا ہو خدائے تعالیٰ سے دعا کی کہ اس پر مہربان ہو فضل سے معاف کرے، فقیر کے نام پر اللہ ہے  
 اگر فقیر گناہ کرے خدائے تعالیٰ اس پر مہربان ہو فضل سے معاف کرے، فقیر کے نام پر اللہ ہے  
 حدیث ہے کہ خَلِقَ الْإِنْسَانَ مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ مِنْ مَّاءٍ وَتَاسٍ وَطَيْتٍ  
 وَرِيحٍ فَإِنْ كُنْزُ مَاءٍ فَهُوَ الْيَبُوبُ الْعَاقِلُ وَإِنْ كُنْزُ تَاسٍ فَهُوَ حَرِيصٌ وَإِنْ  
 كُنْزُ طَيْتٍ فَهُوَ مُتَوَاضِعٌ وَإِنْ كُنْزُ رِيحٍ فَهُوَ مُتَكَبِّرٌ إِنْسَانٍ چار چیزوں سے پیدا  
 کیا گیا پانی، آگ، مٹی، ہوا، جس میں پانی زیادہ ہے وہ دانا ہے اور اگر آگ زیادہ  
 وہ حریف ہے اور مٹی زیادہ ہے وہ متواضع ہے۔ اور اگر ہوا زیادہ ہے متکبر ہے  
 مصدق کہتا ہے کہ پانی عقل ہے یعنی منتحل اور مردی اور آگ عشق ہے۔ کہ وجود  
 کو جلاتا ہے۔ اور صدقاتی کرتا ہے۔ اور خاک معرفت ہے یعنی پاک اور ہوا علم ہے یعنی  
 ہر چیز کو علم حرکت دیتا ہے۔ پس اگر پانی نہ ہو تیمم سے نماز درست ہے اور یمنوں تعلق خاک  
 سے رکھتے ہیں۔ یعنی سب کی رجوعات خاک کی طرف ہے۔ پس جو معرفت میں خاک نہ ہو۔  
 اس کے پر خاک ہو

طواف کعبہ دل کن اگر ملے داری دلت است کعبہ عظم تو کل چہ پنداری

زعرش کرسی لوح قلم فروں باشد دلت خراب کہ اورا بیچ نہ شماری

اہل دل کا حوصلہ اور فراخی دل کی وسیع ہے کہ دل مثل ن کے ہے اور چودہ طبق اس کے  
 ایک نقطہ میں پوشیدہ ہیں وہ ایک ستر ہے کہ نامحرم سے نہیں کہہ سکتے۔ ن وَالْقَلَمِ  
 وَمَا يَسْطُرُونَ ایک سطر اس کی شان کی ہے۔ اور بزرگی اور پاکی اللہ کے ذکر کی عظمت  
 اور برکت اللہ کے نام کی بہت بڑی ہے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ  
 بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِي يُّؤْوِسُ  
 فِي الصُّلُوِّ وَالنَّاسِ۔ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور دل کے دوسووں اور  
 خطروں کے دور کرنے کو یہ آیت پڑھے اس سے صفاتی قلب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا قول  
 يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَ أَيْدِيهِمْ وَمَا تُحِطُّ بِشَيْءٍ مِنْ شَيْءٍ

دل یکے خاتمہ ایست ربانی خاتمہ دیوار چہ دل خوانی

دل اسرار نہانی کا خزانہ ہے یہ دل نہیں ہے کہ عجب دم کے ساتھ باندھا ہے دل بصورت  
طائر کی ہے اس کے ہزار بدن اور ہزار سر اور ہزار زبان ہیں کہ اللہ کی تسبیح کرتی ہیں یہ  
قلب از تو وحدت گشت پیدا نہ از مادر پدر یا شد ہویدا  
نہ از باد و نہ آتش آب خاکلی قلب نو نیست قدرت شد ز پاکی  
عجب کفار کی رسم ہے ؟

جان کہ طالب مثل شب تاریک کے اور قلب مثل آفتاب کے جب طلوع کرتا ہے صبح  
کا وہ کائنات نہیں رہتا۔ روشنائی آفتاب سے قاف سے قاف تک روشن ہے  
آئے صاحب انصاف سن۔ اللہ تعالیٰ نے دس باغ مومنوں کے دل میں پیدا کیے  
ہیں۔ اول توحید کا۔ دوم علم کا۔ تیسرا حلم کا۔ چوتھا تواضع کا۔ پانچواں سخاوت کا۔  
چھٹا توکل کا۔ ساتواں قسمت کا ہے۔ طَبَقُ الْمَرْزُوقِ اسْتَدْنُ مِنْ طَلَبِ اَجَلِهٖ -  
رزق کی طلب موت کی طلب سے زیادہ اشد ہے۔ آٹھواں سنت کا۔ نوں خوف کا۔  
دسواں رجا کا۔ حدیث ہے۔ اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ایمان در میان  
خوف اور رجا کے ہے ؟

پس شرط باغ کی یہ ہے کہ جب صبح صادق ہو۔ اس باغ میں مومن پھل تلاش کرے۔  
اور جہاں خار و خش ہو دور کرے کہ سوائے نہال اصلی وصال اور صیغہ نیک اعمال کے دوسرا  
نہ ہے۔ پس جب توحید کے باغ میں آئے شرک کا خار دور کرے اور جب علم کے باغ میں  
آئے جہل دور کرے۔ اور جب حلم کے باغ میں آئے سرکش کھودے۔ اور جب تواضع  
میں آئے کبر جدا کرے۔ اور جب سخاوت میں آئے بخل نکال ڈالے۔ اور جب توکل میں  
آئے طمع دور کرے۔ اور جب قسمت میں آئے غصہ دور کرے۔ اور جب سنت میں آئے  
بدعت دور کرے اور جب خوف رجا میں آئے بے ادبی علیحدہ کرے

ادب تا مہیست از لطف الہی بنہ بر سر بروہر جا کہ خواہی  
مہتف کہتا ہے کہ ہر روز نفیس باغ کی کیا ضرورت ہے۔ ایک مرتبہ نفس کا زراغ مار  
ڈالے کہ دل میں بخت خدا کا سونا و داغ پیدا ہو اور غرق ذات رہے سچے دل سے  
مولے کی طلب خاتمہ بالغیر کرتی ہے اور طلب مٹیا خاتمہ بالغیر  
قناعت نے لڑائی کی اور حرص کا۔ چہرہ ملائت کی خاک سے کیساں کیا۔ دوسرے



روز غضب نے توں تشنہ لیا اور دلیہ کے میدان میں قدم رکھا۔ اُس کے دُور سے خوفِ عظیم علم اور شریعت کے لشکر میں پڑا۔ اور اُس کے مقابلہ میں کوئی نہ آیا۔ آخر عہد نے اجازت چاہی اور میدانِ دلاوری میں آیا۔ عجب یہ ہے کہ جو حربہ غضب کو نہ تھا۔ ایک عضو اپنا زخمی کرتا تھا اور کام انجام کو پہنچایا کہ کسی کام میں اپنا عضو سلامت نہ دیکھا۔ بخود گر پڑا۔ اور حسرت سے جان دی۔ اور عہد نے تہنیت ہو کر مراجعت کی +

بعد ازاں جبل نے منہ کیا اور دروازہ فتح کا علم پر کھولا۔ اسی طرح ہر روز طرفین سے جنگ رہی۔ جب مدتِ حد یہ اس طرح گزری۔ ایک دن نفس نے لشکر آرہا تھا۔ علم اور شریعت بھی حاضر تھے اور مقابلہ کیا۔ بعد جدال قتال بے شمار کے شیطان نے گریز کی۔ اور نفس شریعت کی قید میں پڑا۔ اُس کو بچہ ذکر آگے شاہِ عقل کے لائے۔ شاہِ عقل نے حکم فرمایا کہ اگر کفر اور تردّد کے قصدِ دل سے مسلمان ہو تو جان بخشی کر دیں۔ ورنہ ناک کے جلا دیں گے سپرد کریں کہ اس کا کام تمام کریں۔ اور اُس کے شر سے قلب کا مینہ بچاویں پس نفس نے بدستِ غفار کے کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدًا لَا شَرِيْكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ پڑھا اور اطاعت اختیار کی +

جب یہ خبر شاہِ عقل کو پہنچی نفیس آثارہ کا خطاب نفس مطمئنہ فرمایا +  
بعد ازاں شاہِ عقل نے شرکتِ لغیاں اور بے کدورت جفا کا تختِ ہمدانیۃ الخلیف کے برقرار کیا۔ اور عدل گشتی۔ اور رعیت پروری شروع کی۔ ایک روز ملک کی راہ میں سیر کو تھا۔ دیکھا کہ ہنوز خار و خس راہِ خدا میں پڑے ہیں، حکم کیا کہ قمر کی آگ مار کر صاف کریں +

علم اور شریعت کو طلب کر کے کہا کہ ہر اہیت کے معاروں سے فرماویں کہ بعض عمارتیں کہ نفس کی بغاوت اور اُس کی ہزیمت سے ویران ہو چکے ہیں آباد کریں۔ اور طرح، ترتیب کی از سر نو ڈالیں۔ اور نہالِ جمہلیت کو آبِ احسان سے پرورش کریں۔ اور مومِ علوم کا اسی آب سے منطقی کریں۔ اور رہایا کو تسلی اور اہلِ دل کو تجلی سے نوازیں اور عمارتِ استقامت بنادیں کہ قیامت تک یادگار رہے +

علم اور شریعت نے باتِ باعِ حکمت ہدایت کے معاروں کے اتفاق سے تعمیرِ شہر کی شروع کی۔ بزاز طہارتِ البدن کے، اور صرافِ فکرِ عالم کے، اور عطارِ خوشبو

اور امان خیر الاعمال اور فادان شیریں زبان اور جو بہر معانی کے اور صباغ سرود خاتمان اور  
اخلاص کے اور فضائل، امر معروف اور نہی منکر کے طلب کر کے ہر ایک کو متعین کیا۔ اور  
منصب دیا۔ اور گنہگارین پر خطرات اور شہوات کے عفرت رکھا۔ کہ جس جگہ چور کا دل اور  
تغائب آب و گل کا ہاتھ آدھے۔ زندانِ عدم میں بھیجیں۔ لٹھوڑی مدت میں بایں قلب  
نے صفائی پائی۔ اور رواج قبول کیا +

القدس جب سلطنت شاہِ عقل کی مسلم ہوئی اور کچھ دغدغہ نہ رہا۔ ایک روز جنگل میں صحت البہ  
کے شکار کرتا تھا۔ کہ ایک شخص ژولیدہ مو آشفته رو دوسے پیدا ہوا۔ شاہ نے اُس کی ہمت  
پر تجسس کے اُس کی طرف گھوڑا چلایا اور قریب جا کر پوچھا۔ کہ اے درویش کہاں سے  
آتا ہے اور کیا نام ہے۔ کہا میرا نام قلب ہے اور ملکِ الہی سے آنا ہوں۔ بادشاہ  
نے کہا کچھ کو اس کی اطراف جو اب کی حقیقت سے آگاہ کر۔ قلب نے زبان فصیح تقریر کی۔  
کہ اُس ممالک میں ایک شہر ہے کہ اس کو لاسکان کہتے ہیں۔ اُس کا بادشاہ حسن مطلق ہے۔  
اُس کے انتہائی جمال سے کسی کو طاقت دیکھنے کی نہیں ہے۔ ہمیشہ پردے عظمت اور  
جلال کے اُس پر رہتے ہیں۔ اور اُس شہر کے عجائب و غرائب تقریر میں نہیں آسکتے۔ شاہِ عقل  
نے کہا۔ کیونکہ ملاقات نصیب ہو اور اس کا دیدار ملے۔ قلب نے کہا ممکن نہیں۔ گو عشق کے  
دوبلہ سے اُس بارگاہ کا پردہ ہے +

بادشاہ نے کہا کہ عشق سے کیونکہ ملاقات ہو۔ قلب نے کہا بہت مشکل ہے۔ جب تک  
آپ کو فانی نہ کرے اور اس راہ میں جان نہ دے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ایک بزرگ  
گھر سے نہر کے کنارے پہنچا۔ اس کا گھوڑا بھاگ گیا۔ پانی میں نہیں جاتا تھا۔ شیخ نے فرمایا۔  
کہ اُس کی آنکھیں مٹی سے بھر دو۔ فوراً گھوڑا پانی سے اُتر گیا۔ شیخ نے کہا یہ جب تک اپنے آپ  
کو دیکھتا تھا۔ نہیں گزرتا تھا +

اُس وقت شیطان نے کہا اے نفس سخت راہ پیش آتی ہے۔ کہ اُس کی موجیں غرق  
کر دیں گی۔ تو عجب کے خدو کو ریاضت کے لشکر کے مقابل مقرر کر کہ سوائے اُنکے کوئی شکست  
نہیں دے سکتا +

چنانچہ نقل ہے کہ شیخ صلح پارسا راستہ میں جاتا تھا اتفاق سے ایک فاسق اُس کو  
دیکھ کر جس نے تمام عرق و غور میں برباد کی تھی۔ شیخ صلح نے تعجب سے اُس پر نگاہ کی۔



رات دن یاد کرتے ہیں۔ اور اسی کا ارادہ رکھتے ہیں نہیں ہے تجھ پر ان کے حساب سے کچھ  
دعا کہ بچالے تو ان کو پس ہو گا غلاموں سے ۷

قدم جبرسم خاک کی نہ سرفرازی تماشا کن  
بایں پل چوں برائی آسماں در زیر پا باشد

فتح القلب مقرب القلب ہے ۷

چرا حاجت دیت آئی آیت اللہ کہ ظاہر باطن شد غرق فی اللہ  
اکثر گروہ کہ محروم ہیں ان کی شاہد دنیا کی محبت ہے۔ اور ان کا قاتل بے احوال ہے  
اس طرح بیان کرتے ہیں کہ روزہ نفل رکھنا روٹیاں بچانا ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا بیہودہ توں  
کا کام ہے۔ اور حج جہان کی میر ہے۔ اور دل ہاتھ میں لانا مردوں کا کام ہے +  
مصنف کہتا ہے معلوم ہو کہ حقیقت ان بد مذہبوں کی یہ ہے۔ کہ باطنی راہ سے  
اور ذکر سے ان کا دل بے خبر ہے۔ اور وہ ہاتھ میں لانا مشکل ہے۔ جو رات دن آپ کو  
عبودیت میں صرف نہ کرے اس پر ربوبیت کی راہ نہیں کھلتی ہے۔ روزہ نفل کھنا جان کی پاکی  
ہے اور نماز نفل اللہ کی خوشنودی اور حج سلامتی ایمان ہے +

پس جو کہ خدا کے قلعے کی عبادت سے مانع ہووے رہن شیطاں ہے +  
مصنف کہتا ہے حق ہے اور حق ہے بلکہ دل ہاتھ میں لانا غلاموں کا کام ہے اور  
کشف و کرامات نا تماموں کا کام۔ اور آپ سے فنا ہونا فنا فی اللہ عین ہونا بقا با اللہ  
کام مردوں کا ہے ۷

مانا گرد و عین تو با عین تو کے رسی با معرفت حق جستجو  
خود نمائی پر دہ خود را بین خود نمائی رفت با حق شریقتین

پس اللہ کے ذکر سے نفس اور قلب اور دوح سب پاک ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کا وعدہ  
ہے کہ پاک کی جگہ بہشت ہے اور دوزخ اس پر حرام ہے +  
اولیاء اللہ کے اور ذکر اللہ کے مراتب میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے اَکَلَتْ اُولِیَآءَ اللّٰہِ  
لَا کُفْرَ عَلَیْہِمْ وَاَکَلْہُمْ یَحْزَنُ لَوْ نَ ؟

حدیث ہے اَغْبِیْ عَلَیْکَ یَا عَلِیُّ وَ اَسْمِیْ فِی قَلْبِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اے علی  
تو انہیں بنگہ اور اپنے دل میں لا اِلَّا اللّٰہُ سمجھو ۷

لام رازوئے چو باشد ذوالفقار      قتل ساز و نفس گبر و اہل نار  
 حدیث ہے ذکر اللہ یا اَعْدُوْا الْحَشَىٰ اَفْضَلُ مِنْ حَرْبِ الشَّيْطَانِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ  
 یعنی اللہ کا ذکر صبح و شام تلوار کے حربہ سے کہ اللہ کی راہ میں ہو بہتر ہے +  
 ذکر مثل اصحابوں اور پیغمبروں کے ہیں جب ذکر مثل تلوار کے ہے کہ رات دن قتل  
 کرتا ہے کافروں کو +

حدیث قدسی ہے اِذَا ذَكَرْتَنِي شَكَرْتَنِي وَ اِذَا نَسَيْتَنِي كَفَرْتَنِي جب تو میرا  
 ذکر کرتا ہے شکر کرتا ہے۔ اور جب بھول جاتا ہے کفر کرتا ہے +  
 ہر انکو غافل اور مے یک نامت      در آدم کا فراست دودھ آزمات  
 حضوری بخش ہے پروردگارم      کہ با غائب شدہ طاقت نیام

## شرح ذکر تجلیات ذات وصفات

جان کہ حضرت موسیٰ رَآ رَبِّي اَنْظُرَ اِلَيْكَ ماں کے شکم میں آواز بلند فرماتے تھے۔  
 اور رات دن اپنا ہر دیکھا تھا۔ یہ سن کر اُن کی ماں حیرت میں آئی۔ کہ میرے شکم میں  
 کیا چیز ہے کہ آواز دیتی ہے۔ حق تعالیٰ سے الامام ہوا کہ اے مادرِ موسیٰ حیرت مت  
 کر اور بخیدہ مت ہوا اور اس کی حقیقت کسی کافر کے روبرو مت کہ، کہ تیرے شکم میں  
 موسیٰ پیغمبرِ کلیم اللہ میرا دوست اور تیرا فرزند ہے۔ پس موسیٰ کی ماں نے یہ الامام ربانی سن  
 کر حقیقت پائی اور با ادب ہوئے اور شکم میں ہنر موسیٰ کو خدا کے فضل کا پیغمبر جانا۔  
 جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے۔ مراتب پیغمبری پر پہنچے۔ اور کلیم اللہ ہوئے اور کہا  
 رَآ رَبِّي اَنْظُرَ اِلَيْكَ حضرت رب الارباب سے جواب سنائی قرآنی کہ اے موسیٰ  
 میں نے وعدہ کیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ میرے حبیب ہیں  
 کہ اول اپنا دیدار تم کو اور تمہاری امت کو دکھاؤں گا۔ پھر اور امتوں کو نصیب ہوگا۔ پھر  
 موسیٰ نے کہا رَبِّ اَرِنِي اَنْظُرَ اِلَيْكَ پھر لئی قرآنی کی آواز آئی کہ تو دنیا میں مجھ کو نہیں دیکھ  
 سکتا اور تجھ میں طاقت دیکھنے کی نہیں ہے +

موسیٰ نے کہا میں دیدہ رکھتا ہوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ وہ گمان نہ ترا داکر۔  
 اور طور پر ادب سے بیٹھ اور خبردار رہ۔ موسیٰ نے یوں ہی کیا۔ پس حق تعالیٰ نے

ایک ذرہ انوار تجلی صفاتی کے مثل سرسوزن کے ہزار پردہ آہنی میں لپیٹ کر موسیٰ کی طرف ڈال دیا وہ طور پر پڑی۔ اور تجلی صفات کی موسیٰ طاقت نہ لائے اور بیہوش ہو کر تین دن رات پڑے۔ جب ہوش میں آئے کہا سُبْحَانَكَ رَبِّكَ رَبَّنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ پھر موسیٰ جس پر نظر ڈالتے وہ شے جلجلیاتی تھی۔ برقعہ منہ پر ڈالا تاکہ دوسرے نہ جلیں۔

بہاؤ قتل کن فرعون نفس غلیظ ۱ اس مرتبے بود موسیٰ زنی درویش

پھر موسیٰ نے برقعہ روئین پہنا دیا بھی نظر سے خاک بیاہ ہو گیا۔ پھر بارگاہ ایزدی میں عرض کی کہ اے پروردگار کیا کروں مجھ کو؟ اے موسیٰ فقیر زندہ دلوں کی گدڑی کا ٹکڑا لے اس کا برقعہ بناؤ اور منہ پر ڈال۔ حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا اس سے اثر سے ہر چہ کہ قبر کی بھی نظر کئے کوئی نہ چلتا۔ حضرت موسیٰ نے کہا۔ خداوند اس برقعہ میں درویشوں کے کیا حکمت ہے کہ میری نظر قبر سے بھی نہیں جلتے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اے موسیٰ یہ درویش سوائے اللہ کے کچھ طلب نہیں رکھتے، اور طالب موسیٰ سب پر غالب ہے۔

پس سن اے درویش روشن ضمیر کہ درویش وہ ہے کہ مرتبہ اِنَّ اللہَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رکھتا ہے۔

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ ایک ذرہ میرے نور کی تجلی سے بخود ہو گیا۔ اور طاقت نہ لایا۔ اُمتِ پیغمبرِ آخر الزماں میں درویش ولی اللہ ایسے پیدا ہونگے کہ ستر ہزار تجلی رحمتِ نظرِ جمالیّت سے اُن کے دل پر ہر لحظہ اور ہر ساعت نازل کروں گا اور بخود نہ ہونگے۔ اور مسک میں نہ پڑینگے۔

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اُمتِ محمد رسول اللہ کا ایسا حوصلہ و سرچ ہو گا۔ کہ ہر رات دن فریاد میں آویسے۔ اور کہینگے۔ اے خداوند انور اپنا زیادہ کر اَنَا الْمُشْتَاقُ اُرِدْنِي كَمَا كُنْتُ بَلْکہ قبر اور اُن کی خاک بھی دیدار کی طلب کریگی۔

اے عزیزِ جان کہ یدِ نبیؐ اور عصا موسیٰؑ اور صیرا قیوب اور شوقِ جبرئیل اور قربانیِ نبیؐ اور عیسیٰؑ اور خاتمِ سلیمان اور آئینہ اسکندر اور خلقِ تحفی بلکہ کوہِ نبیؐ یہ سب اللہ کی نام کی برکت سے اور اُس کے نور کی تجلیات سے کہ اُن کا مجموعہ فقرِ محمدؐ سے ہے، حدیثِ عَلَمَاءُ اُتْمٰی خَيْرٌ مِنْ اَنْبِیَاءٍ بَعِیْ اِسْرَآئِیْلَ واقع ہے۔

علماء ظاہر اور باطنِ خیرِ کامل کہتے ہیں۔ اور نشانِ کمالیّت کا یہ ہے کہ تصرف ظاہری اور

باطنی کم نہ ہوشل دریاے عمیق کے اور آفتاب فیض کا اور باران اللہ کی رحمت کا ہر وقت جاری ہے  
عارفوں کے کان میں آت کی آواز ہر وقت ہے۔ اور انکی نظریں دنیا برباد ہے۔ فقیر ہر وقت  
حق سے شاد ہیں اور باطن ان کا معمور ہے

جان بچاناں بدہ لے جان من عارفاں ابس بوداں یک سخن  
جان کیا ہے اور جاناں کیا ہے۔ توفیق الہی ہے۔ اور جن میں سیرت حسن پرستی اور خطو  
خال ساقی مطرب کی ہے ان پر لعنت ہے۔ طالب خدا کا خاتمہ بالخیر ہے لا الہ الا اللہ محمد  
رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وَآٰتِبَآئِہٖ وَآٰہِلِ بَیْتِہٖ وَ  
ذُرِّیَّتِہٖ وَآَمَّتِہٖ اٰمِنِیْنَ یَرْحَمُکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؕ

## شجرہ شریف

سلطان العارفین و برہان الوصلین والعاشقین فنا فی ہُو حضرت سلطان ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

پس از حمد خدا و نعمت احمد	نثار آل و اصحاب محمد
بنظم آرم عجب ایں شجرہ پاک	کہ بخش در زمین شاخس برافلاک
ز ختم انبیاء شاہ لولاک	لباس فقر پوشیدہ علی پاک
حسن بصری ز دست شاہ پوشید	لباس فقر تماشند چون مرعید
حبیب عجمی آل مقبول در گاہ	حسن کردش ز راہ فقر و گاہ
ازاں پس بیہودہ او دطائی	ازاں معرف کس خی بیاری
ازاں پس صری منقطی بارشاد	مرید او بود جنید بغداد
ازاں پس شیخ نشانی پر دین است	قنائے ذات حق باو یقین است
ازاں پس عبد واحد انقیدل	ازاں پس یوسف طوطوس کامل
علی ہنکاری یوسف را برداست	ازاں پس پر کامل یوسف است
ازاں پس پر پران شیخ مطلق	محمی الدین بدای مقبول بر حق
بعبد اللہ احد است آل شریف	ثنائے پاک او در لوح مسطور
خدا کوہ شہ عالی لوارش	سر راویا در تیر پا شش

ازان پس عبد جبار است کامل	ازان پس عبد ذوق است طایل
ازان پس نجم الدین شیخ محمد	ازان پس صادق محمد
ازان پس پیر کامل عید ستار	ازان پس سید عبد قاسم است بیار
بود او در میر هر جن و انساں	ازان پس سید عبد الباقاواں
ازان پس سید الرحمن بن بل است	ازان پس سید عبد الجلیل است
کمال کامل و عارف کماهی	ازان پس واقف سر الهی
سراج الوصلین سلطان باهو	سودا است خدا کرد از همه او
که نقش غیر کرد از لوح دل حک	ازان تود محمد پیر بیشک
دل پاک از بهر غل و غمش بود	غلام شایه محمد اهل دل بود
چراغ العاشقین سلطان یوسف	ازان پس کامل لایسان و الدین
محمد یاز نام این غلام است	محمد شد کنون نظم تمام است

## ایضاً شجره

سید الله الرحمن الرحیم	پیشکش سرا با هو و در جهان پس بود شانی
جلیل و بقاء ستار و فتح نجم الدین یحیی	و گویا روز اقامه همیشه شانی و دانی
شفیع غوث کاهنم و سید نجم الدین کافی	دل بوالعزم هم واحد و ثقیل را شانی
جلیل و مستطی صمد و داد و حبیب محمد	حسن هم جید سر حضرت محمد شانی و دانی
رحم کن حق بمرت شان بجز تو نیست یا معانی	

## تمت بحسب

یہ کتاب حسب رابطہ و جبری شدہ ہے



اس ترجمہ کے کتاب

اصلی کامل التبصیر ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ

# خواب نامہ کلال سے کامل البیان

تبصیر خواب نبی علیہم السلام کے معمول اور علوم کا ایک جزو لاینفک تھا۔ اسلام سے قبل اور بعد بیسیوں کتابیں اس موضوع پر تصنیف ہو چکی تھیں موجودہ زمانے میں بھی اس چیز کی ضرورت مانگ اور ضرورت تھی اس کے اندازہ حالات حاضرہ اور تواریخ گذشتہ سے ہو سکتا ہے۔ شاہان سلف کے درباروں میں سبروں کی خاص طور پر عزت اور وقعت کی جاتی تھی۔ سابقہ جملہ تصنیف شدہ کتابیں اپنے وسعت کے باوجود اس ضرورت کو پورا کرنے سے قاصر تھیں کیا ہے حضرت علامہ ابو الفضل حسنین بن ابی اھیدہ نقلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سلطان تحت شہنشاہ قزلباش ارسلان کے ارشاد پر حضرت دانیال علیہ السلام کے ارشادات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، حضرت محمد ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جابر مغربی، ابو ابراہیم کرمانی اور حضرت ابراہیم بن اشعث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تصنیفات و تالیفات سے مستفاد کر کے یہ مجموعہ فارسی زبان میں مرتب فرمایا۔ جو کہ مکمل ہونے کے باوجود نامکمل تھا۔ اگر اس کا صرف ترجمہ ہی کر کے پیش کر دیا جاتا۔ جیسا کہ بعض اصحاب نے کیا ہے تو اس کی کیا ضرورت تھی۔ مگر اس ترجمہ میں فاضل مترجم نے نہایت محنت سے مندرجہ ذیل ابواب کا اضافہ کر کے اصل کتاب کو چار چاند لگا کر حق ترجمہ ادا کیا۔

دیباچہ کتاب جس میں علم تبصیر خواب پر نہایت شرح و بسط سے بحث کی گئی ہے۔ مصنف کی سوداگرمی تواریخ صحیحہ سے۔ ثبوت تبصیر خواب قرآن و احادیث سے اقسام خواب و ارج و اوقات خواب۔ کامل و مکمل خواب دیکھنے کا طریقہ روایت اور دو فارسی نام فہرست اقسام خواب اس طریق سے روایت اور درج کی ہے۔ کہ آپ نے اس سے پہلے کبھی دیکھی اور نہ سنی ہوگی سابقہ تمام خواب ناموں کو اگر ایک جگہ رکھ کر مقابلہ کیا جائے۔ تو پھر بھی تمام خواب نامے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے عبارت سلیس اور عام فہم۔ حجم ۵۶ صفحات بشرق زمین کا نقدی قیمت قسم اول تین روپے (۳) قیمت قسم دوم ڈھائی روپے (۲) (۱) المشتہر۔ اللہ والے کی قوی دکان کشمیری بازار لاہور

مُكْتَمَلٌ جَمُوعَةٌ مَحَبَّتِ

# تعویذات و عملیات صوفیہ

یعنی

## معدن البرکات فی اعمال الصالحات

یہ کتاب لیسہ شریف خاں حضرت محمد عبدالرحمن خان صاحب عرف محمد آزاد بخت صاحب  
چشتی قادری مدظلہ العالی کی ہے۔ اس کتاب مستطاب میں خان صاحب نے اپنے ۴۴ اجربات تیر  
بہدف نقش اور ۲۰ مودہ عملیات مثلاً حُب بغض، کشائش رزق، کشائش تہمت ظاہری و باطنی،  
نظر بد، گر بخت، آسیب جن وغیرہ، اگر بچہ اطفال، ہول، استقرا حمل، دورہ وغیرہ اور کلام شریف  
شریف کی اکثر سورتوں کے قواعد مثلاً خاص فضائل بسم اللہ، قواعد سورہ فاتحہ، قواعد آیہ اکرسی  
قواعد فاتحہ سورہ محشر، قواعد سورہ یسین، قواعد سورہ مزمل وغیرہ، نیز اعداد و ابجد اسمائے  
کواکب، سعد و نحس کواکب، نقشہ ساعت کواکب، طریقہ خانہ پری نقش کے علاوہ ختم غوجان ختم  
غوثیہ، ختم چشتیہ، ختم عالمگیر، صلوة التسلیم، صلوة حفظ امان، صلوة ادابین، صلوة العاشقین  
صلوة الحاجت، صلوة القلب، صلوة الاسرار، صلوة الاستخارہ، استخارہ غوثیہ و صبح و شام  
کتاب کے ہر باب مفید بنا دیا ہے اور لطفیہ کہ تمام عملیات و تعویذات شریعت غرا کی پابندی کے  
ساتھ ہیں۔ آیات قرآنی و احادیث صحیحہ کی اجازت کے ماتحت ہیں۔ خان صاحب نے یہ  
ایک بڑا خزانہ بھر دیا ہے جس میں آپ کو ہر شے ملے گی۔ کتاب نے انکی تعریف جس قدر بھی کی جائے  
کیونکہ اس کے مؤلف خود مستدین و متشرع عالم ہیں۔ انھوں نے کھد فروخت ہو ہی ہے جس  
نے بھی دیکھا۔ فرضی نقشوں اور مودہ تعویذات سے نفرت اور توبہ کی۔ نہایت اعلیٰ قسم  
کے کاغذ پر بڑی خوبی اور خوش اسلوبی سے طبع کی گئی ہے لطفیہ کہ ہر چار سلاسل کے  
لئے یکساں مفید ہے غرض یہ ایک بینظیر چیز ہے قیمت صرف ایک روپیہ ۲۲ اتنے (علم)

عَلَّمَہُ اللہ مالے کی قومی دکان ملک حسن الدین گنج زئی نقشبندی محی دی  
تاجر کتب فی۔ بازار کشمیری لاہور

جس کتاب پر دکان کی مہر ثبت نہ ہوگی وہ مال مسروقہ تصور ہوگی